موضوعات کبیر

مترجم اردو

مصنف

ملا علی قاری حنفیؒ

محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب
قرآن محل اردو بازار کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موضوعاتِ کبیر

مترجم اردو

مصنف :- ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم :- مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی کاندھلوی

باہتمام :- محمد سعید اینڈ سنز

(ناشر)

قرآن محل، اردو بازار، کراچی

عرض ناشر!

ملا علی قاری کی شخصیت علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں احادیث کے پرکھنے اور جرح وتعدیل میں ان کے کارنامے سند کی حیثیت رکھتے ہیں علم حدیث کی تاریخ سے جو لوگ واقف ہیں ان سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ بدخواہاں ملّت نے وضع احادیث کا فتنہ کھڑا کردیا۔ یعنی بہت سے اقوال وافعال کا انتساب نبی کریم ﷺ کی طرف کردیا کہ آپ نے یہ کیا یا یہ فرمایا۔ اس طریقہ کار کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ حضور کریم ﷺ کی سیرت طیبہ جو دراصل قرآن پاک کی عملی تفسیر ہے بالکلیہ مسخ ہوکر رہ جاتی اگر اس فتنہ کا مقابلہ کرنے والے علماء وجود میں نہ آتے چونکہ اللہ تعالیٰ کو اس ناسخِ ادیان دین کو قیامت تک باقی رکھنا تھا اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ اس فتنہ کا مقابلہ کرنے والے علماء بھی موجود رہے ہیں جنہوں نے کھرا اور کھوٹا الگ کردکھایا۔ موضوع غیر موضوع، اصلی اور نقلی کا فرق ظاہر کردیا۔

امت مسلمہ کی گردنیں ان کے احسان کے بوجھ سے گرانبار ہیں۔ اگر یہ حضرات میدان میں نہ آتے تو احادیث کی حیثیت اساطیر الاولین سے زیادہ نہ ہوتی۔ اور یہ ان ہی بزرگوں کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ کھوٹے سکے اس بازار میں رائج نہ ہوسکے۔

ان خدمات کی داستان بہت لمبی ہے۔ اور اس کا سلسلہ نہایت طویل ہے۔

ملا علی قاری کی پیش نظر کتاب موضوعات کبیر مترجم اس سلسلہ کی آخری کڑی ہے۔
اس کی اہمیت کا تقاضہ تھا کہ اردو دان اصحاب بھی اس سے مستفید ہوں چنانچہ اسی
عرض کے پیش نظر اصل کتاب مع ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔
امید ہے کہ قارئین میری اس کوشش کو بنظر استحسان دیکھیں گے۔

طالب دعا

عبدالاحد سعید عفی عنہ

تقریظ مولانا محمد مالک صاحب کاندھلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

امابعد! ائمہ محدثین حنفیہ میں ملا علی قاری رحمہ اللہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ حدیث اور شروح حدیث میں شیخ موصوف کا گراں قدر ذخیرہ اہل علم کا بہترین سرمایہ ہے۔

پیش نظر کتاب ''موضوعات کبیر ملا علی قاریؒ''، اپنی موضوع میں نہایت ہی عظیم المرتبت کتاب ہے۔ کہ جس میں احادیث موضوعہ کو جمع کر کے امت کو ان کے فتنہ اور ضرر رساں اثرات سے محفوظ و مامون کر دیا۔

اس کتاب کا اردو ترجمہ امت مسلمہ پر بہت بڑا احسان ہے چونکہ عامۃ المسلمین اصل کتاب سے مستفیض نہیں ہو سکتے۔ اور ان کو احادیث صحیحہ وغیر صحیحہ کا امتیاز مشکل ہے۔ اس لئے اس ترجمہ کا مطالعہ امید ہے کہ ان میں اس امتیاز کی صلاحیت پیدا کر سکے گا۔

الحمد للہ کہ برادرم محترم مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کاندھلوی نے اپنے ترجمہ سے اس ضرورت کو پورا فرما دیا۔ ناچیز نے متعدد مقامات سے ترجمہ کا مطالعہ کیا۔ ترجمہ مستند نہایت سلیس ہے۔ اور اس کے ساتھ مختلف موقعوں پر

مترجم موصوف نے فوائد کے اضافے سے کتاب کی افادیت کو بڑھانے کے ساتھ ان اشارات کو بھی واضح کردیا جو اصل کتاب میں صرف رمز کے درجہ میں تھے۔اور بعض ان احادیث کی وجوہ صحت واعتبار کو بھی مستند حوالوں کے ساتھ جمع کردیا۔کہ جن کو مصنفؒ نے بے اصل قرار دیا تھا۔

حق تعالےٰ ترجمہ ہذا مقبول ونافع بنائے۔آمین یارب العالمین

بندہ ناچیز

مولانا محمد مالک غفرلہ کاندھلوی

خادم حدیث دارالعلوم الاسلامیہ اشرفیہ (لاہور)

تقریظ مولانا لطافت الرحمٰن صاحب

نحمده وبه التكلان ۔ وهو خير من اعان ۔ ونصلّی على افصح فصحاء عدنان ۔ وابلغ بلغاء قحطان ۔ سيدنا محمد خاتم الانبياء ۔ التارك فينا القمر الملته البيضاء التى ليلها ونهارها سواء ۔

امابعد! یہ درست ہے کہ ملت مسلمہ میں نظریاتی اور تخیلاتی انتشار وتفریق کا سلسلہ چل رہا ہے مگر اس اختلاف وتخرب کے ہوتے ہوئے اس بات پر پوری امت کا اتفاق ہے کہ قرآن وحدیث دین اسلام کے اصل الاصول ہیں ۔ (اِلَّامَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ) اب ظاہر ہے ۔ کہ قرآن کی حفاظت کا وعدہ تو خود خدا نے فرمایا ہے ۔ چنانچہ فرمایا گیا ۔ (نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون)

البتہ احادیث رسول میں دجل وتلبیس کا سلسلہ کافی حد تک چل سکتا ہے ۔ اور مخالفین اسلام نے اس قبیح سلسلہ کو چلایا ہے ۔ مختلف متنوع حالات میں لوگوں کے اقوال کو احادیث ظاہر کیا گیا ہے ۔ جس کی وجہ سے احادیث صحیحہ کے ذخیرے کا تحفظ ضروری ٹھہرا ہے ۔

موضوع اور غلط احادیث کے سلسلہ میں علمار امت میں سے علامہ ابن جوزی امام احمد ابن حنبل ۔ امام نودی، علامہ ابن حجر عسقلانی وغیرہ محدثین نے سب سے زیادہ خدمت کی ہے ۔ اور انہیں حضرات میں سے ایک ملا علی قاریؒ ہیں جنہوں

نے اس موضوع میں "الموضوعات الکبیر،، کتاب لکھی ہے ملاعلی قاریؒ موضوعات کی یہ کتاب ایک درگراں مایہ ہے حالات کا تقاضا تھا۔ کہ اس کتاب کا ترجمہ اردو میں کیا جائے جزائے خیر دے اللہ برادرم محترم مولانا حافظ حبیب الرحمٰن صاحب کاندھلوی کو کہ انہوں نے اس کتاب کا ترجمہ صاف اور سلیس اردو میں کیا۔ ترجمہ کا مسودہ اور اصل کتاب میرے سامنے ہیں جی چاہتا ہے۔ کہ بار بار دیکھوں اور غور سے دیکھوں مگر ــــ

ماکل مایتمنی المرء یدرکه تجری الریاح بمالا تشتھی السفن

چنانچہ درس و اُسباق کے ہجوم اور کثرت مشاغل کی وجہ سے یہ تمنا تو پوری نہ ہوئی لیکن چند مختلف مواضع کو دیکھا۔ اور بعض مقامات میں اصل کتاب اور ترجمہ کا مقابلہ بھی کیا ماشاءاللہ بہت خوب اور موزوں ہے۔

اس احقر کی حقیر دعائیں مولانا صاحب موصوف کے ہمراہ ہیں حق تعالےٰ ان کو مزید ہمت وقوت دے تاکہ ان کے علم وقلم سے علمی دنیا کو زیادہ تر فائدہ ہو۔

وصلی اللہ تعالےٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

المذنب الخاطی الحیران

محمد لطافت الرحمٰن اسوادی کان اللہ لہ

استاذ دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈوالہ یار

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ الْقَدِیْمَ وَبَیَّنَهٗ بِالْاَحَادِیْثِ الثَّابِتَةِ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ۔ بِنَقْلِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِیْنَ وَاَتْبَاعِهِمْ مِنْ اَئِمَّةِ الدِّیْنِ الْمُجْتَهِدِیْنَ فِی الطَّرِیْقِ الْقَوِیْمِ۔ وَصَلَّی اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلَیْهِ وَشَرَّفَ وَکَرَّمَ لَدَیْهِ وَعَظَّمَ مَنْ اَنْتَسَبَ اِلَیْهِ۔

تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کیلئے خاص ہیں جس نے قرآن عظیم کو جو قدیم ہے نازل فرمایا اور احادیث کے ذریعے اسے نبی کریم ﷺ پر واضح فرمایا جو صحابہ تابعین اور تبع تابعین میں سے آئمہ مجتہدین کے ذریعہ صحیح طور پر نقل ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے جو اللہ کے نزدیک صاحب شرف وکرم اور آپ کی نسبت اس ذات کبریار کی جانب بہت عظیم ہے۔

اَمَّا بَعْدُ! فَیَقُوْلُ خَادِمُ الْکَلَامِ الْقَدِیْمِ وَلَازِمُ الْحَدِیْثِ الْقَوِیْمِ عَلِیُّ بْنُ سُلْطَانَ مُحَمَّدٍ الْقَارِیُّ الرَّاجِیْ عَفْوَ رَبِّهِ الْبَارِیْ اَنَّ کَلَامَ اللّٰهِ مَحْفُوْظٌ بِفَضْلِهٖ وَکَرَمِهٖ عَنِ الْخَطَاءِ

امابعد! یہ خادم کلام قدیم اور حدیث صحیح کو اختیار کرنے والا علیؒ بن سلطان محمد القاری جو اللہ تعالیٰ سے اس کے عفو کا امید دار ہے کہتا ہے کہ کلام اللہ اس کے فضل وکرم سے ہر خطاء سے محفوظ ہے چاہے وہ ایک نقطہ میں ہو یا رسم الخط میں۔

اور یہ حفاظت اس کے فرمان کے ذریعہ ثابت ہے "انا

فِی نُقْطِہٖ وَکَلِمِہٖ فِی رَسْمِہٖ وَذٰلِكَ لِقَوْلِہٖ سُبْحَانَہٗ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ وَقَدْ اُقِیْمَ بِحِفْظِہٖ جَمْعٌ مُحَافِظُوْنَ مَعَ بُعْدِ الْعَرْفَیْنِ عَنْ زَمَانِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِلٰی یَوْمِنَا وَھٰذَا مُتَجَاوِزٌ عَنِ الْاَلْفِ مِنَ الْھِجْرَۃِ اِلٰی مَدِیْنَۃِ الْاِسْلَامِ لٰکِنَّ الْاَحَادِیْثَ الْمُبَیِّنَۃَ لِلْاَحْکَامِ صَارَتْ ظَنِّیَّۃً عِنْدَ الْاِمَامِ لِاَجْلِ بُعْدِ الْاَیَّامِ فَاِذَنْ اُوْقِعَتْ اَحَادِیْثُ مَوْضُوْعَۃٌ بَیْنَ الْعَوَامِ لٰکِنَّ الْعُلَمَاءَ الْاَعْلَامَ قَامُوْا بِحَقِّ الْقِیَامِ وَمَیَّزُوْا بَیْنَ الصَّحِیْحِ وَالسَّقِیْمِ وَالْحَسَنِ وَالضَّعِیْفِ وَالْمَرْفُوْعِ وَالْمَوْقُوْفِ وَالْمَقْطُوْعِ وَالْمَوْضُوْعِ ٭

نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون،، ہم نے ہی ذکر اتارا ہے۔ اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں، اور ایک جماعت اس کی حفاظت کے لئے قائم کر دی گئی اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مدت مدید گذر گئی۔ لیکن یہ جماعت آج تک قائم ہے۔ اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ کی جانب ہجرت کو ایک ہزار سال سے زائد گذر چکے۔ لیکن احادیث رسول جو احکام کو ظاہر کرنے والی ہیں۔ بعد زمانہ کے باعث ظنی ہو گئی ہیں۔ اور اسی باعث عوام میں موضوع احادیث عام ہو گئیں۔ لیکن علماء حقہ، حق کو قائم کرنے کے لئے کھڑے ہوئے اور انہوں نے صحیح۔ سقیم۔ حسن ضعیف۔ مرفوع۔ موقوف مقطوع اور موضوع کو جدا جدا بیان کیا۔

فَقَدْ رَوَى الْحَافِظُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا أَنَّ لِلّٰهِ عِنْدَ كُلِّ بِدْعَةٍ كِيْدَ بِهَا الْإِسْلَامُ وَلِيًّا مِنْ أَوْلِيَائِهِ يَذُبُّ عَنْ دِيْنِهِ وَيَنْفِيْ مَا وَضَعَ بَعْضُ أَعْدَائِهِ ثُمَّ مِمَّا تَوَاتَرَ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَعْنًى وَكَادَ أَنْ يَتَوَاتَرَ مَبْنًى مِمَّا أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ وَالْحَاكِمُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا وَلِلتِّرْمِذِيِّ وَالنَّسَائِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ وَالدَّارَقُطْنِيِّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّهُ لَيَمْنَعُنِيْ أَنْ أُحَدِّثَكُمْ حَدِيْثًا كَثِيْرًا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

حافظ ابو نعیمؒ نے اپنی حلیہ میں ابو ہریرہؓ سے ایک روایت مرفوعاً نقل کی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہر اس بدعت کے اظہار کے وقت جس کے ذریعہ اسلام میں مکر کیا جاتا ہو۔ اپنے اولیاء میں سے ایک ولی متعین کرتا ہے۔ جو اس کے دین کی مدافعت کرتا ہے۔ اور ان چیزوں کو وہ رد کرتا ہے۔ جو بعض دشمنان خدا نے وضع کی ہیں۔ اور اسی معنی کی روایتیں حضورؐ سے مرفوعاً مروی ہیں۔ اور وہ حدیث بھی متواتراً مروی ہے۔ کہ جو شیخین بخاریؒ و مسلمؒ اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں تلاش کرے۔ نیز بخاریؒ و مسلمؒ۔ ترمذیؒ و نسائیؒ اور ابن ماجہؒ و دار قطنیؒ کی روایت میں، حضرت انسؓ سے یہ مروی ہے۔ کہ مجھے جو شے کثرت سے حدیثیں بیان کرنے سے روکتی ہے

اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَعَمَّدَ عَلَیَّ کَذِبًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ وَلَھُمْ اَیْضًا عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَکْذِبُوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ فَلْیَلِجِ النَّارَ وَلِلشَّیْخَیْنِ وَالتِّرْمِذِیِّ عَنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ کَذِبًا عَلَیَّ لَیْسَ کَکَذِبٍ عَلٰی اَحَدٍ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔

وہ حضورؐ کا یہ فرمان ہے کہ جو مجھ پر جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں تلاش کرے۔ اور ان تمام محدثین نے حضرت علیؓ سے بھی یہ روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ پر جھوٹ نہ بولو۔ کیونکہ جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے گا۔ وہ دوزخ میں داخل ہوگا شیخینؒ اور ترمذیؒ نے مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں نے حضورؐ سے سنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا مجھ پر جھوٹ بولنا اوروں پر جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے۔ جو مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں تلاش کرنا چاہیئے۔

وَلِلْبُخَارِیِّ وَاَبِیْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیِّ وَابْنِ مَاجَۃَ وَالدَّارَقُطْنِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ قُلْتُ لِلزُّبَیْرِ اِنِّیْ لَا اَسْمَعُکَ

بخاریؒ۔ ابوداؤدؒ۔ نسائیؒ۔ ابن ماجہؒ اور دارقطنیؒ نے عبداللہ بن زبیرؒ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اپنے والد سے عرض کیا۔ کہ کیا

نُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ كَمَا يُحَدِّثُ فُلَانٌ وَفُلَانٌ قَالَ اَمَا اِنِّيْ لَمْ اُفَارِقْهُ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ زَادَ الدَّارَقُطْنِيُّ وَاللهِ مَا قَالَ مُتَعَمِّدًا وَاَنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ مُتَعَمِّدًا ۔

وجہ ہے۔ جو میں آپ کو حضورؐ سے روایات کرتے نہیں سنتا۔ جیسے فلاں فلاں لوگ روایت کرتے ہیں حضرت زبیرؓ نے فرمایا جب سے میں اسلام لایا کبھی آپ سے جدا نہیں ہوا لیکن میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے۔ کہ جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے دارقطنیؒ میں راوی کے اتنے الفاظ اور زیادہ ہیں کہ حضورؐ نے متعمداً نہیں فرمایا اور تم متعمداً کی شرط لگاتے ہو۔

وَلِلْبُخَارِيِّ وَالدَّارَقُطْنِيِّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ يَّقُلْ عَلَيَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَلِلْبُخَارِيِّ وَالتِّرْمِذِيِّ وَالدَّارَقُطْنِيِّ وَالْحَاكِمِ فِي الْمَدْخَلِ عَنِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَدِّثُوْا عَنِّيْ وَلَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ

بخاریؒ اور دارقطنیؒ میں سلمہ بن الاکوعؓ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔ بخاریؒ، ترمذیؒ، دارقطنیؒ اور حاکم نے اپنے مدخل میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مجھ سے حدیث بیان کرو۔ لیکن مجھ پر جھوٹ نہ بولو۔ جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ

مِنَ النَّارِ ۔

میں بنانا چاہیئے ۔

وَلِاَحْمَدَ وَالدَّارِمِيِّ وَالتِّرْمِذِيِّ وَصَحَّحَهُ عَنْ ابْنِ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

احمدؒ۔ دارمیؒ۔ ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے (ترمذیؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے)

وَلِاَحْمَدَ وَالدَّارِمِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رض قَالَ سَمِعْتُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُوْلُ عَلٰى هٰذَا الْمِنْبَرِ اِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَدِيْثِ عَنِّيْ فَمَنْ قَالَ عَلَيَّ فَلَا يَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا وَصِدْقًا وَمَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔

احمدؒ۔ دارمیؒ۔ ابن ماجہؒ نے ابو قتادہ سے روایت کیا ہے۔ کہ میں نے حضورؐ کو اس منبر پر فرماتے سنا ہے۔ مجھ سے زیادہ حدیثیں روایتیں کرنے سے احتراز کرو۔ جو شخص میری جانب کسی بات کی نسبت کرے اسے حق اور سچ کے علاوہ کچھ نہ کہنا چاہیئے۔ اور جو شخص مجھ سے ایسی بات منسوب کرے جو میں نے نہیں کہی۔ اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیئے ۔

وَلِابْنِ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔

ابن ماجہؒ میں ابو سعیدؓ خدری سے مرفوعاً مروی ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اُسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیئے ۔

وَلِمُسْلِمٍ وَالتِّرْمِذِيِّ	مسلم رح - ترمذی رح اور نسائی رح نے ابو سعید رض
وَالنَّسَائِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ	سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ مجھ سے سوائے
مَرْفُوْعًا لَا تَكْتُبُوْا عَنِّيْ شَيْئًا	قرآن کے کچھ نہ لکھو۔ اور جس نے سوائے قرآن
سِوَى الْقُرْآنِ فَمَنْ كَتَبَ	کے کوئی شے لکھ رکھی ہے اسے چاہیئے کہ اس
عَنِّيْ شَيْئًا غَيْرَ الْقُرْآنِ	تحریر کو مٹا دے۔ بنو اسرائیل سے روایتیں
فَلْيَمْحُهُ وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِيْ	بیان کرو اس میں کوئی حرج نہیں مجھ سے
إِسْرَائِيْلَ وَلَا حَرَجَ وَحَدِّثُوْا	بھی حدیثیں روایت کرو۔ لیکن مجھ
عَنِّيْ وَلَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَمَنْ	پر جھوٹ نہ بولو۔ جو شخص مجھ پر جان کر
كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ	جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ
مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔	میں بنا لینا چاہیئے ۔
وَلِأَبِيْ يَعْلَى وَالْعُقَيْلِيِّ	ابو یعلی رح - عقیلی رح - اور طبرانی رح
وَالطَّبَرَانِيِّ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ	نے اوسط میں ابو بکر صدیق رضی اللہ
أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ	تعالٰے عنہ سے مرفوعاً روایت کیا
اللهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا مَنْ كَذَبَ	ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ
عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا أَوْ رَدَّ شَيْئًا	بولے۔ یا جس شے کا میں نے حکم کیا ہے اس
أَمَرْتُ بِهِ فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتًا فِيْ	کا رد کرے۔ اسے اپنا گھر جہنم میں بنا
جَهَنَّمَ ۔	لینا چاہیئے ۔
وَلِأَحْمَدَ وَأَبِيْ يَعْلَى	احمد رح اور ابو یعلے رح نے حضرت
عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ	عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت

مَرْفُوْعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَهُوَ فِي النَّارِ۔

کیا ہے۔ جو مجھ پر جھوٹ بولے وہ دوزخ میں ہے۔

وَلِأَحْمَدَ وَالْبَزَّارِ وَأَبِي يَعْلَى وَالدَّارَقُطْنِيِّ وَالْحَاكِمِ فِي الْمَدْخَلِ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مَا يَمْنَعُنِيْ أَنْ أُحَدِّثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا أَكُوْنَ أَوْعَى أَصْحَابِهِ عَنْهُ وَلٰكِنِّيْ أَشْهَدُ لَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَنْ قَالَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتًا فِي النَّارِ۔

احمد رح۔ بزار رح۔ ابو یعلی رح دار قطنی رح اور حاکم رح نے مدخل میں حضرت عثمان رض رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرمایا کرتے مجھے حضور سے حدیثیں بیان کرنے سے کوئی شے نہیں روکتی۔ سوائے اس کے کہ میں آپ کے صحابہ میں آپ سے روایت کرنے میں زیادہ محفوظ رکھنے والا نہ ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ جو مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا گھر دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

وَلِأَبِي يَعْلَى وَالطَّبْرَانِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ مَرْفُوْعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

ابو یعلی رح اور طبرانی نے طلحہ رض بن عبید اللہ رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

وَلِلْبَزَّارِ وَأَبِي يَعْلَى

بزار رح۔ ابو یعلی رح۔ دار قطنی اور حاکم

وَالدَّارَقُطْنِيِّ وَالْحَاكِمِ فِي الْمَدْخَلِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

دار قطنیؒ اور حاکمؒ نے مدخل میں سعیدؓ بن زید بن عمرو بن نفیل سے روایت کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ پر جھوٹ بولنا اوروں پر جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے۔ جو مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالینا چاہیئے۔

وَلِأَحْمَدَ وَهَنَّادِ بْنِ السَّرِيِّ فِي الزُّهْدِ وَالْبَزَّارِ وَالطَّبْرَانِيِّ وَالْحَاكِمِ فِي الْمَدْخَلِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا إِنَّ الَّذِي يَكْذِبُ عَلَيَّ يُبْنَى لَهُ بَيْتٌ فِي النَّارِ۔

احمدؒ اور ہنادؒ بن السری نے اپنی کتاب الزہد میں۔ بزارؒ طبرانی اور حاکمؒ نے اپنی مدخل میں عبد اللہؓ بن عمرؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ جو شخص مجھ پر جھوٹ بولتا ہے اس کے لئے دوزخ میں ایک گھر بنایا جائے گا۔

وَلِأَحْمَدَ وَالْحَارِثِ بْنِ أَبِي أُسَامَةَ فِي مُسْنَدِهِ وَالطَّبْرَانِيِّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مَرْفُوْعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

احمدؒ۔ حارثؒ بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں اور طبرانیؒ نے معاویہؓ بن ابی سفیانؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

وَلِاَحْمَدَ وَالْبَزَّارِ وَ	احمدؒ۔ بزارؒ۔ ابو یعلیؒ اور طبرانیؒ نے
اَبِیْ یَعْلٰی وَالطَّبْرَانِیِّ عَنْ خَالِدِ	خالدؓ بن عرفطہ سے مرفوعاً روایت کیا
بْنِ عُرْفُطَةَ مَرْفُوْعًا مَنْ كَذَبَ	ہے۔ جو مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اور
عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا وَلَفْظُ لِلدَّارَقُطْنِیِّ	دار قطنی کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ جو مجھ پر وہ
مَنْ قَالَ عَلَیَّ مَا لَمْ اَقُلْ	بات کہے جو میں نے نہیں کہی اسے اپنا
فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔	ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔
وَلِاَحْمَدَ وَالْحَارِثِ	احمدؒ۔ حارث بن ابی اسامہ، بزارؒ
بْنِ اَبِیْ اُسَامَةَ وَالْبَزَّارِ وَ	طبرانیؒ اور حاکمؒ نے اپنے مدخل میں یحییٰؒ
الطَّبْرَانِیِّ وَالْحَاكِمِ فِی الْمَدْخَلِ	بن میمون الخضرمی سے روایت کی
عَنْ یَحْیَی بْنِ مَیْمُوْنِ الْحَضْرَمِیِّ	ہے۔ کہ ابو موسیٰؓ فاقعی نے عقبہ بن عامرؓ
اَنَّ اَبَا مُوْسَی الْفَافِقِیَّ سَمِعَ	الجہنی کو منبر پر حضورؐ کی چند احادیث بیان
عُقْبَةَ بْنَ عَامِرِ الْجُهَنِیَّ	کرتے سنا۔ ابو موسیٰؓ نے کہا یہ تمہارے
یُحَدِّثُ عَلَی الْمِنْبَرِ عَنْ رَسُوْلِ	ساتھی یا تو حافظ ہیں یا ہلاک کرنے
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ	والے ہیں۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ
اَحَادِیْثَ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰی	علیہ وسلم نے جو آخری عہد ہم سے
اَنَّ صَاحِبَكُمْ هٰذَا الْحَافِظُ	لیا تھا۔ وہ یہ تھا۔ اللہ کی کتاب
اَوْ هَالِكٌ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ	کو لازم پکڑ لو۔ اور تم ایسی قوم کی
كَانَ اٰخِرُ مَا عَهِدَ اِلَیْنَا اَنْ	طرف لوٹائے جاؤ گے۔ جو مجھ سے
قَالَ عَلَیْكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ	حدیث کو زیادہ محبوب رکھے گی

وَسَيَرْجِعُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ يُحِبُّوْنَ الْحَدِيْثَ عَنِّىْ فَمَنْ قَالَ عَلَىَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَمَنْ حَفِظَ شَيْئًا فَلْيُحَدِّثْ بِهٖ ؛	تو جو شخص مجھ پر وہ بات کہے۔ جو میں نے نہیں کہی۔ اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیے اور جس نے کسی شئے کو یاد رکھا اسے بیان کردینا چاہیے ؛
وَلِاَحْمَدَ وَاَبِىْ يَعْلٰى وَالطَّبْرَانِىْ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوْعًا مَنْ كَذَبَ عَلَىَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ ؛	احمدرح۔ ابو یعلیٰ رح اور طبرانی رح نے عقبہ رح بن عامر سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیئے ؛
وَلِاَحْمَدَ وَالْبَزَّارِ وَالطَّبْرَانِىْ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ مَرْفُوْعًا مَنْ كَذَبَ عَلَىَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ ؛	احمد رح بزار رح اور طبرانی رح نے زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مرفوعاً یہی الفاظ روایت کیئے ہیں ؛
وَلِاَحْمَدَ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادَةَ الْاَنْصَارِىِّ مَرْفُوْعًا مَنْ كَذَبَ عَلَىَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مُضْجَعًا مِنَ النَّارِ اَوْ بَيْتًا فِىْ جَهَنَّمَ ؛	احمد رح نے قیس رح بن عبادہ الانصاری سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اُسے اپنی آرام گاہ یا اپنا گھر دوزخ میں بنا لینا چاہیئے ؛

وَلِلْبَزَّارِ وَالْعُقَيْلِيِّ فِي الضُّعَفَاءِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ مَرْفُوْعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

بزار رح اور عقیلی رح نے کتاب الضعفاء میں عمران رض بن حصین سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے والے کی حکایت

وَلِلطَّبَرَانِيِّ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا لَبِسَ حُلَّةً مِثْلَ حُلَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَتَى أَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَمَرَنِي أَيَّ أَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الْمَدِيْنَةِ شِئْتُ اسْتَطْلَعْتُ فَأَعَدُّوْا لَهُ بَيْتًا وَأَرْسَلُوْا رَسُوْلًا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوْهُ فَقَالَ

طبرانی رح نے اوسط میں عبداللہ رض بن عمرو بن العاص سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا حلہ پہنا۔ پھر مدینہ میں اہل بیت کے پاس گیا۔ اور ان سے کہنے لگا حضور م نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اہل بیت میں سے جسے چاہے اس بات سے مطلع کردوں کہ وہ آپ کے لئے ایک مکان تیار کریں اہل بیت نے حضور کے پاس قاصد بھیجا اور آپ کو اس بات کی اطلاع دی۔ آپ نے ابوبکر رض وعمر رض سے فرمایا جاؤ۔ اگر تم اسے زندہ پاؤ۔ تو قتل کردو

لِاَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اِنْطَلِقَا اِلَیْہِ فَاِنْ وَجَدْتُّمَاہُ حَیًّا فَاقْتُلَاہُ ثُمَّ حَرِّقَاہُ بِالنَّارِ وَاِنْ وَجَدْتُّمَاہُ قَدْ کُفِیْتُمَاہُ وَلَا اُرَاکُمَا اِلَّا وَقَدْ کُفِیْتُمَاہُ فَحَرِّقَاہُ فَاَتَیَاہُ فَوَجَدَاہُ قَدْ خَرَجَ مِنَ اللَّیْلِ یَبُوْلُ فَلَدَغَتْہُ حَیَّۃٌ اَفْعٰی فَمَاتَ فَحَرَّقَاہُ بِالنَّارِ ثُمَّ رَجَعَا اِلَیْہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَاہُ الْخَبَرَ فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ ؞	اور آگ میں جلا دو - اگر تم اسے اس حالت میں پاؤ - کہ اسے موت کفایت کر چکی ہو - اور میرا خیال ہے - کہ اسے موت ضرور کفایت کر چکی ہو گی - تو اسے آگ میں جلا دو - ابو بکرؓ وعمر رضی اللہ عنہما اس کے پاس آئے تو اسے اس حالت میں پایا - کہ وہ رات کو پیشاب کے لئے نکلا ، اسے سانپ نے ڈس لیا - جس سے وہ مر گیا - ابو بکرؓ وعمرؓ نے اسے آگ میں جلا دیا - اور آکر حضورؐ سے واقعہ بیان کیا - آپ نے فرمایا - جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے ؞
وَلِابْنِ عَدِیٍّ فِی الْکَامِلِ عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ کَانَ حَیٌّ مِّنْ بَنِیْ لَیْثٍ عَلٰی مِیْلَیْنِ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ وَکَانَ رَجُلٌ قَدْ خَطَبَ مِنْہُمْ فِی	ابن عدیؒ نے کامل میں بریدہؓ سے روایت کیا ہے - کہ قبیلہ بنو لیث جو مدینہ سے دو میل پر واقع تھا - ان میں سے ایک شخص نے زمانہ جاہلیت میں نکاح کا پیغام دیا تھا - لیکن لڑکی والوں نے

الجاھلیۃ فلم یزوجوہ	اس سے نکاح نہ کیا۔ وہ ان کے پاس
فاتاھم وعلیہ حلۃ فقال	ایک حلہ پہن کر آیا اور کہنے لگا۔ رسول
ان رسول اللہ صلی اللہ	اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ حلہ
علیہ وسلم کسانی ھذا	پہنایا ہے۔ اور تمہارے خون اور تمہارے
وامرنی ان احکم فی اموالکم	مالوں کا مجھے فیصلہ کرنے کا حکم دیا ہے
ودمائکم ثم انطلق فنزل	پھر وہ اس عورت کے پاس گیا جسے
علی تلک المراۃ التی کان	اس نے پیغام دیا تھا۔ لوگوں نے رسول
خطبھا فارسل القوم الی	اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آدمی بھیجا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ	آپ نے فرمایا اس اللہ کے دشمن نے جھوٹ
وسلم فقال کذب عدو	بولا۔ پھر آپ نے ایک شخص کو روانہ کیا
اللہ ثم ارسل رجلا فقال	اور فرمایا اگر اسے زندہ پاؤ تو قتل کر دو اور
ان وجدتہ حیا فاضرب	اگر اسے مردہ پاؤ۔ تو آگ میں جلا دو۔ وہ
عنقہ وان وجدتہ میتا	شخص جب اس کے پاس پہنچا۔ تو اسے
فاحرقہ فوجدہ قد لدغتہ	سانپ نے ڈس لیا تھا۔ اور وہ اس کے
افعی فمات فحرقہ بالنار	زہر سے مر چکا تھا۔ اس شخص نے اسے
فذلک قولہ علیہ السلام	آگ میں جلا دیا۔ تو یہ تفسیر ہوئی حضورؐ کے اس
من کذب علی متعمدا	فرمان کی۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے
فلیتبوأ مقعدہ من النار۔	اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے ۔
وللطبرانی عن عبد اللہ	طبرانی رحمہ اللہ نے عبد اللہؒ بن محمدؒ بن حنفیہ

ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ
انْطَلَقْتُ مَعَ اَبِيْ اِلٰى صِهْرٍ لَنَا
مِنْ اَسْلَمَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ
يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ
اَرِحْنَا بِهَا يَا بِلَالُ يَعْنِيْ
الصَّلٰوةَ قُلْتُ اَسَمِعْتَ
هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَغَضِبَ
وَاَقْبَلَ يُحَدِّثُهُمْ اَنَّهُ عَلَيْهِ
السَّلَامُ بَعَثَ رَجُلًا اِلٰى
حَيٍّ مِنْ اَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَلَمَّا
اَتَاهُمْ قَالَ اَمَرَنِيْ عَلَيْهِ
السَّلَامُ اَنْ اَحْكُمَ فِيْ
نِسَائِكُمْ بِمَا شِئْتُ فَقَالُوْا
سَمْعًا وَطَاعَةً لِاَمْرِ رَسُوْلِ
اللّٰهِ وَبَعَثُوْا رَجُلًا اِلَيْهِ السَّلَامُ
فَقَالَ اِنَّ فُلَانًا جَاءَنَا
فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَرَنِيْ

سے روایت کیا ہے۔ کہ میں اپنے والد کے ساتھ
بنو اسلم کی جانب گیا جو ہمارے داماد اور حضورؐ
کے صحابہ ہوتے تھے ہیں نے انہیں یہ فرماتے
سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
اے بلال ہمیں نماز کے ذریعہ آرام پہنچا دیں
نے عرض کیا کیا آپ نے یہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا ہے۔ اس پر وہ غضب ناک
ہو گئے۔ اور یہ حدیث بیان فرمائی کہ نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو عرب
کے ایک قبیلہ کی جانب بھیجا جب وہ ان کے
پاس پہنچا۔ تو اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا۔ کہ میں تمہاری عورتوں
کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کر سکتا ہوں۔
انہوں نے جواب دیا ہم نے حضورؐ کے
حکم کو سنا اور اطاعت کی۔ اور ایک شخص
کو حضور صلعم کی خدمت میں بھیجا۔ اس نے
آکر عرض کیا۔ کہ فلاں شخص ہمارے پاس
آیا اور اس نے یہ کہا کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے مجھے تمہاری عورتوں کے درمیان

أَنْ أَحْكُمَ فِي نِسَائِكُمْ فَإِنْ كَانَ عَنْ أَمْرِكَ فَسَمْعًا وَطَاعَةً وَإِنْ كَانَ عَنْ غَيْرِ ذٰلِكَ فَأَحْبَبْنَا أَنْ نُعْلِمَكَ فَغَضِبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَبَعَثَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ وَقَالَ اذْهَبْ فَاقْتُلْهُ وَأَحْرِقْهُ بِالنَّارِ فَانْتَهٰى إِلَيْهِ وَقَدْ مَاتَ وَقُبِرَ فَأَمَرَ بِهِ فَنُبِشَ ثُمَّ أَحْرَقَهُ بِالنَّارِ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ فَقَالَ أَتَرَانِي كَذَبْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ بَعْدَ هٰذَا ۔

فیصلہ کرنے کا اختیار دیا ہے۔ اگر یہ آپ کا حکم ہے تو ہم اسے سنتے ہیں اور اطاعت کرتے ہیں اور اس کے علاوہ اگر کچھ اور ہے۔ تو ہم آپ سے معلوم کرنا پسند کرتے ہیں۔ نبی کریم صلعم یہ سن کر سخت غصہ ہوئے اور ایک انصاری کو حکم دیا کہ جاؤ اسے جا کر قتل کردو۔ اور آگ میں جلا دو جب وہ انصاری اس کے پاس پہنچا تو وہ مر چکا تھا اور دفنایا جا چکا تھا۔ آپ نے اس کی قبر اکھاڑنے اور آگ میں جلانے کا حکم دیا۔ صحابی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد ارشاد فرمایا۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیے۔ تو کیا اس واقعہ کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بول سکتا ہوں۔

وَلِلطَّبَرَانِيِّ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ وَالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَفَعَاهُ مَنْ

طبرانی رحمہ نے اوسط میں زید رض بن ارقم اور براء رض بن عازب سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان

كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

کر جھوٹ بولے۔ وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔

وَلِلطَّبَرَانِيِّ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

نیز طبرانی رح نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔

وَلِلطَّبَرَانِيِّ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

اور طبرانی رح نے اوسط میں معاذؓ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔

وَلِلطَّبَرَانِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ الْجُهَنِيِّ هٰذَا اللَّفْظَ وَكَذَا لِلطَّبَرَانِيِّ فِي الصَّغِيرِ عَنْ نُبَيْطِ بْنِ شُوَيْطٍ وَكَذَا لِلطَّبَرَانِيِّ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَكَذَا لَهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ وَكَذَا لَهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ

طبرانی رح نے انہی الفاظ کے ساتھ عمروؓ بن مرہ الجہنی، نبیطؓ بن شویط، عمارؓ بن یاسر، عمروؓ بن عبسہ اور عمرو بن حریث سے بھی روایت کی ہے۔ اسی طرح طبرانی رح اور دارمی رح نے ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عتبہؓ بن غزوان سے بھی روایت کی ہے

وَكَذَا لَهُ وَلِلدَّارِمِي عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَكَذَا لَهُ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ وَكَذَا لَهُ وَابْنِ عَدِيٍّ عَنِ الْحَرْثِ بْنِ عَمْرَةَ وَكَذَا لَهُ وَلِلدَّارِمِي عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ وَكَذَا لَهُ وَلِلْبَزَّارِ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِيهِ وَاسْمُهُ طَارِقُ بْنُ أَشْيَمَ۔

اسی طرح طبرانی رح اور ابن عدی رح نے حرث رض بن عمرہ، اور اسی طرح طبرانی رح اور دارمی رح نے یعلی رض بن مرہ اور اسی طرح طبرانی رح اور بزار رح نے ابو مالک رح الاشجعی کے واسطے سے ان کے والد سے روایت کی ہے۔ اور ان کے والد کا نام طارق رضی اللہ عنہ بن اشیم ہے۔

وَلَهُ وَلِأَبِي نُعَيْمٍ وَالْإِسْمٰعِيلِيِّ فِي مُعْجَمِهِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ خَالِدٍ الْخُزَاعِيِّ مَرْفُوعًا بِلَفْظِ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتًا فِي النَّارِ۔

طبرانی رح، ابو نعیم رح اور اسمٰعیلی رح نے اپنی معجم میں سلمان رض بن خالد الخزاعی سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے چاہیے کہ اپنا گھر دوزخ میں بنائے۔

وَلِلطَّبَرَانِي عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ أَنَّ بَنِي صُهَيْبٍ قَالُوا لِصُهَيْبٍ يَا أَبَانَا أَصْحَابُ النَّبِيِّ يُحَدِّثُونَ عَنْ آبَائِهِمْ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى

طبرانی رح نے عمرو رض بن دینار رح سے روایت کیا ہے، کہ بنو صہیب نے حضرت صہیب رض سے عرض کیا کہ اصحاب رسول اللہ اپنے آبا سے احادیث رسول بیان کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا میں نے

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ وَلِلطَّبْرَانِیِّ بِھٰذَا اللَّفْظِ عَنْ سَائِبِ بْنِ یَزِیْدَ +

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔ انہی الفاظ کے ساتھ طبرانی رحؒ نے سائب بن یزید رضؓ سے یہی روایت کیا ہے؛

وَلَہٗ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاھِلِیِّ بِلَفْظِ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ بَیْنَ عَیْنَیْ جَھَنَّمَ +

نیز طبرانی رحؒ نے ابوامامۃ الباہلی رضؓ سے یہی حدیث ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ کے سامنے بنانا چاہیئے؛

وَلَہٗ عَنْ اَبِیْ قِرْصَافَۃَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ حَدِّثُوْا عَنِّیْ بِمَا تَسْمَعُوْنَ وَلَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ یَّکْذِبَ عَلَیَّ فَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ اَوْ قَالَ عَلَیَّ غَیْرَ مَا قُلْتُ بُنِیَ لَہٗ بَیْتٌ فِیْ جَھَنَّمَ یُوْقَعُ فِیْہِ +

طبرانی رحؒ نے ابوقرصافہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ سے جو تم سنتے ہو وہ بیان کیا کرو لیکن کسی کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ مجھ پر جھوٹ بولے جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے گا۔ یا وہ بات کہے گا جو میں نے نہیں کہی اس کے لئے جہنم میں گھر بنایا جائے گا جس میں اسے ڈالا جائے گا؛

وَلَہٗ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ مَرْفُوْعًا لَا تَکْذِبُوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ لَیْسَ کَذِبٌ عَلَیَّ

طبرانی رحؒ ہی میں رافع بن خدیج رضؓ سے مرفوعاً مروی ہے۔ مجھ پر جھوٹ نہ بولو کیونکہ مجھ پر جھوٹ بولنا اور دل پر جھوٹ بولنے

كَكِذْبٍ عَلَى أَحَدٍ ۔

کی طرح نہیں ہے ۔

وَلَهُ عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ مَرْفُوعًا مَنْ كَذَبَ عَلَى نَبِيِّهِ أَوْ عَلَى عَيْنَيْهِ أَوْ عَلَى وَالِدَيْهِ لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ ۔

طبرانی رحؒ نے اوس بن اوس الثقفی سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص اپنے نبی پر جھوٹ بولے یا نبی کے سامنے جھوٹ بولے یا نبی کے والدین پر وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا۔

وَلَهُ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ فَإِنَّ الَّذِي يَكْذِبُ عَلَيَّ لَجَرِيءٌ ۔

نیز طبرانی رحؒ نے اوسط میں حذیفہؓ بن الیمان سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ مجھ پر جھوٹ نہ بولو۔ جو مجھ پر جھوٹ بولتا ہے وہ بہت جری ہے ۔

وَلَهُ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ أَبِي خَلْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ مَيْمُونَ الْكُرْدِيَّ وَهُوَ عِنْدَ مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ وَقَالَ لَهُ مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ مَا لِلشَّيْخِ لَا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ فَإِنَّ أَبَاكَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَمِعَ مِنْهُ فَقَالَ كَانَ أَبِي لَا يُحَدِّثُ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

نیز طبرانی رحؒ نے اوسط میں ابوخلدہؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ میمون رحؒ الکردی مالک رحؒ بن دینار کے پاس بیٹھے تھے۔ مالک رحؒ نے عرض کیا شیخ کو کیا ہوا۔ کہ وہ اپنے والد سے حدیثیں روایت نہیں کرتے۔ حالانکہ آپ کے والد نے حضور کا زمانہ بھی پایا اور آپ سے احادیث بھی سنی۔ میمون رحؒ نے فرمایا میرے والد حضور سے حدیث اس خوف کے باعث بیان نہیں کیا کرتے تھے۔ کہ

مَخَافَةَ اَنْ يَزِيْدَ اَوْ يَنْقُصَ	کہیں کلام میں کمی یا زیادتی نہ ہو جائے
فِي الْكَلَامِ وَقَالَ سَمِعْتُهُ	اور وہ فرماتے ہیں نے حضورؐ سے سنا
عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُوْلُ مَنْ	ہے ۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے
كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ	اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا
مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔	چاہیے ۔
وَلَهُ عَنْ سَعْدِ بْنِ	طبرانیؒ نے سعد بن مدخاش سے روایت
الْمِدْخَاشِ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ	کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلَا يَكْتُمْهُ وَ	فرمایا جو شخص کسی بات کو جانتا ہو اسے نہ
مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ	چھپائے اور جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے
بَيْتًا فِي جَهَنَّمَ ۔	اسے اپنا گھر جہنم میں بنا لینا چاہیے ۔
وَلِاَبِي مُحَمَّدِ نِ الرَّامَهُرْمُزِيّ	ابو محمدؒ الرامہرمزی کتاب المحدث
فِي كِتَابِ الْمُحَدِّثِ الْفَاضِلِ	الفاضل میں مالکؒ بن عتاہیہ سے روایت
عَنْ مَالِكِ بْنِ عَتَاهِيَةَ اَنَّهُ	کرتے ہیں ۔ کہ حضور صلعم نے ہم سے
عَلَيْهِ السَّلَامُ عَهِدَ اِلَيْنَا	حجۃ الوداع میں یہ عہد لیا تھا ۔ کہ تم قرآن
فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ عَلَيْكُمْ	کو لازم پکڑ لو ۔ اور عنقریب تم ایسی قوم
بِالْقُرْاٰنِ وَسَتَرْجِعُوْنَ اِلٰى	کے پاس لوٹ لئے جاؤ گے ۔ جو مجھ سے
اَقْوَامٍ يُحَدِّثُوْنَ عَنِّي فَمَنْ	حدیثیں روایت کرے گی ۔ جو کسی بات
عَقَلَ شَيْئًا فَلْيُحَدِّثْ بِهِ	کو یاد رکھا اسے چاہیے کہ وہ اسے بیان کر دے
وَمَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ اَقُلْ	اور جو مجھ پر ایسی بات کہے گا جو میں نے نہیں کہی

فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتًا فِي جَهَنَّمَ۔

تو اسے اپنا گھر دوزخ میں بنا لینا چاہیے۔

وَلِلطَّبَرَانِيِّ وَالرَّامَهُرْمُزِيِّ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ مَرَّ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَنَحْنُ نَتَحَدَّثُ فَقَالَ مَا تُحَدِّثُوْنَ فَقُلْنَا مَا سَمِعْنَا مِنْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ تَحَدَّثُوْا وَلْيَتَبَوَّأْ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا مَقْعَدَهُ مِنْ جَهَنَّمَ۔

طبرانیؒ اور امہر مزیؒ نے رافعؓ بن خدیج سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز ہمارے پاس سے گذرے اور ہم باہم گفتگو کر رہے تھے آپ نے دریافت فرمایا کیا باتیں کر رہے ہو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ جو ہم نے آپ سے سنی ہیں۔ آپ نے فرمایا حدیثیں بیان کیا کرو اور جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیے۔

وَلِابْنِ سَعْدٍ وَالطَّبَرَانِيِّ عَنِ الْمُقَنَّعِ التَّمِيْمِيِّ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَةِ اِبِلِنَا فَاَمَرَ بِهَا فَقُبِضَتْ فَقُلْتُ اِنَّ فِيْهَا نَاقَتَيْنِ هَدِيَّةٌ لَكَ فَاَمَرَ بِعَزْلِ الْهَدِيَّةِ مِنَ الصَّدَقَةِ فَمَكَثْتُ اَيَّامًا

ابن سعدؒ اور طبرانیؒ نے مقنعؓ التیمی سے روایت کی ہے۔ کہ میں اپنے اونٹوں کا صدقہ لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ان پر قبضہ کرنے کا حکم دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس میں دو اونٹنیاں آپ کے لئے ہدیہ ہیں۔ آپ نے ہدیہ کو صدقہ سے جدا کرنے کا حکم دیا۔ میں چند روز مدینہ ٹھہرا۔ لوگوں نے یہ باتیں شروع

وَخَاضَ النَّاسُ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعَثَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اِلٰى رَفِيْقِ مُضَرَ لِصَدَقَتِهِمْ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ مَا عِنْدَ اَهْلِنَا مِنْ مَالٍ فَاَتَيْتُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقُلْتُ اَنَّ النَّاسَ خَاضُوْا فِيْ كَذَا فَرَفَعَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَدَيْهِ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلٰى بَيَاضِ اِبْطَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ لَا اُحِلُّ لَهُمْ اَنْ يَكْذِبُوْا عَلَيَّ قَالَ الْمُقَنَّعُ فَلَمْ اُحَدِّثْ بِحَدِيْثٍ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَّا حَدِيْثٌ نَطَقَ بِهٖ كِتَابٌ اَوْ جَرَتْ بِهٖ سُنَّةٌ يُكْذَبُ عَلَيْهِ فِيْ حَيَاتِهٖ فَكَيْفَ بَعْدَ مَمَاتِهٖ ۔

کہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو مضر کی جانب صدقہ وصول کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ میں نے لوگوں سے کہا خدا کی قسم ہم لوگوں کے پاس کوئی مال نہیں۔ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ سے یہ بات بیان کی۔ آپ نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے حتی کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سپیدی دیکھی اور فرمایا اے اللہ میں ان لوگوں کے لئے اپنے اوپر جھوٹ بولنا حلال نہیں کرتا۔ مقنع رض کہتے ہیں۔ میں نے پھر حضورؐ سے کوئی حدیث بیان نہیں کی سوائے دو قسم کی احادیث کے یا تو وہ حدیث جس کی مطابقت میں کتاب اللہ ہو یا وہ سنت جاریہ ہو۔ کیونکہ جب اس معاملہ میں آپ کی حیات میں جھوٹ نہیں بولا جا سکتا۔ تو آپ کی موت کے بعد کیسے جھوٹ بولا جا سکتا ہے۔

وَلِلدَّارَقُطْنِيِّ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ

دار قطنی رح نے رافع بن خدیج سے روایت کیا ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ النَّاسَ يُحَدِّثُوْنَ
عَنْكَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ مَا قُلْتُهُ
مَا اَقُوْلُ اِلَّا مَا يَنْزِلُ مِنَ
السَّمَاءِ وَيْحَكُمْ لَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ
فَاِنَّهُ لَيْسَ كَذِبٌ عَلَيَّ كَكَذِبٍ
عَلٰى غَيْرِيْ ۔
وَلِلْبَزَّارِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ
مَرْفُوْعًا مِنْ اَفْرَى الْفِرٰى
مَا لَمْ تَرَ وَمِنْ اَفْرَى الْفِرٰى
مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ اَقُلْ ۔
وَلِلْعُقَيْلِيِّ فِيْ كِتَابِ
الضُّعَفَاءِ عَنْ اَبِيْ كَبْشَةَ
الْاَنْمَارِيِّ بِلَفْظِ مَنْ كَذَبَ
عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ
مِنَ النَّارِ وَلِلْعُقَيْلِيِّ عَنْ غَزْوَانَ
بِهٰذَا اللَّفْظِ ۔
وَكَذَا لِلطَّبَرَانِيِّ سے

پاس موجود تھے۔ ایک شخص آپ کی خدمت
میں آیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ
لوگ آپ سے فلاں فلاں بات
روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں سوائے
اس کے کچھ نہیں کہتا جو خدا نے آسمان سے
نازل فرمایا ہے۔ اور جس کا وہ حکم دیتا ہے
مجھ پر جھوٹ نہ بولو کیونکہ مجھ پر جھوٹ بولنا
اوروں کی طرح پر جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے
بزارؒ نے ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ
عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ وہ شخص
تہمت لگانے میں کتنا قوی ہے جو مجھ پر وہ
بات کہے جو میں نے نہیں کہی۔
عقیلیؒ نے کتاب الضعفاء میں ابو کبشہ الانماری
سے ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو روایت
کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے
اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیے
نیز عقیلیؒ نے انہی الفاظ کے ساتھ اسے
غزوانؒ سے بھی روایت کیا ہے۔
عقیلیؒ اور طبرانیؒ نے افراد میں ابو السائغ

الافرادِ عَنْ اَبِی رَافِعٍ مَنْ	سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ
کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ	پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا
مَقْعَدَہٗ مِنْ جَہَنَّمَ ۔	دوزخ میں بنا لینا چاہیئے ۔
وَلِابْنِ عَسَاکِرَ فِیْ	ابن عساکر رح نے اپنی تاریخ میں واثلہ رض
تَارِیْخِہٖ عَنْ وَاثِلَۃَ بْنِ الْاَسْقَعِ	بن الاسقع سے روایت کیا ہے۔ حضور صلی
سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہوں میں سے
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ مِنَ	ایک یہ بھی ہے۔ کہ انسان وہ بات کہے
الْکَبَائِرِ اَنْ یَقُوْلَ الرَّجُلُ	جو میں نے نہیں کہی۔ ابن عدی رح اور
عَلَیَّ مَا لَمْ اَقُلْ وَلِابْنِ عَدِیٍّ	حاکم رح نے مدخل میں واثلہ بن الاسقع سے مرفوعاً
وَالْحَاکِمِ فِی الْمَدْخَلِ مِنْ	اس روایت کو دوسرے طریقہ سے روایت
طَرِیْقٍ اٰخَرَ عَنْ وَاثِلَۃَ بْنِ	کیا ہے۔ سب سے بڑی تہمت میرے
الْاَسْقَعِ مَرْفُوْعًا اِنَّ مِنْ	قول میں وہ ہے۔ کہ انسان وہ بات
اَفْرَی الْفِرٰی مَنْ قَوَّلَنِیْ مَا	کہے جو میں نے نہیں کہی۔ یا یہ کہے۔ کہ
لَمْ اَقُلْ اَوْ مَنْ اَرٰی عَیْنَیْہِ	اس نے خواب میں مجھے دیکھا ہے۔
فِی الْمَنَامِ مَا لَمْ تَرَ ۔	حالانکہ اس نے نہ دیکھا ہو ۔
وَلِلْخَطِیْبِ فِیْ تَارِیْخِہٖ	خطیب رح نے اپنی تاریخ میں نعمان رض بن
عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ وَلَفْظُہٗ	بشیر سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ
مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ	پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا
مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ ۔	دوزخ میں بنا لینا چاہیئے ۔

وَالطَّبَرَانِيُّ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ بِلَفْظِ مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ٭

طبرانیؒ نے اسامہؓ بن زید سے ان الفاظ کے ساتھ اسے روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیے ٭

وَالْحَاكِمُ فِي الْمَدْخَلِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلٰى مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا ٭

حاکمؒ نے مدخل میں جابرؓ بن عبداللہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اللہ کا غضب اس شخص پر سخت ہو۔ جو مجھ پر جان کر جھوٹ بولے ٭

وَالْحَاكِمُ فِي الْمَدْخَلِ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ مَرْفُوعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ ٭

حاکمؒ نے مدخل میں بہزؒ بن حکیم عن ابیہ عن جدہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اس پر اللہ، فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اس سے کسی قسم کا بدلہ نہ قبول کیا جائے گا ٭

وَالْحَاكِمُ فِي الْمَدْخَلِ عَنْ حُذَيْفَةَ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ٭

حاکمؒ نے مدخل میں حذیفہؓ بن الیمان سے روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیے ٭

وللحاكم في المدخل
عن عبد الله بن الزبير بلفظ
من حدث عني كذبا فليتبوأ
مقعده من النار۔
وللبزار وابن عدي
عن أبي هريرة مرفوعًا ثلاثة
لا يريحون رائحة الجنة رجل
ادعى إلى غير أبيه ورجل
كذب على نبيه ورجل
كذب على عينيه۔
ولأحمد وهناد والحاكم
في مستدركه عن أبي هريرة
بلفظ من يقول علي ما لم
أقل فليتبوأ مقعده من
النار وفي لفظه بيتا في
جهنم۔
ولابن صاعد في
جمعه لطرق هذا الحديث
عن سعد بن أبي وقاص و

حاکم نے مدخل میں عبد اللہؓ بن زبیرؓ
سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے
جو شخص مجھ سے جھوٹ بیان کرے اسے
اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیے۔
بزارؒ اور ابن عدیؒ نے ابوہریرہ رضؓ
سے مرفوعاً روایت کیا ہے تین آدمی جنت
کی خوشبو نہ پائیں گے۔ ایک وہ شخص جو اپنے
آپ کو باپ کے علاوہ دوسروں کی طرف منسوب
کرے۔ دوسرا وہ شخص جو اپنے نبی پر جھوٹ بولے
تیسرا وہ شخص جو اپنے سامنے کے آدمی پر جھوٹ بولے
احمدرح ہنادرح اور حاکم نے اپنی
مستدرک میں ابوہریرہ رضؓ سے ان
الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جو مجھ
پر وہ بات کہے۔ جو میں نے نہیں کہی اسے اپنا
ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔ اور ایک
روایت میں گھر کا لفظ ہے۔
ابن صاعدرح نے اپنی جمع میں اس حدیث
کو مختلف اسناد کے ذریعہ سعد بن ابی وقاصؓ
سے انہی الفاظ سے روایت کیا ہے۔ جو مجھ

لَفْظُہٗ مَنْ قَالَ عَلَیَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔

پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی، اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

وَالْخَطِیْبِ فِی التَّارِیْخِ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ بْنِ الْجَرَّاحِ بِلَفْظِ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔

خطیبؒ نے اپنی تاریخ میں ابو عبیدہؓ بن الجراح سے ان الفاظ کے ساتھ اسے روایت کیا ہے، جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔

وَلِابْنِ عَدِیٍّ عَنْ صُہَیْبٍ وَلَفْظُہٗ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ کُلِّفَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَنْ یَعْقِدَ بَیْنَ شَعِیْرَتَیْنِ فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَمْنَعُنِیْ مِنَ الْحَدِیْثِ۔

ابن عدیؒ نے صہیبؓ سے ان الفاظ سے روایت کیا ہے، جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے گا اسے قیامت کے روز دو جَو کے درمیان گرہ لگانے کا عذاب دیا جائے گا صہیبؓ کہتے ہیں یہی وجہ ہے جو مجھے حدیث بیان کرنے سے روکتی ہے

وَکَذَا الدَّارَقُطْنِیِّ فِی الْاَفْرَادِ وَالْخَطِیْبِ فِی التَّارِیْخِ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ۔

دار قطنیؒ نے افراد میں اور خطیبؒ نے سلمانؓ فارسی سے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔

وَکَذَا ابْنُ الْجَوْزِیِّ وَالْحَافِظُ یُوْسُفُ بْنُ خَلِیْلِ الدِّمَشْقِیُّ فِیْ جَمْعِہٖ لِطُرُقِ ہٰذَا الْحَدِیْثِ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ

اسی طرح ابن جوزیؒ اور حافظ یوسفؒ بن خلیل الدمشقی نے جمعہ میں مختلف طریقوں سے اسے ابو ذرؓ سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح

وَكَذَا لِابْنِ صَاعِدٍ وَغَيْرِهِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أُسَيْدٍ ۔	ابن صاعدؒ وغیرہ نے حذیفہ رضؓ بن اسید سے ۔
وَلِابْنِ عَدِيٍّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ مَنْ أَحْدَثَ حَدِيثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ وَعَلَى مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا ۔	ابن عدیؒ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ جو نئی بات (دین میں) پیدا کرے۔ تو اس پر اللہ فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اسی طرح اس شخص پر بھی جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولے ۔
وَلِابْنِ قَانِعٍ فِي مُعْجَمِهِ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ مَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَذَلِكَ لِأَنَّهُ بَعَثَ رَجُلًا فِي حَاجَةٍ فَكَذَبَ عَلَيْهِ فَدَعَا عَلَيْهِ فَوُجِدَ مَيِّتًا قَدِ انْشَقَّ بَطْنُهُ وَلَمْ تَقْبَلْهُ الْأَرْضُ ۔	ابن قانعؒ نے اپنی معجم میں اسامہ بن زیدؓ سے روایت کیا ہے جو مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے اور اس کی تفسیر اس طرح ہے کہ حضور نے ایک شخص کو کسی کام کے لئے بھیجا اس نے آپ پر جھوٹ بولا۔ آپ نے اس کے لئے بددعا فرمائی تو وہ مردہ پایا گیا اور اس کا پیٹ پھٹ گیا تھا۔ اور اسے زمین قبول نہ کرتی تھی ۔
وَلِلدَّارَقُطْنِيِّ وَابْنِ الْجَوْزِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا	دار قطنیؒ اور ابن جوزیؒ نے عبد اللہؓ بن زبیرؓ سے روایت کیا ہے ۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ

فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.
وَلِابْنِ الْجَوْزِيِّ مِنْ وَجْهٍ
آخَرَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ
أَنَّهُ قَالَ يَوْمًا لِأَصْحَابِهِ
أَتَدْرُونَ مَا تَأْوِيلُ هٰذَا
الْحَدِيثِ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ
مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ
مِنَ النَّارِ رَجُلٌ عَشِقَ امْرَأَةً
فَأَتَى إِلَى أَهْلِهَا مَسَاءً فَقَالَ
إِنِّي رَسُولُ رَسُولِ اللهِ بَعَثَنِي
إِلَيْكُمْ أَنْ أَتَضَيَّفَ فِي أَيِّ
بُيُوتِكُمْ شِئْتُ وَكَانَ يَنْتَظِرُ
بُيُوتَهُ الْمَسَاءَ فَأَتَى رَجُلٌ
مِنْهُمُ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فَقَالَ إِنَّ فُلَانًا أَتَانَا يَزْعُمُ
أَنَّكَ أَمَرْتَهُ أَنْ يَبِيتَ فِي
أَيِّ بُيُوتِنَا شَاءَ فَقَالَ كَذَبَ
يَا فُلَانُ انْطَلِقْ مَعَهُ فَإِنْ
أَمْكَنَكَ اللهُ مِنْهُ فَاضْرِبْ

میں بنالے۔

نیز ابن جوزی نے عبد اللہ بن زبیرؓ سے روایت کیا ہے انہوں نے ایک روز اپنے ساتھیوں سے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اس حدیث کا وہ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے،، کیا مطلب ہے۔ ایک شخص کو ایک عورت سے عشق ہو گیا۔ وہ ایک روز شام کے وقت اس عورت کے گھر والوں کے پاس گیا اور کہنے لگا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہوں آپ نے مجھے تمہارے پاس اس لئے بھیجا ہے، کہ میں تمہارے گھروں میں سے جس میں چاہے قیام کروں، اور وہ شام کا انتظار کرتا رہا ان میں سے ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا فلاں شخص ہمارے پاس آیا اور یہ کہتا ہے، کہ آپ نے اسے حکم دیا ہے، کہ وہ ہمارے گھروں میں سے جس میں چاہے رات گزارے آپ نے فرمایا اس نے جھوٹ بولا۔ اے فلانے اس شخص کے ساتھ جاؤ۔ اگر اللہ تعالے تجھے اس پر قدرت دے تو اسے قتل کر دینا اور آگ میں جلا دینا

عُنُقَهُ وَاَحْرِقَهُ بِالنَّارِ وَلَا اَرَاكَ اِلَّا قَدْ كَفَيْتَهُ فَجَاءَتِ السَّمَاءُ فَصَبَّتْ فَخَرَجَ لِيَتَوَضَّأَ فَلَسَعَتْهُ اَفْعَى فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ هُوَ فِي النَّارِ ۔	مگر میرا خیال ہے کہ اسے موت نے کفایت کی ہوگی۔ آسمان سے بارش شروع ہوئی وہ وضو کرنے کے لیے باہر نکلا۔ تو اسے سانپ نے ڈس لیا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں ہے ۔
وَلِابْنِ قَانِعٍ فِي مُعْجَمِ الصَّحَابَةِ وَابْنِ الْجَوْزِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي اَوْفٰى بِلَفْظِ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔	ابن قانع رح نے معجم الصحابہ میں اور ابن جوزی رح نے عبد اللہ رض بن ابی اوفیٰ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے ۔
وَلَهُمَا عَنْ يَزِيدَ بْنِ اَسَدٍ وَلِلْحَاكِمِ عَنْ عَفَّانَ بْنِ حَبِيبٍ وَلِلْجَوْزَقَانِيِّ وَابْنِ الْجَوْزِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الصَّحَابَةِ مَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْنَ عَيْنَيْ جَهَنَّمَ مَقْعَدًا ۔	اسی طرح ان دونوں اصحاب نے یزید رض بن اسد سے اور حاکم رض نے عفان رض بن حبیب سے بھی اسے روایت کیا ہے جوزقانی رح اور ابن جوزی کے حضور ص کے ایک صحابی سے روایت کیا ہے جو مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی اسے اپنا ٹھکانا دوزخ کے سامنے بنانا چاہیے ۔
وَلِابْنِ صَاعِدٍ وَغَيْرِهِ	ابن صاعد رح وغیرہ نے حضرت عائشہ

عَنْ عَائِشَةَ بِلَفْظِ مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

سے روایت کیا ہے جو مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی اسے اپنا ٹھکانا دوزخ سے بنانا چاہیئے۔

وَلِلدَّارَقُطْنِيِّ وَابْنِ الْجَوْزِيِّ عَنْ أُمِّ أَيْمَنَ وَلَفْظُهُمَا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

دار قطنی رحؒ اور ابن الجوزیؒ نے ام ایمن سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا آگ سے بنانا چاہیئے۔

وَلِابْنِ الْجَوْزِيِّ عَنْ عَلِيٍّ وَلَفْظُهُ مَنْ كَذَبَ عَلَى رَسُولِ اللهِ فَإِنَّمَا يَبُثُّ مَجْلِسَهُ مِنَ النَّارِ۔

ابن الجوزیؒ نے حضرت علیؓ سے موقوفاً روایت کیا ہے جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولے وہ اپنے بیٹھنے کی جگہ آگ سے بناتا ہے۔

وَلِابْنِ الْجَوْزِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللهِ لَوِ اتَّخَذْنَا لَكَ عَرِيشًا تُكَلِّمُ النَّاسَ فَوْقَهُ وَيَسْمَعُونَ فَقَالَ لَا أَزَالُ هٰكَذَا يُصِيبُنِي غُبَارُهُمْ وَيَطَؤُونَ عَقِبِي حَتّٰى يُرِيحَنِي اللهُ مِنْهُمْ

ابن جوزیؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے حضرت عباسؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ہم آپ کے لئے ایک چوبارہ بناویں جس پر بیٹھ کر آپ لوگوں سے کلام فرمائیں اور لوگ آپ کی بات سنیں۔ آپ نے فرمایا میں ہمیشہ ایسے ہی رہنا چاہتا ہوں کہ ان کا غبار مجھے پہنچتا رہے۔ اور وہ میرے پیچھے چلتے رہیں (میری اتباع کرتے رہیں) حتیٰ کہ اللہ

فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَمَقْعَدُهُ النَّارُ ۔	تعالیٰ مجھے ان سے آرام پہنچائے۔ جو مجھ پر جھوٹ بولے اس کا ٹھکانا دوزخ ہے ۔
وَلِابْنِ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔	ابن عدیؒ نے شعبہؓ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے ۔
وَكَذَا لِابْنِ خَلِيلٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَكَذَا لَهُ عَنْ كَعْبِ بْنِ قُطْبَةَ وَكَذَا لَهُ عَنْ وَالِدِ اَبِي الشَّعْرَاءِ ۔	اسی طرح ابن خلیل رحمہ نے زیدؓ بن ثابت، کعبؓ بن قطبہ اور ابو الشعراءؓ کے والد سے بھی روایت کیا ہے ۔
وَكَذَا لَهُ هٰذَا وَلِاَبِي نُعَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زُغْبٍ وَلِاَبِي نُعَيْمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ حَابِسٍ بِلَفْظِ مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔	ابن خلیلؒ اور ابو نعیمؒ نے عبد اللہؓ بن زغب سے اور ابو نعیمؒ نے جابرؓ بن حابس سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جو مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی۔ اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیئے ۔

تنبیہ

قَالَ الْحَافِظُ السُّيُوطِيُّ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ اَكْثَرُ	حافظ جلال الدینؒ سیوطی فرماتے ہیں۔ اس حدیث کو سو سے زیادہ

مِنْ مِائَۃٍ مِنَ الصَّحَابَۃِ وَجَمَعَ طُرُقَہٗ اِلَيْہِمْ جَمْعٌ مِنْ اَہْلِ النَّجَابَۃِ ۔	صحابہ نے روایت کیا ہے۔ اور ان سے روایت کرنے والے سب کے سب اہل نجابت ہیں۔
وَقَدْ نَقَلَ ابْنُ الْجَوْزِيُّ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْوَہَّابِ الْاَسْفَرَائِنِيِّ اَنَّہٗ لَيْسَ فِي الدُّنْيَا حَدِيْثٌ اِجْتَمَعَ عَلَيْہِ الْعَشَرَۃُ الْمَشْہُوْدُ لَہُمْ بِالْجَنَّۃِ غَيْرَ حَدِيْثِ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ اِلٰى اٰخِرِہٖ ۔	اور ابن جوزی رح نے ابو بکر رح بن احمد بن عبد الوہاب الاسفرائینی سے نقل کیا ہے۔ کہ دنیا میں کوئی ایسی حدیث نہیں کہ جسے تمام عشرہ مبشرہ نے نقل کیا ہو۔ سوائے حدیث من کذب علی الی آخرہ کے۔
قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ مَا وَقَعَتْ لِيْ رِوَايَۃُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اِلَى الْاٰنَ اِنْتَہٰى ۔	ابن جوزی رح فرماتے ہیں میں آج تک عبد الرحمان رضؓ بن عوف کی روایت سے واقف نہ ہو سکا۔
وَمِنْ لَطِيْفِ مَا يُذْكَرُ فِيْ ذٰلِكَ مَا رَوَاہُ الْعَلَّامَۃُ اَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ نِ الْغَزْرَانِيِّ صَاحِبُ التَّصَانِيْفِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ	اس حدیث میں ایک اور نکتہ بھی ہے۔ جو علامہ ابو القاسم عبد الرحمان بن محمد الغورانی صاحب التصانیف نے بیان کیا ہے۔ کہ ہم سے ابو بکر رضؓ احمد بن محمد بن علی بن المؤدب نے بیان کیا ہے، اور انہوں نے ابو المظفر محمد بن

عَلِيِّ بْنِ الْمُؤَدِّبِ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُظَفَّرِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحُسَامِ السَّمَرْقَنْدِيِّ قَالَ سَمِعْتُ الْخَضِرَ وَإِلْيَاسَ يَقُولَانِ سَمِعْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

عبداللہ بن الحسام السمرقندی سے سنا وہ فرماتے تھے میں نے خضرؑ اور الیاسؑ علیہما السلام سے سنا ہے اور وہ فرماتے ہیں۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا تھا۔ جو شخص مجھ پر جھوٹ وہ بات کہے۔ جو میں نے نہیں کہی اسے اپنا ٹھکانہ آگ سے بنانا چاہیے۔

قَالَ الذَّهَبِيُّ هٰذَا الْحَدِيثُ أَمْلَاهُ أَبُو عَمْرِو بْنُ الصَّلَاحِ وَقَالَ هٰذَا وَقَعَ لَنَا فِي نُسْخَةِ الْخَضِرِ وَالْإِلْيَاسِ۔

امام ذہبی رح فرماتے ہیں۔ اس حدیث کو ابو عمرو رح بن الصلاح نے بیان کیا ہے۔ اور وہ فرماتے ہیں۔ یہ نسخہ خضرؑ والیاسؑ میں موجود ہے۔

قَالَ الذَّهَبِيُّ هٰذِهِ نُسْخَةٌ مَا أَدْرِي مَنْ وَضَعَهَا۔

امام ذہبی فرماتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ اس نسخہ کا وضع کرنے والا کون ہے۔

فَائِدَةٌ

قَالَ شَيْخُ مَشَايِخِنَا

شیخ المشائخ حافظ جلال الدینؒ

الحافظ جلال الدين السيوطي لا أعلم شيئا من الكبائر قال أحد من أهل السنة بتكفير مرتكبه إلا الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم.

السیوطی فرماتے ہیں۔ میں کسی ایسے کبیرہ گناہ سے واقف نہیں ہوں جس کے مرتکب کو اہل سنت میں سے کسی نے کافر قرار دیا ہو۔ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بولنے کے۔

فإن الشيخ أبا محمد الجويني من أصحاب الشافعي وهو والد إمام الحرمين قال إن من تعمد الكذب عليه السلام يكفر كفرا يخرجه عن الملة وتبعه على ذلك طائفة منهم الإمام ناصر الدين بن المنير من أئمة المالكية.

شیخ ابو محمدؒ الجوینی جو امام الحرمین کے والد ہیں اور شوافع میں سے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولا۔ اسے کافر اور ملت سے خارج قرار دیا جائے گا۔ اور اس فتوی میں ان کا ایک جماعت نے ساتھ دیا ہے۔ جس میں مالکیہ میں سے امام ناصر الدینؒ بن المنیر بھی ہیں۔

قلت ويؤيدهما قوله عليه السلام ليس الكذب على ككذب على غيري وكذا أمره بقتل

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں ان دونوں حضرات کی تائید میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے مجھ پر جھوٹ بولنا اوروں پر جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے۔ اسی طرح آپ نے اپنی ذات

مَنْ كَذَبَ عَلَيْهِ وَاِحْرَاقِهٖ
بَعْدَ مَوْتِهٖ وَذٰلِكَ اِنَّ الْاِفْتِرَاءَ
عَلَيْهِ اِفْتِرَاءٌ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّهٗ
مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ
هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى وَيُقَوِّيْهِ
قَوْلُهٗ فِيْ مَا تَقَدَّمَ مَا اَقُوْلُ
اِلَّا مَا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فَاِذَا
كَانَ كَذٰلِكَ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ
افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَاِنَّمَا
يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا
يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اَيْ
الْكَذِبُ عَلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
فَاِنَّ الْكَذِبَ عَلٰى غَيْرِهِمَا
لَا يُخْرِجُهٗ عَنِ الْاِيْمَانِ بِاِجْمَاعِ
اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ ۔

پر جھوٹ بولنے والے کو قتل کرنے
اور آگ میں جلانے کا حکم دیا۔ اور چونکہ
آپ پر افتراء اللہ پر افتراء ہے کیونکہ اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے "آپ اپنی جانب سے کچھ
نہیں فرماتے۔ آپ تو وہی فرماتے ہیں جو آپ
پر وحی کی جاتی ہے" اور اس کی تائید میں وہ
قول بھی ہے۔ جو اوپر گذرا ہے "کہ میں تو وہی کہتا
ہوں جو آسمان سے نازل کیا جاتا ہے" اسی طرح
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "اس سے زیادہ ظالم
کون شخص ہو سکتا ہے۔ جو اللہ پر افتراء کرے۔ اور
اللہ پر جھوٹ وہی بولتے ہیں جو اللہ کی آیتوں
پر ایمان نہیں رکھتے" یعنی اللہ اور اس کے
رسول پر جھوٹ بولنا۔ کیونکہ اللہ اور رسول
کے علاوہ اوروں پر جھوٹ بولنا اسے ایمان
سے خارج نہ کرے گا۔

فصل

اَخْرَجَهٗ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ
وَصَحَّحَهٗ وَابْنُ مَاجَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ

مسلم رح، ترمذی رح اور ابن ماجہ رح نے
مغیرہ رضؓ بن شعبہ سے روایت کیا ہے۔ نبی کریم

بن شعبة عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال من حدث عني حديثا وهو يرى انه كذب فهو احد الكاذبين يروى بصيغة الجمع والتثنية ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص مجھ سے حدیث بیان کرے اور اس کا یہ خیال ہو۔ کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ تو وہ بھی جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے صحیح قرار دیا ہے۔

وكذا اخرج مسلم وابن ماجة عن سمرة بن جندب مرفوعا ولابن ماجة عن علي بلفظ من روى عني حديثا وهو يرى انه كذب فهو احد الكاذبين ۔

اسی طرح مسلمؒ اور ابن ماجہؒ نے سمرۃؓ بن جندب اور ابن ماجہؒ نے علیؓ سے مرفوعاً اس حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ سے حدیث روایت کرے اور اس کا خیال یہ ہو کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے تو وہ بھی جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔

وللبزار وابن عدي عن انس رضي الله عنه وبلفظه من كذب علي في رواية حديث فليتبوأ مقعده من النار ۔

بزارؒ اور ابن عدیؒ نے انس رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جو روایت حدیث میں مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا آگ سے بنانا چاہیئے۔

ولابن شاهين عن انس رضي الله عنه بلفظ من

ابن شاہینؒ نے انسؓ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جو مجھ پر حدیث میں جھوٹ

كَذَبَ عَلَيَّ فِي حَدِيثٍ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْخَاسِرِينَ

بولے گا، وہ قیامت کے روز خاسرین کے ساتھ آئے گا۔

وَلِلدَّارَقُطْنِيِّ فِي الْأَفْرَادِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ لَا يَرْوِي عَنِّي أَحَدٌ مَا لَمْ أَقُلْهُ إِلَّا تَبَوَّأَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

دار قطنی رح نے افراد میں انس رض سے مرفوعاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ابو القاسم کی جان ہے جو شخص مجھ سے وہ بات روایت کرتا ہے جو میں نے نہیں کہی وہ اپنا ٹھکانا آگ سے بناتا ہے۔

وَلِأَحْمَدَ وَابْنِ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بِلَفْظِ اتَّقُوا الْحَدِيثَ عَنِّي إِلَّا مَا عَلِمْتُمْ فَإِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

احمد رح اور ابن عدی رح نے ابن عباس رض سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے مجھ سے حدیث بیان کرنے سے پرہیز کرو سوائے اس کے جسے تم جانتے ہو۔ کیونکہ جو مجھ پر جان کر جھوٹ بولے گا۔ اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا آگ سے بنا لے۔

وَلِلطَّبَرَانِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ وَلَفْظُهُ مَنْ حَدَّثَ عَنِّي حَدِيثًا كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

طبرانی نے ابو امامہ رض سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جو مجھ سے جان کر ایک حدیث بھی جھوٹ بیان کرے اسے اپنا ٹھکانا آگ سے بنا لینا چاہیے۔

قَالَ النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِ

امام نووی رح شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں موضوع

مُسْلِمٍ بِغَيْرِهِ رِوَايَةُ الْحَدِيْثِ
الْمَوْضُوْعِ عَلٰى مَنْ عَرَفَ كَوْنَهٗ
مَوْضُوْعًا اَوْ غَلَبَ عَلٰى ظَنِّهٖ
وَضْعُهٗ فَمَنْ رَوٰى حَدِيْثًا
عَلِمَ وَضْعَهٗ اَوْ ظَنَّ وَضْعَهٗ
فَهُوَ مُنْدَرِجٌ فِى الْوَعِيْدِ
قَالَ وَلَا فَرْقَ فِى تَحْرِيْمِ
الْكِذْبِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيْنَ
مَا كَانَ فِى الْاَحْكَامِ وَمَا لَا
حُكْمَ فِيْهِ كَالتَّرْغِيْبِ وَ
التَّرْهِيْبِ وَالْوَعْظِ وَغَيْرِ
ذٰلِكَ مِنْ اَنْوَاعِ الْكَلَامِ فَكُلُّهٗ
حَرَامٌ مِنْ اَكْبَرِ الْكَبَائِرِ وَاَقْبَحِ
الْقَبَائِحِ بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ
الَّذِيْنَ يُعْتَدُّ بِهِمْ فِى الْاِجْمَاعِ
اِلٰى اَنْ قَالَ وَقَدْ اَجْمَعَ
اَهْلُ الْحَلِّ وَالْعَقْدِ عَلٰى
تَحْرِيْمِ الْكِذْبِ عَلٰى آحَادِ
النَّاسِ فَكَيْفَ مَنْ قَوْلُهٗ

حدیث کا اس شخص پر جو یہ جانتا ہو کہ
موضوع ہے یا اس کے موضوع ہونے
کا گمان غالب ہو۔ روایت کرنا حرام
ہے۔ تو جو شخص اس بات کو جانتا ہو
کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ یا اس کے
موضوع ہونے کا خیال ہو۔ وہ اس
وعید میں داخل شمار ہوگا۔ اور اس بات
میں کوئی فرق نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پر جھوٹ بولنا چاہے وہ احکام
میں ہو یا ترغیب و ترہیب میں۔ یا وعظ
و نصیحت میں یا دیگر اور قسم کے کلام
میں سب حرام ہیں۔ اور یہ اجماع
مسلمین کے ساتھ سب سے بڑا گناہ
اور سب سے بڑی برائی ہے۔ حالانکہ
اہل حل و عقد اس امر پر متفق ہیں۔ کہ
عام لوگوں پر بھی جھوٹ بولنا حرام ہے
تو اس ذات پر جھوٹ بولنا جس
کا قول شرع اور کلام وحی ہو کیونکر
جائز ہو سکتا ہے۔ اور آپ پر جھوٹ

شَرْعٌ وَكَلَامَهُ وَحْيٌ وَالْكِذْبُ عَلَيْهِ كِذْبٌ عَلَيْهِ تَعَالَى قَالَ عَزَّ وَعَلَا وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوْحٰى ۔	بولنا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے ”وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوْحٰى“
قَالَ الْحَافِظُ جَلَالُ الدِّيْنِ السُّيُوْطِيُّ اتَّفَقَ عُلَمَاءُ الْحَدِيْثِ عَلٰى أَنَّهُ لَا يَحِلُّ رِوَايَةُ الْمَوْضُوْعِ فِيْ أَيِّ مَعْنًى كَانَ إِلَّا مَقْرُوْنًا بِبَيَانِ وَضْعِهِ بِخِلَافِ الضَّعِيْفِ فَإِنَّهُ يَجُوْزُ رِوَايَتُهُ فِيْ غَيْرِ الْأَحْكَامِ وَالْعَقَائِدِ قَالَ وَمِمَّنْ جَزَمَ بِذٰلِكَ النَّوَوِيُّ وَابْنُ جَمَاعَةَ وَالطِّيْبِيُّ وَالْبُلْقِيْنِيُّ وَالْعِرَاقِيُّ ۔	حافظ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں۔ علماء حدیث اس امر پر متفق ہیں۔ کہ موضوع حدیث روایت کرنا حلال نہیں ہے۔ چاہے وہ کسی معنی کی ہو۔ ہاں اگر اس کا موضوع ہونا بیان کرنا مقصود ہو۔ لیکن ضعیف حدیث کی روایت احکام اور عقائد کے علاوہ جائز ہے یہی بات یقینی طور پر۔ نووی۔ ابن جماعہ۔ طیبی۔ بلقینی، اور عراقی نے تحریر کی ہے۔

فائدہ۔ ضعیف روایت کے بارے میں علماء حدیث کا اختلاف ہے۔ اس امر پر تو سب متفق ہیں۔ کہ احکام اور عقائد میں نہ تو ضعیف روایت قبول کی جائے گی۔ اور نہ اسے بیان کیا جائے گا۔ اور نہ اس

پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ فقہاء متاخرین نے اس اصول کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ لیکن فضائل اور ترغیب و ترہیب میں علماء کا اختلاف ہے۔ مذکورہ جماعت حدیث ضعیف کی روایت کی اجازت دیتی ہے۔ اور اکثر احناف کا بھی یہی مذہب ہے۔ لیکن کبار محدثین اسے جائز تصور نہیں کرتے۔ خود ائمہ میں امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ روایت حدیث میں بہت شدید تھے۔ ان کے علاوہ بخاریؒ۔ مسلمؒ۔ ترمذیؒ، نسائیؒ روایت ضعیف کو قبول نہیں کرتے۔ امام ابن تیمیہؒ یہاں تک فرماتے ہیں۔ لا یقبل احادیث الفضائل الا ما رواہ البخاریؒ و مسلمؒ والترمذیؒ۔ فضائل کی کوئی روایت قبول نہ کی جائے سوائے اس کے جو بخاریؒ۔ مسلمؒ و ترمذیؒ نے روایت کی ہو۔ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔ احادیث الفضائل کلہا موضوعۃ او ضعیفۃ الا ما رواہ البخاریؒ و مسلمؒ والترمذیؒ۔ بخاریؒ مسلمؒ اور ترمذی کے علاوہ تمام فضائل کی احادیث یا موضوع ہیں یا ضعیف۔ اور علی الخصوص موجودہ دور میں اہل بدع انہی ضعیف روایات کے ذریعہ لوگوں کو گمراہ کرتے اور انہی روایات کے ذریعہ منکرین احادیث اور دہریہ قسم کے لوگ دین پر معترض ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں علماء کا فرض ہے۔ کہ وہ ضعیف روایات بیان کرنے سے احتیاط کریں۔ اور ضعیف بہر صورت ضعیف ہے چاہے وہ احکام میں ہو یا فضائل میں۔ عقائد میں ہو یا ترغیب و ترہیب میں۔ اور پھر اس پر مسائل کی بنیاد

رکھنا۔ گویا کہ بالفاظ دیگر اسے صحیح تسلیم کرلے کے مترادف ہے تو یہ کیونکر جائز ہوگا۔

قُلْتُ وَقَدْ صَرَّحَ بِهٖ حَافِظُ عَصْرِهٖ الْعَسْقَلَانِیُّ فِیْ شَرْحِ نُخْبَةٍ وَقَالَ الدَّارَقُطْنِیُّ تَوَعَّدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ بِالنَّارِ مَنْ کَذَبَ عَلَیْهِ بَعْدَ اَمْرِهٖ بِالتَّبْلِیْغِ عَنْهُ فَفِیْ ذٰلِکَ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّهٗ اِنَّمَا اَمَرَ اَنْ یُبَلَّغَ عَنْهُ الصَّحِیْحُ دُوْنَ السَّقِیْمِ وَالْحَقُّ دُوْنَ الْبَاطِلِ لَا اَنْ یُبَلَّغَ عَنْهُ جَمِیْعُ مَارُوِیَ عَنْهُ لِاَنَّهٗ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ کَفٰی بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ یُحَدِّثَ بِکُلِّ مَاسَمِعَ اَخْرَجَهٗ مُسْلِمٌ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ثُمَّ مَنْ رَوٰی عَنِ النَّبِیِّ عَلَیْهِ السَّلَامُ حَدِیْثًا وَهُوَ شَاکٌّ فِیْهِ اَصَحِیْحٌ اَوْ غَیْرُ صَحِیْحٍ

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں حافظ ابن حجرؒ العسقلانی نے شرح نخبہ میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ امام دارقطنی رح فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر جھوٹ بولنے والے کو آگ سے ڈراتے تھے باوجود اس بات کے کہ آپ نے تبلیغ کا حکم دیا۔ اس سے یہ دلیل ثابت ہوئی کہ آپ نے اپنے بارے میں جو دوسروں تک پہنچانے کا حکم دیا ہے وہ صحیح اور حق کے پہنچانے کا حکم دیا ہے۔ نہ کہ ضعیف اور باطل۔ یہ حکم نہیں دیا گیا۔ کہ آپ سے ہمہ اقسام کی روایت پہنچا دی جائیں (چاہے وہ کسی حیثیت کی ہوں) کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے آدمی کے گناہ کے لئے یہی کافی ہے۔ کہ وہ ہر سنی ہوئی بات بیان کردے۔ جیسا کہ مسلمؒ نے اسے

يَكُونُ كَاحَدِ الْكَاذِبِيْنَ لِقَوْلِهٖ
عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ حَدَّثَ عَنِّيْ
حَدِيْثًا وَهُوَ يَرٰى اَنَّهٗ كِذْبٌ
حَيْثُ لَمْ يَقُلْ وَهُوَ يَسْتَيْقِنُ
اَنَّهٗ كِذْبٌ وَلِلتَّحَرُّزِ عَنْ مِثْلِ
ذٰلِكَ كَانَ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ
وَالصَّحَابَةُ الْمُنْتَجَبُوْنَ يَتَّقُوْنَ
كَثْرَةَ الْحَدِيْثِ عَنْهُ عَلَيْهِ
السَّلَامُ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ
يُطَالِبَانِ مَنْ رَوٰى لَهُمَا
حَدِيْثًا عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لَمْ يَسْمَعَاهُ عَنْهُ بِاِقَامَةِ
الْبَيِّنَةِ عَلَيْهِ وَيَتَوَعَّدَانِهٖ
فِيْ ذٰلِكَ وَكَانَ عَلِيٌّ يَسْتَحْلِفُهٗ
عَلَيْهِ وَكَانَ بَعْضُ الْمُحْتَاطِيْنَ
مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ مِنَ الصَّحَابَةِ
وَالتَّابِعِيْنَ كَانَ يَقُوْلُ
قَرِيْبًا مِنْ هٰذَا اَوْ نَحْوُ هٰذَا
اَوْ شِبْهُ هٰذَا كُلُّ ذٰلِكَ خَوْفًا

ابوہریرہ رض کے واسطے سے اسے روایت
کیا ہے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
اگر کوئی حدیث روایت کرے اور اس
کے صحیح یا غیر صحیح ہونے میں اسے
شک ہو تو وہ بھی جھوٹوں میں سے
ایک جھوٹا ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو مجھ سے کوئی
حدیث بیان کرے، اور وہ خیال کرتا
ہو۔ کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے اور آپ
نے یہ نہیں فرمایا کہ اسے جھوٹ کا یقین ہو
اور اسی باعث خلفاء راشدین اور صحابہ
منتجبین حضور سے حدیث روایت کرنے
میں پرہیز کرتے تھے۔ اور ابوبکر رض و عمر رض
سے جب کوئی حدیث بیان کی جاتی۔ تو
جب تک اس کے لئے کوئی گواہ نہ ہوتا اس
حدیث کو نہ سنتے۔ اور اس معاملہ میں
ڈانٹ ڈپٹ کرتے تھے۔ اور علی رض حدیث
کی روایت پر قسم لیتے۔ محتاط صحابہ اور
تابعین بھی اس قسم کی رائے رکھتے

مِنَ الزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ أَوِ السَّهْوِ وَالنِّسْيَانِ وَكَانَ مِنْ جُمْلَةِ الْمُحْتَاطِيْنَ فِي هٰذَا الْأَمْرِ وَالشَّانِ أَبُو حَنِيْفَةَ النُّعْمَانِ ۔

تھے۔ یا اس کے قریب قریب اس خوف کے باعث کہ کہیں حدیث میں کمی یا زیادتی اور بھول نہ ہو جائے۔ اور اس روایت حدیث کے معاملہ میں محتاط لوگوں میں سے ابو حنیفہ النعمان بھی ہیں۔

وَقَدْ أَخْبَرَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمَا يَقَعُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ فِي أُمَّتِهِ مِنَ الرِّوَايَاتِ الْكَاذِبَةِ وَالْأَحَادِيْثِ الْبَاطِلَةِ فَحَذَّرَهُمْ عَنْ ذٰلِكَ خَوْفًا أَنْ يَقَعَ هَالِكٌ هُنَالِكَ فَقَالَ سَيَكُوْنُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِيْ يُحَدِّثُوْنَكُمْ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمِنْ هٰذَا قِيْلَ الْإِسْنَادُ مِنَ الدِّيْنِ لِأَنَّهُ عَلَيْهِ مَدَارُ الْمُجْتَهِدِيْنَ ۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی گئی ہے۔ کہ اخیر زمانہ میں آپ کی امت میں روایات کاذبہ اور احادیث باطلہ عام ہو جائیں گی۔ تو ان سے احتراز کرو کہیں تم بھی اس ہلاکت میں واقع نہ ہو جاؤ۔ فرمایا آخر زمانہ میں میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے۔ جو تم سے ایسی حدیثیں بیان کریں گے۔ جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے آباؤ اجداد نے۔ تم ان سے احتراز کرو۔ یہ روایت مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اسی باعث کہا گیا کہ اسناد بھی دین میں داخل ہیں کیونکہ ان پر مجتہدین کا دارومدار ہے

فصل

قَالَ الْحَافِظُ زَيْنُ الدِّيْنِ الْعِرَاقِيُّ فِيْ كِتَابِهِ الْمُسَمّٰى بِالْبَاعِثِ عَلَى الْخَلَاصِ مِنْ حَوَادِثِ الْقُصَّاصِ ثُمَّ إِنَّهُمْ يَعْنِي الْقُصَّاصَ يَنْقُلُوْنَ حَدِيْثَهُ عَلَيْهِ التَّسْلِيْمُ مِنْ غَيْرِ مَعْرِفَةٍ بِالصَّحِيْحِ وَالسَّقِيْمِ قَالَ وَإِنِ اتَّفَقَ أَنَّهُ نَقَلَ حَدِيْثًا صَحِيْحًا كَانَ آثِمًا فِيْ ذٰلِكَ لِأَنَّهُ يَنْقُلُ مَا لَا عِلْمَ لَهُ بِهِ وَإِنْ صَادَفَ الْوَاقِعَ كَانَ آثِمًا بِإِقْدَامِهِ عَلٰى مَا لَا يَعْلَمُ ۔

حافظ زین الدین العراقی اپنی کتاب الباعث علی الخلاص من حوادث القصاص میں فرماتے ہیں پھر یہ لوگ یعنی قصہ گو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو نقل کرتے ہیں حالانکہ انہیں صحیح اور سقیم کی پہچان بھی نہیں ہوتی۔ فرماتے ہیں اگر وہ کسی صحیح حدیث کو اتفاقاً نقل بھی کریں تب بھی وہ اس میں گناہ گار رہوں گے۔ کیونکہ وہ تو وہ نقل کر رہے ہیں۔ جس کا انہیں علم نہیں۔ اگر وہ واقعہ کے مطابق ہو۔ تب بھی وہ گناہ گار رہوں گے۔ کیونکہ وہ تو ایک ایسے فعل کا اقدام کر رہے ہیں۔ جسے وہ جانتے بھی نہیں ۔

قَالَ وَأَيْضًا فَلَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ مِمَّنْ هُوَ بِهٰذَا الْوَصْفِ أَنْ يَنْقُلَ حَدِيْثًا مِنَ الْكُتُبِ بَلْ وَلَوْ مِنَ الصَّحِيْحَيْنِ مَا

آگے چل کر فرماتے ہیں۔ جو لوگ اس وصف کے ساتھ موصوف ہوں ان کے لئے یہ بھی حلال نہیں کہ وہ کتابوں میں سے بھی کسی حدیث کو نقل کریں چاہے وہ بخاری و

لم يقرأه على من يعلم ذلك من أهل الحديث . وقد حكى الحافظ أبو بكر بن خير اتفق العلماء على أنه لا يصح لمسلم أن يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كذا حتى يكون عنده ذلك القول مرويا ولو على أقل وجوه الروايات لقوله عليه السلام من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار وفي بعض الروايات من كذب علي مطلقا من غير تقييد

ومسلم رح کی حدیث کیوں نہ ہو جب تک کسی محدث سے اس کی تعلیم حاصل نہ کریں ۔

حافظ ابوبکر رح بن الخیر فرماتے ہیں علماء کا اس امر پر اتفاق ہے ۔ کہ کسی مسلم کے لئے یہ کہنا جائز نہیں کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک یہ قول اس تک مروی نہ ہو چاہے اسناد کے لحاظ سے وہ کم درجہ کی روایت کیوں نہ ہو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے مجھ پر جان کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے اور بعض روایات میں ہے من کذب علی اور ان میں متعمداً کا لفظ نہیں (یعنی اس میں یہ شرط نہیں کہ جان کر ہو یا بغیر جانے وہ ہر دو شکل کو عام ہے)

فصل

قال الجوزقاني بسنده إلى أبي العباس السراج يقول شهدت محمد بن

جوزقانی رح ابو العباس رح السراج سے سنداً روایت کرتے ہیں ۔ کہ میں امام محمد بن اسمٰعیل البخاری کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ ان کے

اِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِيِّ وَدُفِعَ اِلَيْهِ كِتَابٌ مِنْ اِبْنِ كَرَّامٍ يَسْأَلُهُ عَنْ اَحَادِيْثَ مِنْهَا حَدِيْثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ مَرْفُوْعًا اَلْاِيْمَانُ لَا يَزِيْدُ وَ لَا يَنْقُصُ فَكَتَبَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِيُّ عَلٰى ظَهْرِ كِتَابِهٖ مَنْ حَدَّثَ بِهٰذَا اِسْتَوْجَبَ لَهُ الضَّرْبَ الشَّدِيْدَ وَالْحَبْسَ الطَّوِيْلَ ٭ اَوْرَدَهُ الذَّهَبِيُّ فِي الْمِيْزَانِ اَيْضًا قَالَ اَبُوْدَاوٗدَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِيْنٍ يَقُوْلُ فِيْ سُوَيْدٍ الْاَنْبَارِيِّ هُوَ حَلَالُ الدَّمِ ٭

سامنے ابن کرام کا خط پیش کیا گیا۔ جس میں انہوں نے چند احادیث کے بارے میں سوال کیا تھا۔ ان احادیث میں سے ایک حدیث زہری کی تھی۔ جو عن سالم عن ابیہ کے واسطے سے مرفوعًا روایت کی گئی تھی۔ کہ ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے نہ کم،، امام بخاری رحمہ نے اس خط کی پشت پر یہ جواب لکھا جس نے یہ حدیث بیان کی ہے وہ سخت سزا اور لمبی قید کا مستحق ہے۔ اس واقعہ کو امام ذہبی رحمہ نے اپنی میزان الاعتدال میں نقل کیا ہے نیز حافظ ذہبی رحمہ اپنی میزان میں امام ابوداؤد کا قول نقل فرماتے ہیں۔ کہ میں نے یحیی رحمہ بن معین سے سوید الانباری کے بارے میں سنا۔ کہ اس کا خون بھی حلال ہے ٭

وَقَالَ الْحَاكِمُ اَنْكَرَ عَلٰى سُوَيْدٍ حَدِيْثَ مَنْ عَشِقَ وَعَفَّ وَكَتَمَ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ لَمَّا ذُكِرَ لَهُ هٰذَا

حاکم رحمہ کہتے ہیں کہ انہوں نے سوید کی روایت "کا من عشق وعف وکتم مات شہیدًا،، کی بنا پر انکار فرمایا۔ یحیی رحمہ بن معین کے سامنے جب اس حدیث کا ذکر کیا گیا تو انہوں

الحديث لو كان لي فرس و رمح غزوت سويدا وفي الميزان ايضا قيل لابن عتيبة روى معلى بن هلال عن ابن ابي نجيح عن مجاهد عن عبد الله قال التقنع من اخلاق الانبياء فقال ابن عتيبة ان كان المعلى يحدث بهذا الحديث عن ابي نجيح ما اخرجه ان يضرب عنقه ۔

نے فرمایا کاش میرے پاس گھوڑا اور نیزہ ہوتا تو میں سویدہ سے جہاد کرتا نیز میزان میں ہے کہ ابن عتیبہ سے وہ روایت نقل کی گئی جو معلی بن ہلال نے ابو نجیح عن مجاہد کے واسطے سے عبد اللہ رض سے روایت کی ہے۔ ” تکلف قناعت انبیاء کے اخلاق میں سے ہے ،، ابن عتیبہ نے فرمایا اگر معلی اسے ابو نجیح سے روایت کرتا ہے۔ حالانکہ ابو نجیح نے اسے روایت نہیں کیا تو اس کی گردن ماردی جائے ۔

واخرج العقيلي عن عائشة قالت كان رسول الله عليه السلام اذا اطلع على احد من اهل بيته كذب كذبة لم يزل معرضا عنه حتى يحدث الله توبة ۔

عقیلی رح نے حضرت عائشہ رض سے ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر والوں میں سے کسی کے جھوٹ پر مطلع ہوتے تو آپ اس سے اعراض فرماتے حتی کہ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ بیان فرما دیتا ۔

واخرج ايضا انه عليه السلام ابطل شهادة رجل

نیز عقیلی رح نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی

فِیْ کِذْبِہٖ قَالَ مُعْتَمِرٌ لَا اَدْرِیْ مَا تِلْکَ الْکِذْبَۃُ اَکَذِبٌ عَلَی اللّٰہِ اَمْ کَذِبٌ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

کی شہادت کو جھوٹ کے باعث باطل قرار دیا۔ معتمرؒ کہتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ یہ اللہ پر جھوٹ تھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر؟

فَصْلٌ

قَالَ الدَّارَقُطْنِیُّ فَاِنْ تَوَہَّمَ مُتَوَہِّمٌ اَنَّ الْمُتَکَلِّمَ فِیْ مَنْ رَوٰی حَدِیْثًا مَرْدُوْدًا غِیْبَۃٌ لَہٗ یُقَالُ لَہٗ لَیْسَ ھٰذَا کَمَا تَوَہَّمْتَ وَذٰلِکَ اَنَّ اِجْمَاعَ اَھْلِ الْعِلْمِ عَلٰی اَنَّ ھٰذَا وَاجِبٌ دِیَانَۃً لِلدِّیْنِ وَنَصِیْحَۃً لِلْمُسْلِمِیْنَ وَقَدْ حَدَّثَنَا الْقَاضِیْ اَحْمَدُ بْنُ کَامِلٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِیْدِ الْھَرَوِیُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنِ خَلَّادٍ قَالَ قُلْتُ لِیَحْیٰی بْنِ سَعِیْدِ نِ الْقَطَّانِ اَمَا تَخْشٰی

امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اس راوی کے بارے میں جس نے حدیث مردود روایت کی ہے یہ شبہ کرے یہ تو غیبت ہے تو اسے یہ جواب دیا جائے گا۔ کہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ تم نے خیال کیا ہے بلکہ اہل علم کا اس امر پر اجماع ہے۔ کہ دین میں دیانت اور مسلمانوں کے لئے نصیحت واجب ہے اور ہم سے قاضی احمد بن کامل نے ابو سعید الہروی کے واسطے سے یہ روایت بیان کی ہے۔ کہ ابو بکر بن الخلاد نے یحییٰؒ بن سعید القطان سے دریافت کیا کیا آپ کو یہ خوف نہیں معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں کی روایات کو آپ نے ترک کیا ہے وہ اللہ کے سامنے تمہارے دشمن ہوں۔ یحییٰؒ

أَنْ يَكُوْنَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ تَرَكْتُ حَدِيْثَهُمْ خُصَمَاءَ لَكَ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ لَأَنْ يَكُوْنَ هٰؤُلَاءِ خُصَمَائِيْ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَصْمِيْ يَقُوْلُ لِمَ لَمْ تَذُبَّ الْكِذْبَ عَنْ حَدِيْثِيْ قَالَ وَإِذَا كَانَ الشَّاهِدُ بِالزُّوْرِ فِيْ حَقٍّ يَسِيْرٍ فَإِنَّهُ حَقِيْقٌ يَجِبُ كَشْفُ حَالِهٖ فَالْكَاذِبُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ أَحَقُّ وَأَوْلٰى لِأَنَّ الشَّاهِدَ إِذَا كَذَبَ فِيْ شَهَادَتِهٖ لَمْ يَعُدْ كِذْبُهُ الْمَشْهُوْدُ عَلَيْهِ وَالْكَاذِبُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ يُحِلُّ الْحَرَامَ وَيُحَرِّمُ الْحَلَالَ وَيَتَبَوَّأُ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ فَكَيْفَ لَا يَجُوْزُ الْوَقِيْعَةُ فِيْمَنْ قَدْ تَبَوَّأَ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ بِكِذْبِهٖ عَلَى النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ۔

نے فرمایا یہ دشمن مجھے زیادہ محبوب ہیں۔ بہ نسبت اس بات کے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے دشمن ہوں اور آپ یہ فرمائیں کیوں نہ تونے میری حدیث سے جھوٹ کو دور کیا جب کہ جھوٹی گواہی دینے والے کا حال ظاہر کرنا واجب ہے چاہے وہ معمولی سا جھوٹ کیوں نہ ہوں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے والے کا حال ظاہر کرنا زیادہ اولیٰ اور زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ جب شاہد شہادت میں جھوٹ بولتا ہے تو اس کے کذب کو مشہود علیہ (جس پر گواہی دے رہا ہے) پر نہیں عائد کیا جا سکتا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے والا حرام کو حلال اور حلال کو حرام بناتا ہے۔ اور اپنا ٹھکانا آگ سے تیار کرتا ہے۔ تو جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بول کر اپنا ٹھکانا آگ سے تیار کر رہا ہو۔ اس کے جھوٹ کو ظاہر کرنا کیونکر جائز نہ ہوگا۔

ثُمَّ رَوٰى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ فُلَانٌ ضَعِيْفٌ وَفُلَانٌ قَوِيٌّ وَفُلَانٌ خُذُوْا عَنْهُ وَفُلَانٌ لَا تَاْخُذُوْا عَنْهُ وَكَانَ لَا يَرٰى ذٰلِكَ غِيْبَةً۔

امام سفیان ثوریؒ سے روایت کیا گیا ہے کہ فلاں ضعیف ہے۔ اور فلاں قوی ہے فلاں سے روایات نقل کر لیا کرو اور فلاں کی روایات ترک کر دو۔ اور اس بات کے باوجود امام سفیان ثوری اسے غیبت شمار نہ فرماتے تھے۔

قَالَ وَسُئِلَ مَالِكٌ وَسَعْدٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الرَّجُلِ لَا يَكُوْنُ ثَبْتًا فِي الْحَدِيْثِ فَقَالُوْا جَمِيْعًا بَيِّنْ اَمْرَهٗ۔

امام مالکؒ۔ سعدؒ اور امام سفیانؒ ابن عیینہ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی کو حدیث میں ملکہ نہ ہو انہوں نے فرمایا اس کا حال لوگوں سے بیان کر دو۔

فائدہ۔ غالباً کتابت میں غلطی کے باعث سعدؒ تحریر میں آگیا ہے۔ ورنہ یہ لیث رح بن سعد معلوم ہوتے ہیں۔ جو امام مالکؒ اور سفیانؒ بن عیینہ کے ہم عصر ہیں۔

قَالَ وَقِيْلَ لِشُعْبَةَ هٰذَا الَّذِيْ تَكَلَّمَ فِي النَّاسِ اَلَيْسَ هُوَ غِيْبَةً فَقَالَ يَا اَحْمَقُ هٰذَا دِيْنٌ وَتَرْكُهٗ مُحَابَاةٌ۔

امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں۔ امام شعبہؒ بن الحجاج سے دریافت کیا گیا وہ شخص جو لوگوں پر اعتراض کرتا ہو۔ کیا وہ غیبت نہیں ہے۔ امام شعبہؒ نے فرمایا اے احمق یہ تو دین میں داخل ہے اور اس کا چھوڑنا خلاف انصاف ہے۔

قَالَ وَقَدْ قَالَ مُحَمَّدٌ

نیز دارقطنیؒ فرماتے ہیں محمدؒ بن بندار نے

بن مبشر الجرجانی لاحمد احمد بن حنبل سے دریافت کیا کہ مجھے یہ
بن حنبل انہ یشتق علیّ بہت سخت معلوم ہوتا ہے۔ کہ میں یہ
ان اقول فلان ضعیف و کہوں کہ فلاں ضعیف ہے۔ اور فلاں
فلان کذاب فقال احمد کذاب ہے۔ امام احمدؒ نے فرمایا۔ اگر تو
اذا سکت انت فمتی یعرف خاموش ہو جائے گا۔ تو ایک جاہل صحیح اور
الجاهل الصحیح من السقیم ۔ سقیم کو کیسے پہچانے گا ۔

وروی ان سفیان سفیانؒ ثوری کے بارے میں روایت کیا گیا
الثوری مر برجل فقال ہے کہ وہ ایک شخص کے پاس سے گذرے اور فرمایا
کذاب واللہ لولا انہ لا یحل یہ جھوٹا ہے اور فرمایا میرے لئے خاموش رہنا حلال
لی ان اسکت لسکت ۔ ہوتا تو میں خاموش ہو جاتا ۔

وعن الشافعی اذا علم امام شافعیؒ سے مروی ہے کہ جب آدمی کسی
الرجل من محدث الکذب محدث کے بارے میں جھوٹ کو جان لے۔ تو
لم یسعہ السکوت علیہ اس کے لئے خاموشی جائز نہیں۔ اور یہ
ولا یکون ذلک غیبۃ فان غیبت شمار نہ ہوگی۔ کیونکہ علماء نقاد کی
مثل العلماء کالنقاد فلا طرح ہوتے ہیں۔ اور ناقد کے لئے دین
یسع الناقد فی دینہ ان میں یہ جائز نہیں کہ وہ کھرے کو کھوٹے سے
لا یبین الزیوف من غیرہ ۔ علیحدہ بیان نہ کردے ۔

وکان شعبۃ بن الحجاج شعبہ رحہ بن الحجاج فرمایا کرتے تھے
یقول تعالوا نغتاب فی آؤ ہم اللہ کے دین میں غیبت

دِيْنِ اللهِ وَكَذَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ •

وَفِي الْمِيْزَانِ قَالَ ابْنُ حِبَّانَ سَمِعْتُ جَعْفَرَ بْنَ أَبَانَ الْمِصْرِيَّ يَقُولُ بِمَكَّةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا مَنْ سَرَّ الْمُؤْمِنَ فَقَدْ سَرَّنِي وَمَنْ سَرَّنِي فَقَدْ سَرَّ اللهَ الْحَدِيْثَ وَبِهِ يُنَادِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَيْنَ بُغَضَاءُ اللهِ فَيَقُومُ سُؤَّالُ الْمَسَاجِدِ فَقُلْتُ يَا شَيْخُ اتَّقِ اللهَ وَلَا تَكْذِبْ عَلَى رَسُولِ اللهِ فَقَالَ لَسْتَ مِنِّي فِي حِلٍّ أَنْتُمْ تَحْسُدُونَنِي لِإِسْنَادِي فَلَمْ أَزَلْ بِهِ حَتَّى حَلَفَ أَنْ لَا يُحَدِّثَ بِمَكَّةَ بَعْدَ أَنْ خَوَّفْتُهُ بِالسُّلْطَانِ مَعَ جَمَاعَةٍ •

کریں۔ ابن عیینہ رح سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

امام ذہبیؒ نے میزان میں ابن حبانؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے مکہ میں جعفر بن ابان المصری کو یہ حدیث بیان کرتے سنا کہ ہم سے محمد بن رمح نے لیث رح عن نافع رح عن ابن عمر رضؓ کے واسطے سے یہ روایت مرفوعاً بیان کی ہے جس نے مومن کو خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا، اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا الحدیث اور اس کو قیامت کے روز آواز دی جائے گی اللہ کے دشمن کہاں ہیں تو مساجد میں سوال کرنے والے کھڑے ہوں گے میں نے کہا اے شیخ اللہ سے ڈرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہ بولو۔ اس نے جواب دیا اب تم مجھ سے اچھی جگہ میں نہیں ہو اس لئے کہ تم مجھ سے حسد کرتے ہو میں اس کی بات کا جواب دیتا رہا حتی کہ اس نے قسم کھائی کہ وہ مکہ میں حدیث بیان نہ کرے گا جب میں نے سلطان اور اس کی جماعت کا خوف دلایا۔

فَصْلٌ

رُوِیَ اَنَّہٗ صَلّٰی اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَیَحْیَی بْنُ مُعِیْنٍ فِیْ مَسْجِدِ الرَّصَافَۃِ فَقَامَ بَیْنَ اَیْدِیْہِمْ قَاصٌّ فَقَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَ یَحْیَی بْنُ مُعِیْنٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ کُلِّ کَلِمَۃٍ مِنْہَا طَیْرًا مِنْقَارُہٗ مِنْ ذَہَبٍ وَرِیْشُہٗ مِنْ مَرْجَانٍ وَاَخَذَ فِی الْقِصَّۃِ نَحْوًا مِنْ عِشْرِیْنَ وَرَقَۃً فَجَعَلَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ یَنْظُرُ اِلٰی یَحْیَی وَیَحْیَی یَنْظُرُ اِلٰی اَحْمَدَ فَقَالَ لَہٗ اَنْتَ

امام احمدؒ بن حنبل اور یحییٰ رح بن معین نے مسجد رصافہ میں نماز پڑھی۔ ایک قصہ گو ان کے سامنے کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا۔ ہم سے احمدؒ بن حنبل اور یحییٰ رح بن معین نے عبدالرزاق رح عن معمر عن قتادہ رح کے واسطے سے انس رضؓ سے مرفوعاً یہ حدیث بیان کی ہے۔ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہر کلمہ سے ایک پرندہ پیدا فرماتا ہے جس کی چونچ سونے کی اور پر مرجان کے ہوتے ہیں۔ پھر اس نے ایک لمبا قصہ بیس ورق کے قریب بیان کیا۔ احمدؒ بن حنبل یحییٰؒ بن معین کی طرف دیکھنے لگے۔ اور احمدؒ یحییٰ رح کی جانب۔ یحییٰ رح بن معین نے امام احمد رح سے دریافت کیا کیا تم نے یہ حدیث بیان کی ہے۔ امام احمدؒ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم میں نے تو یہ حدیث سنی بھی اسی وقت

حَدَّثَنَا بِهٰذَا فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا سَمِعْتُ بِهٰذَا اِلَّا السَّاعَةَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِصَّتِهٖ اَخَذَ الْقِطْعِيَاتِ ثُمَّ قَعَدَ يَنْتَظِرُ بَقِيَّتَهَا قَالَ لَهٗ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ بِيَدِهٖ تَعَالَ فَجَاءَ مُتَوَهِّمًا لِنَوَالٍ فَقَالَ لَهٗ يَحْيٰى مَنْ حَدَّثَكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَيَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ فَقَالَ اَنَا يَحْيَى بْنُ مُعِيْنٍ وَهٰذَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا قَطُّ فِيْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ وَالْكِذْبُ فَعَلٰى غَيْرِنَا فَقَالَ لَهٗ اَنْتَ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ لَمْ اَزَلْ اَسْمَعُ اَنَّ يَحْيَى بْنَ مَعِيْنٍ اَحْمَقُ مَا تَحَقَّقْتُهٗ اِلَّا السَّاعَةَ فَقَالَ لَهٗ يَحْيٰى

ہے۔ جب وہ قصہ سے فارغ ہو چکا۔ اور اپنے انعامات لے چکا۔ پھر باقی کا انتظار کرنے کے لئے بیٹھ گیا۔ یحییٰ رح بن معین نے اسے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ ادھر آ۔ وہ انعام کی لالچ میں ان کے پاس آیا اس سے یحییٰ رح نے دریافت کیا یہ حدیث تم سے کس نے بیان کی۔ اس نے جواب دیا احمدؒ بن حنبل اور یحییٰؒ بن معین نے۔ یحییٰؒ نے فرمایا میں یہ یحییٰ بن معین ہوں۔ اور یہ احمدؒ بن حنبل ہیں۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں کہیں یہ حدیث نہیں سنی۔ اگر تو نے جھوٹ بولنا تھا۔ تو ہمارے علاوہ کسی اور پر جھوٹ بول لیا ہوتا۔ اس نے کہا کیا تم یحییٰ رح بن معین ہو۔ یحییٰ رح نے جواب دیا ہاں۔ وہ بولا کہ میں ہمیشہ سے سنتا آیا تھا۔ کہ یحییٰؒ بن معین احمق ہے۔ اور اس وقت اس کی تصدیق ہو گئی۔ یحییٰ رح نے فرمایا۔ تو نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ میں احمق ہوں۔ اس

كَيْفَ عَلِمْتَ اِنِّي اَحْمَقُ قَالَ كَاَنَّهُ لَيْسَ فِي الدُّنْيَا يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ وَاَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ غَيْرُكُمَا قَدْ كَتَبْتُ عَنْ سَبْعَةَ عَشَرَ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ وَيَحْيَى بْنَ مَعِيْنٍ فَوَضَعَ اَحْمَدُ كُمَّهُ عَلَى وَجْهِهٖ وَقَالَ دَعْهُ يَقُوْمُ فَقَامَ كَالْمُسْتَهْزِئِ بِهِمَا۔

نے جواب دیا۔ گویا کہ دنیا میں تمہارے علاوہ کوئی اور یحیی رح بن معین اور احمد بن حنبل ہی نہیں۔ میں نے تو سترہ احمدؒ بن حنبل اور یحیی رح بن معین سے روایت لکھی ہے۔ امام احمدؒ نے (ہنسی کے مارے) اپنی آستین اپنے منہ پر رکھ لی اور اور امام یحیی رح بن معین سے فرمایا۔ اسے چھوڑ دو وہ کھڑا ان دونوں کا مذاق اڑاتا رہا۔

وَعَنِ الطَّرْطُوْشِيِّ لَمَّا دَخَلَ سُلَيْمَانُ بْنُ مِهْرَانَ الْاَعْمَشُ الْبَصْرَةَ نَظَرَ اِلَى قَاصٍّ يَقُصُّ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنْ اَبِي وَائِلٍ فَتَوَسَّطَ الْاَعْمَشُ الْحَلْقَةَ وَجَعَلَ يَنْتِفُ شَعْرَ اِبْطِهٖ فَقَالَ لَهُ الْقَاصُّ يَا شَيْخُ اَلَا تَسْتَحْيِيْ نَحْنُ فِيْ عِلْمٍ

طرطوشیؒ نے روایت کیا ہے، کہ جب امام سلیمان رح بن مہران الاعمش بصرہ تشریف لے گئے۔ تو مسجد میں ایک قصہ گو کو قصہ بیان کرتے دیکھا وہ کہہ رہا تھا۔ ہم سے اعمش نے حدیث بیان کی۔ اعمش رح نے ابواسحٰق رح سے اور ابواسحٰق رح نے ابووائل رح سے روایت کی ہے۔ امام اعمش رح حلقہ کے درمیان بیٹھ گئے۔ اور اپنی بغلوں کے بال اکھاڑنے لگے۔ اس قصہ گو نے کہا اے شیخ

وَاَنْتَ تَفْعَلُ مِثْلَ هٰذَا فَقَالَ الْاَعْمَشُ اَلَّذِیْ اَنَا فِیْهِ خَیْرٌ مِّنَ الَّذِیْ اَنْتَ فِیْهِ قَالَ کَیْفَ قَالَ لِاَنِّیْ فِیْ سُنَّةٍ وَاَنْتَ فِیْ کِذْبٍ اَنَا الْاَعْمَشُ وَمَا حَدَّثْتُکَ مِمَّا تَقُوْلُ شَیْئًا۔

تجھے شرم نہیں آتی کہ ہم علم کی باتیں کر رہے ہیں اور تو اس قسم کی حرکت کر رہا ہے، امام اعمش رح نے جواب دیا میں تجھ سے بہتر مقام میں ہوں اس نے سوال کیا کیسے امام اعمش نے جواب دیا میں سنت ادا کر رہا ہوں، اور تو جھوٹ بول رہا ہے۔ میں اعمش ہوں اور جو تو بیان کر رہا ہے۔ وہ میں نے حدیث بیان نہیں کی ؂

وَقَالَ الذَّهَبِیُّ فِی الْمِیْزَانِ قَالَ جَعْفَرُ بْنُ الْحَجَّاجِ الْمَوْصِلِیُّ قَدِمَ عَلَیْنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ السَّمَرْقَنْدِیُّ بِمَوْصِلَ وَحَدَّثَ بِاَحَادِیْثَ مَنَاکِیْرَ فَاجْتَمَعَ جَمَاعَةٌ مِّنَ الشُّیُوْخِ وَصِرْنَا اِلَیْهِ لِنُنْکِرَ عَلَیْهِ فَاِذَا هُوَ فِیْ خَلْقٍ مِّنَ الْعَامَّةِ فَلَمَّا اَبْصَرَنَا مِنْ بَعِیْدٍ عَلِمَ اَنَّا جِئْنَا لِنُنْکِرَ عَلَیْهِ فَقَالَ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ عَنِ ابْنِ لَهِیْعَةَ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ

امام ذہبی رح میزان میں فرماتے ہیں جعفر رح بن الحجاج الموصلی فرمایا کرتے تھے ہمارے پاس موصل میں محمد بن عبداللہ سمرقندی آیا۔ اور بہت سی منکر حدیثیں بیان کیں تو شیوخ کی ایک جماعت جمع ہو کر اس کے پاس گئی۔ تاکہ اس کی ان روایات منکرہ کا انکار کیا جائے۔ وہ بہت سے عام لوگوں میں بیٹھا ہوا تھا۔ جب اس نے دور سے ہمیں آتے دیکھا تو وہ سمجھ گیا۔ کہ ہم اس پر اعتراض کرنے کے لئے آئے ہیں۔ تو فوراً بولا ہم سے قتیبہ رح نے ابن لہیعہ رح، ابو الزبیر رح اور جابر

عَنْ جَابِرٍ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ اَلْقُرْاٰنُ کَلَامُ اللّٰہِ غَیْرُ مَخْلُوْقٍ فَلَمْ نَجْسِرْ اَنْ نَقْدِمَ عَلَیْہِ خَوْفًا مِنَ الْعَامَّۃِ وَ رَجَعْنَا۔

جابرؓ کے واسطے سے ہم سے مرفوعاً یہ روایت بیان کی ہے۔ کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور غیر مخلوق ہے۔ ہم عام آدمیوں کے خوف کی بنا پر اس کے پاس نہ جا سکے اور واپس لوٹ آئے۔

وَعَنِ الشَّعْبِیِّ دَخَلْتُ فِیْ مَسْجِدٍ اُصَلِّیْ فَاِذَا اِلٰی جَنْبِیْ شَیْخٌ عَظِیْمُ اللِّحْیَۃِ قَدْ طَافَ بِہٖ قَوْمٌ یُحَدِّثُہُمْ فَقَالَ حَدَّثَنِیْ فُلَانٌ عَنْ فُلَانٍ یَبْلُغُ بِہِ النَّبِیَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّ اللّٰہَ خَلَقَ صُوْرَیْنِ لَہٗ فِیْ کُلِّ صُوْرٍ نَفْخَتَانِ نَفْخَۃُ الصَّعَقِ وَ نَفْخَۃُ الْقِیٰمَۃِ قَالَ الشَّعْبِیُّ فَلَمْ اَضْبِطْ نَفْسِیْ اَنْ خَفَّفْتُ صَلٰوتِیْ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَقُلْتُ یَا شَیْخُ اِتَّقِ اللّٰہَ وَلَا تُحَدِّثْ بِالْخَطَاءِ اِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَخْلُقْ اِلَّا صُوْرًا

امام شعبیؒ فرماتے ہیں میں مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے داخل ہوا میرے ایک جانب ایک بڑی داڑھی والا شیخ بیٹھا ہوا تھا جسے لوگوں نے گھیر رکھا تھا اس نے لوگوں سے حدیث بیان کی اور کہنے لگا مجھ سے فلاں نے فلاں کے واسطے سے یہ روایت بیان کی ہے حتی کہ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا کہ اللہ تعالیٰ نے دو صور پیدا فرمائے ہیں۔ اور ہر صور کو دو دفعہ پھونکا جائے گا۔ ایک صور تو کڑک کا ہو گا۔ اور دوسرا قیامت کا ہو گا۔ امام شعبی فرماتے ہیں مجھ سے ضبط نہ ہو سکا۔ میں نے نماز ہلکی کی اور سلام پھیرنے کے بعد اس سے کہا اے شیخ اللہ سے ڈر اور غلط حدیث بیان نہ کر اللہ تعالیٰ نے ایک ہی صور پیدا فرمایا ہے اور اسے دو دفعہ پھونکا

واحدًا وإنما هي نفختان نفخة الصعق ونفخة القيامة فقال لي يا فاجر إنما يحدثني فلان وترد علي ثم رفع نعله فضربني بها وتتابع القوم علي ضربًا معه فوالله ما أقلعوا عني حتى حلفت لهم أن الله تعالى خلق ثلثين صورًا له في كل صور نفخة فأقلعوا عني ۔

جائے گا۔ ایک دفعہ تو چیخ کی پھونک ہوگی اور دوبارہ قیامت کی اس نے مجھ سے کہا۔ اے فاجر مجھ سے فلاں نے حدیث بیان کی ہے۔ اور تو مجھ پر اعتراض کرتا ہے پھر اس نے اپنا جوتا نکال کر میرے مارا اور لوگ بھی مجھے مارنے لگے۔ خدا کی قسم انہوں نے مجھے اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک میں نے قسم کھا کر یہ نہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تیس صور پیدا کئے ہیں اور ہر صور میں ایک دفعہ پھونکا جائے گا۔ تب انہوں نے مجھے چھوڑا۔

وقال الحافظ أبو بكر الخطيب البغدادي بإسناده إلى محمد بن يونس الكديمي قال كنت بالأهواز فسمعت شيخًا يقص فقال لما زوج النبي عليه السلام عليًا فاطمة أمر الله شجرة طوبى أن تنثر اللؤلؤ الرطب يتهاداه أهل الجنة

حافظ ابوبکر الخطیب رح البغدادی نے باسند محمد بن یونس الکدیمی سے روایت کیا ہے۔ کہ میں اہواز میں مقیم تھا۔ میں نے ایک شیخ کو قصہ بیان کرتے سنا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رض سے فاطمہ رض کا نکاح کیا۔ اللہ تعالیٰ نے طوبیٰ درخت کو حکم دیا کہ وہ تازہ موتی نچھاور کرے۔ تاکہ اہل جنت طباقوں میں بھر بھر کر ایک دوسرے کو ہدیہ میں

بَيْنَهُمْ فِي الْأَطْبَاقِ فَقُلْتُ لَهُ يَا شَيْخُ هٰذَا كَذِبٌ عَلَى رَسُولِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ وَيْحَكَ اُسْكُتْ حَدِيثَةُ النَّاسِ ۔

دیں۔ میں نے اس سے کہا اے شیخ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہے۔ اس نے کہا تجھ پر افسوس ہے تو خاموش کیوں نہیں رہتا یہ تو لوگوں کے قصے ہیں ؛

وَقَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ وَقَدْ صَنَّفَ بَعْضُ قُصَّاصِ زَمَانِنَا كِتَابًا فَذَكَرَ فِيهِ اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ دَخَلَا عَلَى عُمَرَ وَهُوَ مَشْغُولٌ ثُمَّ انْتَبَهَ لَهُمَا فَقَامَ وَقَبَّلَهُمَا وَوَهَبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا اَلْفًا فَرَجَعَا فَاَخْبَرَا اَبَاهُمَا فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ عُمَرُ نُورُ الْاِسْلَامِ فِي الدُّنْيَا وَسِرَاجُ اَهْلِ الْجَنَّةِ فِي الْعُقْبٰى فَرَجَعَا اِلَى عُمَرَ فَحَدَّثَاهُ فَاسْتَدْعٰى دَوَاتًا وَقِرْطَاسًا وَكَتَبَ

ابن الجوزی رح فرماتے ہیں ہمارے زمانے کے بعض قصہ گوؤں نے ایک کتاب لکھی ہے اس میں یہ ذکر ہے کہ حضرت حسن رض اور حسین حضرت عمر رض کے پاس گئے اور وہ مشغول تھے جب وہ دونوں کی جانب متوجہ ہوئے تو اٹھ کر دونوں کو پیار کیا اور ہر ایک کو ایک ایک ہزار درہم دیئے تو انہوں نے لوٹ کر اپنے والد کو بتایا حضرت علی رض نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ عمر رض دنیا میں اسلام کا نور ہیں، اور عقبہ میں اہل جنت کے چراغ ہوں گے۔ وہ دونوں حضرت عمر رض کے پاس لوٹ کر آئے اور عمر رض سے یہ حدیث بیان کی حضرت عمر رض نے دوات اور کاغذ منگا کر یہ حدیث لکھی کہ مجھ

حَدَّثَنِیْ سَیِّدُ شُبَّانِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ عَنْ اَبِیْھِمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ کَذَا وَکَذَا فَاَوْصٰی اَنْ یُّجْعَلَ فِیْ کَفْنِہٖ فَفَعَلَ ذٰلِکَ فَاَصْبَحُوْا وَاِذَا الْقِرْطَاسُ عَلَی الْقَبْرِ وَفِیْہِ صَدَقَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ وَصَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ وَالْعَجَبُ مِنْ ھٰذَا الَّذِیْ بَلَغَتْ بِہِ الْوَقَاحَۃُ اِلٰی اَنْ یُّصَنِّفَ ھٰذَا وَمَا کَفَاہُ حَتّٰی عَرَضَہٗ عَلٰی کُتَّابِ الْفُقَھَاءِ فَکَتَبُوْا عَلَیْہِ تَصْوِیْبَ ھٰذَا التَّصْنِیْفِ۔

سے جنتی جوانوں کے سرداروں نے اپنے والد کے واسطے سے حضور سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ کہ حضورؐ نے ایسا ایسا فرمایا۔ پھر وصیت کی کہ اسے میرے کفن میں رکھا جائے۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ جب دفن ہونے کے بعد صبح آئی۔ تو قبر پر ایک کاغذ رکھا ہوا تھا جس میں تحریر تھا حسنؓ و حسینؓ نے بھی سچ کہا اور رسول اللہ صلعم نے بھی سچ فرمایا۔ ابن جوزیؒ فرماتے ہیں۔ تعجب تو اس شخص پر جو اتنی بے حیائی کے درجہ کو پہنچ چکا ہو۔ کہ اس قسم کی کتاب لکھے۔ اور اس سے زیادہ بے حیائی کیا ہوگی۔ کہ جب اسے فقہ کی کتابیں لکھنے والوں کے سامنے اس نے پیش کیا۔ تو انہوں نے اسے صحیح قرار دیا۔

وَقَالَ ابْنُ عُقَیْلٍ اَخَذَ بَعْضُ الْوُعَّاظِ یَقُوْلُ اللّٰہُ یَا مُوْسٰی مَنْ تُرِیْدُ قَالَ اَخِیْ ھَارُوْنَ یَا مُحَمَّدُ

ابن عقیلؓ کہتے ہیں۔ بعض واعظوں نے یہ وطیرہ اختیار کیا۔ کہ اللہ تعالےٰ فرمائیں گے اے موسیٰؑ تو کس کا طالب ہے وہ جواب دیں گے اپنے بھائی ہارون کا۔ اے محمدؐ تم کس

مَنْ تُرِيْدُ قَالَ عَمِّيْ وَاُمِّيْ
يَا نُوْحُ مَنْ تُرِيْدُ قَالَ اِبْنِيْ
يَا يَعْقُوْبُ مَنْ تُرِيْدُ قَالَ
يُوْسُفَ قَالَ كُلُّكُمْ تُرِيْدُ مِنِّيْ
اَيْنَ مَنْ يُرِيْدُنِيْ ثُمَّ احْتَدَّ
وَصَكَّ الْكُرْسِيَّ صَكَّةً وَقَالَ
يَا قَارِئُ اقْرَأْ تُرِيْدُوْنَ
وَجْهَهٗ فَقَرَأَ الْقَارِئُ وَضَجَّ
الْمَجْلِسُ وَصَعِقَ قَوْمٌ وَ
خَرَقَتْ ثِيَابُ قَوْمٍ بِشَعْبَذَةِ
ذٰلِكَ فَاعْتَقَدَ قَوْمٌ اَنَّ مَا
ذَكَرَهٗ لُبَابُ الْحَقِّ وَعَيْنُ
الْعِلْمِ۔

کے طالب ہو جواب دیں گے اپنے چچا اور اپنے ماں کا۔ اے نوح تو کس کا طالب ہے۔ جواب دیں گے اپنے بیٹے کا۔ اے یعقوبؑ تو کس کا طالب ہے جواب دیں گے یوسفؑ کا۔ خدا تعالیٰ فرمائیں گے۔ تم میں سے ہر ایک مجھ سے کسی نہ کسی شے کا طالب ہے تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو میرا طالب ہو۔ پھر وہ واعظ غضبناک ہوا اور کرسی ہلنے لگی۔ اور بولا اے قاری کھڑا ہو اور قرآن پڑھ تم اس کے طالب ہو۔ قاری نے قرآن پڑھا مجلس گھبرا گئی۔ لوگ چیخیں مارنے لگے اور اس کے شعبدہ کی بنا پر لوگوں نے کپڑے پھاڑ لئے اور لوگوں کو یہ یقین ہو گیا کہ جو کچھ اس نے ذکر کیا ہے وہ حق اور عین علم ہے۔

وَفِيْ بَعْضِ الْمَجَامِعِ
اَنَّ قَاصًّا جَلَسَ بِبَغْدَادَ
فَرَوٰى فِيْ تَفْسِيْرِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى
عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ
مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اِنَّهٗ يُجْلِسُهٗ
مَعَهٗ عَلٰى عَرْشِهٖ فَبَلَغَ ذٰلِكَ

بعض مجامع میں ہے کہ ایک قصہ گو نے بغداد میں قرآن کی اس آیت عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً کی یہ تفسیر بیان کی۔ کہ خداوند تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا یہ تفسیر امام محمد بن جریر الطبری کو معلوم

اَلْاِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيْرِ الطَّبَرِيُّ فَاحْتَدَّ مِنْ ذٰلِكَ وَبَالَغَ فِيْ اِنْكَارِهٖ وَكَتَبَ عَلٰى بَابِ دَارِهٖ سُبْحَانَ مَنْ لَيْسَ لَهٗ اَنِيْسٌ وَلَا لَهٗ فِيْ عَرْشِهٖ جَلِيْسٌ فَثَارَتْ عَلَيْهِ عَوَامُّ بَغْدَادَ وَرَجَمُوْا بَيْتَهٗ بِالْحِجَارَةِ حَتّٰى اسْتَدَّ بَابُهٗ بِالْحِجَارَةِ وَعَلَتْ عَلَيْهِ ٭

ہوئی۔ انہیں سخت ناگوار گذری۔ اور انہوں نے سخت انکار کیا اور اپنے دروازے پر لکھ کر لگا دیا۔ پاک ہے وہ ذات جس کا نہ کوئی ساتھی ہے۔ اور نہ کوئی ساتھ میں عرش پر بیٹھنے والا۔ بغداد کے عوام ان پر چڑھ آئے۔ ان کے گھر پر پتھر برسانے شروع کئے۔ حتیٰ کہ دروازہ پتھروں سے بند ہو گیا۔ اور آپ زخمی ہو گئے ٭

فَصْلٌ

قَالَ الْعُقَيْلِيُّ بِسَنَدِهٖ اِلٰى حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ يَقُوْلُ وَضَعَتِ الزَّنَادِقَةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِثْنَيْ عَشَرَ اَلْفَ حَدِيْثٍ وَقَالَ ابْنُ عَدِيٍّ بِاِسْنَادِهٖ اِلٰى جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ الْمَهْدِيَّ يَقُوْلُ اَقَرَّ

عقیلی رح نے بالسند حماد رح بن زید سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے تھے۔ کہ زنادقہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بارہ ہزار حدیثیں وضع کیں۔ ابن عدی رحمہ اللہ تعالےٰ نے جعفر بن سلیمان سے روایت کیا ہے۔ کہ مہدی کہا کرتا تھا۔ کہ میرے سامنے ایک زندیق

عِنْدِیْ رَجُلٌ مِّنَ الزَّنَادِقَۃِ	نے اقرار کیا ہے۔ اس نے چار سو
اَنَّہٗ وَضَعَ اَرْبَعَمِائَۃِ حَدِیْثٍ	حدیثیں وضع کی ہیں۔ جو لوگوں میں
فَھِیَ تَجُوْلُ فِیْ اَیْدِی النَّاسِ	رائج ہیں ؛
وَاَخْرَجَ ابْنُ عَسَاکِرٍ	ابن عساکر نے روایت کیا ہے
عَنِ الرَّشِیْدِ اَنَّہٗ جِیْئَ اِلَیْہِ	کہ ہارون الرشید کے سامنے ایک زندیق
بِزِنْدِیْقٍ فَاَمَرَ بِقَتْلِہٖ فَقَالَ یَا	لایا گیا۔ اس نے اس کے قتل کا حکم
اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَیْنَ اَنْتَ	دیا۔ اس نے کہا اے امیر المومنین آپ
عَنْ اَرْبَعَۃِ اٰلَافِ حَدِیْثٍ	ان چار ہزار حدیث کا کیا کریں گے
وَضَعْتُھَا فِیْکُمْ اُحَرِّمُ فِیْھَا	جو میں نے وضع کی ہیں اور جس میں حرام
الْحَلَالَ وَاُحِلُّ فِیْھَا الْحَرَامَ	کو حلال اور حلال کو حرام کیا ہے، حالانکہ
مَا قَالَ النَّبِیُّ عَلَیْہِ السَّلَامُ	اس میں سے حضور م کا ایک حرف
مِنْھَا حَرْفًا فَقَالَ لَہُ الرَّشِیْدُ	بھی نہیں۔ رشید نے جواب دیا اے
اَیْنَ اَنْتَ یَا زِنْدِیْقُ عَنْ	زندیق کیا تو عبد اللہ بن المبارک
عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْمُبَارَکِ وَابْنِ	اور ابن اسحٰق الغواری کو بھول گیا
اِسْحٰقَ الْغَوَارِیِّ یَتَخَلَّلَانِہٖ	وہ اس کا ایک ایک حرف نکال کر باہر
فَیُخْرِجَانِہٖ حَرْفًا حَرْفًا ؛	پھینکیں گے ؛
وَفِیْ کِتَابِ الْعُقَیْلِیِّ	کتاب العقیلی ؒ میں یعلی ؒ بن
عَنْ یَعْلَی بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ	عبد الرحمٰن الواسطی سے مروی ہے
الْوَاسِطِیِّ اَنَّہٗ قَالَ عِنْدَ مَوْتِہٖ	کہ اس نے اپنی موت کے وقت اس

وَضَعْتُ فِیْ فَضْلِ عَلِیٍّ رض سَبْعِیْنَ حَدِیْثًا۔	بات کا اقرار کیا کہ اس نے ستر حدیثیں حضرت علی کی فضیلت میں وضع کی ہیں۔
وَاَخْرَجَ الْخَطِیْبُ عَنِ الرَّبِیْعِ بْنِ خَیْثَمٍ اَنَّ مِنَ الْحَدِیْثِ حَدِیْثًا لَہٗ ضَوْءٌ کَضَوْءِ النَّهَارِ تَعْرِفُہٗ وَاِنَّ مِنَ الْحَدِیْثِ حَدِیْثًا لَہٗ ظُلْمَةٌ کَظُلْمَةِ اللَّیْلِ تُنْکِرُہٗ۔	خطیب نے ربیع رح بن خیثم سے روایت کیا۔ کہ بعض احادیث روز روشن کی طرح روشن ہوتی ہیں۔ کہ تو خود انہیں پہچان لے گا۔ اور بعض احادیث رات کی طرح اندھیری ہوتی ہیں جن کا تو خود انکار کردے گا۔

فَصْلٌ

وَلَمَّا کَانَ اَکْثَرُ الْقُصَّاصِ وَالْوُعَّاظِ جَاهِلِیْنَ بِالتَّفْسِیْرِ وَرِوَایَتِہٖ وَبِالْحَدِیْثِ وَمَرَاتِبِہٖ وَرَدَ لَا یَقُصُّ عَلَی النَّاسِ اِلَّا اَمِیْرٌ اَوْ مَامُوْرٌ اَوْ مُرَاءٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ وَلِاَبِیْ دَاؤُدَ بِسَنَدٍ جَیِّدٍ عَنْ عَوْفِ بْنِ	چونکہ اکثر قصہ گو اور واعظ لوگ تفسیر اور اس کی روایت سے ناواقف اور ایسے ہی حدیث اور اس کے مراتب سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ اسی واسطے حدیث میں وارد ہے کہ لوگوں کے سامنے تین آدمی قصے بیان کرتے ہیں۔ امیر یا جسے حکم دیا جائے۔ اور ریاکار۔ ابن ماجہ رح نے سند صحیح کے ساتھ عمرو رض بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے واسطے سے اسے روایت کیا ہے اور ابوداؤد نے عمدہ سند کے ساتھ عوف بن مالک رض سے روایت کیا ہے

مَالِكٍ بِلَفْظِ مُخْتَالٍ بَدَلَ مُرَاءٍ وَلِلطَّبَرَانِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ بِلَفْظِ مُتَكَلِّفٍ	اور اس میں ریاکار کی بجائے مغرور کا ذکر ہے۔ اور طبرانی میں یہ روایت عبادہ بن الصامت سے مروی ہے اور اس میں متکلف یعنی تکلف کرنے والے کا ذکر ہے
وَرَوَى الطَّبَرَانِيُّ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ مَرْفُوعًا إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَلَكُوا لَمَّا قَصُّوا۔	طبرانی رح نے خباب رض بن الارت سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ بنو اسرائیل قصہ گوئی کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔
قَالَ الزَّيْنُ الْعِرَاقِيُّ وَمِنْ آفَاتِ الْقُصَّاصِ أَنْ يُحَدِّثُوا كَثِيرًا مِنَ الْعَوَامِّ مَا لَا يَبْلُغُهُ الْعُقُولُ وَالْأَذْهَامُ فَيَبْلُغُوا فِي الْاعْتِقَادِ السَّيِّئَةِ هٰذَا لَوْ كَانَ صَحِيحًا فَكَيْفَ إِذَا كَانَ بَاطِلًا۔	زین الدین رح العراقی فرماتی ہیں اور قصہ گو کی آفتوں میں سے ایک آفت یہ بھی ہے کہ وہ عوام سے اکثر ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جہانتک نہ تو عقل پہنچ سکتی ہے اور نہ فہم اس کا ادراک کر سکتا ہے۔ تو عوام برے عقائد میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ اگر معاملات صحیح ہوتیں تو لوگ اعتقادات باطل میں کیوں مبتلا ہوتے ::
وَقَدْ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ مَا أَنْتَ مُحَدِّثٌ قَوْمًا حَدِيثًا لَا تَبْلُغُهُ عُقُولُهُمْ إِلَّا كَانَ لِبَعْضِهِمْ فِتْنَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي مُقَدِّمَةِ صَحِيحِهِ۔	ابن مسعود رح فرمایا کرتے تھے۔ اگر تو لوگوں سے ایسی حدیثیں بیان کرے۔ جن تک عقلیں نہ پہنچ سکیں تو وہ بعضوں کے لئے فتنہ ثابت ہوں گی۔ اس حدیث کو امام مسلم نے اپنے مقدمہ میں روایت کیا ہے ::

قُلْتُ وَمِنْ آفَاتِهِمْ اَنْ يَّدْخُلَ عَلَيْهِمُ الْعُجُبُ وَالْغُرُورُ فِي سَائِرِ الْاُمُوْرِ ‌+ فَرَوَى الْاِمَامُ اَحْمَدُ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مُعَاوِيَةَ اَنَّهُ رَكِبَ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَسَاَلَهُ عَنِ الْقَصَصِ قَالَ مَا شِئْتَ قَالَ اَنَا اَرَدْتُ اَنْ اَنْتَهِيَ اِلٰى قَوْلِكَ قَالَ اَخْشٰى عَلَيْكَ اَنْ تَقُصَّ فَتَرْتَفِعَ فِي نَفْسِكَ ثُمَّ تَقُصَّ فَتَرْتَفِعَ فِي نَفْسِكَ حَتّٰى تَخَيَّلَ لَكَ اَنَّكَ فَوْقَهُمْ بِمَنْزِلَةِ الثُّرَيَّا فَيَضَعُكَ اللّٰهُ تَحْتَ اَقْدَامِهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِقَدْرِ ذٰلِكَ ‌+

ملا علی قاری فرماتے ہیں اور ان لوگوں کی آفتوں میں سے ایک آفت یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں میں ہر کام میں بڑائی اور غرور پیدا کر دیتے ہیں

امام احمد نے سند صحیح کے ساتھ حارث بن معاویہ سے روایت کیا ہے۔ کہ وہ حضرت عمرؓ کے پاس گئے اور ان سے قصوں کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے فرمایا تو کیا چاہتا ہے۔ حارث نے جواب دیا میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کے قول کو اختیار کروں۔ انہوں نے فرمایا مجھے یہ خطرہ ہے کہ جب تو قصہ بیان کرے گا تو تیرے دل میں بلندی کا خیال پیدا ہوگا۔ پھر جب تو دوبارہ قصہ بیان کرے گا۔ تو تیرے دل میں اور بلندی پیدا ہوگی حتی کہ تو یہ خیال کرے گا کہ تو لوگوں سے ثریا کے برابر بلند ہے۔ تو اللہ تعالےٰ تجھے اس غرور کے باعث قیامت کے روز ان کے قدموں میں ڈالے گا۔

وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّ تَمِيْمًا الدَّارِيَّ اِسْتَاْذَنَ

طبرانیؒ نے عمدہ سند کے ساتھ عمرو بن دینار سے روایت کیا ہے۔ کہ تمیم داری نے حضرت عمرؓ سے قصہ گوئی کی اجازت

عُمَرَ فِي الْقَصَصِ فَأَبَى أَنْ يَأْذَنَ لَهُ ثُمَّ اسْتَأْذَنَهُ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ وَأَشَارَ بِيَدِهِ الذَّبْحَ ۔

طلب کی۔ انہوں نے اس سے انکار فرمادیا۔ انہوں نے دوبارہ اجازت طلب کی۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اچھا اگر تم خود کو ذبح کرنا چاہو۔

قَالَ الْعِرَاقِيُّ فَانْظُرْ تَوَقُّفَ عُمَرَ فِي إِذْنِهِ فِي حَقِّ رَجُلٍ مِنَ الصَّحَابَةِ الَّذِينَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ عَدْلٌ مُؤْتَمَنٌ وَأَنَّى مِثْلُ تَمِيمٍ فِي التَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ ۔

امام عراقی رح فرماتے ہیں غور کرو کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ نے ایک صحابی کو اجازت دینے میں تامل فرمایا۔ حالانکہ ہر صحابی عادل اور امین ہے۔ اور تمیم جیسا تابعین اور ان کے بعد کے دور میں کون ہوسکتا ہے۔

وَأَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ بُكَيْرٍ أَنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرَ فِي الْقَصَصِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَتَدْرِي أَنَّكَ تُرِيدُ الذَّبْحَ مَا يُؤْمِنُكَ أَنْ تَرْفَعَ نَفْسَكَ حَتَّى تَبْلُغَ السَّمَاءَ ثُمَّ يَضَعَكَ اللهُ ۔

ابن عساکرؒ نے بکیر رح سے روایت کیا ہے کہ تمیم داریؓ نے قصہ گوئی کے معاملہ میں حضرت عمرؓ سے اجازت طلب کی انہوں نے فرمایا کیا تو یہ چاہتا ہے۔ کہ اپنے آپ کو ذبح کرے۔ کہ تیرا نفس بلند ہو کر آسمان تک پہنچ جائے پھر اللہ تعالیٰ تجھے گرادے۔

وَأَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ

نیز ابن عساکر نے حمیدؒ بن عبدالرحمان

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ تَمِيْمًا الدَّارِيَّ اِسْتَاْذَنَ عُمَرَ فِي الْقَصَصِ سِنِيْنَ فَاَبٰى اَنْ يَّاْذَنَ لَهٗ فَاسْتَاْذَنَهٗ فِيْ يَوْمٍ وَّاحِدٍ فَلَمَّا اَكْثَرَ عَلَيْهِ قَالَ لَهٗ مَا تَقُوْلُ قَالَ اَقْرَاُ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنَ وَاٰمُرُهُمْ بِالْخَيْرِ وَاَنْهَاهُمْ عَنِ الشَّرِّ قَالَ عُمَرُ ذٰلِكَ الذَّبْحُ ثُمَّ قَالَ عِظْ قَبْلَ اَنْ اَخْرُجَ فِي الْجُمُعَةِ فَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ يَوْمًا وَّاحِدًا فِي الْجُمُعَةِ.

حمید بن عبد الرحمٰن بن عوف سے روایت کی ہے کہ تمیم داری حضرت عمرؓ سے قصہ گوئی کے بارے میں کئی سال تک اجازت طلب کرتے رہے۔ وہ اجازت دینے سے انکار کرتے رہے مجبور ہو کر ایک روز انہیں اجازت دیدی۔ جب ان کی قصہ گوئی میں لوگوں کی کثرت ہونے لگی حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ تم ان سے کیا بیان کرتے ہو تمیم نے جواب دیا ان کے سامنے قرآن پڑھتا ہوں انہیں بھلائی کا حکم دیتا ہوں۔ برائی سے روکتا ہوں حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ بھی ذبح ہے۔ پھر فرمایا اچھا جمعہ کے روز میرے آنے سے قبل وعظ کر لیا کرو۔ وہ پورے ہفتہ میں ایک روز یعنی جمعہ کے روز وعظ کرتے۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ اَبِيْ سَهْلِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ اَنَّهٗ اِسْتَاْذَنَ عُمَرَ فِي الْقَصَصِ فَاَذِنَ لَهٗ ثُمَّ مَرَّ عَلَيْهِ بَعْدُ فَضَرَبَهٗ بِالدِّرَّةِ.

ابن عساکرؒ نے ابو سہل بن مالک عن ابیہ کے واسطے سے تمیم داری سے یہ روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت عمرؓ سے قصہ گوئی کی اجازت طلب کی حضرت عمرؓ نے انہیں اجازت دے دی پھر ایک روز ان کے پاس حضرت عمرؓ گذرے تو انہیں کوڑے سے مارا۔

قُلْتُ وَلَعَلَّهٗ زَادَ عَلٰى

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ انہیں ہفتہ میں

جُلُوْسِہٖ اَلْمَرَّۃَ ۔

ایک دفعہ کی اجازت دی گئی تھی اور انہوں ۲؎

وَرَوَی ابْنُ مَاجَۃَ بِسَنَدٍ حَسَنٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمْ یَکُنِ الْقَصَصُ فِیْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا زَمَنَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّلَا زَمَنَ عُمَرَ وَلٰکِنْ اَرْوَاہُ اَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِیُّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ ۔

ابن ماجہ رحمہ نے سند حسن کے ساتھ عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قصہ گوئی نہ تھی۔ ایسے ہی امام احمدرح اور طبرانی رح نے سائب رح بن یزیدؒ سے بھی یہی روایت کی ہے ۔

وَرَوَی الطَّبَرَانِیُّ مِنْ طَرِیْقِ مُجَاھِدٍ یَرْوِیْ ھٰذَا عَنِ الْعَبَادِلَۃِ اَیْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ وَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْقَاصُّ یَنْتَظِرُ الْمَقْتَ فَھٰذَا اِخْبَارٌ عَنِ الْغَیْبِ فَیُعَدُّ مِنَ الْمُعْجِزَاتِ وَخَرْقِ الْعَادَاتِ ۔

طبرانی رحہ نے مجاہدؒ کے واسطے سے عبادلہ یعنی عبداللہ رضہ بن عمر رضہ، عبداللہ رحمہ بن عباس رضہ۔ عبداللہ رضہ بن الزبیر رضہ اور عبداللہ رضہ بن عمرو رضہ بن العاص سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قصہ گو بغض اور غضب کا انتظار کرتا ہے یہ غیب کی خبر ہے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور خرق عادت میں شمار کی جائے گی ۔

وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ فِی الزُّھْدِ

امام احمدؒ بن حنبل نے اپنی زہد میں

۲؎ اس سے زیادہ اس کی تشریح کر دی تھی

عَنْ اَبِی الْمَلِیْحِ قَالَ ذُکِرَ مَیْمُوْنُ الْقُصَّاصُ فَقَالَ لَا یُخْطِئُ الْقَاصُّ ثَلٰثًا اَمَّا اَنْ یُّسَمِّنَ قَوْلَهٗ بِمَا یُهْزِلُ دِیْنَهٗ وَاَمَّا اَنْ یُّعْجَبَ بِنَفْسِهٖ وَاَمَّا اَنْ یَّامُرَ بِمَا لَا یَفْعَلُ فَلِهٰذَا قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَلْقَاصُّ یَنْتَظِرُ الْمَقْتَ ۔

ابو الملیح رح سے روایت کیا ہے کہ میمون رح کے سامنے قصہ گوؤں کا ذکر کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا قصہ گو تین باتوں سے خالی نہیں ہوگا۔ یا تو اپنی باتوں سے دین کا مذاق اڑا اڑا کر موٹا ہو جائے گا۔ یا اس کا نفس غرور میں مبتلا ہوگا یا ان باتوں کا حکم دے گا۔ جو خود نہ کرے گا۔ اسی واسطے حضور صلعم نے ارشاد فرمایا ہے قصہ گو غضب کا انتظار کرتا ہے۔

ثُمَّ مِنْ جُمْلَةِ الْاٰفَاتِ فِیْ مَجْلِسِ الْقَاصِّ مَا اَخْرَجَ الْمَرْوَزِیُّ فِیْ کِتَابِ الْعِلْمِ وَ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَةِ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ قَالَ مَا اَمَاتَ الْعِلْمَ اِلَّا الْقُصَّاصُ یُجَالِسُ الرَّجُلُ الْقَاصَّ سَنَةً فَلَا یَتَعَلَّقُ مِنْهُ بِشَیْءٍ ۔

سب سے بڑی آفت قصہ گو کی مجلس میں یہ ہے۔ جو مروزی رح نے کتاب العلم میں اور ابو نعیم رح نے حلیہ میں ابو قلابہ رح سے روایت کی ہے۔ کہ قصہ گو علم کو فنا کر دیتا ہے اگر کوئی شخص کسی قصہ گو کے ساتھ ایک سال بیٹھ جائے۔ تو پھر وہ کسی کام کا نہیں رہتا۔

وَاَخْرَجَ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ کَانَ قَاصٌّ یَجْلِسُ قَرِیْبًا مِّنْ مَسْجِدِ

ابو نعیم رح نے سعید رح بن عاصم سے روایت کیا ہے۔ ایک قصہ گو محمد رح بن الواسع کی مسجد کے قریب بیٹھا کرتا تھا۔ ایک روز وہ اپنے

مُحَمَّدِ بْنِ الْوَاسِعِ فَقَالَ يَوْمًا وَهُوَ يُوَبِّخُ جُلَسَائَهُ مَالِيَ أَرَى الْقُلُوْبَ لَا تَخْشَعُ وَمَا لِيَ أَرَى الْعُيُوْنَ لَا تَدْمَعُ وَمَالِيَ أَرَى الْجُلُوْدَ لَا تَقْشَعِرُّ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ وَاسِعٍ يَا عَبْدَ اللهِ مَا أَرَى الْقَوْمَ أُتُوْا إِلَّا مِنْ قِبَلِكَ إِنَّ الذِّكْرَ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْقَلْبِ وَقَعَ عَلَى الْقَلْبِ۔

ساتھیوں کو تنبیہ کر رہا تھا۔ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ کہ میں دلوں کو اس حال میں دیکھ رہا ہوں کہ ان پر خشوع طاری نہیں ہوتا۔ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ کہ میں آنکھوں سے کوئی آنسو بہتے نہیں دیکھتا اور کھالوں پر لرزہ طاری نہیں ہوتا محمد رحمہ اللہ تعالےٰ بن واسع نے کہا میں تجھ سے پہلے لوگوں کے ذکر کو دیکھتا ہوں کہ جب وہ دل سے نکلتی تو دل پر اثر بھی کرتی۔

وَأَخْرَجَ الْمَرْوَزِيُّ فِيْ كِتَابِ الْعِلْمِ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيَّ يَقُوْلُ مَا أَحَدٌ يَبْتَغِيْ بِقَصَصِهِ وَجْهَ اللهِ غَيْرَ إِبْرَاهِيْمَ وَلَوَدِدْتُ أَنَّهُ انْفَلَتَ مِنْهُ كَفَافًا لَا عَلَيْهِ وَلَا لَهُ۔

مروزی رحمہ (کتاب العلم میں) اور ابو نعیم رحمہ نے اعمش رحمہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ میں نے ابراہیم رحمہ نخعی سے سنا کہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو اپنے قصوں کے ذریعے اللہ کی رضامندی کا متلاشی ہو۔ سوائے حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ اور میں تو یہ پسند کرتا ہوں۔ کہ اس سے اتنا فائدہ حاصل کر لوں کہ نہ تو گناہ ہو اور نہ ثواب ہو۔

وَأَخْرَجَ أَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ

ابو نعیم رحمہ نے ابراہیم نخعی سے روایت

اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ قَالَ مَنْ جَلَسَ لِيُجْلَسَ اِلَيْهِ فَلَا تَجْلِسُوْا اِلَيْهِ ۔

کیا ہے۔ کہ جو اس غرض سے بیٹھے۔ کہ لوگ اس کے پاس آکر بیٹھا کریں۔ تو اس کے پاس نہ بیٹھا کرو ۔

وَاَخْرَجَ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اِذَا طَالَ الْمَجْلِسُ كَانَ لِلشَّيْطٰنِ فِيْهِ نَصِيْبٌ ۔

ابو نعیم رح نے حلیہ میں زہری رح سے روایت کیا ہے۔ جب مجلس طویل ہو جاتی ہے۔ تو اس میں شیطان کا حصہ بھی داخل ہو جاتا ہے ۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْمُسْلِمِ قَالَ اَلْحَدِيْثُ يَسْمَعُ الرَّجُلَ وَالرَّجُلَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ وَالْاَرْبَعَةَ وَاِذَا عَظُمَتِ الْحَلْقَةُ فَانْصِتْ اَوِ انْشُزْ ۔

ابن المبارک رح نے عقبہ رح بن مسلم کا قول نقل کیا ہے۔ کہ باہمی گفتگو ایک آدمی یا دو یا تین یا چار کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور جب حلقہ وسیع ہو جائے۔ تو تم خاموش رہو یا اٹھ جاؤ ۔

وَاَخْرَجَ الْمَرْوَزِيُّ عَنْ سَالِمٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُلْقٰى خَارِجًا مِنَ الْمَسْجِدِ فَيَقُوْلُ مَا اَخْرَجَنِيْ اِلَّا صَوْتُ قَاصِّكُمْ هٰذَا ۔

نیز مروزی رح نے مجاہد رح سے روایت کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسجد سے باہر کوئی شور سنتے تو فرماتے مجھے تمہارے اس قصہ گو کی آواز نے باہر نکالا ہے ۔

وَاَخْرَجَ اَيْضًا عَنْ مُجَاهِدٍ

نیز مروزی رح نے مجاہد رح سے روایت کیا ہے

جَاءَ رَجُلٌ قَاصٌّ فَجَلَسَ قَرِيْبًا مِنِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ قُمْ فَأَبَى اَنْ يَّقُوْمَ فَاَرْسَلَ اِلٰى صَاحِبِ الشُّرَطِ وَاَرْسَلَ اِلَيْهِ شُرْطِيًّا فَاَقَامَهُ.	کہ ایک قصہ گو آکر ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قریب بیٹھ گیا۔ ابن عمرؓ نے فرمایا یہاں سے اٹھو۔ اس نے انکار کیا۔ ابن عمرؓ نے پولیس آفیسر کے پاس آدمی بھیجا اور پولیس کے ذریعہ اسے اٹھوا دیا۔
وَرُوِيَ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ الْقَصَصَ بِدْعَةٌ وَاَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالدُّعَاءِ بِدْعَةٌ وَاَنَّ مَدَّ الْاَيْدِيْ بِالدُّعَاءِ بِدْعَةٌ وَاَنَّ اِجْتِمَاعَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ بِدْعَةٌ.	حسن رح سے روایت ہے۔ کہ قصہ گوئی بھی بدعت ہے۔ بلند آواز سے دعا مانگنا بھی بدعت ہے۔ دعا میں ہاتھ پھیلانا بھی بدعت ہے اور عورتوں اور مردوں کا ایک جگہ اکٹھا ہونا بھی بدعت ہے۔

فائدہ۔ بلند آواز سے دعا مانگنے کا جہاں تک تعلق ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے اوقات میں بلند آواز سے دعا مانگنا بھی ثابت ہے۔ تو جن مقامات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے دعا مانگی۔ وہاں بلند آواز سے دعا مانگنا مسنون اور جہاں آہستہ دعا مانگی تو وہاں بلند آواز سے دعا مانگنا ناجائز ہے۔ فرضوں کے بعد بلند آواز سے دعا مانگنے کو اگرچہ اکثر علماء نے ناجائز اور بدعت لکھا ہے۔ لیکن بہت سی روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضورؐ نے بلند آواز سے بھی دعا مانگی۔ ورنہ وہ حضور کی وہ دعائیں۔ جو آپ نے فرضوں کے بعد مانگی ہیں ہم تک کیسے پہنچتیں۔

رہا ہاتھ پھیلا کر دعا مانگنا۔ اتنا تو عبداللہ رض بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ دعا کے وقت چہرے کے سامنے اور بازو بغلوں سے علیحدہ رہتے۔ تو شاید حسن بصری کا مقصود اس میں افراط ہے:

وَمِنَ اللَّطَائِفِ اَنَّہٗ كَانَ فِیْ مَسْجِدِ الْكُوْفَۃِ قَاصٌّ يُقَالُ لَہٗ زُرْعَۃُ فَاَرَادَتْ اُمُّ اَبِیْ حَنِيْفَۃَ اَنْ تَسْتَفْتِیَ فِیْ شَیْءٍ فَاَفْتَاھَا اَبُوْ حَنِيْفَۃَ فَلَمْ تَقْبَلْ وَقَالَتْ مَا اَقْبَلُ اِلَّا مَا يَقُوْلُ زُرْعَۃُ الْقَاصُّ فَجَاءَ بِہَا اَبُوْ حَنِيْفَۃَ اِلٰی زُرْعَۃَ فَقَالَ ھٰذِہٖ اُمِّیْ تَسْتَفْتِيْكَ فِیْ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ اَنْتَ اَعْلَمُ مِنِّیْ وَاَفْقَہُ فَاَفْتِھَا اَنْتَ فَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَۃَ قَدْ اَفْتَيْتُھَا بِكَذَا وَكَذَا فَقَالَ زُرْعَۃُ اَلْقَوْلُ كَمَا قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَۃَ فَرَضِيَتْ وَانْصَرَفَتْ ۔

لطائف میں سے ایک لطیفہ یہ بھی ہے کہ کوفہ کی مسجد میں ایک قصہ گو تھا جس کا نام زرعہ تھا۔ امام ابوحنیفہ رح کی والدہ نے اس سے کوئی مسئلہ معلوم کرانا چاہا۔ امام صاحب نے خود فتوی دیا۔ لیکن ان کی والدہ نے اسے قبول نہ کیا اور فرمایا میں سوائے زرعہ کے کسی کا فتوی قبول نہ کروں گی۔ امام ابوحنیفہ اپنی والدہ کو لے کر زرعہ کے پاس گئے۔ اور فرمایا یہ میری والدہ ہیں جو تجھ سے فلاں فلاں مسئلہ میں فتوی لینے آئی ہیں اسے جواب دیا۔ اس نے کہا آپ مجھ سے زیادہ عالم اور زیادہ فقیہہ ہیں۔ آپ انہیں خود فتوی دیجیے۔ امام صاحب نے فرمایا۔ میں نے فلاں فلاں فتوی دیا ہے زرعہ بولا۔ فتوی ویسے ہی ہے۔ جیسے ابوحنیفہ رح نے فرمایا۔ امام صاحب کی والدہ اس پر راضی ہو گئیں اور واپس لوٹ آئیں۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ عَدِيٍّ عَنِ
الْحُسَيْنِ الْكَرَابِيسِيِّ قَالَ كَانَ
بِبَغْدَادَ قَاصٌّ يُقَالُ لَهٗ
اَبُوْ مَرْحُوْمٍ الْقَاصُّ يَجْتَمِعُ
النَّاسُ اِلَيْهِ فَقَالَ يَوْمًا سَلُوْنِيْ
عَنِ التَّفْسِيْرِ وَتَفْسِيْرِ التَّفْسِيْرِ
فَقَامَ رَجُلٌ وَرَاءَ دَارِ الزَّيْنِ
فَقَالَ يَا اَبَا مَرْحُوْمٍ اَصْلَحَكَ
اللّٰهُ فَقَالَ اَطْعَنَهٗ يَا ابْنَ الْفَاعِلَةِ
فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ دَعَاكَ ثُمَّ
تَقُوْلُ لَهٗ مِثْلَ هٰذِهِ الْمَقَالَةِ
فَقَالَ نَعَمْ اَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ
اللّٰهِ تَعَالٰى اِنَّ الَّذِيْنَ
يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرَاتِ
اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ فَقَالَ
مَاذَا تَقُوْلُ فِي الْمُزَابَنَةِ
وَالْمُحَاقَلَةِ قَالَ الْمُحَاقَلَةُ
حَلْقُ الثِّيَابِ عِنْدَ السِّمَارِ
وَالْمُزَابَنَةُ اَنْ تُسَمِّيَ اَخَاكَ

ابن عدی نے حسین الکرابیسی سے روایت کیا
ہے۔کہ بغداد میں ایک قصہ گو تھا جس کا نام ابو
مرحوم تھا۔ لوگ اس کے پاس آکر جمع ہوتے۔
ایک روز کہنے لگا تم مجھ سے قرآن کی تفسیر بھی پوچھ
سکتے ہو! اور تفسیر کی تفسیر بھی۔ دار الزین کے
پیچھے سے ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا اے
ابو مرحوم اللہ تیری اصلاح کرے۔ اس ابو مرحوم
نے معترض جان کر تہمت لگائی اور بولا اے زانیہ
کے بیٹے۔ ایک شخص نے اس سے کہا وہ تو تجھے دعا دے
رہا ہے اور تو اسے اس قسم کی باتیں کہہ رہا ہے۔ اس نے
جواب دیا ہاں لیکن کیا تم نے اللہ کا قول نہیں سنا
وہ لوگ جو یا رسول اللہ آپ کو پردوں کے پیچھے
سے آواز دیتے ہیں وہ اکثر بے عقل ہیں اس شخص نے
دریافت کیا مزابنہ اور محاقلہ کا کیا مطلب ہے۔ تو
ابو مرحوم نے جواب دیا محاقلہ تو یہ ہے کہ تجارت
کے وقت کپڑا پھاڑنا کرنا اور مزابنہ اپنے مسلم
بھائی کا برا نام رکھنا (محاقلہ کہا جاتا ہے پھل
کو درخت پر لگے لگے پکنے سے قبل بیچنا۔ اور مزابنہ
کسی شے کو جس کی مقدار معلوم نہ ہو مقدار معینہ

اَلْمُسْلِمِ زُبُوْنًا۔ کے بدلے میں بیچنا اور یہ دونوں حرام ہیں۔

فَصْلٌ

وَلَمَّا رَأَیْتُ جَمَاعَۃً مِنَ	ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ جب
الْحُفَّاظِ لِلسُّنَّۃِ جَمَعُوا الْاَحَادِیْثَ	میں نے حفاظ حدیث کو دیکھا کہ انہوں
الْمُشْتَھِرَۃَ عَلَی الْاَلْسِنَۃِ بَیَّنُوا	نے ان احادیث کو جو لوگوں میں مشہور
الصَّحِیْحَ وَالْحَسَنَ وَالضَّعِیْفَ	ہیں جمع کیا۔ اور ان میں سے صحیح
وَمَیَّزُوا الْمَوْقُوْفَ وَالْمَرْفُوْعَ	حسن اور ضعیف کو صاف صاف
وَالْمَوْضُوْعَ بِالْمَقَاصِدِ الْحَسَنَۃِ	بیان کیا۔ اور اعلیٰ مقاصد کو پیش
سَنَحَ بِالْبَالِ الْفَاتِرِ اِخْتِصَارُ	نظر رکھتے ہوئے۔ موقوف، مرفوع۔
تِلْکَ الدَّفَاتِرِ بِالْاِقْتِصَارِ عَلٰی	اور موضوع کو جدا جدا بیان کر دیا
مَا قِیْلَ فِیْہِ اَنَّہٗ لَا اَصْلَ لَہٗ	تو دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ان دفاتر
اَوْ مَوْضُوْعٌ بِاَصْلِہٖ لِیَکُوْنَ	کو مختصر طور پر بیان کر دیا جائے اور
مُتَبَیِّنًا لِلضَّبْطِ عَلٰی اَحْسَنِ	ان روایات کو جمع کیا جائے جن
مَضْبُوْطٍ فِیْ فَصْلِہٖ فَاِنَّ	کی کوئی اصل نہ ہو یا موضوع ہو۔ تاکہ
الْاَحَادِیْثَ الثَّابِتَۃَ لَا تُعَدُّ	یہ عمدہ طریقہ پر ان احادیث کو ضبط کر
وَلَا تُحْصٰی وَلَا یُمْکِنُ اَنْ	لینے کا ذریعہ بن سکے۔ کیونکہ احادیث
جَمِیْعَ مَا یُسْتَقْصٰی ثُمَّ مَا	صحیحہ کی نہ تو کوئی حد ہے۔ اور نہ ان کا
اخْتَلَفُوْا فِیْ اَنَّہٗ مَوْضُوْعٌ	شمار کیا جا سکتا ہے۔ اور سب کا استقصا

تَرَكْتُ ذِكْرَهُ لِلْحَذَرِ مِنَ الْخَطَرِ لِاحْتِمَالِ اَنْ يَكُوْنَ مَوْضُوْعًا مِنْ طَرِيْقٍ وَصَحِيْحًا مِنْ وَجْهٍ اُخَرَ فَاِنَّ هٰذَا كُلَّهُ بِحَسْبِ مَا يَظْهَرُ لِلْمُحَدِّثِيْنَ مِنْ حَيْثُ نَظْرِهِمْ اِلَى الْاِسْنَادِ وَاِلَّا فَلَا مَطْمَعَ لِلْقَطْعِ فِيْ مَقَامِ الْاِسْنَادِ لِتَجْوِيْزِ الْعَقْلِ اَنْ يَكُوْنَ الصَّحِيْحُ فِيْ نَفْسِ الْاَمْرِ ضَعِيْفًا اَوْ مَوْضُوْعًا وَالْمَوْضُوْعُ صَحِيْحًا مَرْفُوْعًا اِلَّا الْحَدِيْثَ الْمُتَوَاتِرَ فَاِنَّهُ فِيْ اِفَادَةِ الْعِلْمِ الْيَقِيْنِيِّ يَكُوْنُ مَقْطُوْعًا ۔

وَلِذَا قَالَ الزَّرْكَشِيُّ بَيْنَ قَوْلِنَا لَمْ يَصِحَّ وَقَوْلِنَا مَوْضُوْعٌ بَوْنٌ بَيِّنٌ فَاِنَّ الْوَضْعَ اِثْبَاتُ الْكِذْبِ وَقَوْلَنَا لَمْ يَصِحَّ اِنَّمَا هُوَ اِخْبَارٌ عَنْ عَدَمِ الثُّبُوْتِ وَلَا يَلْزَمُ مِنْهُ

ممکن نہیں۔ پھر میں نے اس امر میں جو روایات ایک سند سے موضوع اور ایک سند سے صحیح تھیں، انہیں بھی اس خطرہ کی بنا پر چھوڑ دیا۔ کہ وہ موضوع نہ ہوں۔ اور یہ تمام امور محدثین کے سامنے سندوں پر غور کرنے سے ظاہر ہو جاتے ہیں۔ ورنہ مقام اسناد میں باعتبار عقل یہ خیال باقی رہتا ہے کہ جو روایت صحیح ہے وہ نفس الامر میں ضعیف ہو یا موضوع ہو اور ایسے ہی موضوع صحیح اور مرفوع ہو۔ سوائے حدیث متواتر کے۔ کیونکہ اس سے تو علم یقینی حاصل ہوتا ہے چاہے وہ مقطوع کیوں نہ ہو۔

زرکشی رح فرماتے ہیں ہمارے اس قول کہ "یہ روایت صحیح نہیں" اور ہمارے اس قول کہ "یہ روایت موضوع ہے" میں بہت زبردست فرق ہے۔ کیونکہ وضع کذب کے اثبات سے ہوتا ہے۔ اور ہمارا یہ کہنا کہ یہ صحیح نہیں یہ عدم ثبوت کو ظاہر کرتا ہے۔ اس سے کسی شئے کا

اِثْبَاتُ الْعَدَمِ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ ‌۔	عدم وجود لازم نہیں آتا ۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم ۔
ثُمَّ اِعْلَمْ اَنَّهٗ قَدْ يَكُوْنُ الْحَدِيْثُ مَوْضُوْعًا بِحَسْبِ الْمَبْنٰى وَاِنْ كَانَ صَحِيْحًا مُطَابِقًا لِلْكِتَابِ اَوِ السُّنَّةِ بِحَسْبِ الْمَعْنٰى وَاَسْاَلُ اللّٰهَ التَّوْفِيْقَ عَلٰى كَمَالِ التَّحْقِيْقِ وَهُوَ الْهَادِيْ اِلٰى سَوَاءِ الطَّرِيْقِ وَهَا اَنَا اَذْكُرُ الْاَحَادِيْثَ عَلٰى تَرْتِيْبِ حُرُوْفِ الْهِجَاءِ مِنَ الْاَفْعَالِ وَالْحُرُوْفِ وَالْاَسْمَاءِ ۔	پھر یہ بھی جان لینا چاہیے کہ حدیث موضوع کا اطلاق مبنی (جس مقصد کے لئے وضع کی گئی ہے) کے اعتبار سے ہوتا ہے چاہے وہ باعتبار معنی قرآن و سنت کے مطابق کیوں نہ ہو ۔ میں اللہ سے اس تحقیق میں توفیق کا سوال کرتا ہوں ۔ کیونکہ وہی سیدھی راہ دکھانے والا ہے ۔ میں اب ان احادیث کا ذکر حروف تہجی کے لحاظ سے کروں گا ۔ چاہے وہ افعال ہوں یا اسماء یا حروف ۔

حَرْفُ الْهَمْزَةِ!

۱۔ حَدِيْثُ اٰخِرُ الطِّبِّ الْكَيُّ كَلَامٌ وَلَيْسَ بِحَدِيْثٍ قَالَهٗ اِبْنُ الدَّيْبَعِ الْيَمَانِيُّ تِلْمِيْذُ السَّخَاوِيِّ فِيْ مُخْتَصَرِ مَقَاصِدِهٖ وَالْمَشْهُوْرُ كَمَا	آخری علاج (طب میں) داغ لگانا ہے یہ حدیث نہیں بلکہ اہل عرب کا قول ہے جیسا کہ ابن الدیبع الیمانی امام سخاوی کے شاگرد نے اپنی مختصر المقاصد میں بیان کیا ہے اور مشہور وہ ہے جو امام عسقلانی نے امثلۃ العرب

قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ فِی اَمْثِلَۃِ الْعَرَبِ اٰخِرُ الدَّوَاءِ الْکَیُّ ۔ | میں بیان کیا ہے۔ آخری دوا داغ لگانا ہے۔

۲۔ حَدِیْثُ اٰیَۃٌ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ خَیْرٌ مِنْ مُحَمَّدٍ وَاٰلِہٖ قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ ۔ | کتاب اللہ کی ایک آیت (کا درجہ) محمد رسول اللہ اور ان کی اولاد سے بہتر ہے۔ امام عسقلانی ؒ فرماتے ہیں۔ میں اس حدیث سے واقف نہیں۔

۳۔ حَدِیْثُ اَلْاَنْبِیَاءُ قَادَۃٌ وَالْفُقَھَاءُ سَادَۃٌ وَمَجَالِسُھُمْ زِیَادَۃٌ مَوْضُوْعٌ عَلٰی مَا فِی الْخُلَاصَۃِ ۔ | انبیاء کرام رہبر ہیں۔ فقہاء سردار ہیں۔ اور ان کی مجلسیں اس کے علاوہ ہیں۔ یہ حدیث موضوع ہے۔ جیسا کہ خلاصہ میں مروی ہے۔

۴۔ حَدِیْثُ اَبُوْحَنِیْفَۃَ رح سِرَاجُ اُمَّتِیْ مَوْضُوْعٌ بِاتِّفَاقِ الْمُحَدِّثِیْنَ ۔ | ابو حنیفہ رح میری امت کے چراغ ہیں۔ یہ حدیث باتفاق محدثین موضوع ہے۔

۵۔ حَدِیْثُ اَبَی اللّٰہُ اِلَّا اَنْ یَصِحَّ کِتَابَہٗ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَا اَعْرِفُہٗ ۔ | اللہ نے انکار کیا ہے بجز اس کے کہ اپنی کتاب صحیح کرے۔ امام سخاوی ؒ فرماتے ہیں میں اسے نہیں پہچانتا۔

۶۔ حَدِیْثُ اَلْاَبْدَالُ مِنَ الْاَوْلِیَاءِ لَہٗ طُرُقٌ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا بِاَلْفَاظٍ مُخْتَلِفَۃٍ کُلُّھَا | ابدال اولیاء رہے ہوں گے۔ یہ مختلف سندات اور مختلف الفاظ کے ساتھ حضرت انس رض سے مرفوعاً مروی ہے اور سب سندیں

ضَعِيفٌ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ	ضعیف ہیں جیسا کہ ابن الدیبع نے ذکر کیا
وَعَنِ ابْنِ الصَّلَاحِ اَقْوىٰ مَا	ہے۔ ابن الصلاحؒ فرماتے ہیں ابدال کے
رُوِّيْنَا فِي الْاَبْدَالِ قَوْلُ عَلِيٍّ	بارے میں جو کچھ روایت کیا جاتا ہے اس میں
اَنَّهٗ بِالشَّامِ يَكُوْنُ الْاَبْدَالُ	سب سے قوی روایت حضرت علیؓ کا قول ہے
وَاَمَّا الْاُدَبَاءُ وَالنُّجَبَاءُ وَالنُّقَبَاءُ	انہوں نے فرمایا کہ شام میں ابدال ہوں گے
فَقَدْ ذَكَرَ بَعْضُ مَشَائِخِ	لیکن ندباء، نجباء اور نقباء کے متعلق بعض اہل
الطَّرِيْقَةِ وَلَا يَثْبُتُ ذٰلِكَ	طریقت نے اسے ذکر کیا ہے۔ مگر یہ ثابت نہیں ہے،
قُلْتُ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ فِي مُسْنَدِ	ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ زرکشی کا قول ہے
اَحْمَدَ مِنْ حَدِيْثِ عُبَادَةَ	کہ مسند احمد میں یہ حدیث عبادۃ بن الصامت
بْنِ الصَّامِتِ مَرْفُوْعًا اَلْاَبْدَالُ	سے مرفوعاً مروی ہے کہ اس امت میں تیس ابدال
فِي هٰذِهِ الْاُمَّةِ ثَلٰثُوْنَ مِثْلَ	ہوں گے جو ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام جیسے
اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ الرَّحْمٰنِ كُلَّمَا	ہوں گے۔ جب ان میں سے ایک مرجائیگا
مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ	تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا کھڑا کردے گا
رَجُلًا وَهُوَ حَسَنٌ وَلَهٗ شَاهِدٌ	یہ روایت حسنؒ ہے۔ اور حلیہ میں بھی عبداللہ
مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فِي	بن مسعود کی حدیث بطور شاہد موجود
الْحِلْيَةِ قَالَ السُّيُوْطِيُّ وَلَهٗ	ہے۔ امام سیوطیؒ فرماتے ہیں اس کے بہت
شَوَاهِدُ كَثِيْرَةٌ بَيَّنْتُهَا	سے شاہد ہیں جو میں نے التعقبات علی
فِي التَّعَقُّبَاتِ عَلَى الْمَوْضُوْعَاتِ	الموضوعات میں بیان کئے ہیں۔ پھر میں نے
ثُمَّ اَفْرَدْتُهَا بِالتَّاْلِيْفِ مُسْتَقِلًّا	علیحدہ ایک اس کے لئے مستقل تالیف لکھی ہے،

فائدہ۔ میرے نزدیک عبادہؓ بن صامت کی روایت میں کہ وہ ابراہیمؑ خلیل اللہ جیسے ہوں گے یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ اور اس کی تائید وہ روایت بھی کرتی ہے۔ جو حضرت علیؓ سے مرفوعاً مروی ہے۔ جو صاحب مشکوٰۃ نے اپنی کتاب میں مسند احمدؒ کے حوالے سے نقل کی ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں عن شریح بن عبید قال ذکر اہل الشام عند علی رضی اللہ عنہ وقیل العنہم یا امیر المومنین قال لا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الابدال یکونون بالشام وہم اربعون رجلا کلما مات رجل ابدال اللہ مکانہ رجلاً یسقی بہم الغیث وینتصر بہم علی الاعداء ویصرف عن اہل الشام بہم العذاب۔ حضرت علیؓ کے سامنے اہل شام کا ذکر کیا اور ان سے کہا گیا کہ آپ ان پر لعنت بھیجیے انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے شام میں ابدال ہوں گے جن کی تعداد چالیس ہوگی۔ جب ان میں سے ایک مر جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا بھیج دے گا۔ ان کی برکت سے بارش نازل ہوگی۔ انہی کی برکت سے دشمنوں پر غلبہ حاصل کیا جائے گا۔ اور انہی کی برکت سے اہل شام سے عذاب دور کیا جائے گا۔

۷۔ حَدِیْثُ اِتَّخِذُوْا عِنْدَ الْفُقَرَاءِ اَیَادِیَ فَاِنَّ لَهُمْ دَوْلَةً یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ نَادٰی مُنَادٍ سِیْرُوْا اِلَی الْفُقَرَاءِ فَیَعْتَذِرُ

فقراء کے پاس سے نعمتیں حاصل کیا کرو۔ کیونکہ قیامت کے روز ان کے پاس دولت ہوگی جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو ایک منادی آواز دے گا۔ کہ فقراء کے پاس جاؤ۔ اور ان سے معذرت کرو جیسے تم دنیا میں اپنے

اَكْبَرُهُمْ كَمَا يَعْتَذِرُ اَحَدُكُمْ اِلَى اَخِيْهِ فِي الدُّنْيَا قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا اَصْلَ لَهٗ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ بَعْدَ اِيْرَادِ اَحَادِيْثَ بِمَعْنَاهُ وَكُلُّ هٰذَا بَاطِلٌ وَسَبَقَ الْحُكْمُ بِذٰلِكَ لِلذَّهَبِيِّ وَابْنِ تَيْمِيَّةَ وَغَيْرِهِمَا ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ قُلْتُ قَالَ شَيْخُ مَشَايِخِنَا الْحَافِظُ جَلَالُ الدِّيْنِ السُّيُوْطِيُّ رَوٰى اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى صَدْرَ الْحَدِيْثِ وَهُوَ اتَّخِذُوْا عِنْدَ الْفُقَرَاءِ اَيَادِيَ فَاِنَّ لَهُمْ دَوْلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ٭

بھائی سے معذرت کیا کرتے تھے۔ امام عسقلانی فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ امام سخاویؒ اس معنی کی حدیثیں لانے کے بعد فرماتے ہیں۔ یہ سب کی سب باطل ہیں۔ امام ذہبیؒ اور امام ابن تیمیہؒ بھی اسی قسم کا حکم لگا چکے ہیں۔ جیسا کہ ابن الدبیع رح نے ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں ہمارے شیخ المشائخ حافظ جلال الدین سیوطی رح فرماتے ہیں۔ ابو نعیم رح نے حلیہ میں ابو موسیٰ اشعری سے اس حدیث کا شروع حصہ روایت کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ فقراء سے نعمت حاصل کیا کرو کیونکہ قیامت کے روز ان کے پاس دولت ہو گی ٭

۸- حَدِيْثُ اِتَّقُوا الْبَرْدَ فَاِنَّهٗ قَتَلَ اَخَاكُمْ اَبَا الدَّرْدَاءِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَصْلَ لَهٗ فَاِنْ كَانَ وَارِدًا فَيَحْتَاجُ اِلَى التَّاوِيْلِ فَاِنَّ اَبَا الدَّرْدَاءِ

سردی سے بچو۔ کیونکہ اس نے تمہارے بھائی ابو الدرداءؓ کو قتل کیا ہے۔ امام سخاویؒ فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں اگر یہ حدیث بھی ہوتی تب بھی تاویل کی محتاج ہوتی۔ کیونکہ ابو الدرداءؓ حضورؐ کے بعد کافی عرصہ تک

عَاشَ بَعْدَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَهْرًا قَالَ الْمَنُوْفِيُّ وَيُمْكِنُ تَاْوِيْلُهُ فَاِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَبَّرَ عَنِ الْمُضَارِعِ بِالْمَاضِيْ لِتَحَقُّقِ وُقُوْعِهِ بِاِخْبَارِ الصَّادِقِ ۔

حیات رہے۔ منوفی کہتے ہیں۔ اس کی تاویل ممکن ہے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مضارع کو ماضی سے تعبیر کیا ہو۔ واقعہ کی صداقت اور تحقق کو ملحوظ رکھتے ہوئے (لیکن یہ تاویل بھی غلط ہے اس لیے کہ ایسا وقوع میں نہیں آیا) ۔

۹ - حَدِيْثُ اِتَّقُوا الْعَاهَاتِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ اَقِفْ عَلَيْهِ بِهٰذَا اللَّفْظِ ۔

مصیبتوں سے بچو۔ امام سخاویؒ فرماتے ہیں میں ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث سے واقف نہیں ۔

۱۰ - حَدِيْثُ اِتَّقُوْا مَوَاضِعَ التُّهَمِ هُوَ مَعْنٰى قَوْلِ عُمَرَ مَنْ سَلَكَ مَسَالِكَ التُّهَمِ اُتُّهِمَ رَوَاهُ الْخَرَائِطِيُّ فِيْ مَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ عَنْ عُمَرَ مَوْقُوْفًا بِلَفْظِ مَنْ اَقَامَ نَفْسَهُ مَقَامَ التُّهَمِ فَلَا يَلُوْمَنَّ مَنْ اَسَاءَ الظَّنَّ بِهٖ ۔

تہمتوں کی جگہوں سے بچو۔ اس معنی میں حضرت عمرؓ کا یہ قول ہے۔ جو تہمتوں کی راہ پر چلا اسے تہمت لگائی گئی۔ خرائطی نے مکارم الاخلاق میں اسے حضرت عمرؓ سے موقوفاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جس نے اپنے آپ کو تہمتوں کے مقام پر کھڑا کیا تو اگر کوئی اس کے بارے میں برا خیال کرے تو اسے ملامت نہ کرے ۔

۱۱ - حَدِيْثُ اِتَّقِ شَرَّ مَنْ اَحْسَنْتَ اِلَيْهِ قَالَ السَّخَاوِيُّ

اس شخص کی شرارت سے بچ جس پر تو نے احسان کیا ہے۔ امام سخاویؒ

لا أعرفه ويشبه أن يكون من كلام بعض السلف وفي المجالسة للدينوري عن علي رضي الله تعالى عنه موقوفا الكريم يلين إذا استعطف واللئيم يقسو إذا الطف ◆

فرماتے ہیں میں اس حدیث کو نہیں پہچانتا۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ یہ بعض سلف کا کلام ہو مجالسۃ الدینوری میں حضرت علیؓ سے موقوفا مروی ہے۔ شریف وہ ہے جب اس سے کوئی مہربانی کا طالب ہو تو وہ نرمی کرے اور بدبخت وہ ہے۔ کہ جب مہربانی کرے تو سختی کرے ◆

۱۲ - حديث احذروا صفر الوجوه فإنه إن لم يكن من علة أو سهر فإنه من غل في قلوبهم للمسلمين أورده الديلمي في مسنده عن ابن عباس قال العسقلاني لم أقف له على أصل وإن ذكره ابن القيم في الطب النبوي لكن ذلك بغير سند ◆

زرد چہرے والوں سے بچو۔ کیونکہ وہ کسی بیماری یا بدخوابی کی بنا پر نہیں بلکہ ایسا شخص اپنے دل میں مسلمانوں سے کینہ رکھتا ہے۔ دیلمی رح نے اسے اپنی مسند میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے عسقلانی کہتے ہیں میں اس کی اصل پر واقف نہیں امام ابن القیم الجوزی نے اسے طب النبوی میں بغیر سند کے ذکر کیا ہے ◆

۱۳ - حديث اجتماع الخضر والياس عليهما السلام في

خضر ادر الیاس علیہما السلام ہر سال کے موسم میں جمع ہوتے

اَلْمَوْسِمِ كُلَّ عَامٍ قَالَ الْحَافِظُ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا يَثْبُتُ فِيْهِ شَيْءٌ اَقُوْلُ لَعَلَّهُ اَرَادَ بِهِ عَدَمَ الصِّحَّةِ وَاِلَّا فَقَدْ اَخْرَجَ الْعُقَيْلِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ فِي الْاَفْرَادِ وَابْنُ عَسَاكِرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ يَلْتَقِي الْخَضِرُ وَالْيَاسُ كُلَّ عَامٍ فِي الْمَوْسِمِ فَيَحْلِقُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا رَأْسَ صَاحِبِهِ وَيَتَفَرَّقَانِ عَنْ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا يَسُوْقُ الْخَيْرَ اِلَّا اللّٰهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا يَصْرِفُ السُّوْءَ اِلَّا اللّٰهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ مَا كَانَ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْحَدِيْثَ ذَكَرَهُ السُّيُوْطِيُّ ۔

ہیں۔ حافظ عسقلانی رح فرماتے ہیں اس بارے میں کوئی شئے ثابت نہیں میرے نزدیک حافظ صاحب کی مراد یہ ہے کہ صحیح طور پر ثابت نہیں ورنہ عقیلی۔ دار قطنی (افراد) اور ابن عساکر رح نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ خضرؑ اور الیاسؑ ہر سال ایک موسم میں ملتے ہیں۔ اور ہر ایک ایک دوسرے کا سر مونڈتا ہے۔ اور پھر یہ کلمات پڑھ کر جدا ہو جاتے ہیں۔ بسم اللہ ما شاء اللہ لا یسوق الخیر الا اللہ ما شاء اللہ لا یصرف السوء الا اللہ ما شاء اللہ ما کان من نعمة فمن اللہ۔ ما شاء اللہ لاحول ولا قوة الا باللہ الحدیث اسے سیوطی نے ذکر کیا ہے ملا علی قاری نے نہ تو اس کی اسناد بیان کی ہیں اور نہ سند پر کچھ اظہار فرمایا واللہ اعلم۔

۱۴- حَدِیْثُ اِجْتَمِعُوْا وَارْفَعُوْا اَیْدِیَکُمْ فَاجْتَمَعْنَا وَرَفَعْنَا اَیْدِیَنَا ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُسْلِمِیْنَ ثَلٰثًا کَیْلَا یَذْھَبَ الْقُرْاٰنُ وَاَعِزَّ الْعُلَمَاءَ کَیْلَا یَذْھَبَ الدِّیْنُ مَوْضُوْعٌ وَکَذَا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُسْلِمِیْنَ وَاَطِلْ اَعْمَارَھُمْ وَبَارِکْ لَھُمْ فِیْ کَسْبِھِمْ مَوْضُوْعٌ کَذَا فِی اللَّآلِیْ۔

جمع ہو جاؤ اور اپنے ہاتھوں کو اٹھاؤ ہم جمع ہوئے اور اپنے ہاتھ اٹھائے۔ پھر آپ نے فرمایا اے اللہ مسلمانوں کی مغفرت فرما یہ تین بار فرمایا کہیں قرآن نہ جاتا رہے اور عمل کو عزت بخش کہیں دین نہ جاتا رہے یہ حدیث موضوع ہے۔ ایسے ہی یہ حدیث اے اللہ مسلمانوں کی مغفرت فرما۔ ان کی عمریں لمبی فرما۔ اور ان کی کمائی میں برکت عطا فرما۔ یہ بھی موضوع ہے جیسا کہ لآلی میں موجود ہے۔

۱۵- حَدِیْثُ اِحْیَاءُ اَبَوَیْہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَوْضُوْعٌ کَمَا قَالَ ابْنُ دِحْیَۃَ وَقَدْ وَضَعْتُ فِیْ ھٰذِہِ الْمَسْئَلَۃِ رِسَالَۃً مُسْتَقِلَّۃً۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کا زندہ ہونا۔ یہ حدیث بھی موضوع ہے۔ جیسا کہ ابن دحیہ کا قول ہے اور میں نے اس مسئلہ پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے۔

۱۶- حَدِیْثُ اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ زَعَمَ کَثِیْرٌ مِّنَ الْاَئِمَّۃِ اَنَّہٗ لَا اَصْلَ لَہٗ لٰکِنْ ذَکَرَہُ الْقُرْطُبِیُّ فِیْ غَرِیْبِ

میری امت کا اختلاف بھی رحمت ہے اکثر ائمہ کا خیال ہے اس حدیث کی کوئی اصلیت نہیں لیکن امام قرطبیؒ نے اسے غریب الحدیث میں ذکر کیا ہے جس سے یہ

الْحَدِيثِ مُسْتَطِرٌ دَا وَاَشْعَرَ
بِاَنَّ لَهُ اَصْلًا عِنْدَهُ وَقَالَ
السُّيُوطِيُّ اَخْرَجَهُ نَصْرُ الْمُقَدَّسِيُّ
فِي الْحُجَّةِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الرِّسَالَةِ
الْاَشْعَرِيَّةِ بِغَيْرِ سَنَدٍ وَاَوْرَدَهُ
الْحَلِيمِيُّ وَالْقَاضِي حُسَيْنٌ وَ
اِمَامُ الْحَرَمَيْنِ وَغَيْرُهُمْ وَ
لَعَلَّهُ خَرَجَ فِي بَعْضِ كُتُبِ
الْحُفَّاظِ الَّتِي لَمْ يَصِلْ اِلَيْنَا
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اِنْتَهٰى وَقَالَ
الزَّرْكَشِيُّ اَخْرَجَهُ نَصْرُ
الْمُقَدَّسِيُّ فِي كِتَابِ الْحُجَّةِ
مَرْفُوْعًا وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَدْخَلِ
عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَوْلَهُ
وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ
قَالَ مَا سَرَّنِي لَوْ اَنَّ اَصْحَابَ
مُحَمَّدٍ لَمْ يَخْتَلِفُوْا لِاَنَّهُمْ لَوْ
لَمْ يَخْتَلِفُوْا لَمْ يَكُنْ رُخْصَةٌ
قَالَ السُّيُوطِيُّ وَهٰذَا يَدُلُّ

خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ان کے نزدیک ان کی کچھ نہ کچھ اصل ہے۔ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں۔ نصر المقدسی نے حجت میں اور بیہقی نے رسالہ اشعریہ میں بغیر سند کے اسے روایت کیا ہے۔ نیز حلیمی رح قاضی حسینؒ اور امام الحرمین وغیرہ نے بھی اسے روایت کیا ہے اور شاید یہ روایت بعض ان حفاظ کی کتابوں میں تھی جو ہم تک نہ پہنچ سکیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے زرکشیؒ کہتے ہیں۔ اسے نصر المقدسیؒ نے کتاب الحجت میں مرفوعاً اور بیہقی رحؒ نے مدخل میں قاسم بن محمد بن ابی بکر کا قول نقل کیا ہے، عمرؓ بن عبد العزیزؒ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے تھے مجھے کوئی خوشی حاصل نہ ہوتی۔ اگر اصحاب محمدؐ اختلاف نہ کرتے۔ کیونکہ اگر وہ اختلاف نہ کرتے رخصت ثابت نہ ہوتی سیوطیؒ کہتے ہیں اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ان کی مراد اختلاف سے اختلاف فی الاحکام

عَلٰی اِنَّ الْمُرَادَ اخْتِلَافُهُمْ فِی
الْاَحْکَامِ وَقِیْلَ الْمُرَادُ اخْتِلَافُهُمْ
فِی الْحُرُوْفِ وَالصَّنَائِعِ ذَکَرَهٗ
جَمَاعَةٌ فَسُبْحَانَ مَنْ اَقَامَ
الْعِبَادَ فِیْمَا اَرَادَ وَفِیْ مُسْنَدِ
الْفِرْدَوْسِ مِنْ طَرِیْقِ جُوَیْبِرَ
عَنِ الضَّحَّاكِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
مَرْفُوْعًا اِخْتِلَافُ اَصْحَابِیْ
لَکُمْ رَحْمَةٌ وَذَکَرَ ابْنُ سَعِیْدٍ
فِیْ طَبَقَاتِهٖ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ
مُحَمَّدٍ قَالَ کَانَ اخْتِلَافُ
اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَحْمَةً لِّلنَّاسِ
قُلْتُ وَمَفْهُوْمُهٗ اَنَّ اخْتِلَافَ
غَیْرِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ زَحْمَةٌ وَ
نِقْمَةٌ وَمِمَّا یُؤَیِّدُهٗ مَعْنًی وَ
اِنِ اخْتَلَفَ مَعْنًی حَدِیْثُ
لَا یَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَةٍ
رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ عَاصِمٍ فِی السُّنَّةِ

تھی۔ اور ہو سکتا ہے۔ اختلاف سے
مراد اختلاف فی الحروف اور اختلاف
فی الصنائع ہو۔ جیسا کہ ایک جماعت
نے اس کا ذکر کیا ہے۔ پس پاک ہے
وہ ذات جس نے بندوں کو اپنے
ارادے کے مطابق قائم فرمایا۔ مسند
فردوس میں جویبر عن الضحاک کے
ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
مرفوعاً مروی ہے۔ کہ میرے صحابہ
کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے۔ ابن
سعید رح نے طبقات میں قاسم بن محمد
سے روایت کیا ہے۔ کہ حضورؐ کے صحابہ
کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے
میری رائے یہ ہے۔ کہ اس امت کے
علاوہ دوسروں کا اختلاف زحمت اور
مصیبت تھی۔ اور اس کی تائید بلحاظ معنی
یہ حدیث کرتی ہے۔ کہ میری امت گمراہی
پر کبھی جمع نہ ہو گی۔ اسے ابن ابی عاصم نے
السنۃ میں انس سے روایت کیا ہے۔

مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ بِلَفْظِ لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاُمَّةَ عَلٰى ضَلَالَةٍ اَبَدًا وَفِيْ مُسْتَدْرَكِ الْحَاكِمِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاُمَّةَ عَلٰى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللّٰهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ الْغِفَارِيِّ مَرْفُوْعًا فِيْ حَدِيْثٍ فِيْهِ سَاَلْتُ رَبِّيْ اَنْ لَا يَجْمَعَ اُمَّتِيْ عَلٰى ضَلَالَةٍ فَاَعْطَانِيْهَا۔

ترمذی رحمہ نے ابن عمرؓ سے اس حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ اس امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہ فرمائے گا۔ اور مستدرک للحاکم میں ابن عباسؓ سے مرفوعاً مروی ہے اللہ تعالیٰ اس امت کو گمراہی پر جمع نہ فرمائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے۔ امام احمدؒ نے اپنی مسند میں اور طبرانیؒ نے کبیر میں ابو نضرہ الغفاری سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ میں نے خدا تعالیٰ سے سوال کیا کہ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ فرمانا۔ خدا تعالیٰ نے یہ سوال مجھے عطا فرمایا۔

فائدہ ملا علی قاری کا مقصد ہر دو قسم کی روایات جمع کرنے سے مقصد یہ ہے کہ اگر میری امت کا اختلاف رحمت نہ ہوتا تو خدشہ تھا کہ سب کے سب گمراہی پر جمع ہو جاتے جیسا کہ سابقہ امتوں میں ہوا اس لحاظ سے آپ کی امت کا اختلاف رحمت ہوا اور اس معنیٰ کے لحاظ سے بھی رحمت ہے کہ اگر صحابہ اختلاف نہ کرتے اور ایک امر پر متفق ہو جاتے تو جو وسعت ہمیں خدا نے اس اختلاف کی بنا پر عطا فرمائی وہ حاصل نہ ہوتی۔ کیونکہ بایہم اقتدیتم اہتدیتم جس صحابی کی بھی تم اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

۱۷- حَدِیْثُ اَخِّرُوْهُنَّ مِنْ حَیْثُ اَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ یَعْنِی النِّسَاءَ فَفِی الْهِدَایَةِ حَدِیْثٌ مَشْهُوْرٌ قَالَ ابْنُ الْهُمَامِ لَا یَثْبُتُ رَفْعُهٗ فَضْلًا عَنْ شُهْرَتِهٖ وَالصَّحِیْحُ اَنَّهٗ مَوْقُوْفٌ عَلَی ابْنِ مَسْعُوْدٍ۔

انہیں موخر رکھو جنہیں اللہ نے موخر کیا ہے۔ ہدایہ میں ہے۔ کہ یہ حدیث مشہور ہے۔ ابن الہمام رح کہتے ہیں۔ باوجود شہرت کے یہ مرفوعاً ثابت نہیں اور صحیح ہے کہ یہ عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے۔

۱۸- حَدِیْثُ اِخْفُوا الْخِتَانَ وَاَعْلِنُوا النِّکَاحَ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَا اَصْلَ لِلْاَوَّلِ وَقَدْ وَرَدَتْ اَحَادِیْثُ تَشْهَدُ لِلْاِعْلَانِ بِالْخِتَانِ۔

ختنوں کو چھپایا کرو اور نکاح کا اعلان کیا کرو۔ امام سخاوی فرماتے ہیں۔ اس کا پہلا جزو ثابت نہیں۔ اور میں نے ختنوں کے اعلان کی احادیث ایک جگہ بیان کی ہیں۔

۱۹- حَدِیْثُ اِذَا اَرَدْتُ اَنْ اُخَرِّبَ الدُّنْیَا بَدَأْتُ بِبَیْتِیْ فَخَرَّبْتُهٗ ثُمَّ اُخَرِّبُ الدُّنْیَا قَالَ الْعِرَاقِیُّ فِیْ تَخْرِیْجِ الْاِحْیَاءِ لَا اَصْلَ لَهٗ۔

جب میں دنیا کے خراب کرنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ تو پہلے اپنے گھر سے ابتدا کرتا ہوں جب گھر کو خراب کر لیتا ہوں تو پھر دنیا کو خراب کرتا ہوں عراقی رح اپنی تخریج الاحیاء میں فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔

۲۰- حَدِیْثُ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ یَّنْزِلَ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا نَزَلَ عَنْ عَرْشِهٖ بِذَاتِهٖ

جب اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول کا ارادہ فرماتے ہیں تو عرش سے خود بذاتہ نزول فرماتے ہیں۔ اس کا بیان کرنے

مُحَدِّثُہٗ دَجَّالٌ ۔

۲۱ - حَدِیْثُ اِذَا اَکَلْتُمْ فَافْضِلُوْا تَرْجَمَ لَہُ السَّخَاوِیُّ وَلَمْ یَتَکَلَّمْ عَلَیْہِ قَالَ ابْنُ الدَّیْبَعِ وَمَا فِیْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ مِنْ شُرْبِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ الْفَضْلَۃَ مِنَ اللَّبَنِ وَکَذَا سَلْتُ الْقَصْعَۃِ فِی الصَّحِیْحِ یَرُدُّہٗ قُلْتُ لٰکِنْ یُوَافِقُہٗ حَدِیْثُ لَا خَیْرَ فِیْ طَعَامٍ وَلَا شَرَابٍ لَیْسَ لَہٗ سُؤْرٌ وَحَدِیْثُ اِذَا شَرِبْتُمْ فَاسْئِرُوْا ذَکَرَھَا عِیَاضٌ وَابْنُ الْاَثِیْرِ الثَّانِیَ فَالْجَمْعُ بِاَنَّہٗ یَجُوْزُ اِنْتِقَاؤُہٗ وَالْاَفْضَلُ اِبْقَاؤُہٗ بِقَدْرِ مَا یَنْتَفِعُ بِہٖ غَیْرُہٗ وَاِلَّا فَالْاَفْضَلُ اِنْقَاؤُہٗ کَمَا یُقَالُ بَقُّوْا اَوْ نَقُّوْا ۔

۲۲ - حَدِیْثُ اِذَا جِئْتَ یَا

والا کوئی دجال ہے ۔

جب تم کھاؤ تو چھوڑ دیا کرو ۔ امام سخاوی نے اس کی سرخی باندھی ہے ۔ لیکن کوئی کلام نہیں فرمایا ۔ اور صحیح بخاری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پینے کے بارے میں ذکر ہے کہ بچا ہوا دودھ سے ۔ اور ایسے ہی صحیح بخاری میں پیالہ کا صاف کرنا بھی مروی ہے ۔ اور اس کی تائید وہ حدیث کرتی ہے جس کھانے یا پینے میں جھوٹا شامل نہ ہو اس میں کوئی بھلائی نہیں ۔ اور ایک حدیث میں ہے جب تم پیا کرو تو جھوٹا چھوڑ دیا کرو اس حدیث کا قاضی عیاض اور ابن الاثیر نے ذکر کیا ہے ۔ ان دونوں میں جمع بایں صورت ممکن ہے ۔ کہ صاف کرنا جائز ہے ۔ اور اتنی مقدار کا چھوڑ دینا جس سے دوسرا فائدہ حاصل کر سکے یہ افضل ہے ۔ ورنہ صاف کرنا افضل ہے جیسا کہ بولا جاتا ہے باقی چھوڑ دو یا صاف کر لو ۔

اے معاذ جب تو ارض الحبیب

مُعَاذًا أَرْضَ الْخَصِيْبِ يَعْنِي مِنَ الْيَمَنِ ثُمَّ حَلْ فَإِنَّ فِيْهَا الْحُوْرَ الْعِيْنَ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَعْرِفُهُ وَقَالَ الْمَنُوْفِيُّ بَلِ الْحُكْمُ عَلَيْهِ بِالْوَضْعِ ظَاهِرٌ +

یعنی یمن پہنچے۔ تو تیز دوڑو۔ کیونکہ اس میں حور العین ہے۔ امام سخاوی رح فرماتے ہیں۔ میں اسے نہیں پہچانتا۔ منوفی کہتے ہیں۔ اس پر وضع کا حکم ظاہر ہے ؛

۲۳۔ حَدِيْثُ إِذَا جَلَسَ الْمُتَعَلِّمُ بَيْنَ يَدَيِ الْعَالِمِ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ سَبْعِيْنَ بَابًا مِنَ الرَّحْمَةِ وَلَا يَقُوْمُ مِنْ عِنْدِهِ إِلَّا كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ وَأَعْطَاهُ اللّٰهُ بِكُلِّ حَرْفٍ ثَوَابَ سِتِّيْنَ شَهِيْدًا وَكَتَبَ اللّٰهُ بِكُلِّ حَدِيْثٍ عِبَادَةَ سَنَةٍ مَوْضُوْعٌ كَمَا فِي الذَّيْلِ ۔

جب متعلم معلم کے سامنے بیٹھتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کے ستر دروازے کھول دیتا ہے۔ اور جب وہ اس کے پاس سے کھڑا ہوتا ہے تو وہ ایسا پاک و صاف ہوتا ہے جیسا کہ اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہو اللہ تعالیٰ اسے ہر حرف کے بدلے ساٹھ شہیدوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر حدیث کے بدلے ایک سال کا ثواب لکھتا ہے۔ یہ حدیث موضوع ہے جیسا کہ ذیل میں اسکا ذکر ہے ؛

۲۴۔ حَدِيْثُ إِذَا حَضَرَ الْعِشَاءُ وَالْعَشَاءُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ قَالَ الْعِرَاقِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ فِي كُتُبِ الْحَدِيْثِ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَأَصْلُ الْحَدِيْثِ فِي

جب نماز اور کھانا دونوں حاضر ہوں تو پہلے کھانا شروع کرو۔ عراقی رح کہتے ہیں۔ کتب حدیث میں ان الفاظ کے ساتھ اس کی کوئی اصل نہیں۔ اور اصل حدیث بخاری رح و مسلم رح میں ان الفاظ کے ساتھ مروی

اَلْمُتَّفَقِ عَلَیْہِ بِلَفْظِ اِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَاُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَابْدَؤُا بِالْعَشَاءِ وَقَالَ السُّیُوْطِیُّ وَوَھِمَ مَنْ عَزَاہُ اِلٰی مُصَنَّفِ ابْنِ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَسَبَقَہٗ الْعَسْقَلَانِیُّ فِیْ فَتْحِ الْبَارِیْ حَیْثُ قَالَ لَفْظُ ابْنِ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَحَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ کَمَا اَخْرَجَہٗ فِیْ مُسْنَدِہٖ لَا اَنَّہٗ فِی الْمُصَنَّفِ بِلَفْظِ حَضَرَتِ الْعَشَاءُ کَمَا تَوَھَّمَ۔

ہے۔ جب کھانا چن دیا جائے اور نماز کی تکبیر شروع ہو جائے تو کھانے سے ابتداء کیا کرو۔ سیوطی فرماتے ہیں۔ ان لوگوں کو وہم ہوا ہے۔ جنہوں نے اس روایت کو مصنف ابن ابی شیبہؒ کی جانب منسوب کیا حافظ ابن حجر العسقلانیؒ نے فتح الباری میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ ابن ابی شیبہؒ کے الفاظ یہ ہیں اور نماز حاضر ہو گئی ہو۔ لیکن یہ روایت ابن ابی شیبہ نے ان الفاظ کے ساتھ مسند میں بیان کی ہے نہ کہ مصنف میں جیسا کہ لوگوں کو وہم ہوا ہے۔

٢٥۔ حَدِیْثُ اِذَا ذُکِرَ الصّٰلِحُوْنَ فَحَیَّھَلًا بِعُمَرَ ذَکَرَہٗ عِیَاضٌ فِی الْاِکْمَالِ مِنْ قَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَکَذَا الْقُرْطُبِیُّ وَابْنُ الْاَثِیْرِ وَظَاھِرُ کَلَامِ الْعِرَاقِیِّ فِی الذَّخِیْرَۃِ فِیْ بَابِ الْاَذَانِ اَنَّہٗ حَدِیْثٌ وَلَعَلَّہٗ اَرَادَ بِہٖ حَدِیْثًا مَوْقُوْفًا۔

جب صلحاء کا ذکر کیا جائے تو عمر میں برکت ہوتی ہے۔ قاضی عیاض نے اکمال میں اسے ابن مسعودؓ کا قول نقل کیا ہے اسی طرح قرطبیؒ اور ابن اثیرؒ نے بھی۔ عراقیؒ کے ظاہر کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث ہے جیسا کہ انہوں نے کتاب الذخیرہ باب الاذان میں تحریر فرمایا ہے تو ہو سکتا ہے کہ ان کی مراد حدیث موقوف سے ہو۔

۲۰۔ حَدِیْثُ اِذَا رَاَیْتَ الْقَارِیَٔ یَلُوْذُ بِالسُّلْطَانِ فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لِصٌّ وَاِذَا رَاَیْتَہٗ یَلُوْذُ بِالْاَغْنِیَاءِ فَاعْلَمْ اَنَّہٗ مُرَاءٍ وَاِیَّاكَ اَنْ تُخْدَعَ وَیُقَالُ یَرُدُّ مَظْلَمَۃً وَیَدْفَعُ عَنْ مَظْلُوْمٍ فَاِنَّ ھٰذِہٖ خُدْعَۃُ اِبْلِیْسَ اِتَّخَذَھَا الْقُرَّاءُ سُلَّمًا مِنْ قَوْلِ الثَّوْرِیِّ وَكَذَا قَوْلُہٗ اِنِّیْ لَاَلْقَی الرَّجُلَ اُبْغِضُہٗ فَیَقُوْلُ لِیْ كَیْفَ اَصْبَحْتَ فَیَلِیْنُ لَہٗ قَلْبِیْ فَكَیْفَ بِمَنْ اَكَلَ ثَرِیْدَھُمْ وَوَطِیَٔ بِسَاطَھُمْ وَمِنْ ثَمَّ وَرَدَ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ لِلْفَاجِرِ عِنْدِیْ نِعْمَۃً یَرْعَاہُ قَلْبِیْ وَقِیْلَ مَا اَقْبَحَ اَنْ یَطْلُبَ الْعَالِمُ فَیُقَالُ ھُوَ بِبَابِ الْاَمِیْرِ وَقَدْ قِیْلَ بِئْسَ الْفَقِیْرُ عَلٰی بَابِ الْاَمِیْرِ وَنِعْمَ الْاَمِیْرُ عَلٰی

جب تم قاری کو دیکھو کہ وہ بادشاہ کی چاپلوسی کرتا ہے۔ تو یہ سمجھ لو کہ وہ چور ہے۔ اور جب تم یہ دیکھو کہ قاری امرا کی چاپلوسی کرتا پھرتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ دہوکہ باز ہے۔ اور تجھے اس کے دہوکہ سے بچنا چاہیئے۔ اور اس کے بارے میں یہ بھی کہا جائے گا کہ یہ ظلم کو دور کرتا اور مظلوم سے مصائب رفع کرتا ہے۔ تو یہ ایک شیطان کا دہوکہ ہے جسے قراء نے اپنی حفاظت کے لئے اختیار کر لیا ہے یہ سفیان ثوری کا قول ہے۔ ایسے ہی سفیان کا یہ بھی قول ہے۔ کہ اگر میں کسی شخص کو غصہ دلاؤں اور وہ مجھ سے یہ کہے کہ تو نے صبح کیسے کی ہے۔ اور میرا دل اس کے لئے نرم ہو جائے۔ تو وہ شخص کیسا ہوگا کہ جس نے امرا کا کھانا کھایا اور ان کے بستروں پر لیٹا۔ ایسے ہی ان کا یہ بھی قول ہے کہ اے اللہ میرے پاس کسی فاجر کے لئے نعمت نہ بنا کہ میں اس سے اپنے دل میں خطرہ محسوس کروں۔ ان سے پوچھا گیا کہ سب سے بدترین شئے کونسی ہے جسے عالم تلاش کرتا ہے۔ فرمایا جو عالم امیر کے دروازے پر ہو۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ فقیر امیر کے دروازے پر برا ہے۔ اور امیر

باب الفقير	فقیر کے دعا لینے پر اچھا ہے۔
۲۷۔ حدیث إذا صدقت المحبة سقطت شروط الأدب قال ابن الديبع ليس بحديث بل هو من كلام الجنيد كما في الرسالة القشيرية بلفظ سقطت شروطا دبها ويقال سقط الأدب۔	جب محبت سچی ہو جائے تو شرائط ادب ختم ہو جاتی ہیں۔ ابن الدبیع کہتے ہیں یہ حدیث نہیں ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ یہ جنید کا قول ہے جیسا کہ رسالہ القشیریہ میں ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ شروط ادب ختم ہو چکیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے اب ادب ختم ہو چکا۔
۲۸۔ حدیث إذا صليتم على فعمموا أي أدخلوا الأنبياء معي آلي وأصحابي قال السخاوي لم أقف عليه بهذا اللفظ۔	جب تم درود پڑھو تو اسے عام کر دو۔ یعنی میرے ساتھ اس میں انبیاء آل اور اصحاب کو بھی داخل کرو۔ امام سخاوی فرماتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ میں اس حدیث سے واقف نہیں ہوں۔
۲۹۔ حدیث إذا كان الفيئ ذراعا ونصفا إلى ذراعين فصلوا الظهر باطل۔	جب سایہ ڈیڑھ ذراع سے لے کر دو ذراع تک ہو۔ تو ظہر کی نماز پڑھو۔ یہ حدیث باطل ہے۔
۳۰۔ حدیث إذا كبر ولدك فاخه لم يرد بهذا اللفظ و هو معنى حديث أورده	جب تیرا لڑکا بڑا ہو جائے۔ تو اسے بھائی بنا لے۔ یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ مروی نہیں، ہاں اس معنے میں وہ حدیث ہے

اَلطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَاَبُوْنُعَیْمٍ وَالدَّارَقُطْنِیُّ مَرْفُوْعًا اَلْوَلَدُ سَبْعَ سِنِیْنَ سَیِّدٌ وَاَمِیْرٌ وَسَبْعَ سِنِیْنَ عَبْدٌ وَاَسِیْرٌ وَسَبْعَ سِنِیْنَ اَخٌ وَوَزِیْرٌ فَاِنْ رَضِیْتَ مَکَانَتَہٗ وَاِلَّا فَاضْرِبْ عَلٰی جَنْبِہٖ فَقَدْ اَعْذَرْتَ فِیْمَا بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ وَسَنَدُہٗ ضَعِیْفٌ ۔

جو طبرانی رح نے اوسط میں ابونعیم اور دارقطنی نے مرفوعاً روایت کی ہے ۔ کہ لڑکا سات سال تک سردار بھی ہوتا ہے ۔ اور امیر بھی سات سال تک غلام اور قیدی ہوتا ہے ۔ اور سات سال تک بھائی اور وزیر ہوتا ہے ۔ اگر تو اس کے مقام سے راضی ہو ۔ تو خیر ورنہ اس کے پہلو پر مار ۔ میں تیرے اور اس کے درمیان عذر کردوں گا اس کی سند ضعیف ہے ۔

۳۱ - حَدِیْثُ اِذَا کَتَبَ اَحَدُکُمْ فَلَا یَکْتُبْ عَلَیْہِ بَلَغَ فَاِنَّہٗ اِسْمُ شَیْطَانٍ وَلٰکِنْ یَکْتُبُ عَلَیْہِ اللّٰہُ مَوْضُوْعٌ کَمَا فِی اللَّآلِیْ ۔

جب کوئی کچھ لکھے ۔ تو بلغ کا لفظ نہ لکھے ۔ کیونکہ یہ شیطان کا نام ہے ۔ بلکہ اس پر اللہ تعالیٰ لکھے یہ حدیث بھی موضوع ہے جیسا کہ لآلی میں ہے ۔

۳۲ - حَدِیْثُ اِذَا کُنْتَ عَلَی الْمَاءِ فَلَا تَبْخَلْ بِالْمَاءِ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ ۔

جب تو پانی پر بیٹھا ہو ۔ تو پانی میں بخل نہ کر ۔ امام سخاوی رح فرماتے ہیں میں اس حدیث سے واقف نہیں ۔

۳۳ - حَدِیْثُ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ فَامْقُلُوْہُ

جب مکھی برتن میں گر جائے ۔ تو اسے ڈبو دو ۔ یہ تو صحیح ہے ۔ لیکن یہ

مَعِیْ وَاَمَّا فَامْقُلُوْهُ ثُمَّ انْقُلُوْهُ مَصْنُوْعٌ وَمَوْضُوْعٌ عَلٰى مَا فِي الْمُغْرِبِ ۔

روایت کہ اسے ڈبو کر پلٹ دو یہ مصنوع ہے۔ اور موضوع ہے۔

۳۴۔ حَدِیْثُ اَرْبَعٌ لَا یَشْبَعْنَ مِنْ اَرْبَعٍ اَرْضٌ مِنْ مَطَرٍ وَاُنْثٰی مِنْ ذَکَرٍ وَعَیْنٌ مِنْ نَظَرٍ وَعَالِمٌ مِنْ عِلْمٍ مَوْضُوْعٌ کَمَا ذَکَرَہٗ اِبْنُ الْجَوْزِیْ قَالَ السَّخَاوِیْ وَذَکَرَہُ الْحَاکِمُ فِیْ تَارِیْخِ نَیْسَابُوْرَ وَاَبُوْنُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَۃِ مِنْ حَدِیْثِ سُلَیْمَانَ التَّیْمِیْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ عَطِیَّۃَ اُتُّھِمَ بِالْوَضْعِ وَالْکَذِبِ قَالَ الزَّرْکَشِیْ رَوَاہُ ابْنُ عَدِیٍّ مِنْ حَدِیْثِ عَائِشَۃَ وَقَالَ مُنْکَرٌ وَقَالَ الْمَنُوْفِیُّ الْاَشْبَہُ مَا فِی الْمَشْہُوْرِ اَنَّہٗ کَلَامُ الْحُکَمَاءِ ۔

چار چیزوں کا چار چیزوں سے پیٹ نہیں بھرتا۔ زمین کا بارش سے عورت کا مرد سے۔ آنکھ کا دیکھنے سے اور عالم کا علم سے۔ یہ حدیث موضوع ہے۔ جیسا کہ ابن جوزیؒ نے ذکر کیا ہے۔ امام سخاویؒ فرماتے ہیں۔ اس روایت کو حاکم نے تاریخ نیشاپور میں اور ابونعیمؒ نے حلیہ میں سلیمان التیمیؒ کے واسطے سے محمد بن الفضل بن عطیہ سے روایت کیا ہے۔ لیکن اس پر وضع حدیث اور کذب کا اتہام ہے۔ ابن عدی نے اسے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے۔ اور وہ اسے منکر فرماتے ہیں۔ منوفیؒ کہتے ہیں کہ مشہور یہ حکماء کا قول ہے اور یہی بہتر ہے۔

۳۵۔ حَدِیْثُ الْاَرُزُّ لَیْسَ

چاول والی حدیث صحیح نہیں ہے

بِثَابِتٍ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ قُلْتُ قَدْ أَخْرَجَ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الطِّبِّ النَّبَوِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رض مَرْفُوعًا سَيِّدُ طَعَامِ الدُّنْيَا اللَّحْمُ ثُمَّ الْأَرُزُّ وَكَذَا رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ۔

جیسا کہ ابن الدبیع نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں۔ ابو نعیم رح نے اسے طب نبوی میں اسے حضرت علی رض سے اسے مرفوعاً روایت کیا ہے دنیا کے کھانوں کا سردار گوشت ہے۔ پھر چاول ہے اسی طرح اسے دیلمی رح نے بھی روایت کیا ہے۔

٣٦ - حَدِيثُ الْأَرْضُ فِي الْبَحْرِ كَالْإِصْطَبْلِ فِي الْبَرِّ لَمْ يُوجَدْ لَهُ أَصْلٌ۔

زمین سمندر میں ایسی ہی ہے جیسے کہ خشکی میں اصطبل۔ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔

٣٧ - حَدِيثُ الْأَرَضُونَ سَبْعٌ فِي كُلِّ أَرْضٍ نَبِيٌّ كَنَبِيِّكُمْ يُرْوَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ابْنُ كَثِيرٍ بَعْدَ عَزْوِهِ لِابْنِ جَرِيرٍ وَهُوَ مَحْمُولٌ إِنْ صَحَّ نَقْلُهُ أَيْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخَذَهُ مِنَ الْإِسْرَائِيلِيَّاتِ وَذَلِكَ وَأَمْثَالُهُ إِذَا لَمْ يَصِحَّ سَنَدُهُ إِلَى مَعْصُومٍ فَهُوَ مَرْدُودٌ

زمینیں سات ہیں اور ہر زمین میں نبی کی طرح نبی ہیں۔ ابن کثیر رض نے اسے ابن جریر رح کی جانب منسوب کر کے لکھا ہے کہ اگر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی نقل صحت کے ساتھ ثابت بھی ہو جائے۔ تب بھی یہ چیز انہوں نے اسرائیلیات سے لی ہے اس کی اور اس جیسے امور کی حضور صلعم کی جانب نسبت صحیح نہیں۔ وہ اس کے کہنے والے پر

عَلٰى قَائِلِهٖ۔

لوٹائی جائے گی۔

۳۸۔ حَدِيْثُ اَلْاَرْضُ الْمُقَدَّسَةُ لَا تُقَدِّسُ اَحَدًا اِنَّمَا يُقَدِّسُ الْاِنْسَانَ عَمَلُهٗ اَوْرَدَهٗ مَالِكٌ فِى الْمُوَطَّا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ اَبَا الدَّرْدَاءِ كَتَبَ اِلٰى سَلْمَانَ اَنْ هَلُمَّ اِلَى الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ فَكَتَبَ اِلَيْهِ سَلْمَانُ اَنَّ الْاَرْضَ الخ وَذَكَرَهٗ وَهُوَ مَعَ كَوْنِهٖ مَوْقُوْفًا مُنْقَطِعٌ وَقَدْ ذَكَرَ ابْنُ الْمَلِكِ فِىْ شَرْحِهٖ خُطْبَةِ الْمَشَارِقِ كَانَ وَالِدِىْ يَقُوْلُ حَاكِيًا عَنْ مَشَائِخِهٖ اَنَّ مَنْ دُفِنَ بِمَكَّةَ وَلَمْ يَكُنْ لَائِقًا بِهَا يَنْقُلُهُ الْمَلٰئِكَةُ وَلٰكِنِّىْ لَمْ اَجِدْ فِيْهِ رِوَايَةً۔

پاک زمین کسی کو پاک نہیں کر سکتی انسان کا عمل اسے پاک کرتا ہے۔ امام مالکؒ نے موطا میں یحییٰؒ بن سعید سے روایت کیا ہے کہ ابو الدرداءؓ نے سلمانؓ کو خط لکھا۔ کہ تم ارض مقدس آ جاؤ۔ تو سلمانؓ نے اس کے جواب میں یہ بات لکھی۔ امام مالکؒ نے اس روایت کا ذکر کیا ہے۔ باوجودیکہ یہ روایت موقوف بھی ہے منقطع بھی ہے۔ ابن الملکؒ نے شرح خطبۃ المشارق میں بیان کیا ہے۔ کہ میرے والد بعض مشائخ کا قول نقل کیا کرتے تھے۔ کہ جو شخص مکہ میں دفن کیا جائے۔ اور وہ مکہ کے قابل نہ ہو۔ تو فرشتے اسے تبدیل کر دیتے ہیں لیکن میں نے اس بارے میں کوئی روایت نہیں پائی۔

۳۹۔ حَدِيْثُ اِسْتَفْتِحُوْا بِالصَّدَقَاتِ اَوْ بِقَضَاءِ الدَّيْنِ

صدقوں یا ادائیگی قرض کے ذریعہ فتح حاصل کیا کرو۔ کیونکہ یہ باتیں لوگوں کی زبان پر جاری

يَدُوْرُ عَلَى الْأَلْسِنَةِ وَلَمْ أَرَهٗ بِهٰذَا اللَّفْظِ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ۔

رہتی ہیں میں نے یہ الفاظ کہیں نہیں پائے جیسا کہ ابن الدیبع کا قول ہے۔

۴۰۔ حَدِيْثُ اُسْجُدْ لِلْقِرْدِ فِيْ زَمَانِهٖ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ طَاؤُسٍ قَالَ كَانَ يُقَالُ فَذَكَرَهُ اِنْتَهٰى اَوْرَدَهُ السُّيُوْطِيُّ۔

اپنے زمانہ کے سردار کو سجدہ کیا کر۔ ابو نعیم رح نے حلیہ میں اسے طاؤس سے نقل کیا ہے۔ کہ عرب یہ کہا کرتے تھے۔ سیوطی رح نے اسے نقل کیا ہے۔

۴۱۔ حَدِيْثُ اِسْمَعِيْ يَا جَارَةُ قَالَهُ الْحَجَّاجُ لِاَنَسٍ حِيْنَ شَكَا مِنْهُ اِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُكَ كَمَثَلِ الَّذِيْ قَالَ اِيَّاكِ اَعْنِيْ وَاسْمَعِيْ يَا جَارَةُ۔

اے پڑوسی سن۔ یہ حجاج کا قول ہے جو اس نے حضرت انس رض سے شکایت کے طور پر کہا تھا۔ کہ میری اور تیری مثال اس شخص کی طرح ہے جو کہا کرتا تھا۔ تو میری خاص طور پہ مدد کر اور اے پڑوسی میری بات سن۔

۴۲۔ حَدِيْثُ اَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ الرَّافِعِيُّ الْمَنْقُوْلُ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ تَشَهُّدِهٖ اَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ فِيْ تَلْخِيْصِ تَخْرِيْجِهٖ لَا اَصْلَ لِذٰلِكَ بَلْ اَلْفَاظُ التَّشَهُّدِ مُتَوَاتِرَةٌ عَنْهُ

حدیث اشهد انی رسول اللہ۔ رافعی فرماتے ہیں منقول یہ ہے۔ کہ آپ اپنی التحیات میں پڑھا کرتے تھے امام عسقلانی رح اپنی تلخیص التخریج میں فرماتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں بلکہ الفاظ تشہد آپ سے متواتراً مروی ہیں۔ اور آپ یہ فرمایا کرتے

فَاِنَّہٗ یَقُوْلُ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَمَّا فِیْ غَیْرِ التَّشَھُّدِ فَقَدْ وَرَدَ فِیْ حَدِیْثِ سَلَمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ لَمَّا خِفْتُ اَزْوَادَ الْقَوْمِ فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ ثُمَّ قَالَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَکَذَا حِیْنَ بَشَّرَہٗ جَابِرٌ بِوَفَاءِ دَیْنِ اَبِیْہِ وَبِالْفَضْلِ لِبَرَکَۃِ دُعَائِہٖ قَالَ اَشْھَدُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔

تھے۔ اشہدان محمدا رسول اللہ وان محمداً عبدہ ورسولہ اور التحیات کے علاوہ سلمۃ رضؓ بن الاکوع کی روایت میں ہے۔ جب مجھے قوم کے کھانوں کے ختم ہونے کا خوف ہوا۔ پھر انہوں نے آگے حدیث نقل کی ہے اور اخیر حدیث میں ہے حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ اشہدان لا الہ الا اللہ و انی رسول اللہ۔ اسی طرح جب جابر نے اپنے والد کا قرض ادا ہونے اور آپ کی دعا کی برکت کا حال سنایا تب آپ نے فرمایا گولہ ردانی رسول اللہ۔

۳۴۔ حَدِیْثُ اِکْرَامُ الْمَیِّتِ دَفْنُہٗ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ مَرْفُوْعًا وَاِنَّمَا اَخْرَجَہٗ اِبْنُ اَبِی الدُّنْیَا مِنْ جِھَۃِ اَیُّوْبَ السَّخْتِیَانِیِّ قَالَ کَانَ یُقَالُ مِنْ کَرَامَۃِ الْمَیِّتِ عَلٰی اَھْلِہٖ تَعْجِیْلُہٗ اِلٰی حُفْرَتِہٖ وَیَشْھَدُ لَہٗ حَدِیْثُ اَسْرِعُوْا

مردے کی عزت اس کا دفنانا ہے سخاویؒ کہتے ہیں میں اس حدیث کے رفع سے واقف نہیں۔ ابن ابی الدنیا نے اسے ایوب سختیانی سے نقل کیا ہے وہ کہا کرتے تھے۔ یہ کہا جاتا تھا مردے کی عزت اس کے گھر والوں پر یہ ہے۔ کہ اسے اس کے گڑھے تک جلد پہنچا دیں اور اس قول کی شہادت یہ حدیث

بِالْجَنَازَةِ قَالَ وَقَدْ عَقَدَ
الْبَيْهَقِيُّ بَابًا لِاسْتِحْبَابِ تَعْجِيلِ
تَجْهِيزِ الْمَيِّتِ إِذَا بَانَ مَوْتُهُ
وَأَوْرَدَ فِيهِ مَا رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ
بِسَنَدِهِ مَرْفُوعًا لَا يَنْبَغِي لِجِيفَةِ
مُسْلِمٍ أَنْ تُحْبَسَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ
أَهْلِهِ الْحَدِيثُ وَلِلطَّبَرَانِيِّ
مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا
إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوا
وَأَسْرِعُوا بِهِ إِلَى قَبْرِهِ وَفِي
لَفْظٍ مَنْ مَاتَ فِي بُكْرَةٍ فَلَا
يَقِيلَنَّ إِلَّا فِي قَبْرِهِ وَمَنْ مَاتَ
عَشِيَّةً فَلَا يَبِيتَنَّ إِلَّا فِي
قَبْرِهِ ثُمَّ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَ
أَهْلُ مَكَّةَ فِي غَفْلَةٍ عَنْ هَذَا
فَإِنَّهُمْ غَالِبًا يَجِيئُونَ بِمَيِّتِهِمْ
بُعَيْدَ الظُّهْرِ أَوْ وَقْتَ التَّسْبِيحِ
فِي السَّحَرِ وَقَدْ يَكُونُ مَاتَ قَبْلَ
الْوَقْتَيْنِ بِكَثِيرٍ فَيَضَعُونَهُ

دیتی ہے کہ جنازوں کو جلدی لے جایا کرو
امام بیہقی نے ایک باب باندھا ہے۔ کہ
جب آدمی کی موت ظاہر ہو چکی ہو۔ تو
جنازے کا جلد تیار کرنا مستحب ہے اور
اس میں وہ روایت نقل کی جو طبرانی رح نے
سند مرفوع کے ساتھ روایت کی ہے کہ مسلم
کے جنازے کے لئے یہ بات پسندیدہ نہیں
کہ وہ لوگوں کے درمیان رکھا رہے۔ الحدیث
اور طبرانی رح میں ابن عمر رض سے مرفوعاً مروی ہے
جب تم میں سے کوئی مرجائے۔ تو اسے روک کے
نہ رکھو۔ اور اسے قبر تک جلدی لے جاؤ اور
ایک روایت میں ہے۔ کہ جو صبح کے وقت
مرے اس کی دوپہر قبر میں ہونی چاہیئے
اور جو شام کو مرے اس کی رات قبر
میں گذرنی چاہیئے۔ سخاوی رح کہتے ہیں
اہل مکہ اس سے غفلت برتتے ہیں۔ کیونکہ
وہ اکثر مردے کو ظہر کے بعد یا صبح کو لے
کر جاتے ہیں۔ چاہے وہ دو وقت پہلے مرچکا
ہو۔ اسے کعبہ کے قریب لا کر رکھ دیتے ہیں

عِنْدَ الْكَعْبَةِ حَتّٰى يُصَلّٰى الْفَجْرُ اَوِ الْعَصْرُ ثُمَّ يُصَلّٰى عَلَيْهِ قَالَ الْخَطَّابِيُّ وَلَقَدْ صَدَقَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيْ اِنْكَارِ ذٰلِكَ وَقَدْ كَانَ يُنْكِرُ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ شَيْخُنَا الْعَارِفُ بِاللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عِرَاقٍ قُلْتُ وَقَدْ يُعْتَذَرُ لِاَهْلِ مَكَّةَ فِيْ تَاخِيْرِهِمْ لِاَنَّهُ لِاَجْلِ اِجْتِمَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ فِي الصَّلٰوةِ وَتَشْيِيْعِ الْجَنَازَةِ لَاسِيَّمَا فِي الْاَزْمِنَةِ الْحَارَّةِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ الْمَقَاصِدِ الْحَسَنَةِ وَالْبِدَعِ الْمُسْتَحْسَنَةِ وَقَدْ صَحَّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا وَمَوْقُوْفًا مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ ۔

جب صبح کی نماز یا نماز عصر پڑھ لی جاتی ہے۔ تب نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ خطابی رح کہتے ہیں امام سخاوی رح نے اس طرز عمل کا صحیح انکار فرمایا۔ ہمارے شیخ عارف باللہ محمد بن عراق بھی اس کا انکار کیا کرتے تھے۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں۔ اہل مکہ کے لئے اس تاخیر کا باعث یہ ہے۔ کہ یہ اوقات نماز میں جمع ہونے اور جنازے کی متابعت کے لئے بہتر ہیں۔ اور خصوصاً گرمی کے زمانے میں یہ بہت ضروری ہوتا ہے۔ اور چونکہ ان کا مقصد نیک اور یہ بدعت مستحسنہ ہے اور عبداللہ بن مسعود رض سے موقوفاً اور مرفوعاً یہ صحیح طور پر مروی ہے جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھی شے ہے۔

فائدہ :- یہ ملا علی رح قاری کا ایک قیاس ہے۔ اور ان کے قیاس کی بنا پر احادیث صحیحہ کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔ رہا عبداللہ بن مسعود رض کی روایت تو وہ مرفوعاً ہرگز مروی نہیں۔ صرف موقوفاً مروی ہے۔ اور اس روایت کے صحیح

الفاظ سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہاں عامۃ المسلمین مراد نہیں بلکہ صحابہ کرام مراد ہیں۔ اور صحابہ کی سنت بھی دین میں داخل ہے۔ جیسا کہ مسند احمد میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ قال احمد نا ابوبکر نا عاصم عن زر بن حبیش عن عبداللہ بن مسعود قال ان اللہ عز وجل نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجد قلوب اصحابہ خیر قلوب العباد فجعلھم وزراء نبیہ یقاتلون علی دینہ فما راٰہ المسلمون حسنا فھو عنداللہ حسن وما راٰہ سیئا فھو عنداللہ سیئ۔ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں اللہ تعالےٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی۔ تو آپ کے صحابہ کے دلوں کو بندوں میں سب سے بہتر پایا تو اپنے نبی کا وزیر بنایا۔ کہ جو اس کے دین کے لئے لڑتے ہیں۔ تو جس شے کو یہ مسلمان اچھا سمجھیں۔ وہ اللہ کے نزدیک اچھی ہے۔ اور جسے یہ برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بری ہے۔

۴۴۔ حَدِیْثُ اَکْرِمُوا الْخُبْزَ لَہٗ طُرُقٌ کُلُّھَا ضَعِیْفَۃٌ مُضْطَرِبَۃٌ وَبَعْضُھَا اَشَدُّ فِی الضُّعْفِ مِنْ بَعْضٍ قَالَ السَّخَاوِیُّ وَلَا یَتَھَیَّأُ عَلَیْہِ الْحُکْمُ بِالْوَضْعِ لَاسِیَّمَا وَفِی الْمُسْتَدْرَکِ لِلْحَاکِمِ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ

روٹی کی عزت کرو۔ یہ بہت سے طریقوں سے مروی ہے۔ اور سب کے سب ضعیف اور مضطرب ہیں۔ اور ایک دوسرے سے زیادہ ضعیف ہیں۔ امام سخاوی فرماتے ہیں۔ اس پر وضع کا تو یقیناً حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ المستدرک للحاکم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے حضور صلعم نے ارشاد فرمایا روٹی کی عزت

السَّلَامُ اَكْرِمُوا الْخُبْزَ وَقَالَ
الْعَسْقَلَانِيُّ لَهُ شَاهِدٌ
صَالِحٌ قُلْتُ وَقَدْ اَخْرَجَهُ
الْبَغَوِيُّ فِي مُعْجَمِ الصَّحَابَةِ
بِزِيَادَةٍ فَاِنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَهُ مِنْ
بَرَكَاتِ السَّمَاءِ ۔

کرو۔ حافظ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں۔ یہ
ایک عمدہ شاہد ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں
بغوی نے معجم الصحابہ میں اس حدیث کو کچھ
زیادتی کے ساتھ روایت کیا ہے۔ روٹی کی
عزت کرو۔ کیونکہ اللہ نے اسے آسمان کی
برکتوں سے نازل فرمایا ہے۔

۴۵۔ حَدِيْثُ اَكْرِمُوا الشُّهُوْدَ
فَاِنَّ اللّٰهَ يَسْتَخْرِجُ بِهِمُ
الْحُقُوْقَ وَيَدْفَعُ بِهِمُ الظُّلْمَ
قَالَ الْعُقَيْلِيُّ اَنَّهُ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ
بَلْ صَرَّحَ الصَّغَانِيُّ بِاَنَّهُ
مَوْضُوْعٌ وَلَمْ يَسْتَدْرِكْ ذٰلِكَ
الْعِرَاقِيُّ وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ رَوَاهُ
الدَّيْلَمِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قُلْتُ
وَقَدْ قَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحُ
الْاِسْنَادِ ذَكَرَهُ عَنْهُ الْعِرَاقِيُّ
فِي تَخْرِيْجِ اَحَادِيْثِ الْاِحْيَاءِ
وَالسُّيُوْطِيُّ فِي الْاَحَادِيْثِ
الَّتِي رَدَّ عَلَى ابْنِ الْجَوْزِيِّ فِي

گواہوں کی عزت کرو۔ کیونکہ اللہ ان
کے ذریعہ حق نکلواتا اور ظلم دور کرتا ہے
عقیلی رح کہتے ہیں۔ یہ غیر محفوظ ہے
بلکہ صغانی نے اس کے موضوع ہونے
کی تصریح کی ہے۔ سیوطی رح کہتے
ہیں اسے دیلمی رح نے ابن عباس رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے۔ ملا علی قاری رح
فرماتے ہیں۔ اسے حاکم نے صحیح الاسناد
قرار دیا ہے۔ حاکم رح کا یہ قول
عراقی رح نے تخریج الاحادیث الاحیاء
میں نقل کیا ہے۔ اور سیوطی رح نے
ابن جوزی رح کی موضوعات کے
رد میں جو احادیث روایت کی ہے

الْمَوْضُوعَاتِ قَالَ وَسَكَتَ عَنْهُ الذَّهَبِيُّ اَيْ لَمْ يَتَعَقَّبْهُ عَلَى الْحَاكِمِ۔

اسے اس میں لیا ہے۔ ذہبی رحہ نے اس حدیث پر سکوت کیا ہے اور حاکم پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

۴۶۔ حَدِيْثُ اَكْلِ الطِّيْنِ حَرَامٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ قَالَ الْبَيْهَقِيُّ رح فِيْ تَخْرِيْجِهِ اَحَادِيْثُ لَا يَصِحُّ مِنْهَا شَيْءٌ وَتَبِعَهُ غَيْرُهُ فِيْ ذٰلِكَ وَهُوَ كَذٰلِكَ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ حَدِيْثُ اَكْلِ الطِّيْنِ وَتَحْرِيْمِهِ صَنَّفَ فِيْهِ جُزْءٌ وَاَحَادِيْثُهُ لَا تَصِحُّ قُلْتُ لَا يَلْزَمُ مِنْ عَدَمِ صِحَّتِهِ نَفْيُ وُجُوْدِ حُسْنِهِ وَضُعْفِهِ فَقَدْ ذَكَرَهُ السُّيُوْطِيُّ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ فِيْ جَامِعِ الصَّغِيْرِ مِنْ رِوَايَةِ الطَّبْرَانِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا مَنْ اَكَلَ الطِّيْنَ فَاِنَّمَا اَعَانَ عَلٰى

مٹی کھانا ہر مسلمان پر حرام ہے۔ بیہقی رحہ نے اپنی تخریج میں بہت سی احادیث اسی موضوع کی روایت کی ہیں۔ لیکن ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں۔ اور دوسروں نے اس معاملہ میں بیہقی کی متابعت کی ہے۔ سخاوی رحہ نے اس کا ایسے ہی ذکر کیا ہے۔ زرکشی رحہ کہتے ہیں مٹی کھانے کی حرمت کے بارے میں ایک جزو تصنیف کیا گیا ہے۔ اور اس کی احادیث صحیح نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں صحیح نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ وہ حسن بھی نہ ہو اور ضعیف بھی نہ ہو۔ سیوطی رحہ نے اپنی جامع الصغیر میں طبرانی کے حوالے سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے جس نے مٹی کھائی گویا اس نے خودکشی

قَتْلِ نَفْسِہٖ •

۴۷۔ حَدِیْثُ اَکْلِ الْھَرِیْسَۃِ نَفَی الْمُخْتَصَرِ شَکَوْتُ اِلٰی جِبْرِیْلَ ضُعْفِیْ مِنَ الْوِقَاعِ فَدَلَّنِیْ عَلَی الْھَرِیْسَۃِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَاَمَرَنِیْ بِاَکْلِ الْھَرِیْسَۃِ طُرُقُہٗ مَوْضُوْعَۃٌ وَقِیْلَ ضَعِیْفَۃٌ وَاَمَّا قَوْلُ مُعَاذٍ ھَلْ اُتِیْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ بِطَعَامٍ مِنَ الْجَنَّۃِ قَالَ نَعَمْ اُتِیْتُ بِھَرِیْسَۃٍ فَاَکَلْتُھَا فَزَادَتْ فِیْ قُوَّتِیْ قُوَّۃَ اَرْبَعِیْنَ وَفِیْ نِکَاحِیْ نِکَاحَ اَرْبَعِیْنَ وَکَانَ مُعَاذٌ لَا یَعْمَلُ طَعَامًا اِلَّا بَدَاَ بِالْھَرِیْسَۃِ فَقَدْ وَضَعَہٗ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ اللَّخْمِیُّ وَکَانَ صَاحِبَ ھَرِیْسَۃٍ وَغَالِبُ طُرُقِ الْحَدِیْثِ یَدُوْرُ عَلَیْہِ وَسَرَقَہٗ مِنْہُ کَذَّابُوْنَ قِیْلَ

کی کوشش کی •

ہرلیسہ کھانے کی حدیث مختصر میں اس طرح پر ہے میں نے جبرئیل سے اپنی کمزوری کی جو زخموں سے واقع ہو گئی تھی شکایت کی۔ انہوں نے مجھے ہرلیسہ کھانے کو بتایا اور ایک روایت میں ہے ہرلیسہ کھانے کا حکم دیا۔ اس کے سب طریقے موضوع ہیں یا ضعیف ہیں اور معاذ کا یہ قول کہ یارسول اللہ کیا آپ کے پاس جنت کا کھانا بھی آیا ہے آپ نے فرمایا ہاں میرے پاس ہرلیسہ لایا گیا۔ میں نے اسے کھایا اس سے میری قوت میں چالیس گنا اضافہ ہوا۔ اور میری قوت باہ میں چالیس آدمیوں کا اضافہ ہوا۔ اور معاذ جب بھی کھانا کھاتے تو ہرلیسہ سے شروع کرتے اس حدیث کو محمد بن الحجام اللخمی نے وضع کیا تھا کیونکہ وہ ہرلیسہ بیچا کرتا تھا۔ اور اس حدیث کی اکثر اسناد اسی پر ختم ہوتی ہیں۔ اور جھوٹوں نے اس سے اس حدیث کو چرا لیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی ایک اور بھی سند ہے جس میں محمد بن الحجام

لَہٗ طَرِیْقٌ اٰخَرُ فِیْہِ اِبْرَاھِیْمُ قَالَ الْاَزْدِیُّ ھُوَ سَاقِطٌ عَنْہُ وَفِیْ شَرْحِ ابْنِ حَجَرِ الْمَکِّیِّ لِشَمَائِلِ التِّرْمِذِیِّ اَنَّ الطَّبْرَانِیَّ رَوٰی فِی الْاَوْسَطِ اَنَّ جِبْرَائِیْلَ اَطْعَمَنِی الْھَرِیْسَۃَ یَشُدُّ بِھَا ظَھْرِیْ لِقِیَامِ اللَّیْلِ وَرِوَایَتُہٗ مَوْضُوْعٌ۔

کی بجائے ابراہیم ہے۔ وہ اس سے بھی ساقط الاعتبار ہے۔ ابن حجر المکی نے شمائل الترمذی کی شرح میں تحریر کیا ہے کہ طبرانی نے اوسط میں یہ روایت نقل کی ہے کہ جبرئیلؑ نے مجھے ہریسہ کھلایا جس سے میری کمر رات کے قیام کے لئے مضبوط ہو گئی۔ ابن حجرؒ المکی فرماتے ہیں۔ یہ روایت موضوع ہے۔

۴۸۔ حَدِیْثُ اَصِفِ النِّیَّۃَ وَنَمْ فِی الْکَرِیَّۃِ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ کَمَا ذَکَرَہُ الدَّیْبَعُ۔

نیت کو صاف کر اور مخلوق میں آرام سے سو جا۔ یہ حدیث نہیں ہے جیسا کہ دیبعؒ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

۴۹۔ حَدِیْثُ اَصْلُ کُلِّ دَاءٍ اَلرِّضَاءُ عَنِ النَّفْسِ مِنْ کَلَامِ السَّلَفِ وَلَیْسَ بِحَدِیْثٍ کَمَا قَالَہُ ابْنُ الدَّیْبَعِ۔

ہر بیماری کی جڑ نفس سے راضی ہو جانا ہے۔ یہ سلف کا کلام ہے۔ حدیث نہیں ہے جیسا کہ ابن الدیبعؒ کا قول ہے۔

۵۰۔ حَدِیْثُ اَعِیْنُوا الشَّارِیَ لَا اَصْلَ لَہٗ بِھٰذَا اللَّفْظِ وَلٰکِنْ قَوْلُہُ الْمُشْتَرِیْ مُعَانٌ ذَکَرَہُ ابْنُ الدَّیْبَعِ۔

بیچنے والے کی مدد کرو۔ ان الفاظ کے ساتھ اس کی کوئی اصل نہیں اور ایسے ہی یہ قول کہ مشتری کی مدد کی جائے ابن الدیبع نے اس کا ذکر کیا ہے۔

۵۱۔ حَدِيثُ أَعُوذُ بِاللهِ مِنْ عَامَّةٍ صَمَّا لَا أَصْلَ لَهُ كَمَا قَالَهُ السُّيُوطِيُّ ۔

میں اللہ سے عام بہروں سے پناہ مانگتا ہوں ۔ اس کی بھی کوئی اصل نہیں ۔ جیسا کہ سیوطیؒ کا قول ہے ۔

۵۲۔ حَدِيثُ اِنْتَصِحُوا وَاصْطَلِحُوا هُوَ مِنَ الْأَمْثَالِ السَّائِرَةِ وَلَيْسَ بِحَدِيثٍ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ ۔

نصیحت پکڑو اور اصلاح حاصل کرو ۔ یہ محاورات میں سے ہے حدیث نہیں ۔ جیسا کہ ابن الدبیع رح کا قول ہے ۔

۵۳۔ حَدِيثُ الْإِعَادَةُ سَعَادَةٌ لَمْ أَرَهُ بِهٰذَا اللَّفْظِ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ قُلْتُ وَالْمَشْهُورُ عَلَى الْأَلْسِنَةِ إِنَّ الْإِفَادَةَ خَيْرٌ مِنَ الْإِعَادَةِ لٰكِنْ فِي الشَّمَائِلِ لِلتِّرْمِذِيِّ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَانَ يُعِيدُ الْكَلَامَ ثَلٰثًا لِمَزِيدِ الْاِسْتِفَادَةِ ۔

اعادہ کرنا نیک بختی ہے ۔ ابن الدبیعؒ کہتے ہیں میں نے ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت کہیں نہیں سنی ۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں لوگوں کی زبان پر یہ بات کہ فائدہ پہنچانا بات کے بار بار لوٹانے سے بہتر ہے لیکن شمائل ترمذی میں یہ حدیث موجود ہے ۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کلام کو تین بار لوٹاتے ۔ تاکہ لوگ اچھی طرح فائدہ حاصل کر سکیں ۔

۵۴۔ حَدِيثُ أَفْضَلُ الْعِبَادَاتِ أَحْمَزُهَا وَأَتْعَبُهَا وَأَصْعَبُهَا قَالَ الزَّرْكَشِيُّ لَا

عبادات میں سب سے زیادہ افضل جس میں زیادہ تعب اور تکلیف ہو ۔ زرکشی کہتے ہیں ۔ یہ حدیث معلوم نہیں سیوطیؒ نے اس حدیث سے

يُعْرَفُ وَسَكَتَ عَلَيْهِ السُّيُوطِيُّ وَقَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ فِي شَرْحِ الْمَنَازِلِ لَا أَصْلَ لَهُ قُلْتُ وَمَعْنَاهُ صَحِيحٌ لِمَا فِي الصَّحِيحَيْنِ عَنْ عَائِشَةَ الْأَجْرُ عَلَى قَدْرِ التَّعَبِ وَهُوَ فِي النِّهَايَةِ لِابْنِ الْأَثِيرِ مَنْسُوبٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُوَ بِالْمُهْمَلَةِ وَالنَّاءِ

سکوت اختیار کیا ہے۔ ابن القیم جوزی شرح المنازل میں فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس معنی کی ایک حدیث صحیحین میں حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے۔ کہ اجر تکلیف کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ اور یہ حدیث ابن الاثیر رحؒ کی نہایہ میں ابن عباس رضؓ کی جانب منسوب ہے۔ اور وہ مہلت اور بعد کے ساتھ ہے۔

۵۵۔ حَدِيثُ الْأَقْرَبُونَ أَوْلَى بِالْمَعْرُوفِ قَالَ السَّخَاوِيُّ مَا عَلِمْتُهُ بِهَذَا اللَّفْظِ وَلَكِنْ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَرَّةً فِي طَلْحَةَ أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ۔

قریبی بھلائی کے زیادہ حق دار ہیں۔ سخاوی فرماتے ہیں میں ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو نہیں جانتا۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ رضؓ سے فرمایا تھا میرا خیال ہے کہ تو اسے (باغ کو) اقربا میں تقسیم کردے اسے شیخین رضؓ نے روایت کیا ہے۔

۵۶۔ حَدِيثُ أَقْضَاكُمْ عَلِيٌّ قَالَ السَّخَاوِيُّ مَا عَلِمْتُهُ بِهَذَا اللَّفْظِ مَرْفُوعًا بَلْ صَحَّحَهُ فِي مُسْتَدْرَكِ الْحَاكِمِ وَصَحَّحَهُ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

تم میں سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے علی ہیں سخاوی کہتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ اسے مرفوعاً نہیں جانتا۔ حاکم نے اپنی مستدرک میں عبداللہ بن مسعود کا قول نقل کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ہم یہ کہا کرتے تھے کہ اہل

قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّ اَقْضٰى اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ عَلِيٌّ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَمِثْلُ هٰذِهِ الصِّفَةِ حُكْمُهَا الْمَرْفُوْعُ عَلَى الصَّحِيْحِ قُلْتُ وَفِيْهِ نَظْرٌ صَرِيْحٌ وَفِيْ شَرْحِ الْمَشَارِقِ لِابْنِ الْفِرِشْتَةِ رُوِيَ اَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَقُوْلُ اَقْرَأُنَا اُبَيٌّ وَاَقْضَانَا عَلِيٌّ قُلْتُ وَاَصْرَحُ مِنْهُ مَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ اَرْحَمُ اُمَّتِيْ بِاُمَّتِيْ اَبُوْبَكْرٍ وَاَشَدُّهُمْ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ وَاَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ وَاَقْضَاهُمْ عَلِيٌّ كَمَا اَخْرَجَهُ السُّيُوْطِيُّ ۔

مدینہ میں اچھا فیصلہ کرنے والے علیؓ ہیں سخاوی فرماتے ہیں اس قسم کی روایات صحیح طور پر مرفوع کے حکم میں ہوتی ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اس پر اعتراض ہے۔ اس لئے کہ ابن الفرشتہ نے شرح المشارق میں حضرت عمرؓ کا یہ قول نقل کیا ہے ہم میں سب سے زیادہ قاری ابیؓ اور سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے علی ہیں۔ نیز اس سے زیادہ صاف روایت وہ ہے جو ترمذی نے روایت کی ہے اور جس کا حوالہ سیوطی نے دیا ہے میری امت میں سب سے زیادہ رحم دل ابو بکرؓ اللہ کے کام میں سب سے سخت عمر سب سے زیادہ باحیا عثمانؓ۔ اور سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے علی ہیں ؟

فائدہ یہ حدیث مشکوۃ میں بھی موجود ہے۔ جو انہوں نے مسند احمد اور ترمذی کے حوالہ سے نقل کی ہے۔ حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں ارحم امتی بامتی ابو بکرؓ واشدہم فی امر اللہ عمرؓ واصدقہم حیاء عثمانؓ وافرضہم زید بن ثابتؓ واقراہم ابی بن کعبؓ واعلمہم بالحلال والحرام معاذؓ بن جبلؓ ولکل امۃ امین وامین ہذہ الامۃ ابو عبیدہؓ بن

الجراح ۔ رواہ احمد رح والترمذی رح وقال ہذا حدیث حسن صحیح وروی عن معمر عن قتادہ مرسلاً وفیہ واقضاہم علی رض ۔ مسند امام احمد بن حنبل رح تو میری نظر سے نہیں گزرا۔ لیکن جامع الترمذی میں یہ الفاظ موجود نہیں اور امام ترمذی رح نے اس حدیث کو غریب قرار دیا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں و ہذا حدیث غریب لا نعرفہ من حدیث قتادۃ الامن ہذا الوجہ وقد رواہ ابو قلابہ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ ۔ ہاں ابن ماجہ میں ابو قلابہ کی روایت میں ہے، واقضاہم علی رض کے الفاظ ضرور موجود ہیں ۔ حاصل کلام یہ ہے کہ یہ الفاظ تو ثابت ہیں اور صحیح ہیں ۔ لیکن ان الفاظ کی ترمذی کی جانب نسبت صحیح نہیں ۔

وَمِنَا الْغَرَائِبِ قَالَ الْحَافِظُ السَّخَاوِیُّ فِیْ فَتَاوَاہُ سُئِلْتُ عَنِ الْمَوْطِنِ الَّذِیْ اسْتَحْیَتْہُ مِنْہُ مَلٰئِکَۃُ الرَّحْمٰنِ مِنْ سَیِّدِنَا عُثْمَانَ فَاَجَبْتُ لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ فِیْ حَدِیْثٍ مُعْتَمَدٍ وَلٰکِنْ اَفَادَ شَیْخُنَا الْبَدْرُ النَّسَّابَۃُ فِیْ بَعْضِ مَجَامِعِہٖ عَنِ الْجَمَالِ الْکَازَرُوْنِیِّ اَنَّہٗ لَمَّا اٰخٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ بَیْنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ

اور اس حدیث میں جو فوائد ہیں ان میں سے ایک وہ بھی ہے جو سخاوی رح نے اپنے فتاویٰ میں تحریر کیا ہے۔ مجھ سے اس مقام کے بارے میں سوال کیا گیا جس سے فرشتے بھی شرماتے ہوں ہیں اس کا جواب دیتے ہوئے اس لئے فرمایا کہ میں کسی قابل اعتماد حدیث سے اس مضمون پر واقف نہ تھا لیکن ہمارے شیخ بدر النسابہ نے اپنے بعض مجامع میں جمال الکازرونی سے نقل کیا ہے، کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار مدینہ کے مابین مواخات کرائی جو انس بن مالک کی غیب

فِی الْمَدِیْنَۃِ فِی غَیْبَۃِ اَنَسِ	میں واقع ہوئی تھی تو عثمانؓ حضورؐ کے پاس اس
بْنِ مَالِکٍ وَتَقَدَّمَ عُثْمَانُ	حالت میں آئے کہ ان کا سینہ کھلا ہوا تھا۔ تو
لِذٰلِکَ کَانَ صَدْرُہٗ مَکْشُوْفًا	فرشتے حیا سے پیچھے ہٹ گئے نبی کریم صلی اللہ
فَتَأَخَّرَتِ الْمَلَائِکَۃُ حَیَاءً فَاَمَرَہٗ	علیہ وسلم نے انہیں سینہ ڈھانکنے کا حکم دیا تو فرشتے
عَلَیْہِ السَّلَامُ بِتَغْطِیَۃِ صَدْرِہٖ	اپنے مقام پر لوٹ آئے۔ آپ نے ان سے
فَعَادُوْا اِلٰی مَکَانِہِمْ فَسَأَلَہُمْ	پیچھے ہٹنے کا سبب پوچھا۔ انہوں نے
عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنْ سَبَبِ	کہا۔ عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حیا سے ہم
تَأَخُّرِہِمْ فَقَالُوْا حَیَاءً مِنْ عُثْمَانَ	پیچھے ہٹ گئے تھے ؛
۵۷۔ حَدِیْثُ اَکْثَرُ اَھْلِ	جنت میں اکثر بے وقوف جائیں گے اسے
الْجَنَّۃِ الْبُلْہُ رَوَاہُ الْبَزَّارُ	بزار نے ضعیف طریق پر روایت کیا ہے
مُضَعِّفًا وَالْقُرْطُبِیُّ مُصَحِّحًا	قرطبی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، جیسا کہ مقاصد
کَذَا فِی الْمَقَاصِدِ وَرُوِیَ	میں ہے۔ اور اسے کچھ زیادتی کے ساتھ
بِزِیَادَۃٍ وَعِلِّیُّوْنَ لِذَوِی الْاَلْبَابِ	بھی روایت کیا جاتا ہے۔ کہ علیین عقل والے
وَھِیَ لَیْسَ لَہَا اَصْلٌ کَمَا قَالَہُ	ہوں گے۔ اور اس حدیث کی کوئی اصل
الْعِرَاقِیُّ بَلْ ھِیَ مُدْرَجَۃٌ مِنْ	نہیں جیسا کہ عراقی کا خیال ہے بلکہ یہ
کَلَامِ اَحْمَدَ بْنِ اَبِی الْحَوَارِیِّ	احمد بن ابی الحواری کا قول ہے جو حدیث
قَالَ الْعِرَاقِیُّ اَخْرَجَہُ الْبَزَّارُ وَ	میں داخل ہو گیا۔ عراقی کہتے ہیں اس حدیث
ضَعَّفَہٗ وَصَحَّحَہُ الْقُرْطُبِیُّ فِی	کو بزارؒ نے روایت کر کے اسے ضعیف
التَّذْکِرَۃِ وَلَیْسَ کَذٰلِکَ فَقَدْ	قرار دیا ہے۔ اور قرطبی رحؒ نے اسے

قَالَ ابْنُ عَدِیٍّ اَنَّهٗ مُنْکَرٌ ثُمَّ
قِیْلَ الْمُرَادُ الْاَبْلَهُ فِیْ دُنْیَاهُ
وَالْفَقِیْهُ فِیْ دِیْنِ مَوْلَاهُ عَکْسَ
اَرْبَابِ الدُّنْیَا یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا
مِنَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ عَنِ
الْاٰخِرَةِ هُمْ غَافِلُوْنَ وَفَسَّرَ
سَهْلُ التُّسْتَرِیُّ بِاَنَّهُمُ
الَّذِیْنَ وَلَهَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ
شُغِلَتْ بِاللهِ انْتَهٰی وَلَا یَخْفٰی
اَنَّهٗ لَا یُنَاسِبُ الْاَکْثَرِیَّةَ
وَالْاَظْهَرُ مَا قَالَ بَعْضُهُمْ مِنْ
اَنَّ الْبُلْهَ کَالْعَجَائِزِ وَالْبُلْهُ وَ
اَمْثَالُهُمْ مِمَّنْ صُلِبُوْا فِیْ
دِیْنِهِمْ وَثَبَتُوْا وَلَمْ یَتَزَلْزَلُوْا
عَلٰی یَقِیْنِهِمْ وَقَالَ بَعْضُ
الْمُحَقِّقِیْنَ مِنَ الصُّوْفِیَّةِ هُمُ
الَّذِیْنَ قَنَعُوْا بِالْجَنَّةِ وَمَا فِیْهَا
مِنَ الْحُوْرِ وَالْقُصُوْرِ وَاَنْوَاعِ
السُّرُوْرِ وَالْحُبُوْرِ عَنِ اللِّقَاءِ

تذکرہ میں صحیح قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ
صحیح نہیں۔ ابن عدی کہتے ہیں۔ یہ
روایت منکر ہے۔ اور ابلہ سے مراد وہ لوگ
ہیں۔ جو اپنے دنیاوی معاملات میں بیوقوف
ہوں۔ لیکن دین میں سمجھ دار ہوں۔ اہل دنیا
کے بالکل برعکس (یہ ظاہری حیات دنیا
کو تو خوب جانتے ہیں اور آخرت سے
غافل ہیں) سہل تستری نے اس کی یہ تفسیر
کی ہے۔ کہ جن لوگوں کے دل اللہ سے مشغول
رہتے ہوں۔ لیکن یہ تفسیر اکثریت کے مناسب
نہیں ہے۔ اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ
بیوقوفوں سے مراد مجبور لوگ ہیں۔ جو کہ
اس کے دین کے پیچھے پھانسی بھی دیئے
گئے۔ لیکن ان کے یقین میں کسی قسم کی کمی
واقع نہ ہوئی۔ اور بعض محققین صوفیاء
کا خیال ہے۔ کہ بے وقوفوں سے مراد وہ
لوگ ہیں جو جنت پر اور جو اشیاء جنت میں
انہیں ملیں گی۔ مثلاً حوریں۔ محلات۔ مختلف
اقسام کی لذتیں اور جلوہ خداوندی ان پر

فِي مَقَامِ الْمُشَاهَدَةِ وَالْحُضُورِ
وَفِي النِّهَايَةِ إِنَّ الْبُلْهَ جَمْعُ
الْأَبْلَهِ وَهُوَ الْغَافِلُ عَنِ الشَّرِّ
الْمَطْبُوعُ عَلَى الْخَيْرِ وَقِيلَ هُمُ
الَّذِينَ غَلَبَتْ عَلَيْهِمْ سَلَامَةُ
الصُّدُورِ وَحُسْنُ الظَّنِّ بِالنَّاسِ
لِأَنَّهُمْ غَفَلُوا أَمْرَ دُنْيَاهُمْ
فَجَهِلُوا حِذْقَ التَّصَرُّفِ فِيهَا
وَأَقْبَلُوا عَلَى آخِرَتِهِمْ فَشَغَلُوا
أَنْفُسَهُمْ بِهَا فَاسْتَحَقُّوا أَنْ
يَكُونُوا أَكْثَرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَمَّا
الْأَبْلَهُ وَهُوَ الَّذِي لَا عَقْلَ لَهُ
فَغَيْرُ مُرَادٍ فِي الْحَدِيثِ •

۵۸- حَدِيثُ أَكْرِمُوا طُهُورَكُمْ
قَالَ ابْنُ تَيْمِيَةَ مَوْضُوعٌ وَفِي
الذَّيْلِ هُوَ كَمَا قَالَ •

۵۹- حَدِيثُ أَلْسِنَةُ الْخَلْقِ
أَقْلَامُ الْحَقِّ لَا أَصْلَ لَهُ كَمَا
ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ •

فائز ہوں۔ نہایہ میں ہے کہ بلہ، ابلہ کی جمع ہے اور وہ وہ شخص ہوتا ہے جو بھلائی کو ختم کرنے والی شرارت سے غافل ہو اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر سلامتی قلب اور لوگوں کے ساتھ حسن ظن غالب آچکا ہو۔ اس طرح وہ اپنے دنیا کے کاموں سے غافل ہو گئے اور دنیا میں مہارت پیدا کرنے سے جاہل اور اپنے نفسوں کو آخرت سے مشغول کر لیا۔ تو وہ اس بات کے مستحق قرار پائے کہ وہ اکثر جنت میں جائیں۔ ورنہ ابلہ اس شخص کو بولا جاتا ہے جس کے پاس عقل نہ ہو۔ تو یہ حدیث کی مراد کے خلاف نہیں:

اپنی پاکی کی عزت کرو۔ امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں یہ روایت موضوع ہے۔ اور ذیل میں بھی اسی قسم کا قول ہے:

مخلوق کی زبانیں خلق کا قلم ہیں (زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو) ابن الدیبع کہتے ہیں اس کوئی اصل نہیں:

٦٠۔ حدیث اللّٰھم اصلح الراعی والرعیۃ قال العراقی لا اصل لہ۔

اے اللہ راعی (حاکم) اور رعیت کی اصلاح فرما۔ بقول عراقی رح اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔

٦١۔ حدیث اللّٰھم ایّد الاسلام باحد العمرین لا اصل لہ بھذا اللفظ والعمران تغلیب عمر علی عمرو بن الھشام الملقب فی الجاھلیۃ بابی الحکم نغیرہ النبی علیہ السلام بابی جھل ومعنی الحدیث صحیح ثابت فقد رواہ الامام احمد والترمذی فی جامعہ وغیرھما عن ابن عمر موقوفا بلفظ اللّٰھم ایّد الاسلام باحب ھذین الرجلین الیک بابی جھل او بعمر بن الخطاب وفی بعض الروایات اللّٰھم اعز الاسلام بعمر وفی روایۃ

اے اللہ اسلام کی دو عمروں میں سے ایک عمر رض کے ساتھ تائید فرما۔ ان الفاظ کے ساتھ اس کی بھی کوئی اصل نہیں اور عمران سے مراد عمر رض بن الخطاب اور عمرو بن الہشام ہے جس کی کنیت زمانہ جہالت میں ابوالحکم تھی حضورؐ نے اس کنیت کو ابوجہل میں تبدیل فرما دیا تھا۔ حدیث کے معنی صحیح اور ثابت ہیں، کیونکہ امام احمد اور ترمذی نے اپنی جامع میں ابن عمر رض سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ اے اللہ ان دونوں میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہو اس کے ذریعے اسلام کی تائید فرما۔ ابوجہل یا عمر رض بن الخطاب۔ اور بعض روایات کے یہ الفاظ ہیں اے اللہ اسلام کو عمر رض کے ذریعہ عزت عطا فرما۔ تو اس روایت میں یہ دعا حضرت عمر رض کے ساتھ خاص ہے ہو سکتا ہے کہ آپ نے اولاً دونوں کے لئے

زِيَادَةٌ خَاصَّةٌ تَجْمَعُ بَيْنَ اللَّفْظَيْنِ أَنَّهُ دَعَا بِالْأَوَّلِ أَوَّلًا فَلَمَّا أَوْحَى اللهُ أَنَّ أَبَا جَهْلٍ لَنْ يُسْلِمَ خَصَّ عُمَرَ بِدُعَائِهِ فَأُجِيبَ فِيهِ +

دعا فرمائی ہو جب اللہ تعالیٰ آپ کو بذریعہ وحی اس امر سے مطلع فرمایا کہ ابوجہل ایمان نہ لائیگا۔ تو آپ نے عمر کو دعا کے لئے مخصوص فرمایا۔ اور یہ دعا عمرؓ کے حق میں قبول فرمائی +

۶۲ - حَدِيثُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى نَبِيٍّ قَبْلَكَ يَقُولُهُ الْعَامَّةُ عِنْدَ تَقْبِيلِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فَلَا أَصْلَ لَهُ وَلَا يُتَصَوَّرُ أَنْ يَكُونَ أَصْلٌ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَالْمَبْنٰى فَإِنَّهُ كُفْرٌ بِحَسَبِ الْمَعْنٰى وَقَدْ صَنَّفَ الْعَلَّامَةُ عَبْدُ النَّبِيِّ الْمَغْرِبِيُّ عَالِمُ الشَّامِ فِي زَمَانِهِ تَصْنِيفًا فِي ذٰلِكَ وَكَفَّرَ قَائِلَهُ قُلْتُ وَأَصْلُ هٰذَا الْخَطَإِ رُبَّمَا نَشَأَ مِنَ الْعَوَامِّ حَيْثُ أَنَّهُمْ سَمِعُوا مِنْ بَعْضِ الْأَعْلَامِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى نَبِيٍّ قِبْلَةٍ وَهُوَ

اے اللہ اپنے قبل کے نبی پر رحمت نازل فرما۔ اسے عام لوگ حجر اسود چومتے وقت بولتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور ان الفاظ کے ساتھ اس کی اصلیت کو تصور میں بھی نہیں لایا جا سکتا۔ کیونکہ یہ باعتبار معنی کفر ہوگا۔ علامہ عبد النبی المغربی جو اپنے زمانہ میں شام کے سب سے بڑے عالم تھے انہوں نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی اور اس کے قائل کو کافر قرار دیا۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں۔ عوام سے یہ خطا اس وقت پیدا ہوئی جب انہوں نے بعض بڑے لوگوں سے یہ سنا کہ اللہ نبی قبلہ پر رحمت نازل فرما۔ اور یہ صحیح ہے اور بعضوں نے یہ کہا اللہ تعالیٰ نے

صَحِيْحٌ وَمِنْ بَعْضِهِمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّ قَبْلَكَ وَهُوَ صَحِيْحٌ اَيْضًا فَخَلَطُوا الْكَلِمَتَيْنِ وَجَمَعُوْا بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ فَحَصَلَ مِنَ الَّذِيْ اَخَلَّ هٰذَا الْفَسَادُ وَاللّٰهُ رَؤُفٌ بِالْعِبَادِ وَيَنْبَغِيْ اَنْ يُحْمَلَ عَلَى الْاِلْتِفَاتِ عِنْدَ مَنْ قَالَ بِهٖ عَلٰى حُسْنِ الظَّنِّ بِالْمُسْلِمِ حَيْثُ لَا يُرِيْدُ بِهٖ مَا يَتَبَادَرُ اِلَى الْفَهْمِ فَاِنَّهٗ كُفْرٌ صَرِيْحٌ فَنَجْعَلُ قَبْلَكَ جُمْلَةً مُسْتَانِفَةً نَحْوَ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ خُطْبَةِ حَجَّةِ الْوَدَاعِ هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ فَاشْهَدْ فَالْتَفَتَ عَنْهُمْ فِيْ اَثْنَاءِ كَلَامِهٖ وَتَوَجَّهَ اِلَى اللّٰهِ لِتَمَامِ مَرَامِهٖ وَلَا نَجْعَلُ صِفَةً نَبِيِّ لِمَا قِيْلَ مِنْ اَنَّ شَرْطَ الْاِلْتِفَاتِ اَنْ يَكُوْنَ

تیرے قبلہ کے نبی پر رحمت نازل فرمائی یہ بھی صحیح تھا۔ عوام نے دونوں کلموں کو مخلوط کردیا۔ اور دونوں دعاؤں کو ایک جا جمع کردیا جس سے یہ فساد واقع ہوا۔ اور اللہ بندوں کے ساتھ مہربان ہے اور یہ زیادہ مناسب ہے کہ کہنے والا جب یہ الفاظ کہے۔ تو ہم ایک مسلم کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہوئے یہ کہیں کہ وہ اصل مفہوم مراد نہیں لے رہا ہے۔ ورنہ وہ کفر صریح ہوگا۔ اور لفظ قبلک کو ہم جملہ مستانفہ قرار دیں۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا۔ کیا میں نے پہنچا دیا۔ لوگوں نے جواب دیا۔ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا اے اللہ پس تو بھی گواہ ہو جا۔ آپ نے اثنار کلام میں مخالفین سے توجہ ہٹا کر اپنی تمام تر توجہ اللہ کی طرف منعطف فرمادی۔ اور ایسے ہی ہم قبلک کو نبی کی صفت قرار نہ

الْمُتَحَدِّثُ عَنْهُ وَاحِدًا فَتَأَمَّلْ فَإِنَّهُ مَوْضِعُ زَلَلٍ وَالْأَظْهَرُ فِي دَفْعِ الْخَلَلِ أَنْ يُقَدَّرَ مُضَافٌ فَيُقَالُ قَبْلَ نَبِيِّكَ۔

دینگے، ہو سکتا ہے بولنے والا اپنی توجہ کسی اور نبی کی جانب متوجہ کر رہا ہو۔ اور بہتر یہ ہے کہ دفع خلل کے لئے ہم مضاف مقدر مانیں اور یہ کہا جائے کہ قبل نبیک :۔

٦٣۔ حَدِيثُ أَمَانُ الْعَبْدِ أَمَانٌ قَالَ ابْنُ الْهُمَامِ لَا يُعْرَفُ لَهُ أَصْلٌ۔

غلام کی امان بھی امان ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں پائی جاتی۔

٦٤۔ حَدِيثُ أُمِرْتُ أَنْ أَحْكُمَ بِالظَّاهِرِ وَاللّٰهُ يَتَوَلَّى السَّرَائِرَ اشْتَهَرَ بَيْنَ الْأُصُولِيِّينَ وَالْفُقَهَاءِ الْأَكَابِرِ بَلْ وَقَعَ فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ لِلنَّوَوِيِّ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنِّي لَمْ أُؤْمَرْ أَنْ أَنْقُبَ عَنْ قُلُوبِ النَّاسِ الْحَدِيثَ أَيْ أُفَتِّشَ وَلَا وُجُودَ لَهُ فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ الْمَشْهُورَةِ وَلَا الْأَجْزَاءِ الْمَنْثُورَةِ وَجَزَمَ الْعِرَاقِيُّ بِأَنَّهُ لَا أَصْلَ لَهُ وَكَذَا أَنْكَرَهُ الْمُزِّيُّ وَغَيْرُهُ

مجھے ظاہر کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور اللہ بھیدوں کا خود ذمہ دار ہے یہ حدیث اصولیین اور فقہاء اکابر کے درمیان بہت مشہور ہے حتی کہ صحیح مسلم کی شرح نووی میں بھی یہ اس طرح پر موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے لوگوں کے دلوں پر نقب لگانے کا حکم نہیں دیا گیا الحدیث یعنی دلوں کی حالت معلوم کرنے کا۔ اور اس حدیث کا حدیث کی مشہور کتابوں میں کہیں وجود نہیں، اور نہ اجزائے منتشرہ میں۔ عراقی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ایسے ہی مزنی نے بھی اس سے انکار کیا ہے۔ تخریج

ومِمَّن أنكره الحافظ ابن الملقن في تخريج البيضاوي وقال الزركشي لا يعرف بهذا اللفظ وقال السيوطي هذا من كلام الشافعي في الرسالة وقال الحافظ عماد الدين بن كثير في تخريج أحاديث المختصر لم أقف له على سند.

بیضاوی میں حافظ ابن ملقن بھی اس کے منکر ہیں۔ زرکشی رح کہتے ہیں۔ ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث پہچانی نہیں جاتی سیوطی رح کہتے ہیں۔ یہ امام شافعی رح کا قول ہے جو رسالہ میں موجود ہے، حافظ عماد الدین بن کثیر تخریج احادیث المختصر میں فرماتے ہیں۔ میں اس کی سند سے واقف نہیں۔

٦٥۔ حديث أمرنا بتصغير اللقمة في الأكل وتدقيق المضغ قال النووي لا يصح.

ہمیں کھانے میں چھوٹا لقمہ بنانے اور اچھی طرح چبانے کا حکم دیا گیا ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں یہ صحیح نہیں۔

٦٦۔ حديث أمير النحل علي لا أصل له ذكره ابن الديبع وفيه أن الديلمي رواه عن الحسن بن علي قال علي رضي الله تعالى عنه أنا يعسوب المؤمنين ورفعه إلى النبي عليه الصلوة والسلام أنه قال يا علي إنك لسيد

شہد کی مکھیوں کے امیر علی رض ہیں اس کی بھی کوئی اصل نہیں جیسا کہ ابن الدبیع نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اور اس میں یہ بھی ہے۔ کہ دیلمی رح نے اسے حسن رض بن علی رض کے واسطے سے روایت کیا ہے حضرت علی رض نے فرمایا ہم مومنین کے یعسوب ہیں اور اسے مرفوعاً حضور ﷺ سے بھی روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اے

الْمُسْلِمِيْنَ وَيَعْسُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ	علی رضی اللہ عنہ تو مسلمانوں کا سردار
وَالْيَعْسُوْبُ اَمِيْرُ النَّحْلِ عَلٰى مَا	اور مومنین کا یعسوب ہے. قاموس
فِي الْقَامُوْسِ وَرَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ	میں ہے۔ کہ یعسوب مکھیوں کے
مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ ذَرٍّ ذَكَرَهُ	سردار کو بولتے ہیں ۔ زرکشی رح کہتے
الزَّرْكَشِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرٍ	ہیں اسے طبرانی رح نے ابو ذر رض سے
مِنْ حَدِيْثِ سَلْمَانَ قَالَهُ	بھی روایت کیا ہے. ابن عساکر رح نے
السُّيُوْطِيُّ ۔	اسے سلمان سے روایت کیا ہے۔
۶۷ ۔ حَدِيْثُ اَنَا اَفْصَحُ مَنْ	میں ضاد بولنے والوں میں زیادہ فصیح
نَطَقَ بِالضَّادِ مَعْنَاهُ صَحِيْحٌ وَ	ہوں یعنی تو اس کے صحیح ہیں لیکن لفظاً
لٰكِنْ لَا اَصْلَ لَهُ فِيْ مَبْنَاهُ	اس کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ ابن
كَمَا قَالَهُ ابْنُ كَثِيْرٍ وَقَالَ ابْنُ	کثیر رح کا قول ہے ۔ ابن الجوزی رح
الْجَوْزِيُّ وَنَصُّهُ وَالْحَدِيْثُ	کہتے ہیں وہ حدیث جو لوگوں کی زبان
الْمَشْهُوْرُ عَلَى الْاَلْسِنَةِ اَنَا اَفْصَحُ	پر مشہور ہے. کہ انا افصح من نطق اس کی
مَنْ نَطَقَ بِالضَّادِ لَا اَصْلَ لَهُ	نہ کوئی اصل ہے۔ اور نہ یہ صحیح ہے، ملا
وَلَا يَصِحُّ قُلْتُ وَالْعَجَبُ مِنَ	علی قاری فرماتے ہیں. تعجب تو جلال المحلی
الْجَلَالِ الْمَحَلِّيِّ مَعَ جَلَالِ مَحَلِّهِ	سے ہے کہ انہوں نے باوجود جلالت
ذَكَرَهُ فِيْ شَرْحِ جَمْعِ الْجَوَامِعِ	علمیت کے اس کا اپنی شرح جمع الجوامع
مِنْ غَيْرِ تَنْبِيْهٍ وَكَذَا ذَكَرَهُ	میں بغیر تنبیہ کے ذکر کیا ہے ایسے ہی
الشَّيْخُ زَكَرِيَّا فِيْ شَرْحِ الْمُقَدِّمَةِ	شیخ زکریا نے شرح مقدمہ

الجزریۃ ۔

الجزریہ میں ذکر کیا ہے۔

۶۸ ۔ حدیث انا افصح العرب بید انی من قریش قال السیوطی اوردہ اصحاب الغرائب ولا یعلم من خرجہ ولا اسنادہ ۔

میں عرب میں سب سے زیادہ فصیح ہوں باوجودیکہ قریش سے ہوں سیوطی کہتے ہیں اسے اصحاب الغرائب نے نقل کیا ہے۔ نہ تو ہم اس کے مخرج کو جانتے ہیں اور نہ اس کی سند سے واقف ہیں ۔

۶۹ ۔ حدیث انا عند المنکسرۃ قلوبہم من اجلی قال السخاوی ذکرہ الغزالی فی البدایۃ ولا یخفی ان الکلام فی ھذا المقام لم یبلغ الی غایتہ قلت وتمامہ انا عند المندرسۃ قبورہم لاجلی ولا اصل لھما فی المرفوع ۔

میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس ہوتا ہوں جن کے دل میرے باعث ٹوٹے ہیں سخاوی کہتے ہیں غزالی نے اس کا بدایہ میں ذکر کیا ہے لیکن یہ بات مخفی نہیں۔ کہ کلام اپنے مقصد کو ظاہر نہیں کرتا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس روایت کا تتمہ یہ ہے۔ میں قبروں کے نشانوں کے قریب ہوتا ہوں جن کی قبریں میری وجہ سے ٹوٹی ہیں۔ اور یہ دو حدیث کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں ۔

۷۰ ۔ حدیث انا مدینۃ العلم وعلی بابہا رواہ الترمذی فی جامعہ وقال انہ منکر وکذا قال السخاوی وقال انہ

میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں اسے ترمذی نے اپنی جامع میں نقل کر کے لکھا ہے یہ حدیث منکر ہے۔ سخاوی کہتے ہیں۔ اس کی صحت کی کوئی وجہ موجود نہیں یحیی بن معین

لَيْسَ لَہٗ وَجْہٌ صَحِيْحٌ وَقَالَ ابْنُ
مُعِيْنٍ اَنَّہٗ كِذْبٌ لَا اَصْلَ لَہٗ
وَكَذَا قَالَ اَبُوْحَاتِمٍ وَيَحْيٰى
بْنُ سَعِيْدٍ وَاَوْرَدَہٗ ابْنُ الْجَوْزِيِّ
فِي الْمَوْضُوْعَاتِ وَوَقَفَہُ الذَّهَبِيُّ
وَغَيْرُہٗ عَلٰى ذٰلِكَ وَقَالَ ابْنُ
دَقِيْقِ الْعِيْدِ هٰذَا الْحَدِيْثُ لَمْ
يُثْبِتُوْهُ وَقِيْلَ اَنَّہٗ بَاطِلٌ وَ
قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ غَيْرُ ثَابِتٍ وَ
سُئِلَ عَنْہُ الْحَافِظُ الْعَسْقَلَانِيُّ
فَاَجَابَ بِاَنَّہٗ حَسَنٌ لَا صَحِيْحٌ
كَمَا قَالَ الْحَاكِمُ وَلَا مَوْضُوْعٌ كَمَا
قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ ذَكَرَہُ السُّيُوْطِيُّ
وَقَالَ الْحَافِظُ اَبُوْسَعِيْدٍ الْعَلَائِيُّ
اَلصَّوَابُ اَنَّہٗ حَسَنٌ بِاِعْتِبَارِ
طُرُقِہٖ لَا صَحِيْحٌ وَلَا ضَعِيْفٌ
فَضْلًا عَنْ اَنْ يَكُوْنَ مَوْضُوْعًا
عَلٰى مَا ذَكَرَہُ الزَّرْكَشِيُّ ٭

فرماتے ہیں۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔
اس کی کوئی اصل نہیں۔ ابوحاتم رح
اور یحیی بن سعید القطان کی بھی یہی
رائے ہے۔ ابن الجوزی رح نے اسے
موضوعات میں نقل کیا ہے۔ ذہبی رح وغیرہ نے
اسے موقوف قرار دیا ہے ابن دقیق العید
کہتے ہیں۔ یہ حدیث ثابت نہیں اور
یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ یہ باطل ہے۔
سیوطی کہتے ہیں۔ حافظ ابن حجر سے اس
بارے میں دریافت کیا گیا۔ تو انہوں
نے فرمایا یہ حسن ہے۔ نہ تو صحیح ہے جیسا
کہ حاکم کا خیال ہے۔ اور نہ یہ موضوع
ہے۔ جیسا کہ ابن الجوزی رح کا خیال
ہے۔ حافظ ابوسعید رح العلائی کہتے
ہیں۔ یہ باعتبار طرق حسن ہے
نہ صحیح ہے اور نہ ضعیف کجا کہ
موضوع ہو۔ جیسا کہ زرکشی رح کا
خیال ہے ٭

فائدہ ۔ ترمذی رح میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ مروی

نہیں۔ بلکہ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ میں حکمت کا گھر ہوں اور علی رضؓ اس کا دروازہ ہیں۔

۷۰۔ حَدِیْثُ اَنَا مِنَ اللّٰہِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنِّیْ قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ اِنَّہٗ کِذْبٌ مُخْتَلِفٌ فِیْہِ وَقَالَ الزَّرْکَشِیُّ لَا یُعْرَفُ وَقَالَ ابْنُ تَیْمِیَۃَ مَوْضُوْعٌ وَقَالَ السَّخَاوِیُّ ھُوَ عِنْدَ الدَّیْلَمِیِّ بِلَا اِسْنَادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَرَادٍ مَرْفُوْعًا اَنَا مِنَ اللّٰہِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنِّیْ فَمَنْ اٰذٰی مُؤْمِنًا فَقَدْ اٰذَانِیْ۔

میں اللہ سے ہوں اور مومن مجھ سے ہیں۔ حافظ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں یہ جھوٹ ہے اور اس میں اختلاف ہے زرکشی رح کہتے ہیں یہ حدیث معلوم نہیں امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔ یہ حدیث موضوع ہے۔ سخاوی کہتے ہیں اسے دیلمی نے بغیر سند کے عبد اللہ بن جراد سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ میں اللہ سے ہوں اور مومن مجھ سے ہیں جس نے مومن کو ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا دی۔

۷۱۔ حَدِیْثُ اِنْصِفْ بِالْحَقِّ مَنِ اعْتَرَفَ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَا اَعْرِفُہٗ۔

جو شخص اعتراف کرے۔ اس کے ساتھ صحیح انصاف کرو۔ سخاوی فرماتے ہیں میں اس حدیث کو نہیں جانتا۔

۷۲۔ حَدِیْثُ اَنْفِقْ مَا فِی الْجَیْبِ یَاْتِکَ مَا فِی الْغَیْبِ لَا اَصْلَ لِمَبْنَاہُ وَلٰکِنْ صَحِیْحٌ مَعْنَاہُ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُہٗ وَلِلْحَدِیْثِ

جو کچھ تیری جیب میں ہو اسے خرچ کر غیب میں وہ تجھے دستیاب ہو جائے گی۔ ان الفاظ کے لحاظ سے اس روایت کی کوئی اصل نہیں اور بلحاظ معنی قرآن کہتا ہے جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے وہ تمہارے پیچھے آئے گا۔ اور ایک متفق علیہ

الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَيْكَ	حدیث میں ہے خرچ کر تجھ پر بھی خرچ کیا جائیگا
وَاَمَّا قَوْلُهُمْ اَنْفَقَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ	لیکن لوگوں کا یہ قول کہ ابوبکرؓ نے جو کچھ ان کے
اللّٰهُ عَنْهُ مَا مَعَهُ حَتّٰى تَخَلَّلَ	پاس تھا سب کچھ خرچ کر دیا حتی کہ عبا سے بھی لی
بِالْعَبَاءِ فَلَيْسَ فِي الْمَرْفُوْعِ لٰكِنْ	رہ گئے تو یہ الفاظ مرفوع روایت میں نہیں ہیں
مَعْنَاهُ صَحِيْحٌ ۔	لیکن اس کے معنی صحیح ہیں ۔
۷۴ - حَدِيْثُ اِنَّ الْاَرْضَ	اونٹوں کے پیشاب سے زمین چالیس روز
لَتَنْجَسُ مِنْ بَوْلِ الْاَبْعُرِ	تک ناپاک ہو جاتی ہے ۔ اس میں داؤد وضاع
اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فِيْهِ دَاوُدُ الْوَضَّاعُ	موجود ہے ۔
۷۵ - حَدِيْثُ اَنَّ بِلَالًا كَانَ	بلالؓ اذان میں شین کو سین سے بدل
يُبَدِّلُ الشِّيْنَ فِي الْاَذَانِ سِيْنًا	دیا کرتے تھے ۔ برہان السفاقسی نے
قَالَ الْمِزِّيُّ فِيْمَا نَقَلَهُ عَنْهُ	مزی سے نقل کیا ہے ۔ کہ یہ لوگوں
الْبُرْهَانُ السَّفَاقِسِيُّ اَنَّهُ اشْتَهَرَ	کی زبان پر بہت مشہور ہے لیکن
عَلٰى اَلْسِنَةِ الْعَوَامِّ وَلَمْ نَرَهُ	کتب حدیث میں اس کا کہیں
فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الْكُتُبِ ۔	وجود نہیں ۔
۷۶ - حَدِيْثُ اِنَّ الشَّمْسَ	علیؓ بن ابی طالب کے لئے سورج لوٹا
رُدَّتْ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ	دیا گیا ۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل
قَالَ اَحْمَدُ لَا اَصْلَ لَهُ وَادَّعٰى	نہیں ۔ ابن الجوزی نے اس کے موضوع ہونے کا
ابْنُ الْجَوْزِيِّ اَنَّهُ مَوْضُوْعٌ لٰكِنْ	دعوی کیا ہے لیکن سیوطی کہتے ہیں کہ ابن منده ۔ ابن
قَالَ السُّيُوْطِيُّ اَخْرَجَهُ ابْنُ مَنْدَهْ	شاہینؒ ابن مردویہؒ نے اسے روایت کیا ہے

وَابْنُ شَاهِيْنَ وَابْنُ مَرْدُوَيَهْ وَصَحَّحَهُ الطَّحَاوِيُّ وَالْقَاضِيْ عِيَاضٌ اَقُوْلُ وَلَعَلَّ الْمُنْفِيَ رَدَّهَا بِاَمْرِ عَلِيٍّ وَالْمُثْبِتَ بِدُعَاءِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَتَفْصِيْلُهُ فِي السِّيَرِ۔

طحاویؒ اور قاضی عیاضؒ نے اس کی تصحیح کی ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ جن علماء نے انکار کیا ہے۔ انہوں نے اس بنا پر کیا ہو کہ حضرت علیؓ کے حکم سے سورج لوٹا اور جنہوں نے صحیح قرار دیا انہوں نے حضور کی دعا کو اس کا اثر سمجھا اور اس کی تفصیل کریں

۷۷۔ حَدِيْثُ اَنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ ابْنِ اٰدَمَ مَجْرَى الدَّمِ فَضَيِّقُوْا مَجَارِيَهُ بِالْجُوْعِ يَعْنِيْ ذَكَرَهُ فِي الْاِحْيَاءِ قَالَ الْعِرَاقِيُّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيْثِ صَفِيَّةَ دُوْنَ قَوْلِهِ فَضَيِّقُوْا مَجَارِيَهُ بِالْجُوْعِ يَعْنِيْ فَاِنَّهُ مُنْدَرِجٌ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ الصُّوْفِيَّةِ۔

شیطان آدمی کے خون کے جاری ہونے کی جگہ پر چلتا ہے تو اس کے جاری ہونے کی جگہ کو بھوک سے تنگ کر دو امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں اس کا ذکر کیا ہے۔ عراقیؒ کہتے ہیں یہ حدیث حضرت صفیہ سے مروی ہے۔ اور متفق علیہ ہے۔ اخیر کے الفاظ کہ اس کے جاری ہونے کی جگہ کو بھوک سے تنگ کر دو۔ یہ بعض صوفیاء کا کلام ہے۔ جو حدیث میں داخل ہو گیا۔

۷۸۔ حَدِيْثُ اَنَّ شَيْطَانًا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ يُقَالُ لَهُ الْوَلْهَانُ مَعَهُ ثَمَانِيَةُ اَمْثَالِ وُلْدِ اٰدَمَ مِنَ الْجُنُوْدِ وَلَهُ خَلِيْفَةٌ يُقَالُ لَهُ حَزَبُ قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ

زمین و آسمان کے مابین ایک شیطان ہے جسے ولہان کہا جاتا ہے۔ اس کے آٹھ ساتھی ہوتے ہیں۔ جو انسانوں جیسے ہوتے ہیں اور اس کا ایک خلیفہ ہے جسے حزب کہا جاتا ہے۔ ابن الجوزی کہتے ہیں۔ یہ موضوع

مَوْضُوْعٌ ۔	ہے ۔
۷۹۔ حَدِیْثُ اِنَّ الْعَالِمَ وَ الْمُتَعَلِّمَ اِذَا مَرَّا عَلٰی قَرْیَۃٍ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَرْفَعُ الْعَذَابَ عَنْ مَقْبَرَۃِ تِلْکَ الْقَرْیَۃِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا فَقَالَ الْحَافِظُ جَلَالُ الدِّیْنِ لَا اَصْلَ لَہٗ ۔	عالم اور متعلم جب کسی گاؤں پر سے گذرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس گاؤں کے قبرستان سے چالیس روز کا عذاب اٹھا لیتا ہے حافظ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں ۔ اس کی کوئی اصل نہیں ۔
۸۰۔ حَدِیْثُ اِنَّ الْعَبْدَ لَیُنْشَرُ لَہٗ مِنَ الثَّنَاءِ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا یَزِنُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ کَذَا فِی الْاِحْیَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِیُّ لَمْ اَجِدْہُ ھٰکَذَا وَفِی الصَّحِیْحَیْنِ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ لَیَاْتِی الرَّجُلُ الْعَظِیْمُ السَّمِیْنُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لَا یَزِنُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ ۔	بندے کی ثنا مشرق و مغرب کے مابین مشہور کر دی جاتی ہے ۔ اور اللہ کے ہاں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی اس کا گناہ نہ ہوگا ۔ یہ روایت احیاء العلوم میں ہے ۔ عراقی کہتے ہیں میں نے اس طرح اس حدیث کو کہیں نہیں پایا صحیحین میں ابو ہریرہ رضؓ سے یہ روایت مروی ہے ۔ کہ قیامت کے روز ایک موٹا تازہ آدمی آئے گا ۔ جس کا اللہ کے ہاں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی وزن نہ ہوگا ۔
۸۱۔ حَدِیْثُ اِنَّ الْقَصِیْرَۃَ	چھوٹی عورت لمبی ہوتی ہے ۔ یعنی

تَمُ تَطِيْلَ اَیْ تَلِدُ وَلَدًا طَوِيْلًا	اولاد لمبی پیدا کرتی ہے۔ جوہری نے
ذَكَرَهُ الْجَوْهَرِیُّ فِیْ صِحَاحِهٖ وَ	اپنی صحاح میں اسے نقل کیا ہے صاحب
قَالَ صَاحِبُ الْقَامُوْسِ اَنَّهٗ	قاموس کہتے ہیں۔ یہ مثل ہے حدیث
مَثَلٌ وَلَيْسَ بِحَدِيْثٍ كَمَا وَهِمَ	نہیں۔ جیسا کہ جوہری کو وہم
فِيْهِ الْجَوْهَرِیُّ ۔	پیدا ہوا ہے ۔
۸۲۔ حَدِيْثُ اِنَّ لِاِبْرَاهِيْمَ	ابراہیم علیہ السلام اور ابوبکر صدیق
الْخَلِيْلِ وَلِاَبِیْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ	کی جنت میں ڈاڑھی ہو گی۔ یہ صحیح نہیں
لِحْيَةً فِی الْجَنَّةِ لَمْ يَصِحَّ وَلَا اَعْرِفُ	ہے۔ میں نے حدیث کی کسی مشہور کتاب
ذٰلِكَ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ كُتُبِ الْحَدِيْثِ	یا کسی رسالہ میں اس حدیث کو نہیں پایا۔
الْمَشْهُوْرَةِ وَلَا الْاَجْزَاءِ الْمَنْثُوْرَةِ	حافظ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں ہمارے
قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ قَالَ شَيْخُنَا	شیخ کہا کرتے تھے۔ کہ ایسے ہی طبرانی میں ایک
وَكَذَا مَا وَرَدَ فِی الطَّبَرَانِیِّ	حدیث ہے۔ کہ اہل جنت سب کے سب
مِنْ اَنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ جُرْدٌ مُرْدٌ	امرد ہونگے سوائے موسیٰ علیہ السلام کے
اِلَّا مُوْسٰی عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّ	ان کی ڈاڑھی ہو گی۔ ایسے ہی قرطبی نے ذکر
لَهٗ لِحْيَةً تَضْرِبُ اِلٰی سُرَّتِهٖ	کیا ہے کہ ایسی ہی حدیث موسیٰ کے
وَكَذَا مَا ذَكَرَهُ الْقُرْطُبِیُّ اَنَّ	بھائی ہارون کے بارے میں بھی وارد
ذٰلِكَ وَرَدَ فِیْ حَقِّ هَارُوْنَ	ہے۔ اور میں نے بعض علماء کے خط میں
اَخِيْهِ وَرَاَيْتُ بِخَطِّ بَعْضِ اَهْلِ	دیکھا کہ حضرت آدم کے بارے میں بھی اسی
الْعِلْمِ اَنَّهٗ وَرَدَ فِیْ حَقِّ اٰدَمَ	قسم کی روایت ہے۔ لیکن میں ان میں سے

وَلَا اَعْلَمُ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ ثَابِتًا۔ کسی روایت کو بھی صحیح نہیں سمجھتا۔

۸۳۔ حَدِيْثُ اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا خَلَقَ الْعَقْلَ قَالَ لَهُ اَقْبِلْ فَاَقْبَلَ ثُمَّ قَالَ لَهُ اَدْبِرْ فَاَدْبَرَ فَقَالَ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ مَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَشْرَفَ مِنْكَ فَبِكَ اٰخُذُ وَبِكَ اُعْطِيْ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ وَتَبِعَهُ غَيْرُهُ اَنَّهُ كَذِبٌ مَوْضُوْعٌ بِالْاِتِّفَاقِ كَذَا فِي الْمَقَاصِدِ لٰكِنْ ذَكَرَهُ فِي الْاِحْيَاءِ قَالَ الْعِرَاقِيُّ اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَالْاَوْسَطِ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ بِاِسْنَادَيْنِ ضَعِيْفَيْنِ

اللہ تعالیٰ نے جب عقل کو پیدا فرمایا تو اس سے کہا آگے آ وہ آگے آئی۔ پھر اس سے کہا پیچھے ہٹ وہ پیچھے ہٹ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قسم ہے میری عزت اور جلال کی میں نے کوئی مخلوق تجھ سے اشرف پیدا نہیں کی میں تیرے ہی ذریعہ لیتا ہوں اور تیرے ہی ذریعہ دیتا ہوں۔ ابن تیمیہؒ اور دیگر ائمہ فرماتے ہیں۔ یہ بالاتفاق جھوٹ ہے اور موضوع ہے جیسا کہ مقاصد میں ہے۔ لیکن غزالی نے احیاء میں اس کا ذکر کیا ہے۔ عراقی کہتے ہیں طبرانی نے اسے کبیر و اوسط میں اور ابو نعیم نے اسے دو ضعیف سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

۸۴۔ حَدِيْثُ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ دُعَاءً مَلْحُوْنًا اَثْبَتَ وَرَدَّهُ التَّقِيُّ السُّبْكِيُّ وَالْاَظْهَرُ اَنَّ الْمُرَادَ بِالْمَلْحُوْنِ الْخَطَأُ فِي الْاِعْرَابِ وَالْبِنَاءِ وَقِيْلَ الْمُرَادُ بِهِ الدُّعَاءُ بِغَيْرِ حَقٍّ۔

اللہ تعالیٰ غلط دعا کو قبول نہیں فرماتا۔ تقی السبکی نے اس حدیث کو رد کیا ہے۔ اور غلط سے مراد ظاہراً اعراب اور بناء میں غلطی ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ باطل دعا قبول نہیں فرماتا۔

۸۵۔ حَدِیْثُ اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ لَذَّۃَ الْاَغْنِیَاءِ فِیْ طَعَامِ الْفُقَرَاءِ حَکَمَ عَلَیْہِ الْعَسْقَلَانِیُّ بِالْوَضْعِ وَذَکَرَ جَلَالُ السُّیُوْطِیُّ فِیْ اٰخِرِ کِتَابِ الْمَوْضُوْعَاتِ اَنَّہٗ سُئِلَ عَنْ حَدِیْثِ اَنَّ اللّٰہَ نَقَلَ لَذَّۃَ طَعَامِ الْاَغْنِیَاءِ اِلٰی طَعَامِ الْفُقَرَاءِ فَاَجَابَ بِاَنَّہٗ مَوْضُوْعٌ ۔

اللہ تعالیٰ نے اغنیار کی لذت فقرار کے کھانے میں رکھی ہے۔ حافظ العسقلانی نے اس کے موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے۔ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب الموضوعات کے آخیر میں ذکر کیا ہے۔ کہ ان سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اغنیار کے کھانے کی لذت فقرار کے کھانے میں منتقل کر دی۔ انہوں نے جواب دیا یہ موضوع ہے۔

۸۶۔ حَدِیْثُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَخَذَ الْمِیْثَاقَ عَلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ اَنْ یَّبْغَضَ کُلَّ مُنَافِقٍ وَعَلٰی کُلِّ مُنَافِقٍ اَنْ یَّبْغَضَ کُلَّ مُؤْمِنٍ لَمْ یُوْجَدْ ۔

اللہ تعالیٰ نے ہر مومن سے یہ عہد لیا ہے۔ کہ وہ منافق سے بغض رکھے گا۔ اور منافق سے یہ عہد لیا ہے۔ کہ وہ مومن سے بغض رکھے گا۔ یہ حدیث کہیں نہیں پائی جاتی۔

۸۷۔ حَدِیْثُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی وَعَدَ ھٰذَا الْبَیْتَ اَنْ یَّحُجَّہٗ فِیْ کُلِّ سَنَۃٍ سِتُّمِائَۃِ اَلْفٍ فَاِنْ نَقَصَ اَکْمَلَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِالْمَلَائِکَۃِ وَاِنَّ الْکَعْبَۃَ تُحْشَرُ

اللہ تعالیٰ نے اس گھر یعنی بیت اللہ کے لئے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ اس کا ہر سال چھ لاکھ آدمی حج کریں گے اگر اس میں کمی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس تعداد کو فرشتوں کے ذریعے پورا فرمائیگا کعبہ قیامت کے روز سجی ہوئی دلہن کی طرح اٹھایا

قَالَ الْعِرَاقِيُّ فِي الْمُغْنِي خَبَرُ كُلِّ مَنْ	جائیگا، تمام اس کا حج کرنے والے اس کے پروں سے
حَجَّهَا يَتَعَلَّقُ بِأَسْتَارِهَا	چمٹے ہوئے ہونگے، اس کے گرد دوڑتے رہیں گے
يَسْعَوْنَ حَوْلَهَا حَتَّى تَدْخُلَ	حتی کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ تو یہ بھی اس کے
الْجَنَّةَ فَيَدْخُلُوا مَعَهَا كَذَا	ساتھ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ غزالی رحمہ اللہ نے
فِي الْإِحْيَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ	احیاء العلوم میں اس کا ذکر کیا ہے۔ عراقی کہتے
أَجِدْ لَهُ أَصْلًا ۔	ہیں میں نے اس کی کوئی اصل نہیں پائی ۔
۸۸۔ حَدِيثُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ	اللہ تعالیٰ بالوں والے مرد کو پسند کرتا اور
الرَّجُلَ الشَّعْرَانِيَّ وَيَكْرَهُ الْمَرْأَةَ	اور بالوں والی عورت کو ناپسند کرتا ہے۔
الشَّعْرَانِيَّةَ قَالَ عَبْدُ الْغَافِرِ	عبدالغافر الفارسی نے مجمع الغرائب میں
الْفَارِسِيُّ فِي مَجْمَعِ الْغَرَائِبِ	الحدیث میں روایت کیا ہے کہ اللہ
فِي الْحَدِيثِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ	تعالیٰ زیادہ بالوں والے مرد کو پسند کرتا
الرَّجُلَ الْأَزَبَّ وَيُبْغِضُ الْمَرْأَةَ	اور زیادہ بالوں والی عورت کو ناپسند
الزَّبَّاءَ وَالْأَزَبُّ الْكَثِيرُ الشَّعْرِ	کرتا ہے۔ سیوطی نے ذکر کیا ہے۔ اور
ذَكَرَهُ السُّيُوطِيُّ وَسَكَتَ عَلَيْهِ ۔	خاموشی اختیار کی ہے ۔
۸۹۔ حَدِيثُ إِنَّ اللّٰهَ يَكْرَهُ	اللہ تعالیٰ بیکار شخص کو ناپسند فرماتا
الرَّجُلَ الْبَطَّالَ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ	ہے۔ زرکشی کہتے ہیں میں نے اس حدیث
لَمْ أَجِدْهُ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ	کو کہیں نہیں پایا۔ سیوطی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔
فَعِنْدَ ابْنِ عَدِيٍّ مِنْ حَدِيثِ	ابن عدی نے ابن عمر سے ایک روایت
ابْنِ عُمَرَ بِسَنَدٍ فِيهِ مَتْرُوكٌ	ایسی سند کے ساتھ کی ہے جس میں متروک

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ وَلِلدَّيْلَمِيِّ مِنْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أَنْ يَرٰى عَبْدَهٗ تَعَبًا فِيْ طَلَبِ الْحَلَالِ انْتَهٰى وَلَا يَخْفٰى أَنَّ هٰذَا أُخِذَ مِنْ مَفْهُوْمِ الْمَعْنٰى لِصِحَّةِ الْمَبْنٰى وَلَا يُظَنُّ أَنَّ أَحَدًا يَّقُوْلُ بِهٖ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ إِلَّا أَنْ يُّقَالَ مُرَادُ السُّيُوْطِيِّ أَنَّهٗ صَحِيْحٌ مَعْنَاهُ وَأَقْوٰى فِيْ صِحَّةِ مَبْنَاهُ مَا فِيْ سُنَنِ سَعِيْدِ بْنِ مَنْصُوْرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَوْقُوْفًا إِنِّيْ لَأَكْرَهُ أَنْ أَرَى الرَّجُلَ فَارِغًا لَا فِيْ عَمَلِ الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ ۔

راوی بھی موجود ہے۔ اللہ تعالی کاریگر مومن کو پسند فرماتا ہے۔ دیلمی نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے اللہ تعالی یہ بات پسند فرماتا ہے۔ کہ بندے کو طلب حلال میں تکلیف اٹھاتے دیکھے اور یہ بات مخفی نہیں ہے۔ کہ یہ بات مفہوم اور معنی صحیح ہونے کی بنا پر اخذ کر لی گئی۔ ورنہ سیوطی کے علاوہ کسی محدث نے یہ بات نہیں کہی۔ ہوسکتا ہے کہ سیوطی کی مراد معنی کی صحت اور درستگی ہو جیسا کہ سنن سعیدؒ بن منصور میں ابن مسعودؓ سے موقوفاً مروی ہے۔ میں آدمی کے فارغ ہونے کو برا سمجھتا ہوں کہ نہ وہ دنیا کے کام میں مشغول ہو نہ آخرت کے۔

۹۰ - حَدِيْثُ إِنَّ اللّٰهَ يَكْرَهُ الرَّجُلَ الْمِطْلَاقَ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَعْرِفُهٗ كَذٰلِكَ لٰكِنْ ثَبَتَ حَدِيْثُ أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى

اللہ تعالی زیادہ طلاق دینے والے آدمی کو ناپسند فرماتا ہے سخاوی کہتے ہیں میں اسے اس طرح نہیں پہچانتا لیکن حدیث سے یہ ثابت ہے۔ کہ اللہ کو حلال چیزوں میں سب سے زیادہ

اللهِ الطَّلَاقُ وَحَدِيْثُ لَا اُحِبُّ	مبغوض طلاق ہے اور دوسری حدیث ہے میں
الذَّوَّاقِيْنَ وَالذَّوَّاقَاتِ ۔	صاحب ذوق مردوں اور عورتوں کو پسند نہیں کرتا
۹۱۔ حَدِيْثُ اِنَّ اللّٰهَ يَكْرَهُ	اللہ تعالیٰ اس بندے کو ناپسند فرمایا ہے
الْعَبْدَ الْمُتَمَيِّزَ عَلٰى اَخِيْهِ قَالَ	جو اپنے بھائی کے مقابلہ پر ممتاز رہنا چاہتا ہے
اِبْنُ الدَّيْبَعِ لَا اَعْرِفُهُ قُلْتُ وَ	ابن الدبیع کہتے ہیں۔ میں اسے نہیں پہچانتا
فِيْ جُزْءِ تِمْثَالِ الْعَقْلِ الشَّرِيْفِ	ملا علی قاری فرماتے ہیں ابوالیمن بن عساکر
لِاَبِي الْيُمْنِ بْنِ عَسَاكِرَ رُوِيَ	کی کتاب جزء تمثال العقل الشریف میں ہے
اَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ	کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قصہ
وَذَكَرَ قِصَّةً اِنَّ اللّٰهَ يَكْرَهُ مِنْ	بیان کرکے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کو
عَبْدِهٖ اَنْ يَرَاهُ مُتَمَيِّزًا عَلٰى	ناپسند فرماتا ہے۔ جو اس بات کا خواہاں ہے
اَصْحَابِهٖ ۔	کہ اپنے ساتھیوں میں ممتاز بن کر رہے ۔
۹۲۔ حَدِيْثُ اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰٓئِكَةً	اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے مردوں کو
تَنْقُلُ بِالْاَمْوَاتِ قَالَ السَّخَاوِيُّ	بدلتے رہتے ہیں سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی
لَا اَصْلَ لَهٗ وَقَدْ تَقَدَّمَ عَنْ	اصل نہیں اور اس سے پہلے عبدالملک سے بھی ایک
عَبْدِ الْمَلِكِ مِثْلُهٗ ۔	ایسی روایت گذر چکی ۔
۹۳۔ حَدِيْثُ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا	اللہ کا ایک فرشتہ اس کی آنکھوں
مَا بَيْنَ شُفْرَيْ عَيْنَيْهِ مَسِيْرَةُ	کے سامنے پانسو سال کی مسافت
خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ لَمْ يُوْجَدْ	کی حد پر رہتا ہے ۔ اس کی کوئی اصل
لَهٗ اَصْلٌ ۔	نہیں پائی جاتی ۔

۹۴۔ حَدِیْثُ إِنَّکُمْ فِیْ زَمَانٍ أُلْهِمْتُمْ فِیْهِ الْعَمَلَ وَسَیَأْتِیْ قَوْمٌ یُلْهَمُوْنَ الْجَدَلَ ذَکَرَهٗ فِی الْإِحْیَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِیُّ لَمْ أَجِدْهُ۔

تم ایسے زمانے میں ہو کہ تمہیں عمل کا الہام کیا جاتا ہے اور ایک قوم ایسی آئے گی۔ جسے جنگ وجدل کا الہام ہوا کرے گا۔ غزالیؒ نے اسے احیاء العلوم میں ذکر کیا ہے۔ عراقی کہتے ہیں میں نے اس حدیث کو کہیں نہیں پایا۔

۹۵۔ حَدِیْثُ إِنَّ مِنْ أَقَلِّ مَا أُوْتِیْتُمُ الْیَقِیْنَ وَعَزِیْمَةَ الصَّبْرِ وَمَنْ أُعْطِیَ حَظَّهٗ مِنْهُمَا لَمْ یُبَالِ مَا فَاتَهٗ مِنْ قِیَامِ اللَّیْلِ وَصِیَامِ النَّهَارِ کَذَا فِی الْإِحْیَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِیُّ لَمْ أَقِفْ لَهٗ عَلٰی أَصْلٍ وَرَوٰی عَبْدُ الْبَرِّ مِنْ حَدِیْثِ مُعَاذٍ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ شَیْئًا أَقَلَّ مِنَ الْیَقِیْنِ قُلْتُ وَهُوَ مُسْتَفَادٌ مِنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَمَا أُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِیْلًا وَأَمَّا عَزِیْمَةُ الصَّبْرِ فِی الْعَمَلِ فَکَذَا قَلِیْلٌ کَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی إِلَّا الَّذِیْنَ

تم تھوڑا بہت جو کچھ دیئے گئے ہو۔ وہ یقین اور صبر ہے اور جسے ان چیزوں میں سے کچھ حصہ مل جائے۔ تو اس سے اگر رات کا قیام اور دن کے روزے فوت ہو جائیں۔ تو کچھ حرج نہیں۔ یہ حدیث احیاء میں ہے عراقی کہتے ہیں۔ میں اس کی اصلیت سے واقف نہیں۔ عبد البر نے معاذ سے روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یقین سے کم کوئی شے نازل نہیں فرمائی۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں میرے نزدیک خدا تعالیٰ کے قول سے اخذ کیا گیا ہے اور تم بہت تھوڑا علم دیئے گئے ہو اور عمل میں صبر بھی کم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات وقلیل ما ہم۔ جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحَاتِ وَ	ایمان لائے اور نیک کام کرتے اور ایسے
قَلِیْلٌ مَّا هُمْ ۔	لوگ کم ہیں ۔
۹۶۔ حَدِیْثُ اِنَّ مِنَ الذُّنُوْبِ	گناہوں میں بہت سے گناہ ایسے ہیں جنہیں
ذُنُوْبًا لَا یُکَفِّرُهَا اِلَّا الْوُقُوْفُ	کوئی نیکی نہیں مٹا سکتی سوائے عرفہ میں قیام کے
بِعَرَفَةَ ذَکَرَهُ فِی الْاِحْیَاءِ وَقَالَ	غزالی نے اس کا احیاء میں ذکر کیا ہے۔ اور وہ فرماتے
اَسْنَدَهُ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اِلٰی	ہیں اسے جعفر بن محمد باقر نے رسول اللہ صلی اللہ
رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ	علیہ وسلم سے بالسند روایت کیا ہے۔ عراقیؒ
قَالَ الْعِرَاقِیُّ لَمْ اَجِدْ لَهٗ اَصْلًا ۔	کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ۔
۹۷۔ حَدِیْثُ اِنَّ مِنَ الْعِصْمَةِ	عصمت میں سے یہ بھی ہے
اَنْ لَّا یَقْدِرَ مِنْ کَلَامِ الصُّوْفِیَّةِ	کہ قدرت نہ ہو۔ یہ صوفیاء کے ان کلمات
وَهِیَ مِنْ جُمْلَةِ مَا اَعْجَبَ الشَّافِعِیَّ	میں سے ہے۔ کہ جن سے امام شافعیؒ
مِنْ کَلِمَاتِهِمْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ	نے تعجب کیا تھا۔ عبد اللہ بن محمد
اَحْمَدَ فِیْ زَوَائِدِ الزُّهْدِ عَنْ	بن حنبل زوائد الزہد میں فرماتے
عَوْفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ کَانَ	ہیں۔ کہ عوف بن عبد اللہ کہا کرتے
یَقُوْلُ اِنَّ مِنَ الْعِصْمَةِ اَنْ	تھے۔ کہ عصمت میں سے یہ بھی ہے
تَطْلُبَ الشَّیْءَ مِنَ الدُّنْیَا فَلَا	کہ تو دنیا طلب کرے۔ اور پھر اسے نہ پا سکے
تَجِدَهٗ ذَکَرَهُ السُّیُوْطِیُّ ۔	سیوطی نے اس کا ذکر کیا ہے ۔
۹۸۔ حَدِیْثُ اِنَّ الْمُسَافِرَ	مسافر اور اس کا مال ہلاکت پر ہوتا
وَمَالَهٗ عَلٰی قَلَتٍ بِفَتْحِ الْقَافِ	ہے۔ امام نوویؒ تہذیب میں فرماتے

وَالدَّالِ وَبِالْمُثَنَّاةِ الْفَوْقِيَّةِ
أَيْ هِلَالٍ قَالَ النَّوَوِيُّ فِي
تَهْذِيبِهِ لَيْسَ هٰذَا خَبَرًا عَنْ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاِنَّمَا هُوَ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ
فَقِيْلَ اَنَّهُ عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ
وَجْهَهُ وَذَكَرَ ابْنُ السِّكِّيْتِ وَ
الْجَوْهَرِيُّ اَنَّهُ عَنْ بَعْضِ الْاَعْرَابِ
اِنْتَهٰى وَقَدْ وَرَدَ لَوْ عَلِمَ النَّاسُ
رَحْمَةَ اللّٰهِ بِالْمُسَافِرِ لَاَصْبَحَ
النَّاسُ وَهُمْ عَلٰى سَفَرٍ اِنَّ
الْمُسَافِرَ وَرَحْلَهُ عَلٰى قَلَتٍ اِلَّا
مَا وَقَى اللّٰهُ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنْ
اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا بِلَا سَنَدٍ وَ
كَذَا ابْنُ الْاَثِيْرِ فِي النِّهَايَةِ
وَهُوَ ضَعِيْفٌ وَالدَّيْلَمِيُّ بِسَنَدٍ
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ لَوْ عَلِمَ
النَّاسُ مَا لِلْمُسَافِرِ لَاَصْبَحُوْا
وَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِ سَفَرٍ اِنَّ اللّٰهَ

ہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی حدیث نہیں۔ بلکہ بعض سلف کا
قول ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ یہ
حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا
قول ہے۔ ابن السکیت اور جوہری کا
خیال ہے۔ کہ یہ بعض اعراب کا کلام
ہے۔ اور یہ بھی وارد ہے۔ کہ لوگ اگر اللہ
کی رحمت کو جو مسافروں پر نازل ہوتی ہے
جان لیں تو ہر ایک سفر میں ہو۔ حالانکہ
مسافر اور اس کی سواری ہلاکت پر ہوتی
ہے۔ ہاں جسے خدا چاہے بچالے۔ دیلمی رح نے
اسے ابو ہریرہ رض سے مرفوعاً بلا سند نقل
کیا ہے۔ اور اسی طرح ابن الاثیر رح نے
نہایہ میں حالانکہ یہ روایت ضعیف ہے
دیلمی رح نے ابو ہریرہ رض سے مرفوعاً سند کے
ساتھ یہ بھی روایت کیا ہے۔ اگر لوگ اس
بات کو جان لیں۔ کہ مسافر کے لئے کیا
اجر ہے تو سب کے سب سفر میں مبتلا ہو جائیں
اللہ تعالےٰ مسافر کے ساتھ بہت رحیم

بِالْمُسَافِرِ كَرِيْمٌ وَهُوَ ضَعِيْفٌ اَيْضًا فِي الْجُمْلَةِ ثَابِتٌ غَيْرُ مَوْضُوْعٍ ۔

ہے۔ یہ بھی ضعیف ہے فی الجملہ یہ بات ثابت ہے۔ کہ یہ روایت موضوع نہیں۔

۹۹ - حَدِيْثُ اِنَّ مِنْ تَمَامِ اِيْمَانِ الْعَبْدِ اَنْ يَسْتَثْنِيَ فِيْ كُلِّ حَدِيْثِهِ مُنْكَرٌ ۔

بندے کے کامل مومن ہونے کی دلیل یہ ہے۔ کہ وہ ہر بات میں استثناء سے کام لے یہ حدیث منکر ہے۔

۱۰۰ - حَدِيْثُ اِنَّ الْمَيِّتَ يَرَى النَّاسَ فِيْ بَيْتِهِ سَبْعَةَ اَيَّامٍ قَالَ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ مَنَاقِبِ اَحْمَدَ سُئِلَ عَنْهُ اَحْمَدُ فَقَالَ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَهُ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَ يُنْظَرُ مَعْنَاهُ قَالَ النَّوَوِيُّ فِيْ مَتْنِهِ كَلَامٌ مُظْلِمٌ وَوَاضِعُهُ مُجْرِمٌ قَبَّحَ اللّٰهُ مَنْ وَضَعَهُ وَلَا بَرَّدَ مَضْجَعَهُ ۔

مردہ اپنے گھر میں لوگوں کو سات دن تک دیکھتا ہے۔ امام بیہقیؒ مناقب احمد میں فرماتے ہیں۔ امام احمد سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ سخاوی کہتے ہیں۔ اس کے معنی کو دیکھ لیا جائے۔ نووی اپنے متن میں فرماتے ہیں۔ یہ ایک اندھیر کلام ہے۔ اس کا گھڑنے والا مجرم ہے جس نے اس کو وضع کیا ہے اللہ اس کی صورت بگاڑے۔ اور اس کی قبر میں ٹھنڈک نہ ہو۔

۱۰۱ - حَدِيْثُ اِنَّ نِسْبَةَ الْفَائِدَةِ اِلٰى مُفِيْدِهَا مِنَ الصِّدْقِ فِي الْعِلْمِ وَشُكْرِهِ وَاِنَّ السُّكُوْتَ عَنْ ذٰلِكَ مِنَ الْكِذْبِ فِي الْعِلْمِ

فائدہ کی فائدہ پہنچانے والے کی جانب نسبت یہ ہے کہ وہ علم میں سچ بولے اور اس کا شکر کرے۔ اور اس سے خاموش رہنا علم میں جھوٹ اور

وَکُفْرِهٖ مِنْ کَلَامِ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ کَمَا ذَکَرَهُ ابْنُ جَمَاعَةَ مِنْ مَنْسَکِهِ الْکَبِیْرِ قُلْتُ وَمِنَ الْفَائِدَةِ فِی الْاِسْنَادِ اِلٰی صَاحِبِ الْفَائِدَةِ مِنْ زِیَادَةِ الْعَائِدَةِ مَا قِیْلَ عِلْمَانِ خَیْرٌ مِنْ عِلْمٍ وَاحِدٍ مَعَ مَا فِی الْاِضَافَةِ بَرَاءَةٌ مِنَ الْمَخَافَةِ ؛	اس کی ناشکری کا ہے۔ ابن الجماعہ سے منسک الکبیر سے نقل کیا ہے۔ کہ یہ سفیان ثوری کا قول ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ فائدہ کی صاحب فائدہ کی نسبت ایسی ہی جیسے یہ کہا جاتا ہے۔ کہ دو علم ایک علم سے بہتر ہیں ؛
۱۰۲ - حَدِیْثُ اِنَّ الْوَرْدَ خُلِقَ مِنْ عَرَقِ النَّبِیِّ اَوْ مِنْ عَرَقِ الْبُرَاقِ قَالَ النَّوَوِیُّ لَا یَصِحُّ وَقَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ مَوْضُوْعٌ وَسَبَقَهُ لِذَالِكَ ابْنُ عَسَاکِرٍ ذَکَرَهُ السَّخَاوِیُّ وَقَالَ الزَّرْکَشِیُّ لَهٗ طُرُقٌ فِیْ مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ وَکِتَابِ التَّرْجَمَانِ لِابْنِ فَارِسٍ ؛	گلاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا براق کے عرق سے پیدا کیا گیا ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں یہ صحیح نہیں۔ امام عسقلانی فرماتے ہیں یہ موضوع ہے۔ ان سے پہلے اس حدیث پر وضع کا حکم ابن عساکر رحمہ نے لگایا ہے۔ جیسا کہ سخاوی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ زرکشی کہتے ہیں۔ کہ مسند اور ابن فارس کی کتاب الریحان میں کئی سندیں ہیں ؛
۱۰۳ - حَدِیْثُ اِنْ کَانَ الْکَلَامُ مِنْ فِضَّةٍ فَالصَّمْتُ مِنْ ذَهَبٍ هُوَ مِنْ قَوْلِ سُلَیْمَانَ اَوْ لُقْمَانَ	اگر بولنا چاندی ہے۔ تو خاموش رہنا سونا ہے۔ یہ سلیمان علیہ السلام کا قول ہے، یا لقمان کی اپنے بیٹے

لِأَنَّهُ كَمَا ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ قَالَ الْخَطَّابِيُّ وَهٰذَا مَحْمُوْلٌ عَلٰى مَا لَيْسَ فِيْهِ فَائِدَةٌ شَرْعِيَّةٌ وَإِلَّا فَقَدْ يَكُوْنُ النُّطْقُ فِيْ بَعْضِ الْمَوَاضِعِ وَاجِبًا وَفِيْ بَعْضِهَا مَنْدُوْبًا أَقُوْلُ فَيُحْمَلُ حَدِيْثُ مَنْ صَمَتَ نَجَا عَلَى الْأَوَّلِ كَمَا يُشِيْرُ إِلَيْهِ حَدِيْثُ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ وَفِيْهِ تَنْبِيْهٌ نَبِيْهٌ عَلٰى أَنَّ كَلَامَ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِنَ السُّكُوْتِ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّ نَفْعَ الْأَوَّلِ مُتَعَدٍّ وَالثَّانِيْ قَاصِرٌ كَمَا فِي النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ

کے لئے نصیحت ہے۔ جیسا کہ ابن الدیبع رح کا خیال ہے خطابی کہتے ہیں۔ یہ ان امور کے لئے ہے جن میں کوئی فائدہ شرعیہ نہ ہو۔ ورنہ بولنا واجب اور بعض مقامات پر مستحب ہوگا۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں جو شخص خاموش رہا۔ اس نے نجات پائی" اسے اول پر محمول کیا جائے گا۔ جیسا کہ اس کی جانب دوسری حدیث "جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ نیک بات کہے یا خاموش رہے" اشارہ کرتی ہے۔ اس حدیث میں اس بات کی طرف تنبیہ ہے کہ اچھا کلام شر پر خاموش رہنے سے بہتر ہے کیونکہ کلام کا نفع جاری رہنے والا ہے۔ اور سکوت اس سے خالی ہے۔ جیسا کہ نہی عن المنکر۔

۳۱۱ - حَدِيْثُ إِنْ لَمْ يَكُنِ الْعُلَمَاءُ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ وَلِيٌّ قَالَهُ أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَقَدْ قِيْلَ مَنْ أَطْلَقَ لِسَانَهُ

اگر علماء اللہ کے ولی نہیں تو پھر اللہ کا کوئی بھی ولی نہیں۔ یہ امام ابوحنیفہ رح اور امام شافعی رح کا قول ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جس نے اپنی زبان کو علماء کی عیب

فِي الْعُلَمَاءِ بِالثَّلْبِ ابْتَلَاهُ اللهُ بِمَوْتِ الْقَلْبِ وَالثَّلْبُ الْعَيْبُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ غِيْبَةُ الْعُلَمَاءِ كَبِيْرَةٌ وَقِيْلَ لَحْمُ الْعُلَمَاءِ سَمٌّ قَاطِعٌ.

جوئی میں لگایا۔ تو اللہ تعالےٰ اس کے دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں علماء کی غیبت کبیرہ گناہ ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ علماء کا گوشت (یعنی غیبت) سم قاتل ہے۔

۱۰۵۔ حَدِيْثُ اِنِّيْ لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْيَمَنِ اَوْ مِنْ جَانِبِ الْيَمَنِ قَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ اَجِدْ لَهٗ اَصْلًا.

میں رحمت یمن کی جانب سے پاتا ہوں۔ عراقی رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔

۱۰۶۔ حَدِيْثُ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ الْعَقْلَ تَقَدَّمَ فِيْ اِنَّ اللهَ لَمَّا خَلَقَ الْعَقْلَ الْحَدِيْثَ رَوَاهُ ابْنُ دَاوُدَ الْمُحَبَّرِ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَلَيْسَ ابْنُ الْمُحَبَّرِ كَذَّابًا وَقَدْ قَالَ شَيْخُنَا يَعْنِي الْعَسْقَلَانِيَّ وَالْوَارِدُ فِيْ اَوَّلِ مَا خَلَقَ اللهُ حَدِيْثُ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ الْقَلَمَ وَهُوَ اَثْبَتُ مِنْ حَدِيْثِ الْعَقْلِ.

سب سے پہلے اللہ نے عقل کو پیدا فرمایا یہ بات پہلے اس حدیث کے تحت گذر چکی کہ اللہ تعالیٰ نے جب عقل کو پیدا فرمایا الخ اس حدیث کو ابن داؤد المحبر نے روایت کیا ہے۔ سخاوی کہتے ہیں ابن المحبر کذاب نہیں۔ ہمارے شیخ یعنی حافظ ابن حجر العسقلانی فرمایا کرتے تھے کہ اس موضوع پر کہ اللہ تعالیٰ نے اول کیا شئے پیدا فرمائی ایک حدیث ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا یہ حدیث عقل سے زیادہ ثابت ہے۔

۱۰۷۔ حَدِيْثُ اِيَّاكُمْ وَخَضْرَاءَ

کوڑے کی سبزی سے بچو۔ اسے دارقطنیؒ نے

الدِّمَنْ اَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ فِي
الْاَفْرَادِ وَالْعَسْكَرِيُّ مِنْ حَدِيْثِ
الْوَاقِدِيِّ وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ لَا
يَصِحُّ مِنْ وَجْهٍ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ
وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ
عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قُلْتُ فَلَا يَكُوْنُ
مَوْضُوْعًا سَوَاءٌ يَكُوْنُ مَوْقُوْفًا
اَوْ مَرْفُوْعًا وَذَكَرَهُ صَاحِبُ
تُحْفَةِ الْعَرُوْسِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ
مَوْقُوْفًا وَلَفْظُهُ اِيَّاكُمْ وَخَضْرَاءُ
الدِّمَنْ فَاِنَّهَا تَلِدُ مِثْلَ اَصْلِهَا
وَعَلَيْكُمْ بِبَنَاتِ الْاَعْرَاقِ فَاِنَّهَا
تَلِدُ مِثْلَ اَبِيْهَا وَعَمِّهَا وَاَخِيْهَا
ثُمَّ الدِّمَنُ بِفَتْحٍ وَكَسْرٍ جَمْعُ
دِمْنَةٍ بِكَسْرِ الدَّالِ الْمُهْمَلَةِ وَهِيَ
الْبَعْرُ شُبِّهَتِ الْمَرْأَةُ الْحَسْنَاءُ
الْفَاسِدَةُ بِالنَّبَاتِ يَنْبُتُ
عَلَى الْبَعْرِ فِي الْمَوْضَعِ الْخَبِيْثِ
فَاِنَّ ظَاهِرَهُ حَسَنٌ وَبَاطِنَهُ

افراد میں اور ابن عساکر نے واقدی سے
روایت کیا ہے ۔ امام دارقطنی رح فرماتے
ہیں ۔ یہ کسی طریقہ سے صحیح نہیں ۔ جیسا کہ
ابن الدبیع نے ذکر کیا ہے ۔ سیوطی کہتے
ہیں ۔ اسے دیلمی نے ابوسعید سے بھی
روایت کیا ہے ۔ ملا علی قاری فرماتے
ہیں میرے نزدیک ۔ یہ موضوع نہیں ۔
یہ دوسری بات ہے ۔ کہ یہ موقوف ہو یا مرفوع
صاحب تحفۃ العروس نے حضرت عمر رض سے
موقوفاً روایت کیا ہے ۔ کوڑے کی سرسبزی
سے بچو ۔ کیونکہ وہ اپنی اصل کے مطابق بچے
دیتی ہے ۔ اور اچھے نسب والی لڑکیوں سے
نکاح کیا کرو ۔ کیونکہ وہ اپنے باپ ۔ چچا اور
بھائی جیسی اولاد جنتی ہے دمن دمنہ کی جمع ہے
اور دمنہ مینگنی کو بولتے ہیں ۔ حسین
عورت کو بیکار گھاس سے جو کوڑا
کرکٹ پر اگتا ہے ۔ تشبیہ دی گئی
ہے ۔ کیونکہ اس کا ظاہر عمدہ اور باطن
خراب ہے ۔ اعراق عرق کی

فَارِسِیٌّ وَالْاَعْرَاقُ جَمْعُ عِرْقٍ وَالْمُرَادُ بِهٖ الْاَصْلُ۔	جمع ہے ۔ اس سے مراد اصل اور نسب ہے۔
۱۰۸۔ حَدِیْثُ اِیَّاکَ وَالسَّجْعَ یَا ابْنَ رَوَاحَةَ کَذَا فِی الْاِحْیَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِیُّ لَمْ اَجِدْہُ ھٰکَذَا وَفِیْ کِتَابِ الرِّیَاضَۃِ لِابْنِ السُّنِّیِّ وَاَبِیْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَةِ مِنْ حَدِیْثِ عَائِشَةَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ اَنَّھَا قَالَتْ لِلسَّائِبِ اِیَّاکَ وَالسَّجْعَ فَاِنَّ النَّبِیَّ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاَصْحَابَهٗ کَانُوْا لَا یَسْجَعُوْنَ وَلِابْنِ حِبَّانَ وَاجْتَنِبِ السَّجْعَ وَفِی الْبُخَارِیِّ نَحْوُہٗ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَالسَّجْعُ الْمَذْمُوْمُ ھُوَ الْمُتَکَلَّفُ الصَّادِرُ مِنْ نَحْوِ الْکُھَّانِ وَاَمَّا السَّجْعُ الْوَارِدُ مِنَ الْمَوْزُوْنِ الطَّبِیْعِ فَلَا مَنْعَ لَهٗ بَلْ وَرَدَ فِی الشَّرْعِ نَحْوُ اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ وَ	اے ابن رواحہ قافیہ بندی سے بچ۔ یہ حدیث احیاء العلوم میں ہے، عراقیؒ کہتے ہیں ،میں نے اسے کہیں نہیں پایا۔ ابن السنی نے کتاب الریاضہ اور ابن نعیم نے حلیہ میں حضرت عائشہ رضؓ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ کہ انہوں نے سائب سے فرمایا اے سائب قافیہ بندی سے احتراز کیا کرو۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ قافیہ بندی نہیں کرتے تھے۔ ابن حبان کی روایت میں یہ الفاظ ہیں قافیہ بندی سے بچ۔ بخاریؒ میں ابن عباس رضؓ سے بھی اسی قسم کا قول مروی ہے اور وہ سجع بندی مذموم ہے۔ جو تکلفاً صادر ہو۔ جیسے کہانت اور وہ سجع بندی جو موزونی طبع کی بنا پر وارد ہو وہ منع نہیں۔ بلکہ شریعت میں سجع بند عبارات موجود ہیں جیسے۔

قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَنَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَدُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ وَمِنْ هٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعِ ۔

اللھم اعوذ بک من علم لا ینفع ۔ وقلب لا یخشع ۔ ونفس لا تشبع ۔ ودعاء لا یسمع اور اسی قسم کی دیگر روایات ۔

۱۰۹۔ حَدِيْثُ اَيُّ شَيْءٍ لَا يَخْفٰى قَالَ مَا يَكُوْنُ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا اَعْرِفُ لَهٗ اَصْلًا قَالَ وَنَحْوَهٗ ۔

ایسی کون سی شے ہے جو مخفی نہیں رہتی چاہے کچھ بھی ہو ۔ امام عسقلانی فرماتے ہیں میں اس کی اصل کو نہیں جانتا ۔ اور اسی قسم کا حسب ذیل روایات بھی ہے ۔

۱۱۰۔ حَدِيْثُ مَنْ اَخْفٰى سَرِيْرَةً صَالِحَةً اَوْ سَيِّئَةً اَلْبَسَهُ اللّٰهُ مِنْهَا رِدَاءً بَيْنَ النَّاسِ يُعْرَفُ بِهٖ وَلَوْ دَخَلَ الْمُؤْمِنُ كُرَّةً حَائِطٍ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا اَصْبَحَ النَّاسُ يَتَحَدَّثُوْنَ بِهٖ قُلْتُ وَيُقَوِّيْ مَعْنَاهُ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ وَقَدْ فَسَّرَ قَوْلَهٗ تَعَالٰى فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى اَيْ مَا فِي الْبَاطِنِ وَقِيْلَ مَا لَا يَكُوْنُ فَاِنَّهٗ عَالِمٌ بِالْمَوْجُوْدَاتِ وَالْمَعْدُوْمَاتِ

جس نے اپنا راز چھپایا وہ اچھا ہو یا برا اللہ تعالیٰ اسے ایک چادر پہنا دیتا ہے جس سے وہ لوگوں میں پہچان لیا جاتا ہے ۔ اگرچہ مومن کسی کرہ میں داخل ہو کر نیک عمل کرے لیکن لوگ صبح کو اسی کی بات کرتے ہوں گے ۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کی تائید میں قرآن کی یہ آیت بھی ہے کہ جو کچھ تم چھپاتے ہو ۔ اللہ اسے ظاہر کرنے والا ہے اور اس کی تفسیر اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں فرمائی ہے کہ وہ ظاہر اور مخفی باتوں کو جانتا ہے ۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کوئی ایسی شئے نہیں جو عالم میں موجود ہو یا معدوم ہو ۔ کوئی سی شئے ہو ۔ جس کا وجود ہو یا نہ ہو ۔ چاہے وہ کسی طرح کیوں نہ ہو

وَاَنَّہٗ اَیُّ شَیْئٍ یَکُوْنُ وَاَیُّ شَیْئٍ لَا یَکُوْنُ وَلَوْ کَانَ کَیْفَ یَکُوْنُ وَاَنَّہٗ اِذَا قَالَ لِلشَّیْئِ کُنْ فَیَکُوْنُ۔

وہ اسے جانتا ہے جبھی تو اس نے شے معدوم کو حکم دیا تھا۔ کہ ہو جا (یعنی وجود میں آجا) پس وہ ہو گئی (یعنی وجود میں آگئی) ۔

۱۱۱۔ حَدِیْثُ اَلْاِیْمَانُ عَقْدٌ بِالْقَلْبِ وَاِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَعَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ قَالَ السَّخَاوِیُّ رَوَاہُ اِبْنُ مَاجَۃَ بِسَنَدِہٖ مِنْ طَرِیْقِ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ صَالِحٍ اِلٰی عَلِیٍّ رَفَعَہٗ بِھٰذَا وَحَکَمَ عَلَیْہِ اِبْنُ الْجَوْزِیِّ بِالْوَضْعِ وَلٰکِنْ قَالَ السَّیُوْطِیُّ اَوْرَدَہُ ابْنُ الْجَوْزِیِّ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ وَلَمْ یُصِبْ قُلْتُ قَالَ الْفَیْرُوْزَابَادِیُّ فِیْ کِتَابِہِ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِیْمُ اَلْحَدِیْثُ الْمَشْھُوْرُ اَنَّ الْاِیْمَانَ قَوْلٌ وَعَمَلٌ وَیَزِیْدُ وَیَنْقُصُ وَالْاِیْمَانُ لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ کُلُّہٗ غَیْرُ صَحِیْحٍ وَذَکَرَ الزَّرْکَشِیُّ فِیْ اَوَّلِ کِتَابِہٖ عَنِ الْبُخَارِیِّ اَنَّہٗ

ایمان قلب سے یقین، زبان سے اقرار اور اعضاء سے عمل کرنے کا نام ہے سخاوی کہتے ہیں اسے ابن ماجہ نے عبدالسلام بن صالح کے واسطے سے حضرت علیؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ ابن جوزیؒ نے اس حدیث پر وضع کا حکم لگایا ہے سیوطی کہتے ہیں اسے ابن الجوزی نے موضوعات میں نقل کیا ہے۔ لیکن یہ درست نہیں ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ فیروزآبادی نے اپنی کتاب صراط المستقیم میں تحریر کیا ہے۔ کہ حدیث مشہور الایمان قول وعمل کا نام ہے۔ کم اور زیادہ ہوتا رہتا ہے۔ یا کم اور زیادہ نہیں ہوتا۔ اس قسم کی کوئی روایت بھی صحیح نہیں۔ زرکشی نے اپنی ابتدا کتاب میں بخاریؒ سے نقل کیا ہے کہ ان سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا گیا۔

سُئِلَ عَنْ حَدِيثِ الْاِيمَانِ لَا يَزِيْدُ وَلَا يَنْقُصُ فَكَتَبَ مَنْ حَدَّثَ بِهٰذَا اسْتَوْجَبَ الضَّرْبَ الشَّدِيْدِ وَالْحَبْسَ الطَّوِيْلِ ۔

کہ ایمان کم اور زیادہ ہوتا ہے۔ تو انہوں نے جواب میں تحریر فرمایا۔ کہ جو شخص اس حدیث کو بیان کرے وہ ضرب شدید اور لمبی قید کا مستحق ہے

فائدہ ۔ اس حدیث کا راوی عبد السلام بن صالح ابو صلت الہروی ہے جس کے بارے میں عقیلی فرماتے ہیں وہ کذاب ہے ابن الجوزی اپنی موضوعات میں فرماتے ہیں۔ ابو الصلت عبد السلام بن صالح متہم ہے۔ اس کی حدیث حجت نہیں ہو سکتی۔ ذہبی نے میزان میں دار قطنی سے نقل کیا ہے۔ کہ وہ رافضی ہے خبیث ہے اور حدیث بالا کی وضع کے ساتھ متہم ہے۔ ایسے ہی حافظ ابن حجر نے تہذیب میں دار قطنی سے روایت کیا ہے۔ دمیری نے اپنے دیباچہ میں اور ابن رجب زبیری نے اپنی شرح ابن ماجہؒ میں اسے موضوع قرار دیا ہے۔ سندھی اپنی شرح میں لکھتے ہیں کہ اس کے ضعف پر تمام محدثین متفق ہیں۔ موضوعات ابن ماجہؒ میں سے یہ اول روایت ہے جس پر محدثین نے وضع کا حکم لگایا ہے ۔

حَرْفُ الْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ!

۱۱۲ - حَدِيْثُ الْبَاذِنْجَانِ لِمَا اُكِلَ لَهُ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَهُ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَمْ اَقِفْ

بینگن کھانے کے لئے ہے۔ یہ حدیث باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ امام عسقلانی فرماتے ہیں۔ میں اس سے واقف نہیں بعض

عَلَيْهِ وَقَالَ بَعْضُ الْحُفَّاظِ اِنَّهٗ	حافظ کا قول ہے۔ کہ یہ زنادقہ کی وضع
مِنْ وَضْعِ الزَّنَادِقَةِ وَقَالَ	کردہ ہے۔ زرکشی رح کہتے ہیں سارے عوام
الزَّرْكَشِيُّ وَقَدْ لَهِجَ بِهِ الْعَوَامُّ	بہت بیان کرتے ہیں۔ حتی کہ میں نے
حَتّٰى سَمِعْتُ قَائِلًا مِنْهُمْ يَقُوْلُ	ایک شخص کو کہتے سنا۔ کہ یہ حدیث ماء
هُوَ اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ مَاءِ	زمزم کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ کہ زمزم
زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ وَهٰذَا	کا پانی پینے کے لئے ہے۔ یہ بہت بڑی
خَطَأٌ قَبِيْحٌ وَكُلُّ مَا يُرْوٰى فِيْهِ	غلطی ہے۔ اور اس کے بارے میں جتنی
بَاطِلٌ قَالَ السُّيُوْطِيُّ وَلَمْ اَقِفْ	روایات ہیں سب باطل ہیں۔ سیوطی کہتے ہیں
لَهٗ عَلٰى اِسْنَادٍ اِلَّا فِيْ تَارِيْخِ	مجھے اس روایت کی سند سوائے تاریخ بلخ
بَلْخٍ وَهُوَ مَوْضُوْعٌ وَفِي الْفَتَاوٰى	کے کہیں نظر نہیں۔ اور وہ سند موضوع ہے
الْحَدِيْثِيَّةِ لَكِنَّ اَنَّ هٰذَا الْقَائِلَ	فتاوی حدیثیہ میں ہے کہ اس کا بیان کرنے والا
مُخْطِئٌ اَشَدَّ الْخَطَاِ فَاِنَّ حَدِيْثَ	بہت بڑا خطا کار ہے۔ کیونکہ حدیث۔ ذبجان
الْبَاذِنْجَانِ كَذِبٌ بَاطِلٌ	جھوٹ ہے باطل ہے۔ اور بالاتفاق محدثین
مَوْضُوْعٌ بِاِجْمَاعِ اَئِمَّةِ الْحَدِيْثِ	موضوع ہے۔ جیسا کہ ابن الجوزی نے
نَبَّهَ عَلٰى ذٰلِكَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي	موضوعات اور امام ذہبی رحمہ اللہ
الْمَوْضُوْعَاتِ وَالذَّهَبِيُّ فِي	تعالے نے میزان میں تحریر کیا ہے
الْمِيْزَانِ وَغَيْرُهُمَا وَحَدِيْثُ	اور زمزم والی روایت مختلف
مَاءِ زَمْزَمَ مُخْتَلَفٌ فِيْهِ فَقِيْلَ	فیہ ہے۔ بعض صحیح بعض حسن
صَحِيْحٌ وَقِيْلَ حَسَنٌ وَقِيْلَ ضَعِيْفٌ	اور بعض ضعیف کہتے ہیں اور کسی محدث

وَلَمْ يَقُلْ اَحَدٌ اَنَّهُ مَوْضُوْعٌ ۔

نے بھی اسے موضوع قرار نہیں دیا۔

۱۱۳۔ حَدِيْثُ بَاعِدُوْا بَيْنَ اَنْفَاسِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ غَيْرُ رِوَايَتٍ وَاِنَّمَا ذَكَرَهُ اِبْنُ الْحَاجِ فِيْ مَدْخَلِ فِيْ صَلٰوةِ الْعِيْدَيْنِ وَذَكَرَهُ اِبْنُ جَمَاعَةَ فِيْ مَنْسَكِهِ فِيْ طَوَافِ النِّسَاءِ وَلَفْظُهُ وَيُرْوٰى عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَاعِدُوْا بَيْنَ النَّاسِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ ۔

عورتوں اور مردوں کے سانسوں میں دوری کر دو۔ یہ روایت ثابت نہیں۔ ابن الحاج نے مدخل میں صلوٰۃ العیدین میں اور ابن جماعہ رح نے منسک میں طواف النساء میں اسے روایت کیا ہے۔ اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ حضور سے یہ بھی روایت کیا جاتا ہے۔ لوگوں میں یعنی مردوں اور عورتوں میں دور رکھو۔

۱۱۴۔ حَدِيْثُ اَلْبَاقَلَاءُ لَيْسَ لَهٗ اَصْلٌ ذَكَرَهُ اِبْنُ الدَّبِيْعِ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ حَدِيْثُ اَلْبَاقِلَاءِ وَالْعَدَسِ بَاطِلَةٌ ۔

باقلا والی روایت کی بھی کوئی اصل نہیں جیسا کہ ابن الدبیع نے ذکر کیا ہے۔ زرکشی کہتے ہیں باقلا اور مسور کی دال کی حدیثیں باطل ہیں۔

۱۱۵۔ حَدِيْثُ بَاكِرُوْا بِالصَّدَقَةِ فَاِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا قَالَ اِبْنُ الْجَوْزِيِّ هُوَ مَوْضُوْعٌ وَ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لٰكِنْ لَا يَتَبَيَّنُ لِيْ اَنَّهُ كَذٰلِكَ وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ

صدقہ میں جلدی کیا کرو۔ کیونکہ بلائیں اس پر نہیں چل سکتیں۔ ابن الجوزی رح کہتے ہیں۔ یہ موضوع ہے ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں۔ مجھ پر اس کی کیفیت ظاہر نہ ہو سکی۔ سیوطی رح کہتے ہیں اسے طبرانی رح نے اوسط میں

حَدِيْثِ عَلِيٍّ وَاَبُوالشَّيْخِ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور ابو الشیخ رحمہ نے انس سے روایت کیا ہے ۔

۱۱۶ - حَدِيْثُ بُخَلَاءُ اُمَّتِي الْخَيَّاطُوْنَ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ اَقِفْ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ الدَّيْبَعِ بَلْ لَا اَصْلَ لَهٗ فَاِنَّ حَدِيْثَ عَمَلِ الْاَبْرَارِ مِنَ الرِّجَالِ الْخِيَاطَةُ وَعَمَلُ الْاَبْرَارِ مِنَ النِّسَاءِ الْغَزْلُ الَّذِيْ رَوَاهُ تَمَّامٌ فِيْ فَوَائِدِهٖ وَغَيْرُهٗ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ يَرُدُّهٗ حَدِيْثُ اَلْبَخِيْلُ عَدُوُّ اللّٰهِ وَلَوْ كَانَ رَاهِبًا لَا اَصْلَ لَهٗ وَلٰكِنْ لَفْظُ اَلْبَخِيْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَلَوْ كَانَ عَابِدًا وَالسَّخِيُّ لَا يَدْخُلُ النَّارَ وَلَوْ كَانَ فَاسِقًا ۔

میری امت کے بخیل درزی ہیں سخاوی کہتے ہیں۔ میں اس حدیث کا واقف نہیں ابن الدبیع کہتے ہیں بلکہ اس کی کوئی اصل نہیں ۔ کیونکہ حدیث ہے ۔ کہ نیک مردوں کا عمل سلائی اور نیک عورتوں کا عمل کاتنا ہے ۔ اسے تمام نے فوائد میں سہل بن سعد سے روایت کیا ہے ۔ یہ حدیث پہلی روایت کی تردید کرتی ہے ۔ اور یہ حدیث کہ بخیل اللہ کا دشمن ہے چاہے راہب کیوں نہ ہو اس کی بھی کوئی اصل نہیں ۔ ایسے ہی یہ روایت کہ بخیل جنت میں داخل نہ ہوگا ۔ چاہے عابد کیوں نہ ہو ۔ اور سخی دوزخ میں داخل نہ ہوگا چاہے فاسق کیوں نہ ہو ۔

۱۱۷ حَدِيْثُ اَلْبَرْدُ عَدُوُّ الدِّيْنِ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ بَلْ هُوَ مِنْ كَلَامِ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ

سردی دین کی دشمن ہے

یہ حدیث نہیں بلکہ سعید بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالے الدمشقی امام الکبیر

اَلْاِمَامِ الْکَبِیْرِ۔	کا کلام ہے۔
۱۱۸۔ حَدِیْثُ اَلْبَرُّ اَبَرُّ بِاَهْلِهٖ	خشکی اپنے رہنے والوں کے ساتھ نیک برتاؤ
مِنْ کَلَامِ الْعَامَّةِ وَلَعَلَّهٗ	کرتی ہے یہ عوام کا کلام ہے اور شاید اللہ
مَاْخُوْذٌ مِنْ تَقْدِیْمٍ عَلَی الْبَحْرِ	تعالیٰ کے اس کلام سے ماخوذ ہے جس میں اللہ
فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُکُمْ	تعالیٰ نے خشکی کو سمندر پر مقدم فرمایا ہے "وہ وہ
فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمِنْ قَوْلِهٖ	ذات ہے جو تمہیں خشکی اور دریا میں چلاتا ہے" اور
سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَلَمْ نَجْعَلِ	اللہ تعالیٰ کا قول "کیا ہم نے زمین کو زندوں اور
الْاَرْضَ کِفَاتًا اَحْیَاءً وَّاَمْوَاتًا	مردوں کے لئے گود کی طرح نہیں بنا دیا، جیسے
اَیْ ضَامَّةً کَضَمِّ الْاُمِّ اَوْلَادَهَا	ماں اپنی اولاد کو لٹاتی ہے" اسی کی جانب اللہ
کَمَا یُشِیْرُ اِلَیْهَا قَوْلُهٗ تَعَالٰی	تعالیٰ کا یہ قول بھی اشارہ کرتا ہے "ہم نے تمہیں
مِنْهَا خَلَقْنٰکُمْ۔	اسی زمین سے پیدا کیا ہے"
۱۱۹۔ حَدِیْثُ اَلْبَرَکَةُ فِی	برکت لڑکیوں میں ہے۔ سخاوی کہتے
الْبَنَاتِ قَالَ السَّخَاوِیُّ عَنِ	ہیں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص
ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا دَعَا	نے اپنی لڑکیوں کے لئے بددعا کی، آپ نے فرمایا
عَلٰی بَنَاتِهٖ بِالْمَوْتِ فَقَالَ عَلَیْهِ	بددعا نہ کرو کیونکہ برکت لڑکیوں میں ہے
السَّلَامُ لَا تَدْعُ فَاِنَّ الْبَرَکَةَ	اس کا راوی وضع کے ساتھ متہم ہے۔ اور
فِی الْبَنَاتِ وَفِیْ مُسْنَدِهٖ مَنْ	یہ اس بات کے منافی نہیں ہے کہ لڑکیوں
اُتُّهِمَ بِالْوَضْعِ وَهُوَ لَا یُنَافِیْ	کی موت عزت میں سے ہے۔ کیونکہ حالات
مِنْ اَنَّ مَوْتَ الْبَنَاتِ مِنَ	مقامات کے تفاوت سے مختلف ہوتے رہتے

الْمَكْرُمَاتِ فَاِنَّ الْمُحَالَاتِ تَخْتَلِفُ بِتَفَاوُتِ الْمَقَامَاتِ فَقَدْ رَوَى الطِّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَالْاَوْسَطِ وَغَيْرِهِمَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا عُزِّيَ بِابْنَتِهِ رُقَيَّةَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ دَفْنُ الْبَنَاتِ مِنَ الْمَكْرُمَاتِ وَفِي رِوَايَةِ الْبَزَّارِ مَوْتُ الْبَنَاتِ وَهُوَ غَرِيْبٌ وَلِابْنِ اَبِي الدُّنْيَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ مَاتَتْ لَهُ ابْنَةٌ فَاَتَاهُ النَّاسُ يُعَزُّوْنَهُ فَقَالَ لَهُمْ عَوْرَةٌ سَتَرَهَا اللّٰهُ وَمُؤْنَةٌ كَفَاهَا اللّٰهُ وَاَجْرٌ سَاقَهُ اللّٰهُ وَاجْتَهَدَ الْمُتَاَخِّرُوْنَ اَنْ يَّزِيْدُوْا فِيْهَا حَرْفًا فَمَا قَدَرُوْا كَذَا فِي الْمَقَاصِدِ وَاَقُوْلُ وَيُمْكِنُ اَنْ يُّقَالَ اِنَّ الرَّابِعَ اَمْرٌ قَضَاهُ

ہیں۔ کیونکہ طبرانی نے کبیر اور اوسط میں ابن عباس رض سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اپنی بیٹی رقیہ کی تعزیت کی تو فرمایا سب تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے لڑکیوں کو عزت سے دفن کر دیا۔ بزار کی روایت میں ہے۔ کہ لڑکیوں کی موت مکرمات میں سے ہے اور یہ غریب ہے۔ ابن ابی الدنیا نے ابن عباس رض سے روایت کیا ہے۔ کہ ان کی ایک صاحبزادی کا انتقال ہو گیا۔ لوگ ان کے پاس تعزیت کے لیے آئے تو انہوں نے فرمایا۔ یہ ایک عورت تھی جس کا اللہ نے پردہ ڈھانپ لیا۔ ایک امانت تھی جسے اللہ نے پورا کیا اور ایک اجر تھا جسے اللہ نے جاری رکھا۔ متاخرین نے اس میں کچھ زیادتی کرنی چاہی۔ لیکن اس پر قادر نہ ہو سکے۔ جیسا کہ مقاصد میں ہے۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ ممکن ہے کہ چوتھا کلمہ یہ کہا جائے ایک حکم تھا۔ جسے اللہ نے پورا کیا۔ اور اللہ کے سوا

اللہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ ۔

کسی میں طاقت نہیں ۔

۱۲۰۔ حَدِیْثُ اَلْبَرَکَۃُ فِیْ صِغَرِ الْقُرْصِ وَطُوْلِ الرِّشَاءِ وَصِغَرِ الْجَدْوَلِ وَالْمُرَادُ بِالْجَدْوَلِ نَهْرُ الْمَاءِ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ فِي الْمَقَاصِدِ فِيْ حَدِيْثِ صَغِّرُوا الْخُبْزَ وَقَالَ اِنَّهُ بَاطِلٌ وَكَاَنَّهُ تَبِعَ النَّسَائِيَّ فِيْمَا نَقَلَ عَنْهُ اَنَّهُ كِذْبٌ قُلْتُ وَاِلَّا فَحَدِيْثُ الْبَرَكَةِ قَدْ ذَكَرَهُ السُّيُوْطِيُّ فِي جَامِعِ الصَّغِيْرِ عَنْ اَبِي الشَّيْخِ فِي الثَّوَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَالسِّلَفِيُّ فِي الطُّيُوْرِيَّاتِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَمَّا حَدِيْثُ صَغِّرُوا فَسَيَاْتِيْ عَلَيْهِ الْكَلَامُ فِيْ مَحَلِّهِ ۔

برکت چھوٹی روٹی ۔لمبی رسی اور چھوٹی گول میں ہے ۔اور جدول سے مراد پانی کی نہر ہے ۔سخاوی رحمہ اللہ نے اس روایت کو مقاصد میں اس حدیث کے تحت تحریر کیا ہے ۔کہ روٹی چھوٹی بنایا کرو ۔سخاوی رحمہ کہتے ہیں یہ باطل ہے ۔اور انہوں نے اس معاملہ میں امام نسائی رح کی اتباع کی ہے ۔کیونکہ وہ اس حدیث کو کذب قرار دیتے ہیں ۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں ۔ اسے سیوطی رح نے جامع الصغیر میں ابو الشیخ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور سلفی رح نے طیوریات میں ابن عمر رض سے اور حدیث صغروا اپنے موقع پر آئے گی ۔

۱۲۱۔ حَدِیْثُ بَرَکَةُ الشِّرْكِ لَا تَفُوْرُ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ كَمَا

شرکت کی مقدار جاری نہیں ہوتی یہ حدیث نہیں ہے ۔جیسا کہ ابن الدیبع

قَالَ ابْنُ الدَّيْبَعِ ۔	کا خیال ہے ۔
۱۲۲ - حَدِيْثُ اَلْبَشَاشَةُ خَيْرٌ مِّنَ الْقِرٰى اَىِ الضِّيَافَةُ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَعْرِفُهُ ۔	خوشی مہمان داری سے بہتر ہے سخاوی رح فرماتے ہیں میں اسے نہیں پہچانتا ۔
۱۲۳ - حَدِيْثُ بَشِّرِ الْقَاتِلَ بِالْقَتْلِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَصْلَ لَهٗ ۔	قاتل کو قتل کی بشارت دے دو ۔ سخاوی رح فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ۔
۱۲۴ - حَدِيْثُ اَلْبِطِّيْخُ وَ فَضَائِلِهٖ صَنَّفَ فِيْهِ اَبُوْ عُمَرَ النَّوْقَانِيُّ جُزْءًا وَاَحَادِيْثُهٗ بَاطِلَةٌ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ وَكَذَا قَالَ الزَّرْكَشِيُّ قُلْتُ اَمَّا فَضَائِلُهٗ فَكَذٰلِكَ وَاَمَّا مَا وَرَدَ فِيْهِ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَكَلَهٗ فَثَابِتٌ لَا سِيَّمَا مَعَ الرُّطَبِ كَمَا فِيْ شَمَائِلِ التِّرْمِذِيِّ وَغَيْرِهٖ ۔	خربوزہ اور اس کے فضائل ۔ ابو عمر والنوقانی نے اس بارے میں ایک جزو تصنیف کیا ہے ابن الدیبع اور زرکشی کہتے ہیں اس کی سب حدیثیں باطل ہیں ۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں ۔ اس کے فضائل تو باطل ہیں ۔ اور جہاں تک اس امر کا تعلق ہے ۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خربوزہ کھایا ۔ اور وہ بھی کھجوروں کے ساتھ یہ ثابت ہے ۔ اور شمائل الترمذی رح میں موجود ہے ۔
۱۲۵ - حَدِيْثُ اَلْبِطْنَةُ تُذْهِبُ الْفِطْنَةَ لَيْسَ لَهٗ اَصْلٌ فِيْ مَبْنَاهُ وَهُوَ عَنْ عَمْرٍو	سخت متلی ذہانت کو دور کر دیتی ہے ۔ اس کی لفظاً کوئی اصل نہیں صحابہ میں عمرو بن العاص رح وغیرہ سے اور

بْنِ الْعَاصِ وَغَيْرِهِ مِنَ الصَّحَابَةِ فَمَنْ بَعْدَهُمْ بِمَعْنَاهُ ۔

تابعین سے اس کے معنی مروی ہیں ۔

۱۲۶ ۔ حَدِيْثُ بُنِيَ الدِّيْنُ عَلَى النَّظَافَةِ ذَكَرَهُ فِي الْاِحْيَاءِ وَقَالَ مَخْرَجُهُ لَمْ اَجِدْهُ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ قُلْتُ لَفْظُهُ لَمْ اَجِدْ هٰكَذَا وَفِي الضُّعَفَاءِ لِابْنِ حِبَّانَ مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ تَنَظَّفُوْا فَاِنَّ الْاِسْلَامَ نَظِيْفٌ وَلِلطَّبْرَانِيِّ بِسَنَدٍ ضَعِيْفٍ جِدًّا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَلنَّظَافَةُ تَدْعُوْا اِلَى الْاِيْمَانِ انتهٰى قَالَ السُّيُوْطِيُّ وَاَقْرَبُ مِنْهُ مَا اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيْثِ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ مَرْفُوْعًا اِنَّ اللّٰهَ نَظِيْفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ فَنَظِّفُوْا اَفْنِيَتَكُمْ انتهٰى وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيْثِ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ

دین صفائی پر بنایا گیا ہے ، غزالیؒ نے اس کا احیاء میں ذکر کیا ہے اور لکھا ہے میں اس کا مخرج نہیں جانتا ۔ ابن الدیبعؒ نے اس کا ذکر کیا ہے ، ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ میں نے اس حدیث کو کہیں نہیں پایا ۔ ابن حبان نے کتاب الضعفاء میں حضرت عائشہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے صفائی اختیار کرو ، کیونکہ اسلام بھی پاکیزہ ہے طبرانی میں عبداللہ بن مسعودؓ سے موقوفاً انتہائی کمزور سند کے ساتھ مروی ہے ۔ پاکیزگی ایمان کی جانب بلاتی ہے سیوطیؒ کہتے ہیں اس میں سب سے عمدہ وہ روایت ہے ، جو ترمذی میں سعدؓ بن ابی وقاص سے مرفوعاً مروی ہے ۔ اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے پاکیزگی کو پسند کرتا ہے ۔ تو تم اپنے مکانوں کو پاکیزہ رکھا کرو ۔ نیز ترمذی نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے ۔ پاکی کو پسند کرتا ہے صاف ہے صفائی کو پسند کرتا ہے ۔ مہربان ہے

اِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ یُحِبُّ الطَّیِّبَ نَظِیْفٌ یُحِبُّ النَّظَافَۃَ کَرِیْمٌ یُحِبُّ الْکَرَمَ جَوَادٌ یُحِبُّ الْجُوْدَ فَنَظِّفُوْا قَالَ اُرَاہُ اَفْنِیَتَکُمْ وَ فِیْ رِوَایَۃٍ اَخْبِیَتَکُمْ وَلَا تَشَبَّہُوْا بِالْیَہُوْدِ وَذَکَرَ الْقُرْطُبِیُّ فِیْ شَرْحِ اَسْمَاءِ الْحُسْنٰی اَنَّ رَوَاہُ الْبَزَّارُ فِیْ مُسْنَدِہٖ وَاَخْرَجَ الرَّافِعِیُّ بِسَنَدِہٖ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ تَنَظَّفُوْا بِکُلِّ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَاِنَّ اللّٰہَ بَنَی الْاِسْلَامَ عَلَی النَّظَافَۃِ وَلَنْ یَدْخُلَ الْجَنَّۃَ اِلَّا نَظِیْفٌ ۔	مہربانی کو پسند کرتا ہے سخی ہے سخاوت کو پسند کرتا ہے تم بھی صاف رکھا کرو، سعدؓ کہتے ہیں میرا خیال ہے اپنے گھروں کو، اور ایک روایت میں ہے اپنے خیموں کو صاف رکھا کرو۔ اور یہود کی مشابہت نہ کرو۔ قرطبی نے اپنی شرح اسمار الحسنیٰ میں لکھا ہے۔ اسے بزارہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے رافعیؒ نے سنداً ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہر شے میں جہاں تک تم میں طاقت ہو صفائی رکھو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اسلام کو صفائی پر بنایا ہے۔ اور جنت میں بجز صاف آدمی کے کوئی داخل نہ ہوگا۔
۱۲۷ ۔ حَدِیْثُ الْبَلَاءُ مُوَکَّلٌ بِالْقَوْلِ اَوْرَدَہُ اِبْنُ الْجَوْزِیِّ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ مِنْ حَدِیْثِ اَبِی الدَّرْدَاءِ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ الرَّبِیْعُ وَھُوَ عِنْدَ الْخَطِیْبِ فِیْ تَارِیْخِہٖ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ بِلَفْظِ	بلا، قول کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ ابن الجوزیؒ نے اس حدیث کو ابو الدرداءؓ اور ابن مسعودؓ سے روایت کر کے موضوعات میں شامل کیا ہے۔ ربیع کہتے ہیں اسے خطیبؒ نے اپنی تاریخ میں ابن مسعودؓ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ بلا، بولنے کے

اَلْھَدَاۓءُ مُوْکَّلٌ بِالْمَنْطِقِ فَلَوْاَنَّ	ساتھ لگی ہوئی ہے۔ اگر کوئی شخص دوسرے
رَجُلًا عَیَّرَ رَجُلًا بِرَضَاعِ کَلْبَۃٍ	کو یہ عیب لگائے کہ اس نے کتیا کا دودھ
لَرَضَعَھَا قَالَ السَّخَاوِیُّ وَھُوَ	پیا ہے۔ تو وہ خود بھی اسے پئے گا سخاوی رح
ضَعِیْفٌ قُلْتُ وَلَفْظُ الزَّرْکَشِیِّ	کہتے ہیں یہ ضعیف ہے۔ ملا علی قاری رح
بِالنُّطْقِ وَقَالَ رَوَاہُ ابْنُ لَالٍ فِیْ	فرماتے ہیں۔ زرکشی کی روایت میں بولنے
مَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ مِنْ حَدِیْثِ	کا لفظ ہے۔ ابن لالؒ نے مکارم الاخلاق
ابْنِ عَبَّاسٍ وَالدَّیْلَمِیُّ مِنْ حَدِیْثِ	میں ابن عباسؓ سے اور دیلمی نے ابوالدرداءؓ
اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ السُّیُوْطِیُّ وَ	سے روایت کیا ہے سیوطی کہتے ہیں اس
الدَّیْلَمِیُّ اَیْضًا مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ	روایت کو دیلمی نے ابن مسعودؓ سے مرفوعاً
مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا وَاَحْمَدُ فِی	امام احمد رح نے زہد میں ابن مسعود رضی اللہ
الزُّھْدِ عَنْہُ مَوْقُوْفًا وَابْنُ السَّمْعَانِیِّ فِیْ	عنہ سے موقوفاً۔ اور ابن سمعانی رح نے علی سے
تَارِیْخِہٖ مِنْ حَدِیْثِ عَلِیٍّ مَرْفُوْعًا	مرفوعاً روایت کیا ہے۔
۱۲۸۔ حَدِیْثُ بَیْتُ الْمَقْدِسِ	بیت المقدس سونے کا ایک طشت ہے
طَسْتٌ مِنْ ذَھَبٍ مَمْلُوٌّ عَقَارِبَ	جو بچھوؤں سے بھرا ہوا ہے۔ یہ حدیث نہیں ہے
لَیْسَ بِحَدِیْثٍ بَلْ ھُوَ مِمَّا یُنْسَبُ	بلکہ ان امور میں سے ہے۔ جو تورات کی
اِلَی التَّوْرَاۃِ ۔	جانب منسوب ہیں۔

حَرْفُ التَّاءِ الْمُثَنَّاۃِ مِنْ فَوْقٍ

۱۲۹۔ حَدِیْثُ تَحِیَّۃُ الْبَیْتِ	گھر کا سلام طواف ہے۔ سخاوی رح

الطواف قال السخاوي لم أره
بهذا اللفظ قلت المراد بالبيت
هو الكعبة وهو البيت الحرام
ومعناه صحيح كما في الصحيح
عن عائشة أول شيء بدأ به
النبي صلى الله عليه وسلم
حين قدم مكة أنه توضأ
ثم طاف الحديث وذلك
لأن كل من يدخل المسجد
الحرام يسن له أن يبدأ
بالطواف فرضا أو نفلا ولا
يأتي بصلوة تحية المسجد
إلا إذا لم يكن في نيته أن
يطوف لعذر أو لغيره وليس
معناه أن تحية المسجد ساقطة
عن هذا المسجد كما توهم
بعض الأغنياء من مفهوم
هذه العبارة الصادرة عن
الفقهاء وغيرهم۔

کہتے ہیں۔ میں نے اس حدیث کو ان الفاظ
کے ساتھ نہیں پایا۔ ملا علی قاری فرماتے
ہیں۔ بیت سے کعبہ یعنی بیت الحرام
ہے۔ اور مفہوم اس کا صحیح ہے۔ جیسا
کہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا سے مروی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے مکہ معظمہ پہنچنے کے بعد سب سے
پہلے وضو فرمایا۔ اور پھر طواف کیا۔
الحدیث۔ اور اسی باعث جو شخص بھی
مسجد حرام میں داخل ہو۔ اس کے لئے
سنت یہ ہے کہ وہ پہلے طواف کرے
چاہے وہ فرض ہو یا نفل۔ اور وہاں
تحیۃ المسجد نہیں پڑھے گا۔ ہاں اگر کسی
عذر کی بنا پر اس کا ارادہ طواف کا نہ ہو
اور یہ مقصد نہیں ہے۔ کہ تحیۃ المسجد اس
سے ساقط ہو جائے گی۔ جیسا کہ بعض اغرار
نے خیال کیا ہے۔ فقہا وغیرہ کی اس
عبارت سے وہ غلط فہمی میں مبتلا
ہو گئے۔

۱۳۰۔ حَدِیْثُ تَخَتَّمُوْا بِالزَّبَرْجَدِ فَاِنَّہٗ یُسْرٌ لَا عُسْرَ فِیْہِ قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ مَوْضُوْعٌ وَاَمَّا التَّخَتُّمُ بِالْیَاقُوْتِ یَنْفِی الْفَقْرَ یُرِیْدُ اَنَّہٗ اِذَا ذَھَبَ مَالُہٗ بَاعَہٗ فَوَجَدَ فِیْہِ غِنًی وَالْاَشْبَہُ اِنْ صَحَّ الْحَدِیْثُ اَنْ یَکُوْنَ لِخَاصِّیَّۃٍ فِیْہِ کَمَا ذَکَرَہُ السُّیُوْطِیُّ فِیْ مُخْتَصَرِ النِّہَایَۃِ ۔

زبرجد کی انگوٹھی پہنا کرو۔ کیونکہ وہ آسانی پیدا کرتی ہے۔ اور اس میں کوئی تکلیف نہیں امام عسقلانی رح فرماتے ہیں۔ یہ روایت موضوع ہے۔ اور یہ حدیث کہ یاقوت فقر کو دور کرتا ہے مقصد اس سے یہ ہے کہ اگر اس کے پاس مال نہ رہے تو اسے بیچ کر غنی ہو سکتا ہے اور بہتر یہ ہے۔ کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو۔ تو یہ یاقوت کی خاصیت ہو گی۔ جیسا کہ سیوطی نے مختصر النہایہ میں ذکر کیا ہے۔

۱۳۱۔ حَدِیْثُ تَخَتَّمُوْا بِالزَّبَرْجَدِ فَاِنَّہٗ یَنْفِی الْفَقْرَ اَوْرَدَہُ الدَّیْلَمِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا وَلَا یَصِحُّ اَیْضًا کَمَا ذَکَرَہُ ابْنُ الدَّبِیْعِ ۔

زبرجد کی انگوٹھی پہنو۔ کیونکہ وہ فقر کو دور کرتا ہے۔ دیلمی نے اسے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور یہ حدیث بھی صحیح نہیں۔ جیسا کہ ابن الدبیع کا قول ہے۔

۱۳۲۔ حَدِیْثُ تَخَتَّمُوْا بِالْعَقِیْقِ لَہٗ طُرُقٌ کُلُّہَا وَاہِیَۃٌ کَمَا قَالَ ابْنُ الدَّبِیْعِ لٰکِنْ رَوَاہُ الدَّیْلَمِیُّ مِنْ حَدِیْثِ اَنَسٍ وَعُمَرَ وَعَلِیٍّ وَعَائِشَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ

عقیق کی انگوٹھی پہنا کرو۔ ابن الدبیع کہتے ہیں۔ اس کی تمام سندات واہیات ہیں۔ دیلمی رح نے اسے انس رض۔ عمر رض۔ علی رض اور اور عائشہ رض سے متعدد اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے جس سے معلوم ہوتا

بِاَسَانِيْدَ مُتَعَدِّدَةٍ فَيَدُلُّ عَلٰى اَنَّ الْحَدِيْثَ لَهٗ اَصْلٌ وَفِي الْيَوَاقِيْتِ لِلْمُطَرِّزِيِّ اَنَّ اِبْرَاهِيْمَ الْحَرْبِيَّ سُئِلَ عَنْهُ فَقَالَ صَحِيْحٌ قَالَ وَيُرْوٰى اَيْضًا بِالْيَاءِ التَّحْتِيَّةِ اَيْ اُسْكُنُوْا بِالْعَقِيْقِ وَاَقِيْمُوْا بِهٖ ذَكَرَهُ الزَّرْكَشِيُّ وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ عِنْدَ ابْنِ عَدِيٍّ بِسَنَدٍ ضَعِيْفٍ مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا تَخَتَّمُوْا بِالْعَقِيْقِ فَاِنَّهٗ مُبَارَكٌ ۔

ہے کہ اس کی کچھ اصل نہیں یواقیت مطرزی میں ہے، کہ ابراہیم رح حربی سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا گیا، انہوں نے فرمایا صحیح ہے، اور یہ حدیث یاء سے بھی روایت کی جاتی ہے، جس کا مقصد یہ ہے، کہ عقیق کے ساتھ سکون حاصل کرو۔ اور اسے قائم رکھو، سیوطی رح کہتے ہیں، ابن عدی رح نے حضرت عائشہ رض سے مرفوعاً سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے، عقیق کی انگوٹھی پہنا کرو، کیونکہ وہ مبارک ہے۔

۱۳۳- حَدِيْثُ تَارِكِ الْوِرْدِ مَلْعُوْنٌ وَصَاحِبُ الْوِرْدِ مَلْعُوْنٌ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَهٗ

گلاب کو ترک کرنے والا اور گلاب والا دونوں ملعون ہیں اور اگر یہ واو کے زیر کے ساتھ ہے تو معنی یہ ہونگے کہ ورد کرنے والا اور ورد چھوڑنے والا دونوں ملعون ہیں یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں

۱۳۴- حَدِيْثُ تَرْكِ الْعَادَةِ عَدَاوَةٌ لَا اَصْلَ لَهٗ كَمَا ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ ۔

عادت کو ترک کرنا دشمنی ہے ابن الدیبع رض کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔

۱۳۵- حَدِيْثُ تَرْكِ الْعَشَاءِ مَهْرَمَةٌ اَيْ مَظِنَّةٌ لِلْهَرَمِ

رات کا کھانا چھوڑنا بڑھاپے کی طرف لے جاتا ہے، قتیبی رح کہتے ہیں، یہ کلمہ عام

قَالَ الْقُتَيْبِيُّ هٰذِهِ الْكَلِمَةُ	آدمیوں کی زبان پر جاری ہے۔ اور میں
جَارِيَةٌ عَلَى أَلْسِنَةِ النَّاسِ وَ	نہیں جانتا۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و
لَسْتُ أَدْرِي أَرَسُولُ اللّٰهِ عَلَيْهِ	سلم نے اس کی ابتدا فرمائی یا پہلے ہی سے
السَّلَامُ ابْتَدَأَهَا أَمْ كَانَتْ	بولا جاتا تھا۔ اور یہ اس حدیث سے
تُقَالُ قَبْلَهُ كَذَا فِي النِّهَايَةِ	غفلت کی بنا پر کہا گیا ہے۔ رات کو
وَكَأَنَّهُ غَفْلَةٌ عَنْ حَدِيثِ تَعَشَّوْا	کھانا ضرور کھاؤ۔ چاہے ردی کھجور کی
وَلَوْ بِكَفٍّ مِنْ حَشَفٍ فَإِنَّ	ایک مٹھی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ رات کا کھانا
تَرْكَ الْعَشَاءِ مَهْرَمَةٌ أَخْرَجَهُ	چھوڑنا بڑھاپا پیدا کرتا ہے۔ یہ حدیث
التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا مُنْكَرٌ	ترمذی میں ہے۔ اور امام ترمذی نے اسے
انْتَهٰى فَفِي الْجُمْلَةِ لَهُ أَصْلٌ	منکر کہا ہے۔ فی الجملہ یہ بات ثابت ہوئی کہ
كَمَا لَا يَخْفٰى۔	اس کی کچھ نہ کچھ اصل موجود ہے۔

فائدہ۔ پہلی حدیث ترمذی کی اس روایت کا ایک ٹکڑا ہے۔ اور امام ترمذی کے نزدیک یہ حدیث صرف منکر نہیں۔ بلکہ انہیں اس حدیث پر تین اعتراضات ہیں۔ اول یہ کہ یہ منکر ہے۔ ثانیاً یہ مجہول ہے کیونکہ عبد الملک بن علاق مجہول ہے۔ روایت منکر اور مجہول قابل قبول نہیں ہوتی۔ ثالثاً یہ روایت ضعیف بھی ہے۔ کیونکہ عنبسہ بن عبد الرحمان القرشی ضعیف ہے۔ تو گویا ایک حدیث میں بیک وقت یہ تین عیوب موجود ہوں۔ لیکن یہ روایت ابن ماجہ میں جابر بن عبد اللہ سے بھی مروی ہے۔ جس کے رواۃ سوائے ابراہیم بن عبد السلام بن بابا المخزومی کے سب ثقہ ہیں۔ اور عبد السلام ضعیف ہے نتیجۃً روایت کو ہم ضعیف تو کہہ سکتے ہیں لیکن

موضوع ہرگز نہیں کہہ سکتے۔

۱۳۶۔ حَدِیْثُ تَسْلِیْمِ الْغَزَالَۃِ اِشْتَھَرَ عَلَی الْاَلْسِنَۃِ وَفِی الْمَدَائِحِ النَّبُوِیَّۃِ قَالَ ابْنُ کَثِیْرٍ وَلَیْسَ لَہٗ اَصْلٌ وَمَنْ نَسَبَہٗ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَدْ کَذَبَ ذَکَرَہُ ابْنُ الدَّیْبَعِ وَذَکَرَ الْقَسْطَلَانِیُّ مَقُوْلَ ابْنِ کَثِیْرٍ ثُمَّ قَالَ لٰکِنَّہٗ وَرَدَ فِی الْجُمْلَۃِ فِیْ عِدَّۃِ اَحَادِیْثَ یَتَقَوّٰی بَعْضُھَا بِبَعْضٍ اَوْرَدَہٗ شَیْخُ الْاِسْلَامِ الْعَسْقَلَانِیُّ وَذَکَرَہُ ابْنُ السُّبْکِیِّ اَنَّ تَسْلِیْمَ الْغَزَالَۃِ رَوَاہُ الْحَافِظُ اَبُوْ نُعَیْمٍ الْاَصْفَھَانِیُّ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّۃِ قُلْتُ وَکَذَا رَوَاہُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَالْحَاکِمُ وَشَیْخُہٗ اِبْنُ عَدِیٍّ کَمَا ذَکَرَہُ الدَّمِیْرِیُّ فِیْ حَیٰوۃِ الْحَیَوَانِ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ۔

ہرنی کو سالم رکھنا۔ یہ روایت بھی لوگوں میں مشہور ہے۔ مدائح النبویۃ میں ہے کہ ابن کثیر کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور جس نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کیا۔ اس نے جھوٹ بولا۔ جیسا کہ ابن الدیبع رح کا خیال ہے۔ عسقلانی رح نے ابن کثیر رح کا قول نقل کرکے لکھا ہے۔ کہ متعدد احادیث میں یہ مضمون وارد ہوا ہے۔ جو ایک دوسرے کی تقویت کرتا ہے۔ ان تمام روایات کو حافظ عسقلانی رح نے جمع فرمایا ہے۔ ابن سبکی کہتے ہیں۔ اس حدیث کو حافظ ابو نعیم اصفہانی اور بیہقی رح نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں۔ دمیری نے اپنی حیوۃ الحیوان میں تحریر کیا ہے۔ کہ اس حدیث کو دارقطنی رح حاکم رح اور ابن عدی رح نے روایت کیا ہے۔

۱۳۷۔ حَدِیْثُ تُعَادُ الصَّلٰوۃُ مِنْ قَدْرِ الدِّرْھَمِ یَعْنِیْ مِنَ الدَّمِ قَالَ النَّوَوِیُّ فِیْ شَرْحِ خُطْبَۃِ مُسْلِمٍ اَنَّہٗ حَدِیْثٌ ذَکَرَہُ الْبُخَارِیُّ فِیْ تَارِیْخِہٖ وَھُوَ حَدِیْثٌ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَہٗ عِنْدَ اَھْلِ الْحَدِیْثِ۔

ایک درہم (خون) کی مقدار سے نماز کا اعادہ کیا جائے۔ امام نووی رح شرح خطبۃ المسلم رح میں فرماتے ہیں۔ اس حدیث کو بخاری نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے۔ یہ حدیث باطل ہے بلکہ محدثین کے نزدیک اس کی کوئی اصل نہیں۔

۱۳۸۔ حَدِیْثُ یَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی سَبْعِیْنَ فِرْقَۃً کُلُّھُمْ فِی الْجَنَّۃِ اِلَّا فِرْقَۃً وَاحِدَۃً قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ ھُمْ قَالَ الزَّنَادِقَۃُ وَھُمُ الْقَدَرِیَّۃُ قَالَ فِی اللَّآلِیْ بِھٰذَا اللَّفْظِ وَاِلَّا فَحَدِیْثُ یَفْتَرِقُ الْاُمَّۃُ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً اَخْرَجَہٗ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَابْنُ مَاجَۃَ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاکِمُ فِیْ صَحِیْحِہِمَا وَقَالَ الْحَاکِمُ اَنَّہٗ حَدِیْثٌ کَبِیْرٌ فِی

میری امت ستر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ سب کے سب سوائے ایک فرقے کے جنتی ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ وہ ایک فرقہ کون سا ہوگا۔ آپ نے فرمایا زندیق اور قدریہ سیوطی نے لآلی میں انہی الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ورنہ یہ حدیث موجود ہے۔ کہ میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائے گی۔ یہ حدیث ابوداؤد رح اور ترمذی رح میں موجود ہے۔ نیز ترمذی رح نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ اور اسے ابن ماجہ، ابن حبان رح اور حاکم نے اپنی صحیحین میں روایت کیا

الاُصُولِ قَالَ الزَّرْکَشِیُّ وَرَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ وَصَحَّحُوْہُ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَغَیْرِہٖ قُلْتُ رَوَاہُ الْاَرْبَعَۃُ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَلَفْظُہٗ افْتَرَقَتِ الْیَہُوْدُ عَلٰی اِحْدٰی وَسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً وَتَفَرَّقَتِ النَّصَارٰی عَلَی اثْنَتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً کَمَا فِی الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ لِلسُّیُوْطِیِّ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِلتِّرْمِذِیِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِلَفْظِ اَنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلَی اثْنَتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ وَفِیْ رِوَایَۃِ اَحْمَدَ وَ

ہے۔ حاکم رحمہ کہتے ہیں ۔ یہ اصول میں بہت بڑی حدیث ہے ۔ زرکشی رحمہ کہتے ہیں ۔ اسے بیہقی رحمہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کرکے صحیح قرار دیا ہے۔ ملا علی قاری رحمہ فرماتے ہیں، اس حدیث کو اربعہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے ۔ کہ یہود کے اکہتر فرقے ہوئے نصاریٰ کے بہتر اور میری امت تہتر فرقوں پر منقسم ہوگی۔ جیسا کہ سیوطی رحمہ نے جامع الصغیر میں نقل کیا ہے۔ ترمذی رحمہ کی ایک روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں۔ کہ بنو اسرائیل بہتر فرقوں پر منقسم ہوئے۔ اور میری امت تہتر فرقوں پر منقسم ہوگی۔ سوائے ایک فرقے کے سب کے سب دوزخ میں ہوں گے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون سا فرقہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ احمد رحمہ اور ابو داؤد رحمہ کی ایک

أَبِي دَاوُدَ عَنْ مُعَاوِيَةَ اثْنَتَانِ
وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ وَوَاحِدَةٌ
فِي الْجَنَّةِ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ وَالْحَدِيثُ
فِي الْمِشْكٰوةِ وَشَرْحِهِ الْمِرْقَاةِ ۔

۱۳۹ - حَدِيثُ تَفَقَّهُوا قَبْلَ
أَنْ تُسَوَّدُوا مِنْ قَوْلِ عُمَرَ قِيلَ
مَعْنَاهُ قَبْلَ أَنْ تَزَوَّجُوا
فَتَصِيرُوا أَرْبَابَ بُيُوتٍ وَ
خَدَمٍ وَلِذَا قِيلَ ضَاعَ الْعِلْمُ
فِي أَفْخَاذِ النِّسَاءِ وَقَالَ الثَّوْرِيُّ
مَنْ أَسْرَعَ الرِّيَاسَةَ أَضَرَّ
بِكَثِيرٍ مِنَ الْعِلْمِ وَمَنْ لَمْ يُسْرِعْ
كُتِبَ ثُمَّ كُتِبَ وَهٰذَا
الْمَعْنَى أَعَمُّ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ أَعْلَمُ ۔

۱۴۰ - حَدِيثُ تَفَكُّرُ سَاعَةٍ
خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ ذَكَرَهُ
الْفَاكِهَانِيُّ بِلَفْظِ فِكْرُ سَاعَةٍ
وَقَالَ إِنَّهُ مِنْ كَلَامِ السَّرِيِّ
السَّقَطِيِّ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض

روایت میں امیر معاویہؓ سے یہ الفاظ ہیں کہ بہتر
دوزخ میں اور ایک جنت میں ہوگا۔ اور وہ
جماعت ہوگی۔ یہ حدیث مشکوۃ میں ہے۔ اور اس
کی شرح مرقاۃ میں ہے ۔

بوڑھے ہونے سے قبل فقیہہ بن جاؤ۔
حضرت عمرؓ کا قول ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے
کہ شادی سے قبل کیونکہ اس کے بعد تم گھر
والے اور خادموں والے بن جاؤ گے۔ اسی
لئے کہا جاتا ہے۔ کہ علم عورتوں کی رانوں میں
ضائع ہو جاتا ہے۔ ثوری رح کہا کرتے
تھے۔ جس نے ریاست میں جلدی کی اس نے
علم کے بڑے حصے کو نقصان پہنچایا۔ اور
جس نے جلدی نہیں کی۔ اس کے لئے اتنا اتنا
ہے۔ اور یہ معنی بہت عام ہے ۔

ایک ساعت سوچنا ایک سال کی عبادت سے بہتر
ہے۔ فاکہانی نے لفظ فکر کے ساتھ اسے نقل کیا ہے
اور کہا ہے کہ یہ سری سقطی کا کلام ہے۔ ابن عباس رض
اور ابوالدرداء فرمایا کرتے تھے۔ ایک ساعت کی فکر رات
کے قیام سے بہتر ہے۔ ان روایات کو خطابی نے نقل کیا

وابو الدرداء وفكر ساعة خير من عبادة ستين سنة ۔

ہے سیوطی نے جامع میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ایک ساعت کی فکر ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے

۱۴۱۔ حديث المتكبر على المتكبر صدقة قال الرازي هو كلام مشهور قلت لكن معناه مأثور ۔

متکبر کے سامنے تکبر کرنا بھی صدقہ ہے۔ رازی رح کہتے ہیں۔ یہ مشہور کلام ہے۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں۔ اس کے معنی منقول ہیں ۔

۱۴۲۔ حديث التكبير جزم قال السخاوي لا اصل له في المرفوع مع وقوعه في الرافعي وانما هو من كلام ابراهيم النخعي حكاه الترمذي في جامعه عنه فقال يروى عن ابراهيم النخعي انه قال التكبير جزم والتسليم جزم وقال السيوطي رواه سعيد بن منصور في سننه عن ابراهيم النخعي قوله التكبير جزم والقراءة جزم واخرج من وجه آخر عنه قال كانوا يجزمون

تکبیر یقینی ہے۔ سخاوی رح کہتے ہیں۔ اگرچہ رافعی رح نے اسے روایت کیا ہے۔ لیکن مرفوعاً اس کی کوئی اصل نہیں۔ یہ ابراہیم رح نخعی کا قول ہے جیسا کہ ترمذی رح نے اسے اپنی جامع میں نقل کیا ہے۔ امام ترمذی رح فرماتے ہیں ابراہیم نخعی سے مروی ہے تکبیر کہنا بھی ضروری ہے۔ اور سلام پھیرنا بھی ضروری ہے۔ سیوطی کہتے ہیں۔ سعید رح بن منصور نے اپنی سنن میں ابراہیم نخعی رح سے روایت کیا ہے۔ کہ تکبیر بھی ضروری اور قرات بھی ضروری۔ سعید رح بن منصور نے دوسرے طریقوں سے روایت

التكبير والمراد عدم التمطيط والترديد أقول والأظهر أنه أراد بالجزم الوقف دون الوصل بما بعده بناء على أنه كلام تام ولكن الحكم في القراءة فإن المستحب فيها هو الوقف على الفواصل.

کیا ہے۔ کہ صحابہ تکبیر کو ضروری سمجھتے تھے۔ اور اس سے مراد نہ کھینچنا ہے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔ اس سے مراد وقف ہے۔ یعنی اللہ اکبر کو ما بعد سے وصل نہ کیا جائے۔ کیونکہ یہ کلام تام ہے۔ یہی حکم قرأت کا ہوگا۔ کہ آیات پر وقف مستحب ہے۔

۱۴۳ - حديث التكلف حرام قال ابن الديبع لا أعلم هذا اللفظ بل في صحيح البخاري عن عمر قال نهينا عن التكلف قلت والحاصل أن معناه ثابت ويؤيده ما أخرجه ابن عساكر في تاريخه عن الزبير بن العوام بلفظ اللهم إني وصالحي أمتي براء من التكلف وأخرجه أيضا بلفظ أنا وأمتي براء من التكلف عن الزبير بن أبي هالة وهو

تکلف حرام ہے۔ ابن الدیبعؒ کہتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ میں اس حدیث کو نہیں جانتا ہاں صحیح بخاریؒ میں حضرت عمرؓ سے یہ الفاظ مروی ہیں ہمیں تکلف سے منع کیا گیا تھا حاصل کلام یہ ہے۔ کہ اس کا مفہوم ثابت اور اس کی تائید وہ حدیث بھی کرتی ہے جسے ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں زبیرؓ بن العوام سے روایت کیا ہے۔ اے اللہ میں اور میری امت کے نیک لوگ تکلف سے بری ہیں۔ نیز ابن عساکر نے اسے زبیر بن ابی ہالہ یعنی ابن خدیجہؓ زوجۂ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان الفاظ کے

ابن خديجة زوج النبي عليه الصلوة والسلام قد يقتبس ذلك من قوله تعالى وما انا من المتكلفين.

ساتھ روایت کیا ہے۔ میں اور میری امت تکلف سے بری ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے قول سے بھی ثابت ہے۔ اور میں تکلف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں"۔

۱۴۴۔ حديث تمكث احدٰكن شطر عمرها لا تصلي ولفظ الزركشي شطر دهرها قال ابن منده لا يثبت وقال ابن الجوزي لا يعرف وقال النووي باطل وقال البيهقي طلبته فلم اجد له اسنادا والحاصل انه لا اصل له بهذا اللفظ من حيث مبناه والا فيقرب من معناه ما اتفق عليه الشيخان من حديث ابي سعيد مرفوعا أليس اذا حاضت لم تصل ولم تصم فذلك من نقصان دينها.

تم میں سے ہر ایک عورت اپنی عمر کے ایک حصہ تک نماز سے رکی رہتی ہے۔ زرکشی کے الفاظ ہیں زمانہ کے ایک حصہ تک ابن مندہ کہتے ہیں یہ روایت ثابت نہیں ابن الجوزی کہتے ہیں یہ پہچانی نہیں جاتی۔ نووی رح کہتے ہیں۔ یہ روایت باطل ہے بیہقی کہتے ہیں مجھے تلاش کرنے کے بعد اس کی سند دستیاب نہ ہوئی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت ثابت نہیں لیکن بلحاظ مفہوم یہ اس حدیث کے قریب ہے جسے شیخین نے ابو سعیدؓ خدری سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ جب عورت کو حیض آتا ہے۔ تو وہ نہ نماز پڑھتی ہے۔ اور نہ روزے رکھتی ہے۔ یہ اس کے دین کی کمی ہے۔

۱۴۵۔ حدیث تناسلوا اباهي بكم يوم القيامة جاء معناه عن جماعة من الصحابة في أبي داود والنسائي والبيهقي وغيرهم من حديث معقل بن يسار مرفوعا تزوجوا الولود فاني مكاثر بكم الامم وللاحمد والبيهقي عن أنس نحوه وصححه ابن حبان والحاكم۔

نسل پیدا کیا کرو۔ میں تم لوگوں کے ذریعہ قیامت کے دن فخر کروں گا۔ اس مفہوم کی روایتیں صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہیں۔ ابوداؤد، نسائی رح اور بیہقی رح وغیرہ میں معقل رض بن یسار سے مرفوعاً مروی ہے۔ اولاد دینے والی عورتوں سے شادی کیا کرو۔ میں تمہارے ذریعہ دیگر امتوں پر کثرت حاصل کروں گا۔ احمد رح اور بیہقی رح نے انس رض سے بھی ایسی ہی روایت کی ہے اور ابن حبان رح اور حاکم رح نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۱۴۶۔ حدیث التوكؤ على العصا من سنة الانبياء كلام صحيح وليس له اصل صريح وانما يستفاد من قوله تعالى ما تلك بيمينك يموسى ومن فعل نبينا عليه السلام في بعض الاحيان كما بينته في رسالة واما حديث من بلغ الاربعين و

عصا پر ٹیک لگانا انبیاء کی سنت ہے۔ کلام تو صحیح ہے۔ لیکن اس کے لئے کوئی واضح اصل موجود نہیں۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے اخذ کیا جا سکتا ہے۔ اے موسیٰ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے، اور بعض اوقات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی عصا لینا ثابت ہوتا ہے۔ میں نے اسے ایک رسالہ میں بیان کیا ہے اور یہ حدیث

لَمْ یُمْسِكِ الْعَصَا فَقَدْ عَصٰی فَلَیْسَ لَہٗ اَصْلٌ ۔	جو چالیس کو پہنچ جائے اور عصا نہ لے اس کی کوئی اصل نہیں ۔
۱۴۷۔ حَدِیْثُ التَّھْنِئَۃِ بِالشُّھُوْدِ وَالْاَعْیَادِ مِمَّا اِعْتَادَہُ النَّاسُ فِیْ بَعْضِ الْبِلَادِ لَمْ یَرِدْ فِیْہِ شَیْءٌ صَرِیْحٌ فِیْ ھٰذَا الْمَبْنٰی وَلٰکِنَّہٗ صَحِیْحٌ فِی الْمَعْنٰی فَقَدْ لَقِیَ خَالِدَ بْنَ مَعْدَانَ وَاثِلَۃَ بْنِ الْاَسْقَعِ فِیْ یَوْمِ عِیْدٍ فَقَالَ تَقَبَّلَ اللّٰہُ مِنَّا وَمِنْكَ فَقَالَ نَعَمْ تَقَبَّلَ اللّٰہُ مِنَّا وَمِنْكَ وَاَسْنَدَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلٰکِنَّ الْاَشْبَہَ فِیْہِ الْوَقْفُ وَقَدْ ثَبَتَ اَنَّ اٰدَمَ لَمَّا حَجَّ بَیْتَ اللّٰہِ الْحَرَامَ قَالَتِ الْمَلَائِکَۃُ بَرَّ حَجُّكَ قَدْ حَجَجْنَا قَبْلَكَ وَفِی الصَّحِیْحَیْنِ نَقِیَامُ طَلْحَۃَ لِکَعْبٍ وَتَھْنِئَتُہٗ	مجامع یا عیدیں جس میں لوگ بعض شہروں میں جمع ہوں ، مبارک باد دینا ان الفاظ کے ساتھ کوئی صریح حدیث موجود نہیں ۔ لیکن معنیٰ اس کے صحیح ہیں کیونکہ خالدؒ بن معدان عید کے روز واثلہؓ بن الاسقع سے ملے ، تو فرمایا اللہ تعالیٰ ہم سے اور آپ سے قبول فرمائے ، واثلہ نے جواب دیا ہاں اللہ تعالیٰ ہم سے بھی اور آپ سے بھی قبول فرمائے اور انہوں نے اسے حضورؐ کی جانب منسوب کیا ، لیکن صحیح یہ ہے ۔ کہ یہ موقوف ہے ، اور یہ ثابت ہے کہ آدم علیہ السلام نے جب بیت اللہ الحرام کا حج فرمایا ۔ تو فرشتوں نے کہا آپ کا حج نیک ہے ۔ لیکن ہم نے آپ سے قبل حج کیا ہے ۔ اور صحیحین میں ہے کہ طلحہ نے کھڑے ہو کر کعب کو ان کی توبہ قبول ہونے کی مبارک باد پیش کی ، پڑوسی

بتوبته الله عليه ويؤذي في حقوق الجار من المرفوع إن أصابه خير هنأه أو مصيبة عزاه إلى غير ما هو في مبناه ومعناه ۔

کے حقوق میں مرفوعاً مروی ہے اگر اسے بھلائی حاصل ہو۔ تو مبارک باد دو۔ اور اگر اسے مصیبت پہنچے۔ تو تعزیت کرو۔

حرف الثاء المثلثة

۱۴۸۔ حديث الثقة بكل أحد عجز قال السخاوي لا أعرفه بهذا اللفظ قلت ومعناه صحيح إذ لا ينبغي لأحد أن يثق بغير الله فإن من توكل عليه كفاه ومن تعزز بالعبيد أذله الله وفي المثل لاذ بحرملة وهو نبت ضعيف ولا حول ولا قوة إلا بالله ويقويه حديث الحزم سوء الظن ۔

ہر ایک پر بھروسہ کرنا عاجزی ہے سخاوی کہتے ہیں میں ان الفاظ کے ساتھ اسے نہیں پہچانتا۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں اس کے معنی صحیح ہیں۔ کیونکہ کسی کے لئے یہ جائز نہیں۔ کہ وہ غیر اللہ پر بھروسہ کرے۔ کیونکہ اللہ پر جو بھروسہ کرتا ہے۔ اللہ اسے کافی ہے اور جو بندوں پر بھروسا کرتا ہے۔ اللہ اسے ذلیل کرتا ہے اور مثال ہے کہ اس نے حرملہ کے ساتھ پناہ حاصل کی۔ اور حرملہ ایک کمزور گھاس ہے اور اللہ کے سوا کسی میں قوت نہیں اور اس کی تائید حدیث الحزم سوء الظن بھی کرتی ہے۔

۱۴۹۔ حديث ثلث لا يركن

تین چیزوں پر بھروسہ نہیں کیا

إِلَيْهَا الدُّنْيَا وَالسُّلْطَانُ وَالْمَرْأَةُ كَلَامٌ صَحِيحٌ فِي مَعْنَاهُ وَلَيْسَ بِحَدِيثٍ فِي مَبْنَاهُ ۔ جا سکتا ۔ دنیا ۔ بادشاہ اور عورت کلام معنوی لحاظ سے صحیح ہے لیکن لفظاً یہ حدیث نہیں ۔

حَرْفُ الْجِيمِ

۱۵۰۔ حَدِيثُ الْجَارِ إِلَى أَرْبَعِينَ الْمَعْرُوفُ مَا رَوَى الْبُخَارِيُّ فِي الْأَدَبِ الْمُفْرَدِ أَنَّهُ مِنْ قَوْلِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَقَدْ سُئِلَ عَنِ الْجَارِ فَقَالَ أَرْبَعُونَ دَارًا إِمَامَهُ وَأَرْبَعُونَ خَلْفَهُ وَأَرْبَعُونَ عَنْ يَمِينِهِ وَأَرْبَعُونَ فِي شِمَالِهِ وَكَذَا جَاءَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ ۔ پڑوس چالیس تک ہے۔ اس میں مشہور حسنؒ بصری کا قول ہے۔ جو بخاریؒ نے ادب المفرد میں روایت کیا ہے ان سے پڑوس کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا چالیس گھر آگے چالیس پیچھے ۔ چالیس دائیں اور چالیس بائیں ۔ اسی قسم کا قول اوزاعیؒ سے بھی مروی ہے ۔

۱۵۱۔ حَدِيثُ جُبِلَتِ الْقُلُوبُ عَلَى حُبِّ مَنْ أَحْسَنَ إِلَيْهَا وَبُغْضِ مَنْ أَسَاءَ إِلَيْهَا قَالَ السَّخَاوِيُّ يُرْوَى مَرْفُوعًا وَمَوْقُوفًا وَهُوَ بَاطِلٌ مِنَ الْوَجْهَيْنِ وَقَوْلُ ابْنِ عَدِيٍّ ثُمَّ الْبَيْهَقِيِّ جو چیز انسان کو اچھی معلوم ہو اس کی محبت اور جو بری معلوم ہو اس کے بغض پر دل کی فطرت بنائی گئی ہے سخاویؒ کہتے ہیں یہ مرفوعاً اور موقوفاً ہر دو طرح سے مروی ہے لیکن ہر دو طرح باطل ہے۔ ابن عدیؒ اور بیہقی سے کہتے ہیں۔ یہ موقوف ہے اور اعمش

اَنَّ الْمَوْقُوْفَ مَعْرُوْفٌ مِنَ الْاَعْمَشِ يَحْتَاجُ اِلٰى تَاْوِيْلٍ فَاِنَّهُمَا اَوْرَدَاهُ كَذٰلِكَ بِسَنَدِهٖ مَنْ يُتَّهَمُ بِالْكَذِبِ وَالْوَضْعِ بِسِيَاقِ اَجَلِّ الْاَعْمَشِ عَنْ مِثْلِهٖ قَالَ وَرُبَمَا يُسْتَاْنَسُ بِمَا يُرْوٰى اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ الْفَاجِرَ عِنْدِیْ نِعْمَةً يَرْعَاهُ بِهَا قَلْبِیْ وَبِحَدِيْثِ الْهَدِيَّةِ تَذْهَبُ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَهُوَ ضَعِيْفٌ ۔

مشہور ہے۔ اور تاویل کی محتاج ہے کیونکہ ابن عدی اور بیہقی نے اسے ایسے لوگوں سے روایت کیا ہے۔ جو کذب و وضع کے ساتھ متہم ہیں۔ باوجودیکہ یہ روایت اعمشؒ جیسے شخص سے ہے۔ اور بعض اوقات یہ بھی روایت کیا جاتا ہے۔ اے اللہ میرے لئے فاجر کے پاس نعمت نہ بنا دینا۔ کہ اس سے میرا قلب کی نگرانی کرے۔ اور ہدیہ والی حدیث جس میں آتا ہے کہ وہ بینائی اور شنوائی کو ختم کر دیتا ہے۔ یہ بھی ضعیف ہے ۔

۱۵۲۔ حَدِيْثُ اَلْجَزَاءُ مِنْ جِنْسِ الْعَمَلِ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَمْ اَقِفْ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَيُشِيْرُ اِلَيْهِ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا وَكَمَا تَدِيْنُ تُدَانُ ۔

جزا عمل کی جنس سے ہے سخاوی کہتے ہیں ہیں ان الفاظ سے واقف نہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا قول اس کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ اگر تم سختی کرو۔ تو اتنی کرو جتنی تم پر کی گئی ہے۔ برائی کا بدلہ اتنی برائی کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ اور جیسا کرے گا۔ ویسا بھرے گا۔

۱۵۳۔ حَدِيْثُ جَنِّبُوْا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ قَالَ الْبَزَّارُ لَيْسَ لَهٗ

اپنی مسجدوں کو بچوں سے بچاؤ۔ بزار کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ لیکن سخاویؒ

أصل وتعقبه السخاوي بأنه
أخرجه ابن ماجة مطولاً و
سنده ضعيف قال السيوطي
حديث جنبوا مساجدكم
مجانينكم وصبيانكم رواه
ابن ماجة عن واثلة بن
الأسقع والطبراني عن أبي
الدرداء وأبي أمامة.

١٥٤ - حديث جهد المقل
دموعه قال ابن الديبع
هو معنى حديث أفضل
الصدقة جهد المقل دموعه
الذي أخرجه أبو داود وغيره
عن أبي هريرة موفوعاً قلت
والفرق بين المعنيين أن
الأول يشير إلى أنه لا يملك
شيئاً غير دموعه مبالغة
في فقره وفاقته والحديث
يراد به أنه إذا كان فقيراً

نے ان پر اعتراض کیا ہے۔ کہ ابن ماجہ نے
اس حدیث کو مطولاً روایت کیا ہے
اگرچہ اس کی سند ضعیف ہے۔
سیوطیؒ کہتے ہیں۔ کہ یہ حدیث کہ اپنی
مسجدوں کو بچوں اور مجنونوں سے بچاؤ
اسے ابن ماجہ نے واثلہ بن الاسقع سے اور
طبرانیؒ نے ابو الدرداءؓ اور ابو امامہؓ سے
روایت کیا ہے۔

مجبور کی کوشش اس کے آنسو ہیں۔
ابن الدبیع کہتے ہیں۔ یہ اس حدیث کے
معنی ہیں۔ جس میں آتا ہے۔ مجبور کی جانب
سے افضل صدقہ اس کے آنسو ہیں۔ یہ روایت
ابو داؤد وغیرہ نے ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً نقل کی
ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ میرے نزدیک
دونوں معنی میں فرق یہ ہے۔ کہ مجبور بجز آنسوؤں
کے کسی شئے کا مالک نہیں ہوتا۔ اپنے فقر و فاقہ
کی زیادتی کی بنا پر۔ اور دوسری حدیث کا منشا
یہ ہے۔ کہ جب انسان فقیر ہو۔ اور کچھ تھوڑا
سا مال جو اس کے پاس ہے وہ بھی اللہ

وَاَعْطٰى شَيْئًا قَلِيْلًا مِمَّا عِنْدَهٗ فَهُوَ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ كَمَا وَرَدَ سَبَقَ دِرْهَمٌ مِائَةَ اَلْفَ دِرْهَمٍ ۔

تعالیٰ کی راہ میں دے۔ تو یہ افضل صدقہ ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ کہ ایک درہم ایک لاکھ سے بڑھ گیا۔

۱۵۵۔ حَدِيْثُ جَوْرُ التُّرْكِ وَلَا عَدْلُ الْعَرَبِ كَلَامٌ سَاقِطٌ لَا حَدِيْثٌ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ وَاَقُوْلُ هُوَ كُفْرٌ بِظَاهِرِهٖ حَيْثُ فَضَّلَ ظُلْمَ جَمَاعَةٍ عَلٰى عَدْلِ جَمَاعَةٍ مَعَ اَنَّ اَهْلَ الْعَدْلِ اَحْسَنُ اَجْنَاسِ النَّاسِ وَاَهْلَ الْجَوْرِ اَضَلُّهُمُ الْاَجْنَاسِ ۔

ترکوں کا ظلم اور نہ عرب کا انصاف کلام ساقط ہے۔ نہ کہ حدیث۔ ابن الدیبع نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں میرے نزدیک یہ بظاہر کفر ہے کیونکہ ایک جماعت کے ظلم کو دوسری جماعت کے عدل پر فضیلت دی گئی ہے باوجود اس بات کے کہ اہل عدل لوگوں میں سب سے بہتر اور ظالم سب سے بدتر ہیں۔

۵۶۔ حَدِيْثُ الْجُوْعُ كَافِرٌ لَا يَرْحَمُ عَلٰى صَاحِبِهٖ فِيْ حَالَتِهٖ وَقَاتِلُهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَيْ دَافِعُهٗ عَنْ مُسْلِمٍ مُضْطَرٍّ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ وَاَمَّا مَبْنَاهُ فَكَمَا قَالَ ابْنُ الدَّيْبَعِ

بھوک کافر ہے۔ اپنے ساتھی پر بھی رحم نہیں کرتی۔ کسی حال میں بھی اور اسے قتل کرنے والا۔ یعنی مسلم سے بھوک کو دفع کرنے والا جنتی ہے معنی تو اس کے صحیح ہیں۔ لیکن اس کے الفاظ بازاروں میں ضرور

أَنَّهُ كَلَامٌ يَدُورُ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَيْسَ بِحَدِيثٍ۔ | رائج ہیں - لیکن یہ حدیث نہیں۔

۱۵۷۔ حَدِيثُ الْجِيزَةِ رَوْضَةٌ وَمِصْرُ خَزَائِنُ اللهِ فِي أَرْضِهِ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ كَذِبٌ مَوْضُوعٌ وَفِي النِّهَايَةِ أَنَّ الْجِيزَةَ بِكَسْرِ الْجِيمِ وَسُكُونِ الْيَاءِ قَرْيَةٌ قُبَالَةَ مِصْرَ عَلَى النِّيلِ۔

جیزہ ایک باغ ہے۔ اور مصر اللہ کی زمین میں اس کا خزانہ ہے۔ امام عسقلانی رح فرماتے ہیں۔ یہ جھوٹ ہے اور موضوع ہے۔ نہایہ میں ہے کہ جیزہ دریائے نیل کے کنارے پر مصر میں ایک گاؤں ہے۔

حَرْفُ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ

۱۵۸۔ حَدِيثُ حَاكُوا الْبَاعَةَ فَإِنَّهُ لَا ذِمَّةَ لَهُمْ لَكِنْ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ بِتَشْدِيدِهَا كَاف مِنْ غَمًّا وَلَفْظُ السُّيُوطِيِّ حَاكِكُوا بِالْكَافِ وَقَالَ لَا أَصْلَ لَهُ وَفِي مُسْنَدِ أَبِي يَعْلَى مِنْ حَدِيثِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ مَرْفُوعًا الْمَغْبُونُ لَا مَأْجُورٌ وَلَا مَحْمُودٌ وَأَخْرَجَهُ أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ

بیع کو بیان کر دیا کرو۔ کیونکہ یہ لوگوں کے لئے ضروری ہے۔ اس روایت کا ابن الدیبع نے ذکر کیا ہے سیوطی کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ مسند ابی یعلی میں حسین رض بن علی رض سے مرفوعاً مروی ہے مغبون وہ ہے۔ جس میں نہ ظلم ہو اور نہ قابل تعریف ہو۔ ابو القاسم رح البغوی نے کامل رح بن طلحہ کے واسطے ابو ہشام القناد سے روایت کی ہے۔ کہ میں بصرہ سے

مِنْ طَرِیْقِ کَامِلِ بْنِ طَلْحَۃَ
عَنْ اَبِیْ هِشَامِ الْقَنَّادِ قَالَ
کُنْتُ اَحْمِلُ الْمَتَاعَ مِنَ الْبَصْرَۃِ
اِلَی الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ
طَالِبٍ فَکَانَ یُمَاکِسُنِیْ فِیْہِ
فَلَعَلِّیْ لَا اَقُوْمُ عِنْدَہٗ حَتّٰی
یَهَبَ عَامَّتَہٗ قُلْتُ یَا ابْنَ
رَسُوْلِ اللّٰہِ اَجِئْتُکَ بِالْمَتَاعِ
مِنَ الْبَصْرَۃِ تُمَاکِسُنِیْ فِیْہِ
فَلَعَلِّیْ لَا اَقُوْمُ حَتّٰی تَهَبَ
عَامَّتَہٗ فَقَالَ اِنَّ اَبِیْ حَدَّثَنِیْ
یَرْفَعُ الْحَدِیْثَ اِلَی النَّبِیِّ عَلَیْہِ
السَّلَامُ قَالَ الْمَغْبُوْنُ لَا مَاجُوْرٌ
وَلَا مَحْمُوْدٌ قَالَ الْبَغَوِیُّ الْوَهْمُ
مِنْ کَامِلٍ وَرَوٰی غَیْرُہٗ عَنْ
اَبِیْ هِشَامٍ قَالَ کُنْتُ اَحْمِلُ
الْمَتَاعَ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ
قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ وَرَدَ بِسَنَدٍ
ضَعِیْفٍ بِلَفْظِ مَاکَسَبُوا الْبَلْغَۃَ

حسین رضؓ بن علیؓ کے پاس سامان لے جایا
کرتا تھا۔ تو وہ مجھے اس میں کم کر دیا کرتے
تھے۔ میں جب تک ان کے پاس ٹھہرتا
وہ اکثر اس میں سے ہبہ کر دیتے ہیں۔ میں نے
عرض کیا اے ابن رسولؐ میں آپ کے
پاس بصرہ سے سامان لے کر آتا ہوں اول
تو آپ میرے پاس کچھ چھوڑ دیتے
ہیں۔ اور پھر میرے جانے سے قبل اکثر
ہبہ کر دیتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا مجھ
سے میرے والد نے مرفوعاً یہ حدیث
بیان کی ہے۔ آپ نے فرمایا تھا غبن وہ
ہے جس میں نہ ظلم ہوا اور نہ وہ قابل
تحسین ہو۔ بغوی رحؒ کہتے ہیں۔ اس میں
کامل کی جانب سے وہم ہوتا ہے۔ اس
کے علاوہ ابو ہشام سے اسے اوروں نے
بھی روایت کیا ہے۔ ابو ہشام رضؓ کہتے ہیں
میں حسینؓ بن علیؓ کے پاس سامان لے کر
جایا کرتا تھا۔ العسقلانی رحؒ کہتے ہیں یہ روایت
سند ضعیف کے ساتھ ان الفاظ سے بھی مروی

فَاِنَّہٗ لَا خَلَاقَ لَھُمْ قَالَ وَوَرَدَ
بِسَنَدٍ قَوِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ
اَنَّہٗ قَالَ كَانَ يُقَالُ مَا كَسَبُوْا
الْبَاعَۃُ فَاِنَّہٗ لَا خَلَاقَ لَھُمْ۔

۱۵۹- حَدِيْثُ حُبِّبَ اِلَيَّ
مِنْ دُنْيَاكُمْ ثَلٰثٌ اَلطِّيْبُ وَ
النِّسَاءُ وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَيْنِيْ
فِي الصَّلٰوۃِ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ رَوَاہُ
النَّسَائِيُّ وَالْحَاكِمُ مِنْ حَدِيْثِ
اَنَسٍ بِدُوْنِ لَفْظِ ثَلَاثٍ وَ
قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ اَقِفْ عَلٰى
لَفْظِ ثَلَاثٍ اِلَّا فِيْ مَوْضِعَيْنِ
مِنَ الْاِحْيَاءِ وَفِيْ تَفْسِيْرِ اٰلِ
عِمْرَانَ مِنَ الْكَشَّافِ وَمَا رَاَيْتُھَا
فِيْ شَيْءٍ مِنْ طُرُقِ ھٰذَا الْحَدِيْثِ
بَعْدَ مَزِيْدِ التَّفْتِيْشِ قَالَ
وَزِيَادَۃُ ثُمَّ مُخْتَلِفَۃٌ لِلْمَعْنٰى فَاِنَّ
الصَّلٰوۃَ لَيْسَتْ مِنَ الدُّنْيَا
قُلْتُ وَجْھُہٗ مِنْ جِھَۃِ الْمَعْنٰى

ہے، جو کچھ انہوں نے بیع سے کمایا اس میں ان کا
کچھ حصہ نہیں۔ سند قوی کے ساتھ سفیان ثوریؒ
سے مروی ہے کہ یہ کہا جاتا تھا کہ جو کچھ انہوں نے
بیع سے کمایا اس میں ان کا کچھ حصہ نہیں۔

تمہاری دنیا کی مجھے تین چیزیں محبوب
ہیں خوشبو، عورت اور میری آنکھوں کی
ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ زرکشی کہتے
ہیں اسے نسائی اور حاکم نے بغیر لفظ ثلاث
(تین) کے انسؓ سے روایت کیا ہے۔ سخاوی
کہتے ہیں میں اس لفظ ثلاث سے واقف
نہیں، سوائے اس کے کہ غزالی نے احیاء
میں دو جگہ پر نقل کیا ہے۔ کشاف کی تفسیر کے
آل عمران میں ہے، کہ میں نے اس حدیث کے
مختلف طریقوں کو دیکھا لیکن تفتیش کے
باوجود یہ الفاظ ثلاث نظر نہ آئے صاحب
کشاف کہتے ہیں کہ اس کی زیادت معنی کے
لحاظ سے مختلف ہو جائے گی، کیونکہ نماز
امور دنیا میں شامل نہیں۔ تیرے نزدیک
یہ حدیث بلحاظ الفاظ بھی صحیح ہے، کیونکہ

نعم قال السيوطي في تخريج احاديث الشفاء لكن عند احمد من حديث عائشة كان يعجب نبي الله من الدنيا ثلاثة اشياء النساء والطيب والطعام فاصاب اثنتين ولم يصب واحدة اصاب النساء والطيب ولم يصب الطعام قال اسناده صحيح الا ان فيه رجلا لم يسم قلت فيصير اسناده حسنا واما صحته من جهة المعنى فلوقوع قرة عينه في الدنيا جعل كانه منها ولكونه مما جاء في رواية الطيب والنساء وقرة عيني في الصلوة وهل المراد بالصلوة العبادة الموضوعة لسائر الانام او مراد الصلوة عليه السلام۔

سیوطی تخریج احادیث الشفاء میں فرماتے ہیں۔ امام احمد نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی تین چیزیں پسند تھیں۔ خوشبو عورت اور کھانا۔ اس میں دو یعنی خوشبو اور عورت پہلی روایت کے مطابق ہوئی ہیں۔ صرف ایک یعنی کھانا پہلی روایت کی مطابقت میں نہیں۔ سیوطیؒ کہتے ہیں اس کی سند صحیح ہے بجز اس کے کہ امام احمد نے ایک راوی کا نام نہیں لیا۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں۔ اس طرح اس کی اسناد حسن ہوئی۔ اور رہا معنوی لحاظ سے۔ تو کیونکہ آنکھوں کی ٹھنڈک دنیا میں واقع ہو رہی ہے تو اس لحاظ سے وہ دنیا میں شامل ہوئی۔ اور اس کی وہ روایت تائید کرتی ہے۔ جس میں یہ ذکر ہے کہ مجھے خوشبو۔ عورت محبوب ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ صلوۃ سے وہ عبادت مراد ہو۔ جو تمام مخلوق کے لئے وضع کی گئی ہے یا نبی اکرم صلعم پر درود ہو۔

۱۶۰ - حَدِیْثُ حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِيْ وَيُصِمُّ رَوَاهُ أَبُوْ دَاؤُدَ وَقَدْ بَالَغَ الصَّغَانِيُّ فِيْهِ وَحَكَمَ بِالْوَضْعِ عَلَيْهِ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَيَكْفِيْنَا سُكُوْتُ أَبِيْ دَاؤُدَ عَلَيْهِ فَلَيْسَ بِمَوْضُوْعٍ وَلَا شَدِيْدُ الضُّعْفِ فَهُوَ حَسَنٌ قُلْتُ وَذَكَرَ الزَّرْكَشِيُّ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَقَالَ الْوَقْفُ أَشْبَهُ وَرُوِيَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ وَلَا يَثْبُتُ وَسَكَتَ عَلَيْهِ السُّيُوْطِيُّ مَعَ أَنَّهُ ذَكَرَهُ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ وَقَالَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ فِيْ تَارِيْخِهِ وَأَبُوْ دَاؤُدَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَالْخَرَائِطِيُّ فِيْ إِعْتِلَالِ الْقُلُوْبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ انْتَهٰى فَالْحَدِيْثُ	کسی شے کی محبت اندھا اور گونگا کر دیتی ہے - اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے صغانی نے بہت مبالغہ سے کام لیا اور اس پر وضع کا حکم لگا دیا - امام سخاوی فرماتے ہیں - ہمارے لئے ابوداؤد کی خاموشی کافی ہے - اس لحاظ سے نہ تو یہ موضوع ہے - اور نہ شدید ضعیف ہے - ملا علی قاری فرماتے ہیں - زرکشی نے اسے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس میں وقف زیادہ صحیح ہے - اور یہ امیر معاویہ سے بھی روایت کی گئی ہے - اگرچہ ان سے ثابت نہیں - سیوطی نے اسے جامع الصغیر میں روایت کرکے سکوت کیا ہے - اور سیوطی کہتے ہیں - کہ اس حدیث کو احمد بخاری (تاریخ) ابوداؤد نے ابوالدرداء سے خرائطی نے اعتلال القلوب میں ابوہریرہ سے اور ابن عساکر نے عبداللہ بن انیس سے روایت کیا ہے - تو اس لحاظ سے یہ حدیث صحیح لذاتہ ہوئی - یا صحیح لغیرہ کیونکہ کثرت

إِنَّمَا صَحِيحٌ لِذَاتِهِ أَوْ لِغَيْرِهِ فَيَرْتَقِي عَنْ دَرَجَةِ الْحَسَنِ لِذَاتِهِ لِكَثْرَةِ رُوَاتِهِ وَقُوَّةِ صِفَاتِهِ ۔

رواۃ اور قوت صفات کی بنا پر اس کا درجہ حسن لذاتہ سے بڑھ چکا ہے ۔

١٦١ - حَدِيثُ الْحَبِيبُ لَا يُعَذِّبُ حَبِيبَهُ قَالَ السَّخَاوِيُّ مَا عَلِمْتُهُ فِي الْمَرْفُوعِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى نَحْنُ أَبْنَاءُ اللهِ وَأَحِبَّاؤُهُ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ يُشِيرُ إِلَيْهِ أَيْ إِلَى صِحَّةِ مَعْنَاهُ وَإِنْ لَمْ يَثْبُتْ مَبْنَاهُ ۔

کسی حبیب کے محبوب کو عذاب نہیں دیا جائے گا۔ سخاوی کہتے ہیں میں اس روایت کو مرفوعاً نہیں جانتا ۔ اور اللہ تعالیٰ کا قول "اور یہود و عیسائی کہتے ہیں ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔ آپ فرما دیجیے پھر وہ تمہیں تمہارے گناہوں کے عوض کیوں سزا دیتا ہے"، یہ آیت صحت معنی کی جانب اشارہ کرتی ہے۔ اگرچہ صحت لفظ ثابت نہیں ہوتی ۔

١٦٢ - حَدِيثُ حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ قَالَ بَعْضُهُمْ مَوْضُوعٌ وَمِنْهُمْ ابْنُ تَيْمِيَّةَ حَيْثُ جَزَمَ بِأَنَّهُ مِنْ قَوْلِ جُنْدُبِ الْبَجَلِيِّ وَقَدْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ إِلَى الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ رَفَعَهُ مُرْسَلًا قَالَ السُّيُوطِيُّ وَ

دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے ۔ بعض محدثین کا خیال ہے کہ یہ موضوع ہے۔ امام ابن تیمیہؒ اسے جندبؓ البجلی کا قول قرار دیتے ہیں بیہقی رحمہ نے اپنی شعب الایمان میں اسے حسنؒ بصری سے مرفوعاً و مرسلاً روایت کیا ہے۔ سیوطیؒ نے اس حدیث کو موضوعات میں شمار کیا ہے۔ لیکن حافظ ابن حجرؒ العسقلانی فرماتے ہیں کہ حسن بصری تک سند حسن

قَدْ عَدَّ الْحَدِيْثَ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ
وَتَعَقَّبَهُ شَيْخُ الْاِسْلَامِ ابْنُ
الْحَجَرِ بِاَنَّ الْمَدِيْنِيَّ اَثْنٰى عَلٰى
مَرَاسِيْلِ الْحَسَنِ وَالْاِسْنَادُ
حَسَنٌ اِلَيْهِ وَقَدْ اَوْرَدَهُ الدَّيْلَمِيُّ
مِنْ حَدِيْثِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ
فِيْ مُسْنَدِهٖ وَلَمْ يَذْكُرْ لَهٗ
اِسْنَادًا وَهُوَ فِيْ تَارِيْخِ ابْنِ
عَسَاكِرَ عَنْ سَعْدِ بْنِ مَسْعُوْدِ
الصَّدَفِيِّ التَّابِعِيِّ بِلَفْظِ حُبُّ
الدُّنْيَا رَأْسُ الْخَطَايَا انْتَهٰى
وَهُوَ عِنْدَ اَبِيْ نُعَيْمٍ فِيْ تَرْجَمَةِ
سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ مِنَ الْحِلْيَةِ
مِنْ قَوْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَعِنْدَ اَبِي الدُّنْيَا فِيْ مَكَائِدِ
الشَّيْطَانِ لَهٗ مِنْ قَوْلِ مَالِكِ
بْنِ دِيْنَارٍ اَقُوْلُ الْقَائِلُ بِاَنَّهٗ
مَوْضُوْعٌ لَمْ يُصَرِّحْ بِاِسْنَادِهٖ
وَالْاَسَانِيْدُ مُخْتَلِفَةٌ وَالْمُرْسَلُ

ہے۔ اور علیؒ ابن المدینی نے مرسلات
حسنؒ کی تعریف کی ہے۔ امام ذہبیؒ نے
حسنؒ کو مدلس قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے
کہ ان کی روایات حجت نہیں ہو سکتیں) دیلمی
نے اپنی مسند میں اس حدیث کو حضرت
علی رض سے بھی روایت کیا ہے۔ لیکن وہ
اس کی کوئی سند نہیں لائے۔ تاریخ ابن عساکر
میں یہ حدیث سعد بن مسعود الصدفی
التابعی سے ان الفاظ کے ساتھ مروی
ہے۔ کہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی
جڑ ہے۔ ابو نعیمؒ نے اپنی حلیہ میں سفیان ثوری
کے ذکر میں یہ حضرت عیسیٰ کا قول بیان کیا
ہے۔ ابو الدنیاؒ نے اپنی مکائد الشیطان
میں اسے مالکؒ بن دینار کا قول بیان
کیا ہے۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں جن لوگوں
نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔ انہوں نے
اس کے اسناد کی تصریح نہیں کی۔ اور اسانید
مختلف ہیں اور جمہور کے نزدیک جب کہ ان
کی اسناد صحیح حجت ہیں لیکن محدثین مرسل کو

حُجَّةٌ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ اِذَا صَحَّ اِسْنَادُهٗ وَلِهٰذَا قَالَ ابْنُ الْمَدِیْنِیْ مُرْسَلَاتُ الْحَسَنِ اِذَا رَوَاهَا عَنْهُ الثِّقَاتُ صِحَاحٌ وَقَالَ الدَّارَقُطْنِیْ فِیْ مَرَاسِیْلِهٖ ضُعْفٌ فَالْاِعْتِمَادُ عَلٰی حَمَادِ الْاِسْنَادِ۔

قبول نہیں کرتے ، اسی لئے ابن المدینیؒ کہتے ہیں حسنؒ کی مرسلات جب ان سے ثقہ لوگ روایت کریں صحیح ہیں دارقطنی مراسیل حسن کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس میں ضعف پایا جاتا ہے ۔ لیکن اعتماد سندوں پر ہوگا۔

فائدہ ۔ مرسلات کے بارے میں اختلاف ہے ۔ امام ابوحنیفہؒ امام مالکؒ اور اہل کوفہ کے نزدیک مرسلات قابل قبول ہیں ۔ اکثر محدثین کے نزدیک کوئی مرسل قابل قبول نہیں ۔ بلکہ اس راوی کی مرسلات میں بھی وہ تامل کرتے ہیں جو صرف ثقہ سے روایت کرتا ہو ۔ اور احتیاط اسی میں ہے ۔ اور بعض محدثین کے نزدیک اس ثقہ کی روایات قابل قبول ہیں جو ثقہ سے روایت کرتا ہو ۔ جیسے ابرہیم نخعیؒ مجاہدؒ ۔ عطاءؒ اور امام مالکؒ کی بلاغات ۔ اکثر محدثین کے نزدیک قابل قبول ہیں ۔ لیکن اگر راوی مدلس ہو ۔ تو اس کی مرفوع روایت بھی حجت نہیں ۔ کہا کہ مرسل اور حسن بصریؒ کو امام ذہبیؒ اور امام طحاویؒ مدلس قرار دیتے ہیں ۔ اور حسن بصریؒ سب سے پہلے وہ شخص ہیں جن پر قدری ہونے کا الزام لگایا گیا ۔ حاصل کلام یہ ہے کہ حسن کی مرفوعات میں محدثین کا اختلاف ہے ۔ کہا کہ ان کی مرسل۔

۱۶۳ ۔ حَدِیْثُ حُبُّ الْوَطَنِ — وطن کی محبت بھی ایمان میں داخل ہے

مِنَ الْاِيْمَانِ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ
لَمْ اَقِفْ عَلَيْهِ وَقَالَ السَّيِّدُ
مُعِيْنُ الدِّيْنِ الصَّفْوِيُّ لَيْسَ
بِثَابِتٍ وَقِيْلَ اَنَّهٗ مِنْ كَلَامِ
بَعْضِ السَّلَفِ قَالَ السَّخَاوِيُّ
لَمْ اَقِفْ عَلَيْهِ وَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ
قَالَ الْمَنُوْفِيُّ مَا ادَّعَاهُ مِنْ
صِحَّةِ مَعْنَاهُ عَجِيْبٌ اِذْ لَا
مُلَازَمَةَ بَيْنَ حُبِّ الْوَطَنِ
وَبَيْنَ الْاِيْمَانِ وَيَرُدُّهٗ قَوْلُهٗ
تَعَالٰى وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ
فَاِنَّهٗ دَلَّ عَلٰى حُبِّهِمْ وَطَنَهُمْ
مَعَ عَدَمِ تَلَبُّسِهِمْ بِالْاِيْمَانِ
اِذْ ضَمِيْرُ عَلَيْهِمْ لِلْمُنَافِقِيْنَ كَـ
تَعَقَّبَهٗ بَعْضُهُمْ بِاَنَّهٗ لَيْسَ
فِيْ كَلَامِهٖ اَنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْوَطَنَ
اِلَّا الْمُؤْمِنُ وَاِنَّمَا فِيْهِ اِنَّ
حُبَّ الْوَطَنِ لَا يُنَافِي الْاِيْمَانَ
اِنْتَهٰى وَلَا يَخْفٰى اَنَّ مَعْنَى الْحَدِيْثِ

زرکشی کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں ہوا سید
معین الدین صفوی کہتے ہیں یہ ثابت نہیں یہ
بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بعض سلف کا کلام ہے سخاوی
کہتے ہیں میں اس حدیث سے واقف نہیں لیکن
معنی اس کے صحیح ہیں۔ منوفی فرماتے ہیں سخاوی ؒ
نے جو اس کی صحت معنی کا دعویٰ کیا ہے وہ بھی
عجیب ہے کیونکہ حب وطن اور ایمان کے درمیان
کوئی تعلق نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول اس کی تردید
کرتا ہے اگر ہم ان پر یہ فرض کر دیتے کہ باہم ایک
دوسرے کو قتل کرو یہ آیت یہ ثابت کرتی ہے کہ
انہیں اپنے وطنوں سے محبت تھی۔ باوجودیکہ ان کا
ایمان سے ذرہ برابر تعلق نہ تھا کیونکہ ضمیر منافقین
کی طرف راجع ہے۔ بعض اصحاب نے اس بات پر
اعتراض کیا ہے کہ حدیث میں یہ تو موجود نہیں کہ
وطن سے بجز مومن کے کوئی محبت نہیں کرتا۔
بلکہ مقصود یہ ہے کہ وطن کی محبت ایمان کے
منافی نہیں ہے (تو پھر وطن کی محبت ایمان کا
جزو نہیں ہو سکتی۔ اور اس شکل میں حدیث پھر
تاویل کی محتاج ہو گی۔ اور یہ بات مخفی نہیں ہے

حُبُّ الْوَطَنِ مِنْ عَلَامَةِ الْاِيْمَانِ
وَهِيَ لَا تَكُوْنُ اِلَّا اِذَا كَانَ الْحُبُّ
مُخْتَصًّا بِالْمُؤْمِنِ فَاِذَا اُوْجِدَ فِيْهِ
وَفِيْ غَيْرِهٖ لَا يَصْلُحُ اَنْ يَكُوْنَ
عَلَامَةَ قُبُوْلِهٖ وَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ
نَظَرًا اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى حِكَايَةً
عَنِ الْمُؤْمِنِ وَمَا لَنَا اَلَّا نُقَاتِلَ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا
مِنْ دِيَارِنَا فَصَحَّتْ مُعَارَضَتُهٗ
لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا
عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْا ثُمَّ الْاَظْهَرُ
فِيْ مَعْنَى الْحَدِيْثِ اِنْ صَحَّ
مَبْنَاهُ اَنْ يُحْمَلَ عَلٰى اَنَّ الْمُرَادَ
مِنَ الْوَطَنِ الْجَنَّةُ فَاِنَّهَا الْمَسْكَنُ
الْاَوَّلُ لِاَبِيْنَا اٰدَمَ عَلٰى خِلَافٍ
فِيْهِ اَنَّهٗ خُلِقَ فِيْهِ اَوْ دَخَلَ
بَعْدَ مَا تَكَمَّلَ وَاَتَمَّ اَوِ الْمُرَادُ
بِهٖ مَكَّةُ فَاِنَّهَا اُمُّ الْقُرٰى وَقِبْلَةُ
الْعَالَمِ اَوِ الرُّجُوْعُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى

کہ حدیث کے معنی یہ ہوں گے۔ کہ حب وطن ایمان
کی علامت ہے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ حب
وطن مومن کے ساتھ مخصوص ہو۔ کیونکہ وہ مومن میں
بھی پائی جاسکتی ہے اور ایک کافر میں بھی۔ تو
جب یہ عام ہوئی تو قبولیت کی علامت نہیں
بن سکتی۔ اس کے معنی اس لحاظ سے صحیح ہونگے
کہ خدا تعالیٰ نے مومنین کا واقعہ بیان کیا ہے
"ہم کیوں نہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں جبکہ
ہمیں ہمارے گھروں سے نکال دیا گیا"، تو یہ
آیت پہلی آیت کے معارض ہوئی۔ ولو انا کتبنا
علیہم ان اقتلوا۔ ان دونوں آیتوں میں کوئی
معارضت نہیں۔ اس لئے آیت ثانیہ سے بھی
حب وطن ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ مقصود یہ ہے
کہ جہاد فی سبیل اللہ سے جو شئے مانع تھی اب اس کا
وجود بھی باقی نہ رہا۔ تو اب ہمیں جہاد سے بھی کوئی
چیز نہیں روک سکتی۔ بہتر یہ ہے کہ اگرچہ الفاظ
حدیث بھی ثابت ہوں تو اس کے معنی یہ کئے جائیں
کہ وطن سے مراد جنت ہے۔ کیونکہ وہ مسکن اول ہے
کہ آدم اس میں پیدا کئے گئے یا بعد پیدائش داخل کئے گئے

عَلٰی طَرِیْقَۃِ الصُّوْفِیِّیْنَ فَاِنَّہٗ الْمَبْدَءُ وَالْمَعَادُ یُشِیْرُ اِلَیْہِ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَاِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَھٰی اَوِالْمُرَادُ الْوَطَنُ الْمُتَعَارَفُ لٰکِنْ بِشَرْطِ اَنْ یَّکُوْنَ سَبَبُ حُبِّہٖ صِلَۃَ اَرْحَامِہٖ وَاِحْسَانِہٖ اِلٰی اَھْلِ بَلَدِہٖ مِنْ فُقَرَائِہٖ وَاَیْتَامِہٖ ثُمَّ التَّحْقِیْقُ اَنَّہٗ لَا یَلْزَمُ مِنْ کَوْنِ الشَّیْئِ عَلَامَۃً لَّہٗ اِخْتِصَاصُہٗ بِہٖ مُطْلَقًا بَلْ یَکْفِیْ غَالِبًا اَلَا تَرٰی اِلٰی حَدِیْثِ حُسْنِ الْعَھْدِ مِنَ الْاِیْمَانِ وَحُبُّ الْعَرَبِ مِنَ الْاِیْمَانِ مَعَ اَنَّھُمَا یُوْجَدَانِ فِیْ اَھْلِ الْکُفْرَانِ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ ۔	ہوسکتا ہے اس سے مراد مکہ ہو۔ کیونکہ اسے ام القریٰ کہا گیا ہے۔ اور وہ تمام عالم کا قبلہ ہے یا صوفیا کے طریقہ پر رجوع الی اللہ ہو۔ کیونکہ وہی ابتدا وانتہا رہے۔ اور اسی کی جانب اللہ تعالیٰ کا قول اشارہ کرتا ہے ”کہ تیرے رب ہی کی طرف انتہا ہوگی“ اور اگر مراد اس سے وطن متعارف لی جائے۔ تب بھی وہ ایک شرط کے ساتھ صحیح ہوگی۔ کہ وہ محبت صلہ رحمی، نقراء ویتامیٰ پر احسان کا سبب ہو۔ اور تحقیقاً یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ کسی شئے کی علامت ہونا۔ یہ خصوصیت نہیں ہوتا۔ بلکہ اکثر کو کافی ہوتا ہے کیا تم ان احادیث کو نہیں دیکھتے جن میں آتا ہے اچھا عہد ایمان کی علامت ہے۔ اور عرب کی محبت ایمان کی علامت ہے۔ باوجودیکہ یہ اہل کفر میں بھی پائی جاتی ہیں۔

فائدہ میرے خیال میں وطن سے مراد بھی عرب ہے اور عرب سے اس لحاظ سے محبت کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اسماعیلؑ کا وطن اور مرکز اسلام ہے۔ اس کی محبت ایمان میں داخل ہے اور یہ بات بھی واضح ہے کہ صحابہ کرام جن کی اکثریت عرب سے تعلق رکھتی تھی۔ اگر ہم تک اسلام کو نہ پہنچاتے تو آج ہم اس نعمت عظمیٰ سے محروم

ہوتے۔ تو گویا ہمارا اصل وطن بلحاظ اخوت یمانی عرب ہوا۔ اور یہ دونوں حدیثیں ایک دوسرے کی تفسیر ہیں۔

۱۶۴- حَدِیْثُ حُبُّ الْهِرَّةِ مَوْضُوْعٌ كَمَا قَالَهُ الصَّغَانِيُّ وَغَيْرُهُ وَقَدْ بَسَطْتُ عَلَيْهِ بَعْضَ الْكَلَامِ فِيْ رِسَالَةٍ مُسْتَقِلَّةٍ لِتَحْقِيْقِ الْمَرَامِ وَالصَّحِيْحُ سِرُّهُ فِيْ تَقْرِيْرِهِ مِنْ خِصَالِ أَهْلِ الْإِيْمَانِ وَهُوَ لَا يُنَافِيْ مَا اتَّصَفَ بِهِ بَعْضُ أَهْلِ الْكُفْرَانِ كَسَائِرِ مَكَارِمِ الْإِحْسَانِ وَلَا يَقْدَحُ مِنْ عَلَامَةِ الْإِيْمَانِ كَمَا تَوَهَّمَ السَّعْدُ وَالسَّيِّدُ وَأَغْرَبَ الثَّانِيْ حَيْثُ جَعَلَ إِضَافَتَهُ مِنْ بَابِ إِضَافَةِ الْمَصْدَرِ إِلَى مَفْعُوْلِهِ۔

بلی کی محبت والی روایت بھی موضوع ہے۔ جیسا کہ صغانی رح وغیرہ کا خیال ہے۔ میں نے ایک رسالہ میں مستقل طور پر اس پر کچھ تبصرہ کیا ہے۔ اور صحیح بات یہ ہے۔ کہ یہ اہل ایمان کی عادت میں داخل ہے اور یہ اس امر کے منافی نہیں ہے۔ جس سے بعض اہل کفر متصف کئے گئے ہیں۔ اور عمدہ عادات کی طرح اور یہ ایمان کی علامت نہیں بن سکتی جیسا کہ سعد رح اور سید رح کو وہم ہوا ہے اور سید رح نے مصدر کی اضافت مفعول کی جانب کر کے اسے غریب قرار دیا ہے۔

۱۶۵- حَدِیْثُ حَبَّذَا الْمُتَخَلِّلُوْنَ مِنْ أُمَّتِيْ قَالَ الصَّغَانِيُّ وَضْعُهُ ظَاهِرٌ وَفَسَّرَهُ بِتَخْلِيْلِ الْأَصَابِعِ

میری امت کے خلال کرنے والوں کو مبارک بادی ہو۔ صغانی کہتے ہیں اس کا موضوع ہونا ظاہر ہے۔ اور انہوں نے اس کی تفسیر

فِی الْوُضُوْءِ اَوْ تَخْلِیْلِ مَا بَعْدَ الطَّعَامِ قُلْتُ اَمَّا مَبْنَاہُ مَوْضُوْعٌ ظَاہِرٌ وَاَمَّا مَعْنَاہُ فَثُبُوْتُہٗ ظَاہِرٌ بَاہِرٌ لِوُرُوْدِ الْاَحَادِیْثِ فِیْ تَخْلِیْلِ اللِّحْیَۃِ وَالْاَصَابِعِ حَتّٰی عُدَّا مِنَ السُّنَّۃِ الْمُؤَکَّدَۃِ فَیُنْظَرُ فِیْ رِجَالِ اِسْنَادِہٖ لِیُحْکَمَ عَلَیْہِ بِالتَّحْقِیْقِ وَاللّٰہُ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ۔

انگلیوں میں خلال اور کھانے کے بعد دانتوں میں خلال سے کی ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں بلحاظ الفاظ اس کا موضوع ہونا ظاہر ہے اور بلحاظ معنی اس کا ثبوت بھی ظاہر ہے کیونکہ متعدد احادیث داڑھی اور انگلیوں کے خلال کے بارے میں موجود ہیں حتی کہ انہیں سنت موکدہ میں شمار کیا گیا ہے۔ اس کے رواۃ کی جانب نظر کر لی جائے تا کہ بالتحقیق حکم لگایا جا سکے۔

۱۶۶ - حَدِیْثُ اَلْحَجُّ جِہَادُ کُلِّ ضَعِیْفٍ تَسَاہَلَ الصَّغَانِیُّ حَیْثُ اَدْرَجَہٗ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ وَقَدْ اَوْرَدَہٗ اَحْمَدُ بْنُ مَاجَۃَ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَیْنِ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ مَرْفُوْعًا وَاِسْنَادُہٗ حَسَنٌ۔

حج ہر ضعیف کا جہاد ہے۔ صغانی کو غلطی ہوئی کہ انہوں نے اسے موضوعات میں شمار کیا۔ حالانکہ ابن ماجہ رح نے اس حدیث کو ابو جعفر رح محمد بن علی بن الحسین کے ذریعہ ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند حسن ہے۔

فائدہ - ابو جعفر محمد بن علی کی یہ روایت مرسل ہے۔ کیونکہ انہیں ام سلمہ سے سماع حاصل نہیں۔ ان سے اسے روایت کرنے والا قاسم بن الفضل الحدانی ہے۔ اس کے بارے میں میں نہیں جانتا کہ وہ کس درجہ کا راوی ہے،

باقی رواۃ ثقہ ہیں۔ بلحاظ معنی اس کی تائید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ روایت بھی کرتی ہے۔ جس میں حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا عورتوں پر جہاد ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ لیکن اس جہاد میں قتال نہیں، اور وہ حج اور عمرہ ہے۔

۱۶۷۔ حَدِیْثُ اَلْحِجَامَۃُ فِیْ نُقْرَۃِ الرَّاسِ تُوْرِثُ النِّسْیَانَ فَتَجَنَّبُوْا ذٰلِکَ رَوَاہُ الدَّیْلَمِیُّ مِنْ طَرِیْقِ عُمَرَ بْنِ وَاصِلٍ قَالَ حَکٰی مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ عَنْ مَالِکِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا وَابْنُ وَاصِلٍ اِتَّہَمَہُ الْخَطِیْبُ بِالْوَضْعِ لَاسِیَّمَا وَھُوَ حِکَایَۃٌ وَقَدِ احْتَجَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ یَافُوْخِہٖ مِنْ وَجَعٍ کَانَ بِہٖ۔

سر میں پچھنے لگوانا بھول پیدا کرتا ہے۔ اس سے بچو۔ دیلمی رح نے اسے بواسطہ عمر بن واصل حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ خطیب رح بغدادی نے عمر بن واصل پر وضع کی تہمت لگائی ہے اور یہ موجود ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درد کی بنا پر اپنے سر کے اگلے حصہ میں پچھنے لگوائے۔

۱۶۸۔ حَدِیْثُ الْحَجُوْنِ وَالْبَقِیْعِ یُؤْخَذَانِ بِاَطْرَافِہِمَا وَیُنْشَرَانِ فِی الْجَنَّۃِ وَھُمَا مَقْبَرَتَانِ بِمَکَّۃَ وَالْمَدِیْنَۃِ اَوْرَدَہُ الزَّمَخْشَرِیُّ فِی الْکَشَّافِ

حجون اور بقیع کے کونے پکڑ کر لے جایا جائے گا۔ اور ان لوگوں کو جنت میں اٹھایا جائے گا۔ حجون اور بقیع مکہ اور مدینہ میں قبرستان ہے اس حدیث کو زمخشری رح نے کشاف میں نقل کیا ہے۔ زیلعی نے اپنی تاریخ میں اس

وَبَیَّضَ لَہُ الزَّیْلَعِیُّ فِیْ تَخْرِیْجِہٖ وَتَبِعَہُ الْعَسْقَلَانِیُّ وَسَکَتَ عَنْہُ السُّیُوْطِیُّ۔

کی سرخی قائم کی ہے۔ اور حافظ ابن حجر نے بھی اس معاملہ میں زیلعی کی متابعت کی ہے اور سیوطی نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے۔

فائدہ۔ اس کی تردید ترمذی رح کی وہ روایت کرتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے پہلے میرے لئے زمین پھاڑی جائے گی۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کے لئے۔ پھر میں اہل بقیع کے پاس آؤں گا۔ وہ میرے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا۔ حتی کہ میں مکہ اور مدینہ کے مابین ان سے مل جاؤں گا۔ امام ترمذی رح نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

۱۶۹۔ حَدِیْثُ حَذْفِ السَّلَامِ سُنَّۃٌ قَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ لَا یَصِحُّ مَرْفُوْعًا وَلَا مَوْقُوْفًا قُلْتُ اَخْرَجَہٗ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ خُزَیْمَۃَ وَالْحَاکِمُ فِیْ صَحِیْحَیْہِمَا عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ رَفَعَہُ الْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ وَرَفَعَہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَسَنٌ صَحِیْحٌ ثُمَّ قِیْلَ مَعْنَاہُ الْاِسْرَاعُ الْاِمَامِ بِہٖ لِئَلَّا یَسْبِقَہُ الْمَامُوْمُ

سلام حذف کرنا سنت ہے۔ ابن القطان رح کہتے ہیں۔ نہ یہ مرفوعاً صحیح ہے اور نہ موقوفاً۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ اس حدیث کو ابوداؤد رح۔ ترمذی رح ابن خزیمہ رح اور حاکم رح نے اپنی صحیحین میں ابوسلمہ رض کے ذریعہ ابوہریرہ رض سے روایت کیا ہے۔ حاکم رح نے اسے مرفوعاً نقل کر کے صحیح قرار دیا ہے اور ترمذی نے اسے مرفوعاً نقل کر کے کہا ہے۔ کہ یہ حسن صحیح ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ امام سلام میں جلدی کرے کہیں مقتدی اس سے

وَاغْرَبَ بَعْضُ الْمَالِكِيَّةِ بِقَوْلِهِ هُوَ اَنْ لَا يَكُوْنَ فِيْهِ قَوْلُهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔

سبقت نہ کر جائے۔ اور بعض مالکیہ کا قول اس معاملہ میں بہت ہی غریب ہے اور وہ یہ ہے کہ اس میں ورحمۃ اللہ نہ کہا جائے۔

۱۷۰۔ حَدِيْثُ اَلْحَدِيْثُ فِي الْمَسْجِدِ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ الْبَهِيْمَةُ الْحَشِيْشَ لَمْ يُوْجَدْ كَذَا فِي الْمُخْتَصَرِ۔

مسجد میں بات چیت کرنا نیکیوں کو ایسے ہی کھا جاتا ہے جیسے چوپائے گھاس کو۔ یہ حدیث کہیں نہیں پائی جاتی۔ جیسا کہ مختصر میں ہے۔

۱۷۱۔ حَدِيْثُ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ مِنْ كَلَامِ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخَزَّازِ۔

نیکوں کی نیکیاں مقربین کی برائیاں ہیں۔ یہ ابو سعید رح خزاز کا کلام ہے۔

۱۷۲۔ حَدِيْثُ حَسِّنُوْا نَوَافِلَكُمْ تُكْمِلُ بِهَا فَرَائِضَكُمْ لَا اَصْلَ لَهُ بِهٰذَا الْمَبْنٰى وَاِنْ كَانَ يَصِحُّ فِي الْمَعْنٰى۔

اپنے نفلوں کو اچھی طرح پڑھا کرو۔ اس سے تمہارے فرائض کی تکمیل ہو جائے گی۔ ان الفاظ کے ساتھ کوئی اصل نہیں۔ اگرچہ یہ مضمون بلحاظ معنی صحیح ہے۔

۱۷۳۔ حَدِيْثُ الْحَسَنُ مَرْحُوْمٌ مِنْ كَلَامِ اَبِيْ حَازِمٍ التَّابِعِيِّ۔

حسن مرحوم ہے۔ یہ ابو حازم رحمہ اللہ تعالےٰ تابعی کا کلام ہے۔

۱۷۴۔ حَدِيْثُ الْمَحْسُوْدُ لَا يَسُوْدُ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ كَمَا

حاسد سردار نہیں ہوتا۔ رسالہ قشیری میں ہے۔ کہ یہ بعض سلف کا

فی رسالۃ القشیری ۔

کلام ہے ۔

۱۷۵ - حدیث حضور مجلس عالم افضل من صلوۃ الف رکعۃ لکن فی الاحیاء من حدیث ابی ذر قال العراقی ذکرہ الجوزی فی الموضوعات من حدیث عمر ولم اجدہ من طریق ابی ذر ۔

عالم کی مجلس میں حاضر ہونا ایک ہزار رکعت نماز سے افضل ہے۔ اس حدیث کو غزالی نے احیاء میں ابوذرؓ سے نقل کیا ہے۔ عراقی کہتے ہیں۔ جوزیؒ نے ایک روایت حضرت عمرؓ سے نقل کر کے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے عراقیؒ کہتے ہیں میں نے ابوذرؓ کی یہ حدیث کہیں نہیں دیکھی ۔

۱۷۶ - حدیث الحفظ فی الصغر کالنقش فی الحجر لیس بثابت لکن رواہ الخطیب فی جامعہ من حدیث ابن عباس مرفوعا حفظ الغلام الصغیر کالنقش فی الحجر وحفظ الرجل بعد ما کبر کالکتابۃ علی الماء ۔

بچپن میں حفظ کر لینا پتھر پر نقش کی طرح ہے۔ یہ اس طرح ثابت نہیں ہے۔ لیکن خطیبؒ نے اپنی جامع میں ابن عباسؓ سے مرفوعاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے (چھوٹے بچے کا یاد کر لینا پتھر پر نقش کی طرح ہے۔ اور بڑے ہو جانے کے بعد یاد کرنا۔ ایسا ہے۔ جیسے پانی پر لکھنا ۔

۱۷۷ - حدیث حکمی علی الواحد کحکمی علی الجماعۃ لا اصل لہ کما قال العراقی

میرا حکم ایک پر بھی ایسا ہے جیسا کہ جماعت پر۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ جیسا کہ عراقیؒ کا قول ہے۔ نیز مزنیؒ اور ذہبیؒ نے

وَاَنْكَرَهُ الْمِزِّيُّ وَالذَّهَبِيُّ اَيْضًا	بھی اس کا انکار کیا ہے۔ زرکشی رح کہتے ہیں
وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ لَا يُعْرَفُ ۔	یہ حدیث معلوم نہیں ۔
۱۷۸۔ حَدِيْثُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ	الحمد للہ۔ اللہ کی چادر ہے
رِدَاءُ الرَّحْمٰنِ لَمْ يُوْجَدْ لَهٗ	اس کی بھی کوئی اصل نہیں پائی
اَصْلٌ ۔	جاتی ۔
۱۷۹۔ حَدِيْثُ حَمْلُ عَلِيٍّ بَابَ	علی رض نے خیبر کے دروازے کو اٹھا لیا
خَيْبَرَ اَوْرَدَهُ ابْنُ اِسْحٰقَ فِي	اسے محمد بن اسحاق نے اپنی سیر میں نقل کیا ہے
السِّيَرِ وَاَنْكَرَهُ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ	اور بعض علماء نے اس کا انکار کیا ہے
وَقَالَ السَّخَاوِيُّ لَهٗ طُرُقٌ كُلُّهَا	سخاوی رح کہتے ہیں۔ اس کے تمام طریقے
وَاهِيَةٌ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ اَخْرَجَهُ	واہیات ہیں۔ زرکشی رح کہتے ہیں حاکم رح نے
الْحَاكِمُ مِنْ طُرُقٍ عَنْ جَابِرٍ بِلَفْظِ	جابر سے مختلف طریقوں سے ان الفاظ
اَنَّ عَلِيًّا لَمَّا انْتَهٰى اِلَى الْحِصْنِ	کے ساتھ روایت کیا ہے۔ کہ حضرت
اِجْتَبَذَ اَحَدَ اَبْوَابِهٖ بِالْاَرْضِ	علی رض نے اس کے دروازوں میں سے
فَاجْتَمَعَ عَلَيْهِ سِتُّوْنَ رَجُلًا	ایک دروازے کو زمین سے اکھاڑ لیا
فَاجْتَهَدُوْا وَهُمْ اَنْ اَعَادُوْا	بعد میں ساٹھ اشخاص نے اسے اٹھانے
الْبَابَ وَاَخْرَجَهُ ابْنُ اِسْحٰقَ	کی کوشش کی۔ ابن اسحاق نے اپنی
فِيْ سِيْرَتِهٖ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ وَ	سیرت میں نقل کیا ہے۔ کہ سات آدمی
اِنَّ سَبْعَةً لَمْ يَقْلِبُوْهُ	اسے ہٹا نہ سکے ۔
۱۸۰۔ حَدِيْثُ حِيْنَ تَلْقٰى	جب تو ملے گا۔ تو جان لے گا۔ یہ

تَدْرِیْ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ وَمَعْنَاہُ صَحِیْحٌ وَیُشِیْرُ اِلَیْہِ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ حِیْنَ یَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِیْلًا ۔

حدیث نہیں ہے اور معنی اس کے صحیح ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قول اس جانب اشارہ کرتا ہے، عنقریب جب تم عذاب کو دیکھو گے، تو یہ بات جان لو گے۔ کہ کون راہ سے گمراہ تھا۔

حَرْفُ الْخَاءِ الْمُعْجَمَۃِ

۱۸۱۔ حَدِیْثُ خَابَ قَوْمٌ لَا سَفِیْہَ لَہٗ ھُوَ قَوْلُ مَکْحُوْلٍ بِلَفْظِ ذَلَّ مَنْ لَا سَفِیْہَ لَہٗ کَمَا رَوَاہُ اِبْنُ اَبِی الدُّنْیَا فِی الْحِکَمِ لَہٗ۔

وہ قوم خراب ہوئی جس میں کوئی بیوقوف نہ ہو۔ یہ مکحول شامیؒ کا قول ہے۔ اور ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ وہ قوم ذلیل ہوئی جس میں کوئی بے وقوف نہ ہو۔ اسے ابن ابی الدنیاؒ نے اپنی حکم میں روایت کیا ہے۔

۱۸۲۔ حَدِیْثُ خَازِنُ الْقَوِیِّ مَمْقُوْتٌ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ وَلٰکِنْ مَعْنَاہُ صَحِیْحٌ لِحَدِیْثِ الْمُحْتَکِرُ مَلْعُوْنٌ۔

امانت دار خزانچی کو رزق دیا جاتا ہے یہ حدیث نہیں۔ لیکن معنی اس کے صحیح اس حدیث کی بنا پر کہ چھپا کر لینے والا ملعون ہے۔

۱۸۳۔ حَدِیْثُ خَالِفُوا الْیَھُوْدَ فَلَا تَعَمَّمُوْا فَاِنَّ تَعْمِیْمَ الْعَمَائِمِ مِنْ زِیِّ الْیَھُوْدِ لَا اَصْلَ لَہٗ عَلٰی مَا ذَکَرَہُ السُّیُوْطِیُّ۔

یہود کی مخالفت کرو، عمامہ نہ باندھو کیونکہ عمامہ باندھنا یہود کی عادت ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ جیسا کہ سیوطیؒ نے ذکر کیا ہے۔

١٨٤- حَدِيْثُ خُذُوْا شَطْرَ دِيْنِكُمْ عَنِ الْحُمَيْرَاءِ وَهِيَ عَائِشَةُ وَتَصْغِيْرُ الْحَمْرَاءِ بِمَعْنَى الْبَيْضَاءِ عَلَى مَا فِي النِّهَايَةِ وَالشَّطْرُ النِّصْفُ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا أَعْرِفُ لَهُ إِسْنَادًا وَلَا رَأَيْتُهُ فِي شَيْءٍ مِنْ كُتُبِ الْحَدِيْثِ إِلَّا فِي النِّهَايَةِ لِابْنِ الْأَثِيْرِ وَلَمْ يَذْكُرْ مَنْ أَخْرَجَهُ وَذَكَرَ الْحَافِظُ عِمَادُ الدِّيْنِ بْنُ كَثِيْرٍ أَنَّهُ سَأَلَ الْمِزِّيَّ وَالذَّهَبِيَّ فَلَمْ يَعْرِفَاهُ وَذَكَرَهُ فِي الْفِرْدَوْسِ بِغَيْرِ إِسْنَادٍ وَبِغَيْرِ هٰذَا اللَّفْظِ وَلَفْظُهُ خُذُوْا ثُلُثَ دِيْنِكُمْ مِنْ بَيْتِ الْحُمَيْرَاءِ وَبَيَّضَ لَهُ صَاحِبُ مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ وَلَمْ يُخَرِّجْ لَهُ إِسْنَادًا وَكَذَا ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ قَالَ السُّيُوْطِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ

اپنے دین کا آدھا حصہ حمیرا سے حاصل کرو اور وہ عائشہ رضہ ہے۔ اور حمیرا حمراء کی تصغیر ہے جو سپید کے معنی میں آتا ہے، جیسا کہ نہایہ میں ہے۔ عسقلانیؒ کہتے ہیں نہ میں اس کی سند پہچانتا ہوں۔ اور نہ میں نے اسے کسی حدیث کی کتاب میں دیکھا ہے، ہاں ابن اثیر نے اپنی نہایہ میں اس کا ذکر ضرور کیا ہے اور انہوں نے یہ نہیں بتایا۔ کہ یہ حدیث کس کتاب میں ہے۔ حافظ عماد الدین ابن کثیر نے ذکر کیا ہے۔ کہ انہوں نے مزنی اور ذہبی سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا۔ لیکن انہوں نے بھی اسے نہ پہچانا۔ صاحب فردوس نے اسے بغیر سند کے ذکر کیا ہے۔ اور اس کے الفاظ بھی اس سے مختلف ہیں، "اپنے دین کا تہائی حصہ حمیرا کے گھر سے حاصل کرو"، اور صاحب مسند فردوس میں اس کی سرخی لگائی ہے لیکن کوئی سند بیان نہیں کی۔ ایسے ہی سخاویؒ نے کہا ہے سیوطیؒ کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں، حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ تخریج

وَقَالَ الْحَافِظُ عِمَادُ الدِّيْنِ بْنُ كَثِيْرٍ فِيْ تَخْرِيْجِ أَحَادِيْثِ مُخْتَصَرِ ابْنِ حَاجِبٍ غَرِيْبٌ جِدًّا بَلْ هُوَ حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ سَأَلْتُ عَنْهُ شَيْخَنَا الْحَافِظَ الْمِزِّيَّ فَلَمْ يَعْرِفْهُ وَقَالَ لَمْ أَقِفْ لَهُ عَلَى سَنَدٍ إِلَى الْآنَ وَقَالَ شَيْخُنَا الذَّهَبِيُّ هُوَ مِنْ أَحَادِيْثِ الْوَاهِيَةِ الَّتِيْ لَا يُعْرَفُ لَهُ إِسْنَادٌ انْتَهَى لٰكِنْ فِي الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيْثِ أَنَسٍ خُذُوْا ثُلُثَ دِيْنِكُمْ مِنْ بَيْتِ عَائِشَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ لَهُ إِسْنَادًا قُلْتُ لٰكِنْ مَعْنَاهُ صَحِيْحٌ فَإِنَّ عِنْدَهَا مِنْ شَطْرِ الدِّيْنِ إِسْنَادًا يَقْتَضِيْ اعْتِمَادًا وَقَدِ اشْتَهَرَ أَيْضًا حَدِيْثُ كَلِّمِيْنِيْ يَا حُمَيْرَاءُ لٰكِنْ لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ ۔

احادیث مختصر ابن الحاجب میں فرماتے ہیں: یہ حدیث بہت غریب ہے بلکہ منکر ہے۔ میں نے اس حدیث کے بارے میں شیخ مزی سے سوال کیا۔ لیکن وہ اسے نہ پہچان سکے۔ اور فرمایا۔ میں آج تک اس کی سند پر واقف نہیں ہو سکا۔ امام ذہبی رح فرماتے ہیں، یہ حدیث واہیات روایات میں سے ہے۔ جس کی سند نہیں پہچانی جاتی۔ لیکن فردوس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے۔ اپنے دین کا تہائی حصہ عائشہ رض کے گھر سے حاصل کرو۔ اور اس کی کوئی سند ذکر نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ اس کے معنی صحیح۔ کیونکہ عائشہ رض کے پاس دین کا آدھا حصہ باعتبار استناد موجود تھا۔ اسی وجہ سے یہ حدیث مشہور ہے اے عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بات کر۔ لیکن اس کی بھی علماء کے پاس کوئی اصل نہیں:

۱۸۵۔ حَدِيْثُ خَصْمِيْ حَاكِمِيْ

میرا دشمن میرا حاکم ہے۔ یہ کلام ہے

كَلَامٌ لَا حَدِيثٌ ۔	حدیث نہیں ۔
۱۸۶ ۔ حَدِيثُ الْخُمُوْلِ نِعْمَةٌ وَكُلٌّ يَأْبَاهَا مِنْ كَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ نَعَمْ ثَبَتَ عَنْ سَعْدٍ مَرْفُوعًا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ الْخَفِيَّ التَّقِيَّ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ وَكَذَا حَدِيثُ الْخُمُوْلِ رَاحَةٌ وَالشُّهْرَةُ آفَةٌ مِنْ كَلَامِ الْمَشَائِخِ	ہر اس شئے کو جسے برا سمجھے چھپانا نعمت ہے بعض سلف کا کلام ہے۔ ہاں سعد رضؓ سے یہ مرفوعاً ثابت ہے۔ اللہ تعالےٰ اتقی اور صاف بندے کو پسند کرتا ہے اس حدیث کا سخاویؒ نے ذکر کیا ہے۔ ایسے ہی یہ حدیث خفا رحمت ہے اور شہرت آفت ہے۔ یہ بعض مشائخ کا کلام ہے۔
۱۸۷ ۔ حَدِيثُ خِيَارُ نِسَاءِ أُمَّتِي أَحْسَنُهُنَّ وُجُوهًا وَأَرْخَصُهُنَّ مَهْرًا قَالَ السَّخَاوِيُّ ذَكَرَهُ الدَّيْلَمِيُّ مَرْفُوعًا بِلَا إِسْنَادٍ ۔	میری امت کی بہترین عورتیں وہ ہیں۔ جو حسین بھی ہوں۔ اور جن کے مہر بھی کم ہوں سخاوی کہتے ہیں۔ اسے دیلمیؒ نے مرفوعاً بلا سند نقل کیا ہے۔
۱۸۸ ۔ حَدِيثُ خَيْرُ تِجَارَتِكُمُ الْبَزُّ وَخَيْرُ صِنَاعَتِكُمُ الْخَرْزُ قَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ أَقِفْ لَهُ عَلَى إِسْنَادٍ وَذَكَرَهُ صَاحِبُ الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيثِ عَلِيٍّ ۔	تمہاری بہترین تجارت ریشم ہے اور تمہاری بہتر صنعت نگینہ ہے۔ عراقی رحؒ کہتے ہیں میں اس کی سند سے واقف نہیں۔ ہاں صاحب فردوس نے اسے حضرت علیؓ سے بلا سند روایت کیا ہے۔
۱۸۹ ۔ حَدِيثُ خَيْرُ الْبِرِّ عَاجِلُهُ لَا يَصِحُّ مَبْنَاهُ وَقَدْ وَرَدَ	بہترین نیکی اسے جلدی کرنا ہے بلفظوں کے اعتبار سے یہ صحیح نہیں۔ حضرت عباس رضؓ

عَنِ الْعَبَّاسِ فِی مَعْنَاهُ لَا یُتِمُّ الْمَعْرُوْفَ اِلَّا بِتَعْجِیْلِہٖ فَاِنَّہٗ اِذَا عَجَّلَہٗ هَنَاهُ وَهُوَ مَعْنٰی مَا اُشْتُهِرَ مِنْ اَنَّ الْاِنْتِظَارَ اَشَدُّ مِنَ الْمَوْتِ اَیْ لِاَنَّہٗ یُؤَدِّیْ اِلَی الْفَوْتِ۔

سے اس معنیٰ کی روایت مروی ہے نیکی بغیر جلدی کے مکمل نہیں ہوتی۔ کیونکہ اسے جلدی کرنا چاہیئے۔ اور یہ معنی مشہور ہیں کہ انتظار موت سے زیادہ سخت ہے۔ کیونکہ وہ اس شیئے کے فوت ہونے کے تک لے جاتا ہے۔

۱۹۰۔ حَدِیْثُ خَیْرُ الْاَسْمَاءِ مَا عُبِّدَ وَمَا حُمِّدَ قَالَ السُّیُوْطِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ وَفِیْ مُعْجَمِ الطَّبْرَانِیِّ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ زُهَیْرِ الثَّقَفِیِّ اِذَا سَمَّیْتُمْ فَعَبِّدُوْا وَاَخْرَجَ اَیْضًا مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا اَحَبُّ الْاَسْمَاءِ اِلَی اللّٰهِ مَا تُعُبِّدَ لَہٗ وَسَنَدُہٗ ضَعِیْفٌ وَرَوٰی اَبُوْ نُعَیْمٍ بِسَنَدِہٖ مَرْفُوْعًا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَا عَذَّبْتُ اَحَدًا تَسَمّٰی بِاِسْمِكَ فِی النَّارِ۔

بہترین نام وہ ہیں جن میں عبودیت یا حمد پائی جائے سیوطیؒ کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں ہوں معجم طبرانیؒ میں ابو زہیر رضی اللہ عنہ ثقفی سے مروی ہے۔ جب تم نام رکھو تو عبودیت کے ساتھ رکھو۔ نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ بہترین نام اللہ کے نزدیک وہ ہے۔ جس میں اس کی عبودیت ہو۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ اور ابو نعیمؒ نے بالسند مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قسم ہے میری عزت اور جلال کی میں اس شخص کو دوزخ کا عذاب نہ دوں گا جو تیرے نام سے اپنا نام رکھیں۔

۱۹۱۔ حدیث خیرٌ خیرٌ حِیْنَ یَسْمَعُ الْغُرَابَ وَنَحْوَہٗ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ بَلْ ھُوَ نَوْعٌ مِنَ الطِّیَرَۃِ ذَکَرَہٗ اِبْنُ الدَّبِیْعِ قُلْتُ بَلْ ھُوَ مِنَ الْفَالِ لَا مِنَ التَّشَاؤُمِ لَا فِی الْحَالِ وَلَا فِی الْمَآلِ ۔	خیر ہے خیر ہے جب کوا سنتا ہے۔ یہ حدیث نہیں۔ بلکہ فال کی ایک قسم ہے۔ جیسا کہ ابن الدبیع رحہ نے ذکر کیا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ یہ ایک نیک فال ہے۔ فال بد نہیں۔ نہ اس کا حال سے تعلق ہے اور نہ مال سے ۔
۱۹۲۔ حدیث خَیْرُ السُّوْدَانِ ثَلَاثَۃٌ لُقْمَانُ وَبِلَالٌ وَمِہْجَعٌ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ فِیْ صَحِیْحِہٖ عَنْ وَاثِلَۃَ بْنِ الْاَسْقَعِ بِہٖ مَرْفُوْعًا کَذَا ذَکَرَہٗ اِبْنُ الدَّبِیْعِ لٰکِنْ قَوْلُ الْبُخَارِیِّ سَہْوُ قَلَمٍ اِمَّا مِنَ النَّاسِخِ اَوْ مِنَ الْمُصَنِّفِ فَاِنَّ الْحَدِیْثَ لَیْسَ مِنَ الْبُخَارِیِّ وَالَّذِیْ فِی الْمَقَاصِدِ اِنَّمَا ھُوَ مَا رَوَاہُ الْحَاکِمُ ثُمَّ قَالَ الْمَنُوْفِیُّ مَا ذَکَرَہٗ مِنْ اَنَّ مِہْجَعًا مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ	سوڈان کے بہترین آدمی ہیں۔ لقمانؑ بلالؓ۔ اور مہجعؓ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ بخاری رحہ نے اپنی صحیح میں واثلہ بن الاسقع سے اسے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ ابن الدبیع رحہ نے ذکر کیا ہے۔ لیکن ابن الدبیع رضؓ کا یہ قول صحیح نہیں کیونکہ یہ حدیث یا تو ناسخ کی ہے یا مصنف کی۔ کیونکہ یہ حدیث بخاری رحہ کی نہیں ہے اور حاکم رحہ نے بھی اسے مقاصد میں ذکر کیا ہے۔ منوفی رحہ اسے ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں۔ کہ یہ غلطی ہے۔ کہ مہجع رضؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے۔ وہ حضرت عمر رضؓ کے

عَلَيْهِ السَّلَامُ سَهْمٌ فَلَانَهُ مَوْلَى
عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ
قُتِلَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ بَدْرٍ
اَتَاهُ سَهْمٌ غَرْبٌ وَهُوَ بَيْنَ
الصَّفَّيْنِ فَقَتَلَهُ وَهُوَ مِنْ
اَهْلِ الْيَمَنِ وَفِي الْمَقَاصِدِ فِيْ
حَدِيْثٍ رَفَعَهُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ
بِيَدِهٖ اِنَّهُ لَيُرَى بَيَاضُ الْاَسْوَدِ
فِي الْجَنَّةِ مِنْ مَسِيْرَةِ اَلْفِ عَامٍ
قَالَ الْمَنُوْفِيُّ فِيْ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ
السَّلَامُ بَيَاضُ الْاَسْوَدِ اَيِ
الَّذِيْ كَانَ فِي الدُّنْيَا وَمِنْهُ
يُعْلَمُ اَنَّ مُؤْمِنِي السُّوْدَانِ
لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا بَيْضَاءَ
وَبِهٖ صَرَّحَ الْعَسْقَلَانِيُّ فِيْ
شَرْحِ الْبُخَارِيِّ ۔

غلام تھے۔ بدر کے مسلمانوں میں سے
سب سے پہلے وہی مقتول ہوئے وہ
دونوں صفوں کے درمیان کھڑے تھے
کہ ایک تیر آیا۔ اور اس نے انہیں
قتل کر دیا۔ اور وہ اہل یمن سے تعلق رکھتے
تھے۔ اور مقاصد میں ایک مرفوع حدیث
میں ہے۔ قسم ہے۔ اس ذات کی جس کے
ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ سیاہ (سوڈانی)
کی سپیدی جنت میں ایک ہزار سال
کی مسافت سے نظر آئے گی۔ منوفی رحمہ کہتے
ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ
ہے۔ کہ جو دنیا میں سیاہ ہو۔ اس سے معلوم
ہوا۔ کہ سوڈانی مومن جنت میں وہی داخل
ہوں گے۔ جو سفید ہوں گے عسقلانی رحمہ نے
شرح بخاری میں اسی کی تصریح
کی ہے۔

۱۹۳ ۔ حَدِيْثُ الْخَيْرُ فِيَّ وَ
فِيْ اُمَّتِيْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قَالَ
الْعَسْقَلَانِيُّ لَا اَعْرِفُهُ وَلٰكِنْ مَعْنَاهُ

مجھ میں اور میری امت میں خیر
قیامت تک ہے۔ عسقلانی فرماتے ہیں
میں اسے نہیں پہچانتا۔ لیکن اس کے

صحیح قال السخاوی یعنی فی حدیث لا یزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق الی ان تقوم الساعة.

معنًا صحیح ہیں۔ سخاوی رح کہتے ہیں۔ اس حدیث کی بنا پر۔ میری امت میں سے ایک جماعت قیامت تک حق پر قائم رہے گی۔

۱۹۴- حدیث خیرة الله للعبد خیر من خیرته لنفسه لا یعرف له اصل فی مبناه وان صح معناه کما یستفاد من قوله تعالی وعسی ان تکرهوا شیئا وهو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وهو شر لکم والله یعلم وانتم لا تعلمون ومن هنا ورد الامر بالاستخارة صلوة ودعاء وقد ورد ما خاب من استخار ولا ندم من استشار وثبت فی الدعاء اللهم خر لی واختر لی ولا تکلنی الی اختیاری وهذا اصل ما اشتهر علی الالسنة العامة

بندے کے لئے اللہ کی بھلائی بہتر ہے اپنے نفس کے لئے بھلائی سے۔ لفظاً اس کی کوئی اصل نہیں پائی جاتی چاہے اس کے معنے صحیح ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ کے قول سے اخذ کیا جاتا ہے۔ اور شاید تم کسی چیز کو برا سمجھو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو۔ اور جس شئے کو تم اچھا سمجھو وہ تمہارے لئے بری ہو۔ اللہ تعالےٰ جانتا ہے۔ تم نہیں جانتے۔ یہیں سے نماز اور دعا کے ذریعہ استخارہ اور مشورہ سے بات جوری ثابت ہوئی۔ اور ایک دعا میں بھی ثابت ہے اے اللہ میرے لئے خود پسند فرما۔ اور میرے اختیار پر نہ چھوڑ۔ اور یہ اصل عام لوگوں کی زبان پر مشہور ہے۔ کہ بھلائی وہ ہے جسے اللہ پسند کرے۔ بلکہ مشائخ کے

الْخَبَرُ فِي مَا اخْتَارَهُ اللهُ بَلِ التَّحْقِيقُ عِنْدَ الْمَشَائِخِ الْأَخْيَارِ أَنْ لَيْسَ لِلْعَبْدِ حَقِيقَةُ الْاخْتِيَارِ لِقَوْلِهِ تَعَالَىٰ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ وَعَنِ السَّيِّدِ أَبِي الْحَسَنِ الشَّاذِلِيِّ لَا تَخْتَرْ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ أَنْ تَخْتَارَ فَاخْتَرْ أَنْ لَا تَخْتَارَ فَإِنَّ رَبَّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ۔

نزدیک تحقیق یہی ہے۔ کہ بندے کے لئے اختیار کی کوئی حقیقت نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تیرا رب جو چاہے پیدا کرتا ہے اور پسند فرماتا ہے۔ ان لوگوں کے لئے کوئی اختیار نہیں۔ سید ابوالحسن الشاذلی سے مروی ہے۔ پسند نہ کر۔ اگر تیرے لئے پسند کرنا ضروری ہو۔ تو تو اس بات کو پسند کر کہ کچھ بھی پسند نہ کر۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ پیدا فرماتا۔ اور پسند فرماتا ہے۔

حَرْفُ الدَّالِ الْمُهْمَلَةِ!

۱۹۵۔ حَدِيثُ دَارُ الظَّالِمِ خَرَابٌ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ وَلٰكِنْ يَشْهَدُ لَهُ فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا۔

ظالم کا گھر خراب ہوتا ہے۔ چاہے ایک مدت کے بعد ہو۔ سخاوی کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں ہوں۔ لیکن اس کی شہادت یہ آیت دیتی ہے۔ یہ ان کے گھر خراب ہیں ان کے ظلم کی بنا پر۔

۱۹۶۔ حَدِيثُ دَارُهُمْ مَا دُمْتَ فِي دَارِهِمْ قَالَ السَّخَاوِيُّ مَا

ان کا گھر اس وقت تک ہے جب تک اپنے گھر میں ہیں۔ سخاوی کہتے ہیں میں اس حدیث کو نہیں جانتا

عائشة حديث شاذ لكن جاء في الزوجة دارها تعش بها أخرجه ابن حبان في صحيحه عن سمرة.

لیکن زوجہ کے بارے میں آیا ہے اس کا گھر اس وقت تک ہے جب تک وہ اس میں رہے۔ یہ حدیث ابن حبان نے اپنی صحیح میں سمرہ رض سے روایت کی ہے۔

۱۹۷۔ حديث داروا سفهائكم هو دائر على بعض الألسنة بزيادة بثلث أموالكم وقد سئل عن العسقلاني فلم يتكلم عليه.

اپنے بیوقوفوں کی مدد کرو۔ یہ عام لوگوں کی زبان پر اس زیادتی کے ساتھ جاری ہے کہ تہائی مال کے ساتھ۔ امام عسقلانی رح سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا گیا انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

۱۹۸۔ حديث داوي قرع باب الجنة قاله لعائشة قالت بماذا قال بالجوع ذكره في الإحياء قال العراقي لم أجد له أصلاً.

جنت کا دروازہ کھٹکھٹانے پر میری مدد کر، یہ آپ نے عائشہ رض سے فرمایا حضرت عائشہ رض نے عرض کیا کس چیز کے ساتھ۔ آپ نے فرمایا بھوک کے ساتھ۔ غزالی نے اس کا احیاء میں ذکر کیا ہے۔ عراقی کہتے ہیں میں نے اس کی کوئی اصل نہیں پائی

۱۹۹۔ حديث دخوله عليه السلام حماما بالجحفة ذكره الترمذي في شرح المنهاج في الكلام على الماء المسخن وذكره النووي في شرح المهذب بأنه ضعيف جداً فقول شيخنا ابن حجر المكي في شرح الشمائل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جحفہ میں حمام میں داخل ہونا۔ ترمذی نے شرح منہاج میں گرم پانی پر کلام کرتے ہوئے ذکر کیا ہے نووی رح شرح المہذب میں فرماتے ہیں یہ بے انتہا ضعیف ہے۔ ابن حجر المکی شرح الشمائل میں فرماتے ہیں۔ یہ حدیث کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جحفہ میں حمام میں تشریف

خَبَرُ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ دَخَلَ حَمَّامَ الْجُحْفَۃِ مَوْضُوْعٌ بِاتِّفَاقِ الْحُفَّاظِ وَاِنْ وَقَعَ فِیْ کَلَامِ التِّرْمِذِیِّ وَغَیْرِہٖ وَلَمْ یَعْرِفِ الْعَرَبُ الْحَمَّامَ بِبِلَادِ ھِمْ اِلَّا بَعْدَ مَوْتِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَیْسَ فِیْ مَحَلِّہٖ وَکَیْفَ یَکُوْنُ مَوْضُوْعًا بِاتِّفَاقِ الْحُفَّاظِ مَعَ اِثْبَاتِ الْحَافِظِ التِّرْمِذِیِّ وَتَضْعِیْفِ النَّوَوِیِّ اِذْ لَا یَخْفٰی التَّفَاوُتُ بَیْنَ الضَّعِیْفِ وَالْمَوْضُوْعِ مَعَ اَنَّ الْاِثْبَاتَ مُقَدَّمٌ عَلَی النَّفْیِ فِی الْاَصْلِ الْمَصْنُوْعِ

لے گئے۔ باتفاق حفاظ موضوع ہے اگرچہ یہ حدیث ترمذی رح کے کلام وغیرہ میں پائی جاتی ہے۔ اور عرب اپنے شہروں میں حمام کو جانتے بھی نہ تھے۔ انہیں علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حمام کا علم ہوا۔ یہ کلام صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ باتفاق حفاظ موضوع نہیں۔ بلکہ حافظ ترمذی رح نے اسے ثابت کیا ہے۔ اور نووی رح نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور ضعیف و موضوع میں زبردست فرق ہے۔ کیونکہ بلحاظ اصل اثبات نفی پر مقدم ہے۔

۲۰۰۔ حَدِیْثُ الدَّرَجَۃِ الرَّفِیْعَۃِ فِیْمَا یُقَالُ بَعْدَ الْاَذَانِ مِنَ الدُّعَاءِ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَمْ اَرَہٗ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الرِّوَایَاتِ۔

بلند درجہ اس میں ہے۔ کہ اذان کے بعد دعا کہی جائے۔ سخاوی رح کہتے ہیں۔ میں نے اسے روایات میں کہیں نہیں پایا۔

۲۰۱۔ حَدِیْثُ الدَّمِ مِقْدَارُ الدِّرْھَمِ یُغْسَلُ وَیُعَادُ مِنْہُ الصَّلٰوۃُ فِیْہِ نُوْحٌ کَذَّابٌ کَذَا

خون جب درہم کے برابر ہو تو اسے دھویا بھی جائے گا اور نماز کا بھی اعادہ کیا جائے گا اس کا راوی نوح کذاب ہے۔ جیسا کہ لآلی

فِی اللآلی۔	میں ہے۔
۲۰۲۔ حدیث الدنیا ساعۃ فاجعلہا طاعۃ لا اصل لمبناہ لکن یصح معناہ من قولہ تعالیٰ کانہم یوم یرون ما یوعدون لم یلبثوا الا ساعۃ من نہار۔ ہو لا ینافی ما ثبت من ان عمر الدنیا سبعۃ آلاف سنۃ فان ما مضی فکانہ فی ساعۃ انقضی۔	دنیا ایک گھڑی کی ہے۔ اس میں اطاعت کرلو لفظاً اس کی کوئی اصل نہیں۔ لیکن یہ معنی اللہ تعالیٰ کے قول سے ثابت ہے۔ گویا کہ وہ اس دن دیکھیں گے جس کا وعدہ کئے گئے تھے۔ وہ دنیا میں دن کا ایک حصہ ٹھہرے ہیں اور یہ جو ثابت ہے کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے یہ اس کے منافی نہیں ہے۔ یہ جتنا زمانہ گزرے گا۔ یہ محسوس ہوگا گویا کہ ایک ساعت میں ختم ہو گیا۔
۲۰۳۔ حدیث الدنیا مزرعۃ الآخرۃ قال السخاوی لم اقف علیہ مع ایراد الغزالی لہ فی الاحیاء قلت معناہ صحیح یقتبس من قولہ تعالیٰ من کان یرید حرث الآخرۃ نزد لہ فی حرثہ۔	دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ سخاوی کہتے ہیں میں اس حدیث سے واقف نہیں۔ غزالی نے اس کا احیاء میں ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں معنوی لحاظ سے یہ بات ثابت ہے اور قرآن سے مستنبط ہوتی ہے۔ جو آخرت کی کھیتی کا ارادہ رکھتا ہے۔ ہم اس کے لئے اس کی کھیتی میں زیادتی کر دیتے ہیں۔"
۲۰۴۔ حدیث الدیک الابیض صدیقی وصدیق صدیقی وعدو عدوی ولہ طرق	سپید مرغ میرا دوست ہے۔ میرے دوست کا دوست ہے۔ اور میرے دشمن کا دشمن ہے اس کی مختلف سندات ہیں۔ ابن الجوزیؒ

ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَمْ يَتَبَيَّنْ لِيَ الْحُكْمُ عَلٰى هٰذَا الْمَتْنِ بِالْوَضْعِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لٰكِنْ فِيْ اَكْثَرِ اَلْفَاظِهٖ رَكَاكَةٌ لَا رَوْنَقَ لَهَا وَقَدْ اَفْرَدَ الْحَافِظُ اَبُوْ نُعَيْمٍ اَخْبَارَ الدِّيْكِ فِيْ جُزْءٍ قُلْتُ فَلَا يَكُوْنُ مَوْضُوْعًا وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ اَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِيْ اُسَامَةَ وَاَبُو الشَّيْخِ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ وَهُوَ مُنْكَرٌ۔

لے اس کا موضوعات میں ذکر کیا ہے، امام عسقلانی رح فرماتے ہیں۔ مجھ پر اس متن کے موضوع ہونے کا حکم ظاہر نہیں ہوا سخاوی کہتے ہیں۔ اس کے اکثر الفاظ میں اوچھاپن ہے۔ اور کوئی رونق نہیں پائی جاتی حافظ ابو نعیم رح نے مرغ کی احادیث ایک جزو میں جمع کی ہیں۔ سیوطی رح کہتے ہیں اسے ابن ابی اسامہ رح اور ابو الشیخ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے لیکن یہ منکر ہے۔

۲۰۵ - حَدِيْثُ الدَّيْنِ وَلَوْ دِرْهَمٌ وَالْعَائِلَةُ وَلَوْ بِنْتٌ وَالسَّائِلُ وَلَوْ كَيْفَ الطَّرِيْقِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَسْتَحْضِرُهٗ فِي الْمَرْفُوْعِ وَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ قُلْتُ وَالْمَشْهُوْرُ اَلسُّؤَالُ ذُلٌّ وَلَوْ اَيْنَ الطَّرِيْقِ۔

قرض چاہے ایک درہم کا کیوں نہ ہو، بھوکی چاہے لڑکی کیوں نہ ہو، سوال کرنے والا چاہے کیسا ہی ہو سخاوی رح کہتے ہیں میں مرفوعاً اسے کہیں نہیں پاتا۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں مشہور یہ ہے۔ سوال کرنا ذلت ہے چاہے مسافر کیوں نہ ہو۔

حَرْفُ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ

۲۰۶ - حَدِيْثُ ذَكَاةِ الْاَرْضِ

زمین کی پاکی اس کا خشک ہو جانا ہے۔ ابن

بينهما قال ابن الربيع يحتج به
الحنفية ولا أصل له في المرفوع
نعم ذكره ابن أبي شيبة مرفوعا
عن أبي جعفر الباقر قلت ونعم
السند الظاهر من الإمام الباهر
المسمى بسلسلة الذهب فهي
كافية لصحة المذهب
مع أن المجتهد إذا استدل
بحديث على حكم من الأحكام
فلا يتصور أن يكون صحيحا
أو حسنا عنده ثم لا يضره
دخول ضعف أو وضع في
سنده وقال الزركشي لا أصل
له وإنما هو قول محمد بن الحنفية
أخرجه ابن جرير في تهذيب
الآثار وقال السيوطي وأخرجه
ابن أبي شيبة في المصنف عنه
وأخرجه أيضا عن أبي جعفر
وعن أبي قلابة قولهما قلت

الربیع کہتے ہیں۔ یہ حنفیہ علماء کی دلیل ہے اور مرفوعاً
اس کی کوئی اصل نہیں۔ ہاں اسے ابن ابی شیبہ
نے مرفوعاً ابوجعفر الباقر سے روایت کیا ہے
ملا علی قاری فرماتے ہیں سند کی عمدگی ظاہر ہے
جو امام باہر سے مروی ہے جسے سلسلۃ الذہب
کہا جاتا ہے اور یہ صحت مذہب کے لئے کافی ہے
حالانکہ مجتہد جب کسی حدیث سے کسی حکم پر استدلال
کرتا ہے۔ تو وہ یہ خیال نہیں کرتا کہ یہ حدیث اس کے
نزدیک صحیح ہے یا حسن پھر اسے سند میں ضعف
یا وضع کا وجود بھی ضرر نہیں پہنچاتا۔ زرکشی کہتے
ہیں اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ محمد بن حنفیہ
کا قول ہے۔ ابن جریر نے اسے تہذیب الآثار
میں روایت کیا ہے۔ سیوطی کہتے ہیں ابن ابی شیبہ
نے اپنی مصنف میں محمد بن حنفیہ۔ ابوجعفر اور
ابوقلابہ سے یہ ان کا قول نقل کیا ہے۔ ملا علی
قاری فرماتے ہیں اس کا مرفوع ہونا گذر چکا ہے
اور یہ حضرت عائشہ سے موقوفاً بھی مروی ہے
اس کی اصل ہدایہ میں مرفوعاً موجود ہے۔ اگرچہ
مجھے اس کا مخرج معلوم نہیں۔ یہ تو معلوم ہے

تُقَدَّمُ عَلَى مَرْفُوعِهِ وَقَدْ رُوِيَ	کہ موقوف صحابہ ہمارے نزدیک حجت
عَنْ عَائِشَةَ مَوْقُوفًا وَأَصْلُهُ	ہے ۔ اور ایسے ہی حدیث منقطع جب
فِي الْهِدَايَةِ مَرْفُوعًا لٰكِنْ قَالَ	کہ اس کی سند صحیح ہو ۔ اور ہمارے
مُخَرِّجُهُ لَمْ أَرَهُ فَمِنَ الْمَعْلُومِ أَنَّ	مذہب کی تائید وہ حدیث کرتی ہے ۔ جو
مَوْقُوفَ الصَّحَابَةِ حُجَّةٌ عِنْدَنَا	سنن ابی داؤد میں اس باب کے تحت
وَكَذَا الْحَدِيثُ الْمُنْقَطِعُ إِذَا صَحَّ	ہے ۔ کہ جب زمین خشک ہو جائے تو پاک
سَنَدُهُ وَيُقَوِّي الْمَذْهَبَ مَا	ہو جاتی ہے اور انہوں نے ابن عمرؓ سے
فِي سُنَنِ أَبِي دَاوُدَ بَابُ طُهُورِ	روایت کیا ہے ۔ کہ میں حضور کے زمانہ میں
الْأَرْضِ إِذَا يَبِسَتْ وَأَسْنَدَ	مسجد میں سویا کرتا تھا ۔ اور میں نوجوان تھا ۔
عَنْ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ أَبِيتُ فِي	اور مسجد میں کتے آتے جاتے رہتے تھے ۔ اور
الْمَسْجِدِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى	پیشاب کرتے رہتے تھے ۔ اور صحابہ اس پر پانی
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ فَتًى	بھی نہ ڈالتے تھے ۔ اگر خشک ہونے سے
شَابًّا عَزَبًا وَكَانَتِ الْكِلَابُ	پاک ہونے کا اعتبار نہ ہوتا ۔ تو انہیں اس
تَبُولُ وَتُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ	بات سے احتراز کرنا چاہیئے تھا جب کہ وہ جانتے
وَلَمْ يَرُشُّونَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ	تھے ۔ کہ یہاں نجاست موجود ہے ۔ اور اس
انْتَهٰى فَلَوْلَا اعْتِبَارُ أَنَّهَا تَطْهُرُ	باوجود وہ مسجد میں نماز پڑھتے ۔ مسجد چھوٹی تھی
بِالْجَفَافِ كَانَ ذٰلِكَ تَبْقِيَةً	اور نمازی زیادہ ۔ نزاع کے معاملہ میں یہ
لَهَا بِوَصْفِ النَّجَاسَةِ مَعَ الْعِلْمِ	بمنزلہ اجماع ہوا ۔ سخاویؒ کہتے ہیں ابو قلابہ
بِأَنَّهُمْ يَقُومُونَ عَلَيْهَا فِي الصَّلٰوةِ	سے یہ الفاظ بھی روایت کئے گئے ہیں

اَلْبَتَّۃَ لِصِغَرِ الْمَسْجِدِ وَکَثْرَۃِ	کہ زمین کا خشک ہو جانا۔ اس کا پاک
الْمُصَلِّیْنَ فَیَکُوْنُ ھٰذَا بِمَنْزِلَۃِ	ہو جانا ہے۔ اور اس حدیث کے حضرت
الْاِجْمَاعِ فِیْ مَقَامِ تَحْقِیْقِ النِّزَاعِ	انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حدیث
قَالَ السَّخَاوِیُّ وَرُوِیَ قَوْلُ اَبِیْ	معارض ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
قِلَابَۃَ بِلَفْظِ جُفُوْفُ الْاَرْضِ	وسلم نے اعرابی کے پیشاب پر پانی ڈالنے
طُھُوْرُھَا وَیُعَارِضُہٗ حَدِیْثُ	کا حکم دیا۔ بلکہ کھودنے کا بھی ذکر موجود
اَنَسٍ فِی الْاَمْرِ بِصَبِّ الْمَاءِ عَلٰی	ہے۔ اور اس حدیث سے مراد یہ ہے
بَوْلِ الْاَعْرَابِیِّ بَلْ وَرَدَ فِیْہِ	کہ خشک ہونا بھی پاکی کا ایک
الْحَفْرُ انْتَھٰی وَغَیْرُہٗ اَنَّ الْمُرَادَ	طریقہ ہے۔ نہ کہ اس کا کھودنا
ھُوَ اَنَّ الْجُفُوْفَ اِحْدٰی طُرُقِ	اور یہ ہمارا قول پانی بہانے
التَّطْھِیْرِ لَا حَفْرُھَا فَیُنَظِّمُ طُھُوْرُھَا	اور اس سے پاک کرنے کے
بِالْمَاءِ وَصَبُّہٗ لَا یُنَافِیْہِ ۔	منافی نہیں ۔

حَرْفُ الرَّاءِ

۲۰۷۔ حَدِیْثُ رَاَیْتُ رَبِّیْ	کوچ کے روز میں نے اپنے خدا کو
یَوْمَ النَّفْرِ عَلٰی جَمَلٍ اَوْرَقَ عَلَیْہِ	ایک زرد اونٹ پر سوار دیکھا۔ اور خدا
جُبَّۃُ صُوْفٍ اَمَامَ النَّاسِ مَوْضُوْعٌ	صوف کا جبہ پہنے ہوئے تھا۔ اور لوگوں
لَا اَصْلَ لَہٗ کَمَا فِی الذَّیْلِ وَفِی	کے آگے آگے چل رہا تھا۔ یہ موضوع ہے۔
اللَّآلِیْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَہٗ	اس کی کوئی اصل نہیں۔ جیسا کہ ذیل میں اس کا

رَأَيْتُ رَبِّي فِي صُورَةِ شَابٍّ لَهُ
وَفْرَةٌ وَرُوِيَ فِي صُورَةِ شَابٍّ
أَمْرَدَ قَالَ ابْنُ صَدَقَةَ عَنْ أَبِي
زُرْعَةَ حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ صَحِيحٌ
لَا يُنْكِرُهُ إِلَّا مُعْتَزِلِيٌّ وَرُوِيَ فِي
بَعْضِهَا بِفُؤَادِهِ وَالْحَدِيثُ إِنْ
حُمِلَ عَلَى الْمَنَامِ فَلَا إِشْكَالَ
فِي الْمَقَامِ وَإِنْ حُمِلَ عَلَى الْيَقَظَةِ
فَأَجَابَ ابْنُ الْهُمَامِ بِأَنَّ هَذَا
حِجَابُ الصُّورَةِ وَكَأَنَّهُ أَرَادَ بِهَذَا
الْكَلَامِ أَنَّ تَمَامَ الْمَرَامِ يُتَصَوَّرُ
بِحَمْلِهِ عَلَى التَّجَلِّي الصُّورِيِّ
فَإِنَّ مِنَ الْمُحَالِ الضَّرُورِيِّ
حَمْلَهُ عَلَى التَّجَلِّي الْحَقِيقِيِّ فَلِلَّهِ
سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَنْوَاعٌ مِنَ التَّجَلِّيَاتِ
بِحَسَبِ الذَّاتِ وَالصِّفَاتِ وَ
لَكِنْ لَهُ الْقُدْرَةُ الْكَامِلَةُ وَالْقُوَّةُ
الشَّامِلَةُ زِيَادَةً عَلَى الْمَلَائِكَةِ
وَغَيْرِهِمْ فِي تَشَكُّلِ الصُّوَرِ وَ

ذکر ہے۔ لآلی میں ابن عباسؓ سے مرفوعاً مروی
ہے۔ کہ میں نے اپنے خدا کو ایک جوان کی صورت
میں دیکھا اس کے لمبے بال تھے۔ اور ایک
روایت میں ہے۔ ایسے جوان کی صورت میں
دیکھا جس کی نہ مونچھیں تھیں نہ ڈاڑھی۔ ابن
صدقہ ابو زرعہ سے روایت کرتے ہیں۔
ابن عباسؓ کی حدیث کا ایک معتزلی ہی انکار
کرسکتا ہے۔ اور بعض کتابوں میں اس کے
فوائد بھی مروی ہیں۔ اور حدیث کا مقصد یہ
ہے اگر رویت سے مراد خواب کی رویت ہے
تو اس میں کوئی مشکل نہیں ہے۔ اور اگر اس
دیکھنے سے مراد جاگتے ہوئے دیکھنا ہے۔ تو
ابن ہمام نے اس کا یہ جواب دیا ہے۔ کہ یہ
حجاب صورت ہے۔ گویا کہ ان کے کلام کا منشا یہ
ہے۔ کہ اسے تجلی صورت پر مبنی قرار دیا جائے گا
نہ کہ تجلی حقیقی پر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے
ذات و صفات کے لحاظ سے مختلف قسم کی
تجلیات ہیں۔ اسی طرح اسے قدرت کاملہ
اور وہ قوت حاصل ہے جو فرشتوں وغیرہ سے

الهیئات وهو منزه عن الجسم	تبدیلی اشکال میں زیادہ ہے۔حالانکہ وہ باری
والصور والجهات بحسب الذات	جسم، صورت اور ذات سے منزہ ہے۔ اس
وبهذا ینحل کثیر من الشبهات و	طرح پر بہت سے شبہات اور بہت سی مشکل
احادیث والله سبحانه اعلم	احادیث صفات حل ہو جائیں گی۔ اور اللہ تعالی
بحقائق المقامات ودقائق	خود مقامات کے حقائق سے زیادہ واقف ہے
المرامات وبهذا اندفع کلام	اور اس سے سبکی وغیرہ کا وہ اعتراض ختم ہو گیا
السبکی وغیره ان حدیث رأیت	کہ میں نے اپنے خدا کو مرد جوان کی صورت
ربی فی صورة الشاب امرد	میں دیکھا۔ یہ حدیث عام صوفیوں کی
دائر علی السنة عوام الصوفیة	زبان پر مشہور ہے۔ اور یہ موضوع
وهو موضوع مفتری علی	ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
رسول الله صلی الله علیه و	جھوٹی تہمت لگا رہا ہے۔ کیونکہ اس نے
سلم فان مبنی الحدیث علی	ایسی حدیث وضع کی ہے جس کی سند سے
ان فی سنده ما یدل علی وضعه	اس کا موضوع ہونا ظاہر ہے۔ اور یہ بات
فمسلم والا فباب التاویل	مسلم ہے۔ ورنہ تاویل کا دروازہ تو بہت
واسع محتم۔	کھلا ہوا ہے ؛

فائدہ۔ ملا علی قاری نے جو تاویل کی ہے وہ ملحاظ معنی ہے۔ اور سبکی وغیرہ نے جو اعتراض کیا ہے۔ وہ بلحاظ متن و سند ہے۔ اور جب اس کی صحت ثابت ہو جائے گی تو معنوی تاویل بھی صحیح ہو جائے گی۔ اصل اشکال معنوی نہیں۔ بلکہ اصل اختلاف صحت لفظی اور صحت سند کا ہے ؛

۲۰۸۔ حَدِیْثُ الرَّابِحُ فِی التَّجرِ	یہ اتی سے کمانے والا ٹوٹے میں ہے
خَاسِرٌ اَیْ مِنَ الْخَیْرِ کَلَامُ بَعْضِ	یعنی بھلائی سے یہ بعض حکمار کا کلام ہے
الْحُکَمَاءِ وَقَدْ قَالَ تَعَالٰی وَالْعَصْرِ	اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ قسم ہے زمانہ
اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ	کی کہ انسان ٹوٹے میں ہے۔ مگر جو لوگ ایمان
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحَاتِ فَمَا	لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے۔ اور ان کی
رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ وَلِلّٰهِ دَرُّ الشَّیْخِ	تجارت نے انہیں کچھ نفع نہ پہنچایا۔ شیخ بستی رح
الْبُسْتِیِّ شِعْرٌ	نے کیا خوب کہا ہے ؎
زِیَادَةُ الْمَرْءِ فِیْ دُنْیَاهُ نُقْصَانٌ	دنیاوی معاملات میں آدمی کی زیادتی یہ سراسر نقصان ہے،
وَرِبْحُهٗ غَیْرُ مَحْضِ الْخَیْرِ خُسْرَانٌ	اور اس کے نفع میں کوئی بھلائی نہیں وہ سراپا ٹوٹے میں ہے،
۲۰۹۔ حَدِیْثُ رَجَعْنَا مِنَ	ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی
الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِهَادِ الْاَکْبَرِ	طرف لوٹ آئے۔ صحابہ نے عرض کیا
قَالُوْا وَمَا الْجِهَادُ الْاَکْبَرُ قَالَ جِهَادُ	یا رسول اللہ جہاد اکبر کیا ہے۔ آپ نے
الْقَلْبِ قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ فِیْ	فرمایا قلب سے جہاد۔ عسقلانی تسوید القوس
تَسْوِیْدِ الْقَوْسِ هُوَ مَشْهُوْرٌ	میں فرماتے ہیں۔ یہ لوگوں کی زبان پر مشہور
عَلَی الْاَلْسِنَةِ وَهُوَ مِنْ کَلَامِ	ہے۔ یہ ابراہیم بن عبلہ کا قول ہے۔ جو نسائی
اِبْرَاهِیْمَ بْنِ عَبْلَةَ فِی الْکُنٰی	نے کنی میں نقل کیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے
لِلنَّسَائِیِّ قُلْتُ ذَکَرَ الْحَدِیْثَ	ہیں۔ غزالی رح نے اس کا احیاء میں ذکر کیا ہے،
فِی الْاِحْیَاءِ وَنَسَبَهُ الْعِرَاقِیُّ اِلَی	اور عراقی رح کہتے ہیں۔ اسے بیہقی رح نے
الْبَیْهَقِیِّ مِنْ حَدِیْثِ جَابِرٍ وَ	جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا

قَالَ هٰذَا اِسْنَادٌ فِیْہِ ضُعْفٌ وَقَالَ السُّیُوْطِیُّ رَوَی الْخَطِیْبُ فِیْ تَارِیْخِہٖ مِنْ حَدِیْثِ جَابِرٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مِنْ غَزَاۃٍ لَّھُمْ فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَدِمْتُمْ خَیْرَ مَقْدَمٍ وَقَدِمْتُمْ مِنَ الْجِھَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِھَادِ الْاَکْبَرِ قَالُوْا وَمَا الْجِھَادُ الْاَکْبَرُ قَالَ مُجَاھَدَۃُ الْعَبْدِ ھَوَاہُ ۔

ہے۔ اور بیہقی رح فرماتے ہیں۔ اس کی سند میں ضعف ہے۔ سیوطی رح کہتے ہیں خطیب رح نے اپنی تاریخ میں جابرؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ سے تشریف لائے اور فرمایا تم بہتر کام کرکے آئے ہو۔ لیکن اب تم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹے ہو۔ لوگوں نے دریافت کیا۔ جہاد اکبر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا بندے کا اپنی خواہش سے جہاد کرنا۔

۲۱۰۔ حَدِیْثُ رَحِمَ اللّٰہُ اَخِی الْخَضِرَ لَوْ کَانَ حَیًّا لَزَارَنِیْ قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ لَا یَثْبُتُ مَرْفُوْعًا ۔

اللہ تعالیٰ میرے بھائی خضر پر رحم فرمائے اگر وہ زندہ ہوتے تو میری زیارت کرتے۔ امام عسقلانی فرماتے ہیں۔ یہ مرفوعاً ثابت نہیں۔

۲۱۱۔ حَدِیْثُ رَحِمَ اللّٰہُ مَنْ زَارَنِیْ وَزِمَامُ نَاقَتِہٖ بِیَدِہٖ ۔ قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ لَا اَصْلَ لَہٗ بِھٰذَا اللَّفْظِ ۔

اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے۔ جو میری زیارت اس حالت میں کرے کہ اس کی ناقہ کی زمام اس کے ہاتھ میں ہو۔ عسقلانی فرماتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ اس کی کوئی اصل نہیں۔

۲۱۲۔ حَدِیْثُ رَدُّ دَانِقٍ عَلٰی اَھْلِہٖ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ

درہم کا اس کے گھر والوں پہ لوٹانا ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ ابن حجر رح کہتے

سَبْعِیْنَ سَنَةً قَالَ ابْنُ حَجَرٍ
مَا عَرَفْتُ اَصْلَهٗ یَعْنِیْ اَصْلَ
مَبْنَاهُ وَاِلَّا فَهُوَ صَحِیْحٌ مِنْ جِهَةِ
مَعْنَاهُ فَاِنَّ رَدَّ الْحَقِّ اِلٰى اَهْلِهٖ
فَرْضٌ وَهُوَ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ
سَبْعِیْنَ سَنَةً نَفْلًا وَقَالَ
السَّخَاوِیُّ اِنَّمَا قَالَهٗ یَحْیَى بْنُ
عُمَرَ بْنِ یُوْسُفَ بْنِ عَامِرٍ
الْاَنْدَلُسِیُّ الْفَقِیْهُ الْمَالِکِیُّ
حِیْنَ اَنِیْمَ عَلٰى ارْتِحَالِهٖ مِنَ
الْقَیْرَوَانِ لِقُرْطُبَةَ لِیَرُدَّ دَانِقًا
لِبَقَّالٍ عَلَیْهِ اِنْتَهٰى وَذَکَرَ ابْنُ
جَمَاعَةَ فِیْ مَنْسَکِهِ الْکَبِیْرِ مَا
نَصُّهٗ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ رَدُّ دَانِقٍ مِنْ
حَرَامٍ یَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ سَبْعِیْنَ
حَجَّةً اِنْتَهٰى وَالدَّانِقُ بِکَسْرِ النُّوْنِ
وَبِفَتْحِ سُدُسُ الدِّرْهَمِ۔
۲۱۳۔ حَدِیْثُ رَدِّ الشَّمْسِ عَلٰى

ہیں۔ میں اس کی اصل کو نہیں پہچانتا یعنی
الفاظ کو۔ ورنہ بلحاظ معنی یہ صحیح ہے۔
کیونکہ حق کو اس کے مالک کے پاس لوٹانا
یہ فرض ہے۔ اور یہ ستر سال کی نفلی
عبادت سے بہتر ہے (جب حدیث کی
کوئی اصل نہ ہوئی تو ستر سال کی قید
کیسے ثابت ہوگی) سخاویؒ کہتے ہیں
یہ قول یحیی بن عمر بن یوسف بن عامر
الاندلسی المالکی کا ہے۔ جب انہوں
نے قیروان سے قرطبہ کو کوچ کرنے کا
ارادہ کیا۔ تو ایک بقال کے ان کے
ذمہ کچھ درہم تھے۔ انہوں نے اسے
درہم دیتے وقت یہ بات کہی۔ ابن جماعہ
نے اپنی منسک کبیر میں ذکر کیا ہے۔ کہ نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے
کہ حرام مال کو لوٹانا اللہ کے نزدیک
ستر حج کے برابر ہے۔ اور دانق درہم کے
چھٹے حصے کو بولتے ہیں۔
حضرت علیؓ پر سورج لوٹا دیا گیا۔ امام احمدؒ

عَلِیٌّ قَالَ اَحْمَدُ لَا اَصْلَ لَهٗ وَتَبِعَهٗ ابْنُ الْجَوْزِیِّ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ وَلٰکِنْ قَدْ صَحَّحَهُ الطَّحَاوِیُّ وَصَاحِبُ الشِّفَاءِ وَاَخْرَجَهُ ابْنُ مَنْدَهْ وَابْنُ شَاهِیْنَ وَغَیْرُهُمَا کَالطَّبْرَانِیِّ فِی الْکَبِیْرِ وَالْاَوْسَطِ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَمَرَ الشَّمْسَ فَتَاَخَّرَتْ سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ وَتَفْصِیْلُهٗ فِیْ سِیَرِنَا

فرماتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور ابن الجوزی رح نے اسے اپنی موضوعات میں روایت کیا ہے۔ لیکن طحاوی رح اور صاحب الشفاء نے اسے صحیح قرار دیا ہے ابن مندہ رح۔ ابن شاہین رح نے اور طبرانی رح نے اوسط میں سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کو حکم دیا۔ وہ دن کی ایک ساعت پیچھے ہٹ گیا اور اس کی تفصیل سیر میں موجود ہے۔

۲۱۴ - حَدِیْثُ رَسُوْلُ الْمَرْءِ دَالٌّ عَلٰی عَقْلِهٖ قَوْلُ یَحْیَی بْنِ خَالِدٍ کَمَا اَوْرَدَهُ الدُّکْسُوْرِیُّ فِی الْمُجَالَسَةِ۔

آدمی کا قاصد اس کی عقل پر دلالت کرتا ہے۔ یہ یحییٰ رح بن خالد کا قول ہے جیسا کہ دکسوری رح نے اپنی مجالسہ میں ذکر کیا ہے۔

۲۱۵ - حَدِیْثُ رِیْقُ الْمُؤْمِنِ شِفَاءٌ مَعْنَاهُ صَحِیْحٌ یَسْتَاْنِسُ لَهٗ بِقَوْلِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِی الْحَدِیْثِ الصَّحِیْحِ اَیْمُ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِیْقِ بَعْضِنَا یُشْفٰی سَقِیْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا وَاَمَّا مَا یَدُوْرُ عَلٰی

مومن کا تھوک بھی شفا ہے۔ اس کے معنیٰ صحیح ہیں۔ اور یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستنبط ہے۔ کہ قسم ہے خدا کی ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے بعض کے تھوک سے بیماروں کو باجازت خداوندی شفا دیتی ہے۔ اور یہ جو لوگوں کی زبان

الا لسنتہ من قولہم سؤر المؤمن شفاء فصحیح من جھۃ المعنی لروایۃ الدارقطنی من حدیث ابن عباس مرفوعا من التواضع ان یشرب الرجل من سؤر اخیہ ای المؤمن ؛

پر مشہور ہے ۔ کہ مومن کا جھوٹا بھی شفار ہے ۔ وہ اس حدیث کی بنا پر ہے ۔ جو دار قطنی رحمہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے ۔ تواضع میں یہ بھی داخل ہے ۔ کہ آدمی اپنے مومن بھائی کا جھوٹا پی لے ؛

حرف الراء !

۲۱۶ ۔ حدیث الزحمۃ رحمۃ لیس بحدیث وھو کلام صحیح فی المعنی بالنظر الی الوقوف فی الصلوۃ فی طریق عرفات وحلق مجالس الذکر والعلم وفی الطواف فی ساعات البرکات فحینئذ یکون الزحمۃ زیادۃ فی الرحمۃ ؛

تکلیف بھی رحمت ہے یہ حدیث نہیں ہے ۔ اور اس لحاظ سے اس کے معنی صحیح ہیں ۔ کہ عرفات میں نماز کے لئے ٹھہرنا ۔ ذکر و علم کی مجلسوں میں بیٹھنا ۔ اور برکتوں کی ساعتوں میں طواف کرنا ۔ اگرچہ یہ بظاہر زحمت ہے ۔ لیکن رحمت کا سبب ہے ؛

۲۱۷ ۔ حدیث زامر الحی لا یطرب لیس بحدیث وھو صحیح فی الغالب وذلک لان

زندہ بانسری بجانے والا خوش نہیں ہوتا ۔ یہ حدیث نہیں ۔ اکثر اوقات یہ بات صحیح بھی ہوتی ہے ۔ کہ گانے والے

الْمُغَنِّيْ فِيْ قَصَبَتِهٖ مِنْ كَثْرَةِ مَا طَرَقَ فِيْ سَمْعِهٖ لَا يَبْقٰى لَهٗ تَاثِيْرٌ فِيْ قَلْبِهٖ كَضَرْبِ الطَّبَّالِ فِيْ حَالِ نَقْرِهٖ حَيْثُ لَا يَتَغَيَّرُ عَنْ اَمْرِهٖ وَمِنْ هُنَا اَنَّ الْاَكَابِرَ مِنَ الصُّوْفِيَّةِ لَمْ يُؤَثِّرِ السَّمَاعُ كَهُمْ فِي الظَّاهِرِ وَ اِنْ كَانَ لَا يَخْلُوْ عَنْ تَاثِيْرٍ فِي الطَّوِيَّةِ فَقَدْ قِيْلَ لِلْجُنَيْدِ كَيْفَ تَرَكْتَ الْوَجْدَ فِي النِّهَايَةِ بَعْدَمَا ارْتَكَبْتَ فِي الْبِدَايَةِ فَقَرَأَ قَوْلَهٗ تَعَالٰى وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ وَلَمَّا رَأَى الصِّدِّيْقُ مُؤْمِنًا يَبْكِيْ فِيْ اَوَائِلِ اَمْرِهٖ قَالَ كُنَّا هٰكَذَا ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُنَا اَيْ قَوِيَتْ وَاشْتَدَّتْ ۔

کی مختلف لے کے باعث سننے والے کے دل پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ جیسا کہ طبلہ بجانے والا کہ وہ طبلہ بجاتے وقت اپنے حال سے متغیر نہیں ہوتا۔ اسی بنا پر اکابر صوفیا پر ظاہر میں سماع کا کوئی اثر نہیں ہوتا اگرچہ وہ تاثیر سے خالی نہیں ہوتا۔ جنید رحمہ سے دریافت کیا گیا۔ کہ جب آپ شروع میں وجد کے مرتکب ہوئے تھے۔ تو آخر میں کیوں چھوڑ دیا۔ تو انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ تو پہاڑوں کو جما ہوا دیکھے گا۔ حالانکہ وہ بادلوں کی طرح دوڑتے ہیں۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جب ایک شخص کو بات کے شروع پر روتے دیکھا تو فرمایا۔ ہم بھی ایسے ہی تھے اب ہمارے دل سخت ہو گئے۔

۲۱۸۔ حَدِيْثُ زَكٰوةِ الْحُلِيِّ عَارِيَتُهٗ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِنْ قَوْلِهٖ قَالَ الْبَيْهَقِيُّ وَاَمَّا مَا يُرْوٰى عَنْهُ

زیور کی زکوٰۃ عاریت ہے۔ یہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے۔ اور ان سے یہ جو مرفوعاً روایت کیا جاتا ہے۔

مَرْفُوْعًا لَيْسَ فِي الْحُلِيِّ زَكوٰةٌ فَبَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَهٗ ۔	کہ زیور میں زکوٰۃ نہیں۔ یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں ۔
۲۱۹۔ حَدِيْثُ زَكوٰةُ الْجَاهِ اِغَاثَةُ اللَّهَفَاتِ لَمْ يُعْرَفْ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَوَرَدَ بِمَعْنَاهُ اَحَادِيْثُ مِنْهَا اَفْضَلُ صَدَقَةِ اللِّسَانِ اَلشَّفَاعَةُ تُفَكُّ بِهَا الْاَسِيْرُ وَتُحْقَنُ بِهَا الدِّمَاءُ وَتُجَرُّ بِهَا الْمَعْرُوْفُ وَالْاِحْسَانُ اِلٰى اَخِيْكَ وَتُدْفَعُ عَنْهُ الْكَرِيْهَةُ اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ	جاہ کی زکوۃ مظلوموں کی مدد کرنا ہے یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ نہیں پہچانی جاتی ہاں اس معنی میں بہت سی احادیث موجود ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ زبان کا افضل صدقہ سفارش بھی ہے۔ جس کے ذریعہ قیدی کو چھڑایا جائے۔ خون ردکے جائیں۔ جس سے بھلائی اور سلوک اپنے بھائی کے ساتھ کیا جائے۔ اور اس سے برائی کو دور کیا جائے اسے طبرانی رحمہ نے کبیر میں اور بیہقی رحمہ نے شعب الایمان میں سمرہ بن جندب سے روایت کیا ہے ۔
۲۲۰۔ حَدِيْثُ الزَّيْدِيَّةِ مَجُوْسُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ اَرَهٗ وَلٰكِنَّهٗ عِنْدَ اَبِيْ دَاوٗدَ وَالطَّبْرَانِيِّ وَغَيْرِهِمَا مَرْفُوْعًا مِنْ حَدِيْثِ اِبْنِ عُمَرَ بِلَفْظِ الْقَدَرِيَّةِ قَالَ ابْنُ الرَّبِيْعِ بَلْ هُوَ حَدِيْثٌ مَوْضُوْعٌ لَا يَحِلُّ رِوَايَتُهٗ حَاشَا	زیدیہ فرقہ اس امت کا مجوس ہے سخاوی کہتے ہیں میں نے اس حدیث کو نہیں دیکھا ہاں ابوداؤد رحمہ اور طبرانی رحمہ کی روایت میں ابن عمر سے قدریہ کے الفاظ مروی ہیں ابن الربیع کہتے ہیں۔ یہ حدیث موضوع ہے۔ اس کی روایت بھی حلال نہیں۔ اور زیدیہ فرقہ اس غلط نسبت سے پاک ہے۔ ملا علی قاری رحمہ فرماتے

الزَّيْدِيَّةِ مِنْ هٰذِهِ النِّسْبَةِ
الرَّدِيَّةِ أَقُوْلُ اِنْ كَانُوْا عَلٰى مَذْهَبِ
الْقَدَرِيَّةِ فَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ اِذْ هُمْ
شَارِكُوْنَ لَهُمْ فِي الْقَضِيَّةِ سَوَاءٌ
يَكُوْنُ بِطَرِيْقِ الْكُلِّيَّةِ اَوِ الْجُزْئِيَّةِ
وَالْعِلَّةُ لِاِثْبَاتِ الْاِثْنَيْنِيَّةِ فَاِنَّ
الْمَجُوْسَ يُثْبِتُوْنَ النُّوْرَ فِي
الْمَرْتَبَةِ الْاُلُوْهِيَّةِ وَالظُّلْمَةَ
يُثْبِتُوْنَ الْاَصْنَافَ الْمَخْلُوْقِيَّةَ
فَيَعْبُدُوْنَ الْاَنْوَارَ مِنَ الشَّمْسِ
وَالْقَمَرِ وَاَصْنَافَ النَّارِ وَغَفَلُوْا
اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرَ
وَسَائِرَ مَا يُرٰى فِيْ عَالَمِ الظُّهُوْرِ
وَلَمْ يَرَوْا اَنَّ الْكُلَّ مَخْلُوْقٌ كَمَا
قَالَ بِهٖ اَهْلُ الْحَقِّ مِنْ اَهْلِ
السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ مِنْ اَنَّ الْخَيْرَ
وَالشَّرَّ وَالنَّفْعَ وَالضَّرَّ كُلَّهٗ
بِخَلْقِ اللّٰهِ بَلْ وَكُلُّ صَانِعٍ وَ
صَنْعَتِهٖ كَمَا فِيْ حَدِيْثٍ كَثِيْرٍ

ہیں۔ اگر وہ قدریہ کے مذہب پر ہیں تو
اس کے معنی صحیح ہیں۔ کیونکہ وہ فیصلہ میں
مشترک ہوں گے چاہے وہ بطریق کلی ہو
یا بطریق جزئی۔ اور ردد کا اثبات علت ہوگا
کیونکہ مجوس نور کو مرتبہ الوہیت میں ثابت
کرتے ہیں۔ اور ظلمت کو اصناف مخلوق
ثابت کرتے ہیں۔ اس طرح وہ نور کی عبادت
کرتے چاہے وہ سورج کا نور ہو یا چاند کا یا آگ
میں سے کسی صنف کا۔ اور وہ اس بات سے
غافل ہیں کہ اللہ ہی نے نور و ظلمت اور تمام اشیاء
کو جو عالم میں نظر آتی ہیں پیدا فرمایا ہے۔
اور اس بات کا خیال نہیں کیا۔ کہ یہ تمام اشیا
مخلوق ہیں۔ اسی لئے اہل سنت والجماعت
میں سے اہل حق کا قول یہ ہے۔ کہ خیر و شر
اور نفع و ضرر تمام کی تمام اللہ کی مخلوق
ہیں۔ اور وہ ہر شئے کا صانع ہے۔ جیسا کہ
اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ
موجود ہے۔ اور اسی پر اللہ تعالیٰ کا قول دلالت
کرتا ہے۔ اللہ نے تمہیں بھی پیدا کیا اور تمہارے

اِلَيْهِ وَكَذَا يَدُلُّ عَلَيْهِ قَوْلُهُ تَعَالَى	اعمال کو بھی جس نے یہ اعتقاد کیا کہ اس کے
وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ فَمَنِ	لئے کوئی فعل مستقل ہے اس نے اللہ کے
اعْتَقَدَ اَنَّ لَهُ فِعْلًا مُسْتَقِلًّا	ساتھ جہل مستقل کو بھی شریک ٹھہرایا۔ رہا
فَقَدْ اَشْرَكَ مَعَ اللّٰهِ جَهْلًا	قزوینی کا یہ قول کہ یہ حدیث «قدری اس
مُسْتَقِلًّا وَاَمَّا قَوْلُ الْقَزْوِيْنِيِّ	امت کے مجوس ہیں۔ اگر وہ بیمار ہو جائیں
حَدِيْثُ اَلْقَدَرِيَّةُ مَجُوْسُ هٰذِهِ	تو ان کی عیادت نہ کرو۔ اور اگر وہ مر جائیں
الْاُمَّةِ اِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ	تو جنازے پر حاضر نہ ہو۔ یہ مصابیح کی احادیث
وَاِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْهُمْ	میں سے موضوع حدیث ہے۔ اور اسی
مَوْضُوْعٌ مِنْ حَدِيْثِ الْمَصَابِيْحِ	طرح یہ حدیث کہ میری امت میں سے
وَكَذَا صِنْفَانِ مِنْ اُمَّتِيْ لَيْسَ	دو جماعتیں ایسی ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ
لَهُمَا فِي الْاِسْلَامِ نَصِيْبٌ اَلْقَدَرِيَّةُ	نہیں قدریہ اور مرجئہ۔ یہ غلط ہے اور ان
وَالْمُرْجِئَةُ فَخَطَأٌ مِنْهُ وَقَدْ بَيَّنَّا	کا مخرج ہم نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں
مُخَرِّجَهُمَا فِي الْمِرْقَاةِ شَرْحِ الْمِشْكٰوةِ	بیان کیا ہے۔

حَرْفُ السِّيْنِ

۲۲۱۔ حَدِيْثُ سَبُّ اَصْحَابِيْ	میرے صحابہ کو گالی دینا ایسا گناہ ہے جس
ذَنْبٌ لَا يُغْفَرُ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ	کی مغفرت نہیں ہو سکتی۔ امام ابن تیمیہؒ فرماتے
هٰذَا كِذْبٌ عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ	ہیں یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَقَدْ قَالَ	جھوٹ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

الله تعالى إن الله لا يغفر أن يشرك
به ويغفر ما دون ذلك لمن
يشاء، قلت وقد يوجه معناه
إن صح مبناه بأنه ذنب عظيم
تعلق به حق الأصحاب بل و
حق سيد الأصحاب مع أن
الغالب في الساب أنه يستحله
ويرجو به الثواب فيه فيكفر و
يستحق به العقاب وللصادق
أن يخبر عن بعض الذنوب
بأنه سبحانه لا يغفره حيث
عظم شأنه فهو لا ينافي قوله
تعالى ويغفر ما دون ذلك لمن
يشاء، وقد كتبت في المسئلة
رسالة مستقلة ولا يبعد أن
يكون المعنى سب أصحابي ذنب
لا يغفر أي لا يسامح لحديث
من سب أصحابي فاضربوه و
من سبني فاقتلوه.

اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ شرک
کو تو معاف نہ کرے گا۔ اور اس کے علاوہ
جس گناہ کو چاہے معاف کر دے گا۔ ملا علی
قاری فرماتے ہیں اگر اس کے الفاظ صحیح ہوں تو
اس کی توجیہہ یہ کی جائے گی۔ یہ ایک ایسا گناہ
عظیم ہے۔ جس کا اصحاب کے حق سے تعلق ہے
بلکہ اصحاب کے سردار سے۔ کیونکہ ان کو
برا کہنا گویا اسے حلال سمجھنا اور اس سے
ثواب کی توقع کرنا ہے اور اس بنا پر اس
کی تکفیر کی جائے گی۔ اور وہ عذاب کا مستحق
ہوگا۔ اور یہ آیت خداوندی کہ وہ جسے
چاہے معاف کر سکتا ہے، اس کے منافی نہیں
ہے۔ میں نے اس موضوع پر ایک مستقل
رسالہ لکھا ہے۔ اور یہ بعید نہیں۔ کہ
اس کے معنی یہ ہوں۔ کہ میرے صحابہ کو گالی
دینا ایسا گناہ ہے۔ جس کی مغفرت نہیں
اس حدیث کی بنا پر کہ جو میرے صحابہ
کو برا کہے اسے مارو اور جو مجھے برا کہے
اسے قتل کر دو۔

فائدہ :- اس کی تائید وہ حدیث بھی کرتی ہے جس میں یہ آیا ہے کہ جس شخص نے میرے صحابہ کو ایذا پہنچائی۔ اس نے مجھے ایذا دی۔ اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔ اور جس نے اللہ کو ایذا دی۔ تو قریب ہے کہ اللہ اسے پکڑے گا یہ ترمذی کی ایک طویل روایت ہے۔

۲۲۲۔ حَدِیْثُ سَبَّابَۃُ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَتْ اَطْوَلَ مِنَ الْوُسْطٰی غَلَطٌ مِبْیَنٌ قَالَ بِہٖ دَائِمًا کَانَ فِیْ اَصَابِعِ رِجْلَیْہِ کَمَا ذَکَرَہُ الْعَسْقَلَانِیُّ حَیْثُ قَالَ وَاشْتُہِرَ ھٰذَا عَلَی الْاَلْسِنَۃِ کَثِیْرًا وَسَلَفُ جُمْہُوْرِھِمْ اَلْکَمَالُ الدَّمِیْرِیُّ وَھِیَ خَطَأٌ نَشَأَ مِنْ اِعْتِمَادِ رِوَایَۃٍ مُطْلَقَۃٍ وَغَیْرِ الْیَدِ مِنْہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِذٰلِکَ بِنَاءً عَلٰی اِنَّ الْقِصَّۃَ ذُکِرَ وَصْفُ اِخْتَصَّ بِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ مِنْ غَیْرِہٖ ذٰلِکَ الْحَدِیْثُ فِیْ مُسْنَدِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ مُقَیَّدٌ بِالرِّجْلِ قَالَتْ مَیْمُوْنَۃُ بِنْتُ کُرْدَمٍ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی انگلی درمیانی انگلی سے بڑی تھی۔ جس شخص نے یہ روایت بیان کی اس نے غلطی کھائی۔ یہ بات آپ کے پیروں کی انگلیوں میں پائی جاتی تھی۔ عسقلانی فرماتے ہیں یہ لوگوں کی زبان پر بہت مشہور رہا ہے اور سلف میں سے بھی کمال دمیری کو غلطی ہوئی۔ انہوں نے روایت کو اعتماد کے ساتھ مطلقاً بیان کیا۔ اور اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کی انگلیاں مراد لیں اور اسے حضورؐ کی خصوصیت ٹھہرایا حالانکہ یہ حدیث مسند احمد بن حنبل میں پاؤں کی قید کے ساتھ موجود ہے۔ میمونہؓ بنت کردم فرماتی ہیں۔ میں اس بات کو نہیں بھولی کہ حضور کے قدم مبارک

فَمَا نَسِیْتُ طُوْلَ اِصْبَعِ قَدَمِهٖ	انگلیوں میں انگوٹھے کے قریب کی انگلی سب
السَّبَابَةِ عَلٰی سَائِرِ اَصَابِعِهٖ وَ	سے بڑی تھی بیہقیؒ نے دلائل النبوۃ میں
کَذَا هُوَ عِنْدَ الْبَیْهَقِیِّ فِی الدَّلَائِلِ	اسی طرح روایت کیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ
قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ وَقَدْ سُئِلَ	سے قرطبیؒ کے اس قول کی تشریح پوچھی گئی
عَنْ قَوْلِ الْقُرْطُبِیِّ اَنَّ مُسَبِّحَةَ	کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی شہادت
النَّبِیِّ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَطْوَلُ مِنَ	درمیان کی انگلی سے بڑی تھی۔ تو انہوں
الْوُسْطٰی فَاَجَابَ بِمَا تَقَدَّمَ	نے اس کا یہی جواب دیا۔ ملا علی قاری
اَقُوْلُ وَلَعَلَّ الْبَاعِثَ عَلٰی غَلَطِ	فرماتے ہیں دمیری اور قرطبی وغیرہ کو یہ غلط
الدَّمِیْرِیِّ وَالْقُرْطُبِیِّ وَغَیْرِهِمَا	فہمی ہوئی کہ سبابہ فی الواقع ہاتھ کی انگلی کو
اَنَّ السَّبَابَةَ حَقِیْقَةٌ فِی الْیَدِ وَ	بولتے ہیں۔ لیکن کبھی مجازاً پیر کی انگلی پر بھی
مَجَازٌ فِی الرِّجْلِ فَحَمَلُوْهَا عَلٰی	بولا جاتا ہے۔ انہوں نے اسے حقیقت پر محمول
حَقِیْقَتِهٖ مَعَ اَنَّهٗ لَا یُنَافِیْ کَوْنَ	کیا۔ باوجود اس بات کے کہ پیر کی انگلی
سَبَابَتَیْ رِجْلَیْهِ اَیْضًا اَنْ یَّکُوْنَ	کا اور انگلیوں سے بڑا ہونا اس بات کے
اَطْوَلَ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ	منافی نہ تھا۔ اور حقیقت امر کو اللہ تعالیٰ
بِحَقِیْقَةِ اَمْرِهٖ ۔	ہی جانتا ہے۔
۲۲۳۔ حَدِیْثُ السِّرِّ عِنْدَ	راز آزاد لوگوں کے پاس
الْاَحْرَارِ وَکَذَا قَوْلُهُمْ صُدُوْرُ	ہوتا ہے۔ ایسے ہی یہ بھی لوگوں
الْاَحْرَارِ قُبُوْرُ الْاَسْرَارِ کَلَامُ بَعْضِ	کا قول ہے۔ کہ آزاد آدمیوں
الْاَبْرَارِ وَلِبَعْضِ الْمَشَائِخِ الْکِبَارِ	کے سینے رازوں کی قبریں

مَنْ اَطْلَعُوْهُ عَلٰی سِرٍّ فَلَمْ يَبُحْ بِهٖ لَمْ يَأْمَنُوْهُ عَلَی الْاَسْرَارِ مَا عَاشَا	ہیں۔ یہ بعض نیک لوگوں کا کلام ہے۔
۲۲۴۔ حَدِيْثُ السَّعِيْدُ مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهٖ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ لَا يَثْبُتُ وَرَوَاهُ الرَّامَهُرْمُزِيُّ فِي الْاَمْثَالِ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ خَالِدٍ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ السُّيُوْطِيُّ اَمَّا حَدِيْثُ عُقْبَةَ فَطَوِيْلٌ جِدًّا اَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَقَدْ وَرَدَ هٰذَا اللَّفْظُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَوْقُوْفًا اَخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَدْخَلِ عَنْ عُمَرَ مَوْقُوْفًا اَخْرَجَهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ فِيْ سُنَنِهٖ	نیک بخت وہ ہے۔ جو دوسرے نصیحت کرے۔ زرکشی رحؒ کہتے ہیں ابن جوزیؒ کا قول ہے۔ یہ ثابت نہیں۔ رامہرمزیؒ نے اپنی امثال میں ابن خالدؒ اور عقبہ بنؓ عامر سے روایت کیا ہے۔ سیوطیؒ کہتے ہیں۔ عقبہؓ کی حدیث بہت طویل ہے۔ اسے دیلمیؒ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ اور ان الفاظ کے ساتھ یہ ابن مسعودؓ سے موقوفاً مروی ہے جیسا کہ ابن ماجہ رحؒ نے اسے روایت کیا ہے۔ اور بیہقی رحؒ نے اپنی مدخل میں حضرت عمرؓ کا قول بیان کیا ہے۔ سعید بن منصورؒ نے بھی اسے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔
۲۲۵۔ حَدِيْثُ السَّفَرُ يُسْفِرُ عَنْ اَخْلَاقِ الرِّجَالِ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ بَلْ مِنْ بَابِ اسْتِنْبَاطِ الْمَقَالِ وَالْمَعْنٰی اِنَّ السَّفَرَ لِمَا فِيْهِ مِنَ الْخَطَرِ وَالْحَذَرِ يَكْشِفُ عَنْ اَخْلَاقِ	سفر آدمی کے اخلاق ظاہر کر دیتا ہے۔ یہ حدیث نہیں۔ بلکہ ایک مثال ہے۔ اور مقصد یہ ہے کہ جب سفر میں خطرات اور خوف پیش آتا ہے تو آدمی کے اخلاق جو مختلف وجوہات

الرِّجَالِ مَا كَمَنَ يَنْكَشِفُ فِي الْحَضَرِ مِنَ الْأَحْوَالِ ٭	کی بنا پر حضر میں چھپے ہوئے تھے ظاہر ہو جاتے ہیں ٭
۲۲۶۔ حَدِيثُ سُفَهَاءُ مَكَّةَ حَشْوُ الْجَنَّةِ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ وَقَالَ ابْنُ أَبِي الضَّيْفِ إِنَّمَا هُوَ أَسِفَاءُ مَكَّةَ أَيِ الْمَحْزُونُونَ فِيهَا عَلَى تَقْصِيرِهِمْ أَقُولُ ثَبِّتِ الْعَرْشَ ثُمَّ انْقُشْ فَالْمَدَارُ عَلَى صِحَّةِ الْمَبْنَى ثُمَّ يَتَفَرَّعُ عَلَيْهِ صِحَّةُ الْمَعْنَى نَعَمْ عَلَى تَقْدِيرِ صِحَّةِ لَفْظِهِ يُمْكِنُ أَنْ يُقَالَ إِنَّهُ مُبَالَغَةٌ فِي مَدْحِ أَهْلِ مَكَّةَ وَسُكَّانِهَا تَعْظِيمًا لِلْكَعْبَةِ وَشَأْنِهَا وَتَفْخِيمًا لِلْحُرْمَةِ جِيرَانِهَا كَأَنَّهُ إِذَا كَانَ سُفَهَاءُ مَكَّةَ حَشْوُ الْجَنَّةِ أَيْ وَسَطِهَا فَمَا بَالُ فُقَهَائِهَا فَلَا شَكَّ أَنَّهُمْ يَكُونُونَ فِي أَعْلَاهَا وَغَيْرُهُمْ فِي أَدْنَاهَا ٭	مکہ کے بیوقوف جنت کے پتے ہوں گے عسقلانی کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں ابن ابی الضیف کہتے ہیں ہو سکتا ہے یہ لفظ اسفار ہو۔ یعنی مکہ کے وہ لوگ جو اپنے گناہوں پر غمگین ہوتے ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ جب صحت لفظی ثابت ہو جائے گی۔ تو اس پر معنی بھی متفرع ہو سکتے ہیں۔ اگر صحت لفظی کو تسلیم کر لیا جائے۔ تو یہ کہا جائے گا۔ کہ یہ اہل مکہ کی تعریف میں مبالغہ ہے کیونکہ کعبہ معظم اور ذی شان ہے تو اس کے پڑوسیوں کی عزت بھی زیادہ ہوئی اور جب مکہ کے بیوقوف جنت کے پتے ہوئے۔ تو اس کے فقہار کا تو کیا حال ہو گا۔ اور اس میں شک نہیں کہ وہ دوسروں کے مقابلہ میں اعلیٰ مقام میں ہوں گے ٭

۲۲۷- حَدِیْثُ اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِی الْقُنُوْتِ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ وَاِنْ وَقَعَ فِیْ کَلَامِ جَمْعٍ مِنَ الْفُقَہَاءِ کَمَا بَیَّنْتُہٗ فِی الْقَوْلِ الْبَدِیْعِ ۔	قنوت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھنا۔ اگرچہ یہ تمام فقہاء کے کلام میں پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ میں نے اسے قول بدیع میں بیان کیا ہے۔
۲۲۸- حَدِیْثُ اَلسَّلَامَۃُ فِی الْعُزْلَۃِ کَلَامٌ صَحِیْحٌ وَلَیْسَ بِحَدِیْثٍ صَرِیْحٍ ۔	تنہائی میں سلامتی ہے۔ کلام تو صحیح ہے۔ لیکن یہ حدیث صریح نہیں۔
۲۲۹- حَدِیْثُ سَلِّمُوْا عَلَی الْیَہُوْدِ وَالنَّصَارٰی وَلَا تُسَلِّمُوْا عَلٰی یَہُوْدِ اُمَّتِیْ قِیْلَ وَمَنْ یَہُوْدُ اُمَّتِکَ قَالَ مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ قَالَ السُّیُوْطِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ وَاَوْرَدَہٗ فِی الْفِرْدَوْسِ بِلَفْظِ وَلَا تُسَلِّمُوْا عَلٰی شَارِبِ الْخَمْرِ وَبَیَّضَ لَہٗ وَلَدُہٗ فِیْ مُسْنَدِہٖ وَلَمْ یَذْکُرْ اِسْنَادًا ۔	یہود و نصاریٰ کو سلام کرو لیکن میری امت کے یہود کو سلام نہ کرو۔ عرض کیا گیا آپ کی امت کے یہود کون ہیں۔ آپ نے فرمایا جو نماز چھوڑ دے۔ سیوطیؒ کہتے ہیں۔ میں اس سے واقف نہیں۔ اگرچہ فردوس میں ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ شراب پینے والے کو سلام نہ کرو۔ اور ان کے لڑکے نے اپنے مسند میں اس کی سرخی بنائی ہے لیکن سند کوئی ذکر نہیں کی۔
۲۳۰- حَدِیْثُ سَوْدَاءُ وَلُوْدٌ خَیْرٌ مِنْ حَسْنَاءَ لَا تَلِدُ کَذَا فِیْ	بچے جننے والی کالی عورت حسین بانجھ سے بہتر ہے۔ یہ حدیث احیاء میں ہے عراقیؒ

الْاِحْیَاءِ قَالَ الْعِرَاقِیُّ اَخْرَجَہٗ اِبْنُ حِبَّانَ فِی الضُّعَفَاءِ مِنْ رِوَایَۃِ بَھْزِ بْنِ حَکِیْمٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ وَلَا یَصِحُّ قِیْلَ وَذَکَرَہٗ فِی النِّھَایَۃِ بِھٰذَا اللَّفْظِ وَاَخْرَجَہُ الزُّھْرِیُّ حَدِیْثًا مَرْفُوْعًا وَاَخْرَجَہٗ غَیْرُہٗ عَنْ عُمَرَ مَوْقُوْفًا۔

کہتے ہیں اسے ابن حبانؒ نے ضعفاء میں بروایت بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ نقل کیا ہے لیکن یہ حدیث صحیح نہیں۔ ان الفاظ کے ساتھ یہ نہایہ میں بھی موجود ہے۔ زہریؒ نے بھی اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے اور دیگر محدثین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً۔

۲۳۱۔ حَدِیْثُ السِّوَاکُ یَزِیْدُ الرَّجُلَ فَصَاحَۃً قَالَ الصَّغَانِیُّ وَضْعُہٗ ظَاھِرٌ۔

مسواک آدمی کی فصاحت کو زیادہ کرتی ہے۔ صغانیؒ کہتے ہیں۔ اس کا موضوع ہونا ظاہر ہے۔

۲۳۲۔ حَدِیْثُ سَیِّدُ طَعَامِ اَھْلِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اللَّحْمُ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَابْنُ الدُّنْیَا مِنْ حَدِیْثِ اَبِی الدَّرْدَاءِ مَرْفُوْعًا بِہٖ وَسَنَدُہٗ ضَعِیْفٌ فِیْہِ سُلَیْمَانُ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ مَسْلَمَۃَ الْجَزَرِیِّ وَقَدْ قَالَ ابْنُ حِبَّانَ فِیْ سُلَیْمَانَ اَنَّہٗ یَرْوِیْ عَنْ مَسْلَمَۃَ اَشْیَاءَ مَوْضُوْعَۃً وَمَا اَدْرِی التَّخْلِیْطَ

دنیا اور آخرت کے کھانوں کا سردار گوشت ہے۔ اسے ابن ماجہؒ اور ابن الدنیا نے ابو الدرداءؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔ کیونکہ اس حدیث کو سلیمان بن عطاء مسلمہ الجزری سے سے روایت کرتا ہے۔ ابن حبان سلیمان کے بارے میں کہتے ہیں۔ کہ وہ مسلمہ سے بہت سی موضوع احادیث روایت کرتا ہے میں نہیں جانتا کہ یہ غلطی سلیمان کی ہے۔ یا مسلمہؒ کی

مِنْهُ آدَمُ مِنْ مَسْلَمَةَ وَقَالَ الْعُقَيْلِيُّ لَا يَصِحُّ فِيْهِ شَيْءٌ وَأَدْخَلَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ لٰكِنْ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَمْ يَتَبَيَّنْ لِيْ الْحُكْمُ عَلٰى هٰذَا الْمَتْنِ بِالْوَضْعِ فَإِنَّ مَسْلَمَةَ غَيْرُ مَجْرُوْحٍ وَابْنُ عَطَاءٍ ضَعِيْفٌ ثُمَّ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَلَهُ شَوَاهِدُ مِنْهَا عَنْ عَلِيٍّ رضؓ رَفَعَهُ بِلَفْظِ سَيِّدُ طَعَامِ الدُّنْيَا اللَّحْمُ ثُمَّ الْأَرُزُّ أَخْرَجَهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الطِّبِّ النَّبَوِيِّ وَعَنْ صُهَيْبٍ بِلَفْظِ سَيِّدُ الطَّعَامِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اللَّحْمُ ثُمَّ الْأَرُزُّ أَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ مِنْ جِهَةِ الْحَاكِمِ۔

عقیلی رحؒ کہتے ہیں اس مضمون کی کوئی حدیث صحیح نہیں۔ ابن الجوزی نے اسے موضوعات میں داخل کیا ہے۔ عسقلانی فرماتے ہیں۔ اس حدیث کا موضوع ہونا مجھ پر ظاہر نہ ہو سکا کیونکہ مسلمہ غیر مجروح ہے اور ابن عطا ضعیف ہے۔ سخاوی کہتے ہیں۔ اس کے بہت سے شواہد حضرت علی رضؓ سے مرفوعاً مروی ہیں۔ ان الفاظ کے ساتھ دنیا کے کھانوں کا سردار گوشت۔ پھر چاول ہیں۔ اسے ابو نعیم رحؒ نے طب نبوی میں بیان کیا ہے۔ اور صہیب رضؓ سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ دنیا اور آخرت کے کھانوں کا سردار گوشت پھر چاول ہیں اسے دیلمی رحؒ نے حاکم رحؒ کی طرف سے روایت کیا ہے۔

۲۳۳۔ حَدِيْثُ سَيِّدُ الْعَرَبِ عَلِيٌّ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي صَحِيْحِهِ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَعَلِيٌّ سَيِّدُ الْعَرَبِ وَلَهُ شَوَاهِدُ كُلُّهَا

عرب کے سردار علی رضؓ ہیں۔ اسے حاکم رحؒ نے اپنی صحیح میں ابن عباس رضؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں۔ اور علی رضؓ عرب کے سردار ہیں۔ اس کے بہت سے شواہد ہیں اور سب کے سب ضعیف

مَوْضُوعَةٌ بَلْ حَكَمَ الذَّهَبِيُّ اِلَى الْحُكْمِ عَلَيْهَا بِالْوَضْعِ قُلْتُ وَلَعَلَّهُ نَظَرَ الْمَعْنٰى مَعَ قَطْعِ النَّظَرِ اِلٰى صِحَّةِ الْمَبْنٰى وَقَدْ ذَكَرَهُ الزَّرْكَشِيُّ وَ قَالَ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ مِنْ حَدِيْثِ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي مُسْتَدْرَكِهِ عَنْ عَائِشَةَ وَجَابِرٍ وَقَالَ الذَّهَبِيُّ فِي مُخْتَصَرِهٖ اَنَّهُ مَوْضُوْعٌ وَ اَخْرَجَهُ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِي حَازِمٍ مُرْسَلًا بِلَفْظِ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ سَيِّدُ كُهُوْلِ الْعَرَبِ وَعَلِيٌّ سَيِّدُ شَبَابِ الْعَرَبِ اِنْتَهٰى وَبِهٰذَا يَزُوْلُ الْاِشْكَالُ حَيْثُ لَمْ يُرِدْ بِالْعَرَبِ جِنْسَهٗ فِي جَمِيْعِ الْاَحْوَالِ

ہیں، بلکہ امام ذہبی نے اس پر وضع کا حکم لگایا ہے ۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے ۔ کہ ذہبی نے الفاظ کی بجائے معنیٰ کی جانب نظر کی ہے ۔ زرکشی ؒ نے اس کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے اسے ابو نعیم ؒ نے حلیہ میں حسنؓ بن علیؓ سے روایت کیا ہے ۔ سیوطی ؒ کہتے ہیں اسے حاکم نے مستدرک میں عائشہؓ اور جابرؓ سے روایت کیا ہے ۔ ذہبی اپنی مختصر میں کہتے ہیں ۔ یہ موضوع ہے ۔ ابن عساکر ؒ نے قیس بن ابی حازم سے مرسلاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے ۔ میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں ۔ ابو بکرؓ عرب کے بوڑھوں کے سردار ۔ اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرب کے جوانوں کے سردار اس طرح یہ اشکال بھی ختم ہو گیا جس میں عرب کی کوئی جنس کسی حال میں بیان نہیں کی گئی تھی ؛

۲۴۳- حَدِيْثُ سِيْرُوْا عَلٰى سَيْرِ اَضْعَفِكُمْ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَعْرِفُهٗ بِهٰذَا اللَّفْظِ لٰكِنْ مَعْنَاهُ

اپنے کمزوروں کی سیرت پر چلو سخاوی ؒ کہتے ہیں میں ان الفاظ کے ساتھ اسے نہیں پہچانتا ۔ لیکن اس کے معنی اس حدیث میں

فِیْ قَوْلِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِمَامُ النَّاسِ وَاقْعُدْ بِاَضْعَفِهِمْ۔ پائے جاتے ہیں۔ لوگوں کی امامت کرا اور ان کمزوروں کے ساتھ بیٹھ۔

۲۲۵۔ حَدِیْثُ سِیَاسَۃُ النَّاسِ اَشَدُّ مِنْ سِیَاسَۃِ الدَّوَابِّ ذَکَرَہُ النَّوَوِیُّ فِیْ تَهْذِیْبِ الْاَسْمَاءِ وَاللُّغَاتِ مِنْ حِکَمِ الْاِمَامِ الشَّافِعِیِّ۔ لوگوں کی سیاست چوپاؤں کی سیاست سے زیادہ سخت ہے۔ اس کو نووی نے تہذیب الاسماء واللغات میں امام شافعیؒ کا قول بیان کیا ہے۔

۲۲۳۔ حَدِیْثُ سَیُکْذَبُ عَلَیَّ قَالَ ابْنُ الْمُلَقِّنِ فِیْ تَخْرِیْجِ الْبَیْضَاوِیِّ هٰذَا الْحَدِیْثُ لَمْ اَرَہٗ نَعَمْ فِیْ اَفْرَادِ مُسْلِمٍ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ۔ عنقریب مجھ پر جھوٹ بولا جائیگا ابن ملقن رحؒ تخریج بیضاوی میں فرماتے ہیں۔ اس طرح میں نے اسے کہیں نہیں پایا۔ ہاں افراد مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ آخیر زمانہ میں دجال اور کذاب ہوں گے۔

۲۳۶۔ حَدِیْثُ سِیْنُ بِلَالٍ عِنْدَ اللّٰہِ شِیْنٌ قَالَ ابْنُ کَثِیْرٍ لَیْسَ لَہٗ اَصْلٌ قَدْ تَقَدَّمَ۔ بلال رضؓ کا سین اللہ کے نزدیک شین ہے۔ ابن کثیرؒ کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں، جیسا کہ پہلے گذر چکا۔

حَرْفُ الشِّیْنِ

۲۳۸۔ حَدِیْثُ شَاوِرُوْهُنَّ عورتوں سے مشورہ کرو۔ اور ان کی مخالفت

وَمَا الْقُوْمُ لَا يَثْبُتُ بِهٰذَا الْمَبْنٰى	گر وہ یہ ان الفاظ کے ساتھ ثابت نہیں۔ چاہے
وَاِنْ كَانَ لَهٗ وَجْهٌ مِنْ حَيْثُ	معنوی لحاظ سے اس کے لئے وجہ موجود ہو
الْمَعْنٰى قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ اَعْرِفْهُ	سخاویؒ کہتے ہیں میں اسے مرفوعاً نہیں پہچانتا
مَرْفُوْعًا بَلْ يُرْوٰى فِي الْمَرْفُوْعِ	بلکہ مرفوعاً حضرت انسؓ سے یہ روایت ہے
مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ لَا يَفْعَلَنَّ	تم میں سے کوئی بغیر مشورہ کے کام نہ کرے۔ اگر
اَحَدُكُمْ اَمْرًا حَتّٰى يَسْتَشِيْرَ	کوئی مشورہ کے لئے نہ ملے تو عورت سے مشورہ
فَاِنْ لَمْ يَجِدْ مَنْ يَسْتَشِيْرُ فَلْيَسْتَشِرِ	کرلے۔ اور پھر اس کی مخالفت کرے۔ کیونکہ اس
امْرَاَةً ثُمَّ لِيُخَالِفْهَا فَاِنَّ فِيْ	کی مخالفت میں برکت ہے۔ اس کی سند میں
خِلَافِهَا الْبَرَكَةَ وَفِيْ سَنَدِهٖ	ضعف بھی ہے اور انقطاع بھی۔ دیلمیؒ عسکری
ضُعْفٌ وَانْقِطَاعٌ وَرَوَى	اور قضاعی نے حضرت عائشہؓ سے مرفوعاً روایت
الدَّيْلَمِيُّ وَالْعَسْكَرِيُّ وَالْقُضَاعِيُّ	کیا ہے۔ عورتوں کی اطاعت ندامت ہے
عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا طَاعَةُ	ابن عدیؒ کہتے ہیں اسے ہشام سے روایت
النِّسَاءِ نَدَامَةٌ لٰكِنْ قَالَ ابْنُ	کرنے والا ضعیف ہے۔ ابن جوزیؒ نے
عَدِيٍّ مَا حَدَّثَ بِهٖ عَنْ هِشَامٍ	اسے موضوعات میں داخل کیا ہے۔ اگرچہ
اِلَّا ضَعِيْفٌ وَاَدْخَلَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ	یہ بہتر نہیں۔ یہاں تک یہ سخاوی رح کا
فِي الْمَوْضُوْعَاتِ لَيْسَ بِجَيِّدٍ	کلام تھا۔ سیوطیؒ کہتے ہیں۔ یہ باطل ہے
انْتَهٰى كَلَامُ السَّخَاوِيِّ وَقَالَ	اس کی کوئی اصل نہیں۔ لیکن اس معنیٰ میں
السُّيُوْطِيُّ هُوَ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ	یہ حدیث موجود ہے۔ عورتوں کی اطاعت
لَهٗ لٰكِنْ فِيْ مَعْنَاهُ حَدِيْثُ طَاعَةِ	ندامت ہے۔ اسے ابن عدیؒ۔ ابن لال اور

النِّسَاءِ نَدَامَةٌ أَخْرَجَهُ ابْنُ عَدِيٍّ وَابْنُ لَالٍ وَالدَّيْلَمِيُّ عَنْ عَائِشَةَ وَأَخْرَجَ ابْنُ عَدِيٍّ مِنْ حَدِيثِ أُمِّ سَعْدٍ بِنْتِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهَا مَرْفُوعًا طَاعَةُ الْمَرْأَةِ نَدَامَةٌ وَأَخْرَجَ الطَّبَرَانِيُّ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي بَكْرٍ مَرْفُوعًا هَلَكَتِ الرِّجَالُ حِينَ طَاعَةِ النِّسَاءِ وَأَخْرَجَ الْعَسْكَرِيُّ فِي الْأَمْثَالِ عَنْ عُمَرَ رض قَالَ خَالِفُوا النِّسَاءَ فَإِنَّ فِي خِلَافِهِنَّ الْبَرَكَةَ وَأَخْرَجَ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ عَوِّدُوا النِّسَاءَ لَا فَإِنَّهَا ضَعِيفَةٌ إِنْ أَطَعْتَهَا أَهْلَكَتْكَ وَقَالَ بَعْضُ الشُّعَرَاءِ ؎

دیلمی رح نے حضرت عائشہ رض سے روایت کیا ہے۔ اور ابن عدی رح نے ام سعد بنت زید بن ثابت عن ابیہا سے مرفوعاً روایت کیا ہے عورت کی اطاعت شرمندگی ہے۔ طبرانی رح اور حاکم رح نے ابو بکر رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جب مردوں نے عورتوں کی اطاعت کی ہلاک ہو گئے۔ عسکری رح نے امثال میں حضرت عمر رض سے روایت کیا ہے۔ عورتوں کی مخالفت کرو۔ کیونکہ اس میں برکت ہے۔ اور امیر معاویہ رض سے روایت کیا ہے۔ عورتوں کی عیادت کیا کرو اس لئے نہیں کہ وہ ضعیف ہیں۔ بلکہ اگر تو ان کی اتباع کرے گا۔ تو تجھے ہلاک کر دیں گی۔ بعض شعراء کہتے ہیں ؎۔

تَرْكُ خِلَافِهِنَّ مِنَ الْخِلَافِ

ان کے خلاف کو چھوڑنا بھی اختلاف ہے۔

۲۳۹ حَدِيثُ شَبِيهُ الشَّيْءِ مُنْجَذِبٌ إِلَيْهِ هُوَ كَقَوْلِهِمُ الْجِنْسُ إِلَى الْجِنْسِ يَمِيلُ وَ

کسی شے کی شبیہ اس کی جانب کھنچتی ہے۔ یہ ایسے ہی ہے۔ جیسے لوگوں کا قول ہے جنس جنس کی جانب مائل ہوتی

قَوْلُهُمْ اَلْجِنْسِيَّةُ عِلَّةُ الضَّمِّ وَ
قَوْلُهُمْ اَلصُّحْبَةُ مَعَ غَيْرِ الْجِنْسِ
عَذَابٌ شَدِيْدٌ كَمَا فُسِّرَ بِهِ قَوْلُهُ
تَعَالٰى لَاُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيْدًا
اَيْ لَاَجْعَلَنَّهُ مَعَ غَيْرِهِ فِيْ قَفَصٍ
وَالْكُلُّ مُسْتَفَادٌ مِنْ حَدِيْثِ
اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ وَقَدْ
ذُكِرَ فِيْ سَبَبِ وُرُوْدِهِ اَنَّهُ
رَاَى امْرَاَةً عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ
مَنْ هِيَ فَقَالَتْ مُضْحِكَةُ مَكَّةَ
فَقَالَ اَيْنَ نَزَلَتْ فَقَالَتْ عِنْدَ
مُضْحِكَةِ الْمَدِيْنَةِ وَفِيْ قَوْلِهِ تَعَالٰى
قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهِ
اِيْمَاءٌ اِلٰى ذٰلِكَ .

۲۴۰ - حَدِيْثُ شِرَارُكُمْ عُزَّابُكُمْ
اَوْرَدَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ
فَاَخْطَاَ كَمَا ذَكَرَهُ السُّيُوْطِيُّ فَقَدْ
اَخْرَجَهُ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ عَنْ
عَطِيَّةَ بْنِ بُسْرٍ وَابْنُ عَدِيٍّ عَنْ

ہے اور لوگوں کا قول کہ جنسیت ملاپ کی
وجہ ہے۔ غیر جنس کے ساتھ بیٹھنا بھی ایک
سخت عذاب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
اس قول کی تفسیر فرمائی ہے۔ میں اسے سخت
عذاب دوں گا یعنی اسے غیر جنس کے ساتھ پنجرے
میں بند کر دوں گا۔ اور یہ کلیہ اس حدیث سے
بھی مستفاد ہے۔ روحیں ترتیب دی ہوئی لشکر
ہیں اس کے ذکر کا سبب یہ ہے۔ آپ نے ایک
عورت کو عائشہ رضؓ کے پاس دیکھا تو دریافت فرمایا
کون ہے حضرت عائشہ نے جواب دیا مکہ کی ہنسانے
والی۔ آپ نے فرمایا یہ کہاں ٹھہری حضرت عائشہ رضؓ
نے جواب دیا مدینہ کی ہنسانے والی کے اس اللہ
تعالیٰ کا قول ہے ہر شخص اپنی فطرت کے مطابق
عمل کرتا ہے میں اسی جانب اشارہ ہے۔

تمہارے بد معاش تمہارے مجرد
میں ہا ہے ابن الجوزی رح نے موضوعات میں شمار
کیا ہے۔ اور انہوں نے غلطی کھائی ہے سیوطی رح
کہتے ہیں۔ اسے احمد اور طبرانی رح نے عطیہ
بن بسر۔ ابن عدی رح نے ابو ہریرہ رضؓ اور

أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأَبُو يَعْلَى عَنْ جَابِرٍ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ أَخْرَجَهُ أَبُو يَعْلَى وَالطَّبَرَانِيُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا ۔

ابویعلیٰ رح نے جابر رض سے روایت کیا ہے سخاوی رح کہتے ہیں۔ اسے ابویعلیٰ رح اور طبرانی رح نے ابوہریرہ رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے ۔

۲۴۱۔ حَدِيثُ شِرَارُكُمْ مُعَلِّمُوا صِبْيَانِكُمْ أَقَلُّهُمْ رَحْمَةً عَلَى الْيَتِيمِ وَأَغْلَظُهُمْ عَلَى الْمِسْكِينِ مَوْضُوعٌ كَمَا ذَكَرَهُ اللَّآلِي ۔

تمہارے بدمعاش تمہارے بچوں کے استاد ہیں۔ جو تیم پر رحم کم کرتے۔ اور مسکین پر سختی کرتے ہیں۔ یہ موضوع ہے۔ جیسا کہ لآلی میں ہے ۔

۲۴۲۔ حَدِيثُ شَرُّ الْحَيٰوةِ وَلَا الْمَمَاتِ لَيْسَ بِحَدِيثٍ بَلْ هُوَ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ الْحُكَمَاءِ الْقُدَمَاءِ قَالَهُ الْعَسْقَلَانِيُّ وَهُوَ غَيْرُ صَحِيحٍ مِنْ حَيْثُ الْمَعْنٰى فَإِنَّ مَنْ يَغْلِبُ خَيْرَهُ شَرُّهُ فَالْمَوْتُ خَيْرٌ لَهُ كَمَا يُسْتَفَادُ مِنْ قَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ طُوبٰى لِمَنْ طَالَ عُمْرُهُ وَحَسُنَ عَمَلُهُ وَوَيْلٌ لِمَنْ طَالَ عُمْرُهُ وَسَاءَ عَمَلُهُ وَهُوَ مُسْتَفَادٌ

زندگی کی شرارت اور نہ موت کی۔ یہ حدیث نہیں بلکہ بعض قدیم حکماء کا کلام ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر رح فرماتے ہیں۔ اور بلحاظ معنی بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ اگر اس کی برائیاں بھلائی پر غالب آ گئی ہیں تو موت بہتر ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے خوشی ہے اس کے لئے جس کی عمر لمبی ہو اور اعمال اچھے ہوں۔ اور تباہی اس کے لئے جس کی عمر لمبی اور اعمال برے ہوں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے قول سے بھی ثابت ہوتا ہے

اَیْضًا مِنْ قَوْلِہٖ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَنَّمَا نُمْلِیْ لَھُمْ خَیْرٌ لِّاَنْفُسِھِمْ اِنَّمَا نُمْلِیْ لَھُمْ لِیَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۔	اور کافر یہ خیال نہ کریں کہ ہم انہیں جو ڈھیل دے رہے ہیں یہ ان کے لئے بہتر ہے ہم تو اس لئے ڈھیل دے رہے ہیں۔ تاکہ یہ گناہوں میں زیادتی کرتے رہیں ۔
۲۴۳ ۔ حَدِیْثُ الشَّفَقَۃِ عَلٰی خَلْقِ اللّٰہِ تَعْظِیْمٌ لِاَمْرِ اللّٰہِ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَا اَعْرِفُہٗ بِھٰذَا اللَّفْظِ قُلْتُ وَھُوَ مِنْ کَلَامِ بَعْضِ الْمَشَائِخِ حَیْثُ قَالَ مَدَارُ الْاَمْرِ عَلٰی شَیْئَیْنِ اَلتَّعْظِیْمُ لِاَمْرِ اللّٰہِ وَالشَّفَقَۃُ عَلٰی خَلْقِ اللّٰہِ ۔	مخلوق پر مہربانی کرنا حکم خداوندی کی تعظیم ہے۔ سخاوی رح کہتے ہیں میں ان الفاظ کے ساتھ اسے نہیں پہچانتا۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں یہ بعض مشائخ کا کلام ہے۔ جیسا کہ ان کا قول ہے کہ حکم کا دارومدار دو چیزوں پر ہے اللہ کے حکم کی عظمت کرنا۔ اور اللہ کی مخلوق پر مہربانی کرنا ۔
۲۴۴ ۔ حَدِیْثُ الشُّکْرِ فِی الْوَجْہِ مَذَمَّۃٌ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ کَیُنَاسِبُہٗ حَدِیْثُ قَطَعْتَ عُنُقَ اَخِیْکَ خِطَابًا لِمَنْ مَدَحَ صَاحِبَہٗ فِیْ حُضُوْرِہٖ ۔	منہ پر شکر کرنا مذمت ہے یہ حدیث نہیں ہے، اور یہ مناسب ہے اس حدیث کے "تو نے اپنی گردن کاٹ دی یہ خطاب ہے اس کے لئے جس نے اپنے بھائی کی تعریف اس کے منہ پر کی"
۲۴۵ ۔ حَدِیْثُ شَھَادَۃِ الْبِقَاعِ لِلْمُصَلِّیْ یُرْوٰی عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ وَغَیْرِہٖ مِنَ الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ	زمین کی شہادت نمازی کے لئے۔ یہ ابو الدرداء رض وغیرہ صحابہ اور تابعین سے مروی ہے اور قرآن بھی اس کی شہادت دیتا

وَيَشْهَدُ لَهُ قَوْلُهُ تَعَالَى يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَى لَهَا۔

ہے۔ جس روز زمین ان کے حال بیان کرے گی۔ گویا کہ تیرے رب نے زمین کے پاس وحی کی ہے۔

۲۴۶۔ حَدِيثُ شَهَادَةُ الْمَرْءِ عَلَى نَفْسِهِ بِشَهَادَتَيْنِ لَيْسَ بِحَدِيثٍ وَلَكِنَّهُ صَحِيحُ الْمَعْنَى بِالنَّظَرِ إِلَى الْإِقْرَارِ وَأَمَّا قَوْلُهُمْ شَهَادَةُ الْمَرْءِ عَلَى نَفْسِهِ بِسَبْعِينَ فَكَذَا لَا أَصْلَ لَهُ وَيَصِحُّ مَعْنَاهُ عَلَى الْمُبَالَغَةِ۔

آدمی کی اپنی جان پر شہادت دینا دو شہادتیں ہیں۔ یہ بھی حدیث نہیں ہے۔ اس کے معنی اس لحاظ سے صحیح ہیں۔ کہ ایک شہادت نظر اور ایک شہادت اقرار۔ اور لوگوں کا قول ہے۔ کہ آدمی کی اپنی جان پر شہادت ستر شہادتیں ہیں۔ اس کی بھی اصل نہیں اور معنی بلحاظ مبالغہ صحیح ہوں گے۔

۲۴۷۔ حَدِيثُ شَهَادَةُ الْمُسْلِمِينَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ جَائِزَةٌ وَلَا يَجُوزُ شَهَادَةُ الْعُلَمَاءِ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ لِأَنَّهُمْ حُسَّدٌ لَيْسَ مِنَ الْحَدِيثِ وَإِسْنَادُهُ فَاسِدٌ مِنْ وُجُوهٍ كَثِيرَةٍ عَلَى مَا فِي اللَّآلِي وَعَلَى تَقْدِيرِ صِحَّتِهِ فَالْعُلَمَاءُ يُرَادُ بِهِمْ عُلَمَاءُ الدُّنْيَا التَّارِكُونَ طَرِيقَ الْعُقْبَى

مسلمانوں کی ایک دوسرے پر شہادت جائز ہے۔ لیکن علماء کی ایک دوسرے پر شہادت جائز نہیں۔ کیونکہ وہ حاسد ہیں۔ یہ بھی حدیث نہیں ہے۔ اور اس کی سند مختلف وجوہ سے فاسد ہے۔ جیسا کہ لآلی میں موجود ہے۔ اور اگر اس کی صحت تسلیم کرلی جائے تو اس سے مراد علماء دنیا (علماء سوء) لئے جائیں گے جو آخرت کی راہ کو چھوڑے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ علامت مذکورہ جو حدیث

كَمَا يُشِيرُ إِلَيْهِ الْعِلَّةُ الْمَذْكُورَةُ فِي نَفْسِ الْحَدِيثِ فَإِنَّ الْحَسَدَ حَرَامٌ وَأَمَّا الْغِبْطَةُ فَمَرَامٌ۔	میں پائی جاتی ہے۔ اس جانب اشارہ کرتی ہے۔ کیونکہ حسد حرام ہے۔ اور غبطہ بہتر ہے۔
۲۴۸۔ حَدِيثُ الشُّهْرَةِ فِي قِصَرِ الثِّيَابِ لَا يَصِحُّ حَدِيثًا لِأَنَّ قِصَرَ الثِّيَابِ مِنْ جُمْلَةِ أَسْبَابِ الشُّهْرَةِ إِذَا كَانَ عَلَى قَصْدِهَا دُونَ إِرَادَةِ مُتَابَعَةِ السُّنَّةِ۔	کپڑوں کے محل میں شہرت حاصل کرنا یہ حدیث صحیح نہیں۔ کیونکہ کپڑوں کا محل اسباب شہرت میں سے ہے جبکہ وہ قصداً ہو نہ کہ اتباع سنت کی غرض سے نہ ہو۔
۲۴۹۔ حَدِيثُ شَيَاطِينُ الْإِنْسِ يَغْلِبُ شَيَاطِينَ الْجِنِّ مِنْ كَلَامِ ابْنِ دِينَارٍ وَلَعَلَّهُ اقْتَبَسَ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ حَيْثُ قَدَّمَ شَيَاطِينَ الْإِنْسِ عَلَى شَيَاطِينِ الْجِنِّ وَلِأَنَّ شَيْطَانَ الْجِنِّ يَذْهَبُ وَسْوَسَتُهُ بِالتَّعَوُّذِ بِخِلَافِ شَيَاطِينِ الْإِنْسِ وَلِأَنَّ قُوَّةَ تَأْثِيرِ الصُّحْبَةِ إِنَّمَا هِيَ فِي اتِّحَادِ الْجِنْسِ۔	انسانی شیطان، جناتی شیطانوں پر غالب ہو جاتے ہیں۔ یہ ابن دینارؒ کا قول ہے۔ اور شاید انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے اخذ کیا ہے۔ اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے انسانی اور جناتی شیطانوں کو دشمن بنایا ہے انسانی شیطان جناتی شیطانوں پر اسی طرح مقدم ہوئے۔ کہ جناتی شیطان تو وسوسہ پیدا کرتے ہیں۔ لیکن انسانی شیطان صحبت اور اتحاد جنس کی بنا پر قوت کے مالک ہوتے ہیں۔

۲۵۰- حَدِیْثُ شَیْبٌ وَّعَیْبٌ لَا یُعْرَفُ مَبْنَاهُ وَاِنَّمَا جَاءَ مَعْنَاهُ فِیْ حَدِیْثِ مَنْ لَّمْ یَرْعَوْا عِنْدَ الشَّیْبِ وَیَسْتَحِیْ مِنَ الْعَیْبِ وَلَمْ یَخْشَ اللّٰهَ فِی الْغَیْبِ فَلَیْسَ لِلّٰهِ فِیْهِ حَاجَةٌ ذَکَرَهُ الدَّیْلَمِیُّ بِلَا سَنَدٍ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا وَحُکِیَ عَنِ ابْنِ یَزِیْدَ اَنَّهٗ رَاٰی وَجْهَهٗ فِی الْمِرْاٰةِ فَقَالَ ظَهَرَ الشَّیْبُ وَلَمْ یَذْهَبِ الْعَیْبُ وَلَا اَدْرِیْ مَا فِی الْغَیْبِ ۔

بڑھاپا اور عیب۔ یہ لفظاً صحیح نہیں ہے ہاں اس کے معنی ایک حدیث میں موجود ہیں۔ جو بڑھاپے کے وقت نہ ڈرے عیب سے نہ شرمائے۔ اور غیب میں اللہ سے نہ ڈرے۔ تو اس میں اللہ کے لئے کوئی حاجت نہیں۔ یہ حدیث دیلمیؒ نے جابرؓ سے مرفوعاً بلا سند روایت کی ہے ابن یزیدؒ سے روایت کیا گیا ہے۔ کہ انہوں نے اپنا چہرہ آئینہ میں دیکھا۔ تو بولے بڑھاپا ظاہر ہو گیا۔ اور عیب نہیں گیا۔ میں نہیں جانتا غیب میں کیا ہے۔

۲۵۱- حَدِیْثُ الشَّیْخُ فِیْ قَوْمِهٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِهٖ فِی الْمَقَاصِدِ جَزَمَ شَیْخُنَا وَغَیْرُهٗ بِاَنَّهٗ مَوْضُوْعٌ وَاِنَّمَا هُوَ مِنْ کَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ وَرُبَّمَا اَوْرَدَ بِلَفْظِ الشَّیْخُ فِیْ جَمَاعَتِهٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ قَوْمِهٖ یَتَعَلَّمُوْنَ مِنْ عِلْمِهٖ وَیَتَاَدَّبُوْنَ مِنْ اَدَبِهٖ وَکُلُّهٗ بَاطِلٌ اِنْتَهٰی

شیخ اپنی قوم میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ نبی اپنی امت میں۔ یہ حدیث مقاصد میں، ہمارے شیخ وغیرہ اسے یقینی طور پر موضوع سمجھتے تھے یہ بعض پہلے لوگوں کا کلام ہے۔ بعض جگہ یہ بھی آیا ہے۔ کہ شیخ اپنی جماعت میں ایسا ہی ہے جیسا کہ نبی اپنی قوم میں۔ کہ اس سے لوگ علم حاصل کرتے ہیں اور ادب سیکھتے ہیں۔ یہ سب کی سب باطل ہیں

وَمِمَّنْ جَزَمَ بِوَضْعِهِ ابْنُ تَيْمِيَّةَ
لٰكِنْ اَخْرَجَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي
الضُّعَفَاءِ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ رَافِعٍ
بِهٖ مَرْفُوْعًا وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ
اَسْنَدَهُ الدَّارِمِيُّ وَذَكَرَهُ اَيْضًا
فِي جَامِعِهِ الصَّغِيْرِ بِلَفْظِ الشَّيْخُ
فِي اَهْلِهِ كَالنَّبِيِّ فِي اُمَّتِهِ رَوَاهُ
الْخَلِيْلِيُّ فِي مَشْيَخَتِهِ وَابْنُ النَّجَّارِ
عَنْ اَبِي رَافِعٍ وَلَفْظُهُ الشَّيْخُ فِي
بَيْتِهِ كَالنَّبِيِّ فِي قَوْمِهِ رَوَاهُ ابْنُ
حِبَّانَ فِي الضُّعَفَاءِ وَالشِّيْرَازِيُّ
فِي الْاَلْقَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ انْتَهٰى
وَيُقَوِّيْهِ مِنْ حَيْثُ الْمَعْنٰى
حَدِيْثُ صَحِيْحُ الْمَبْنٰى اَلْعُلَمَاءُ
وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَيُقَوِّيْهِ قَوْلُهُ
تَعَالٰى فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ
اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔

امام ابن تیمیہؒ اسے موضوع قرار دیتے
ہیں۔ لیکن ابن حبانؒ نے اپنی ضعفاء میں ابو
رافعؓ سے اسے مرفوعاً روایت کیا ہے سیوطیؒ
کہتے ہیں دارمیؒ نے اسے بالسند ذکر کیا
ہے اور جامع الصغیر میں یہ ان الفاظ کے
ساتھ موجود ہے کہ شیخ اپنے گھر میں ایسا ہی ہے
جیسا کہ نبی اپنی امت میں۔ خلیلیؒ نے
مشیخت میں اور ابو النجارؒ نے بھی اسے
ابو رافعؓ سے روایت کیا ہے۔ اس کے الفاظ
یہ ہیں۔ کہ شیخ اپنے گھر میں ایسا ہی ہے الخ
ابن حبانؒ نے اسے ضعفاء میں اور شیرازیؒ نے
القاب میں ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے اور
باعتبار معنی اس کی یہ حدیث تائید
کرتی ہے۔ کہ علماء انبیاء کے وارث
ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا قول اس کی
تائید کرتا ہے۔ اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم
نہیں جانتے۔

حرف الصّاد

۲۵۲۔ حَدِیْثُ صَاحِبُ — صاحب حاجت اندھا ہوتا ہے سخاویؒ

الحاجة إليه. قال السخاوي لا أعرفه في المرفوع. قلت كذا قولهم الغريب كالأعمى لا يصح من جهة المبنى۔

کہتے ہیں میں اسے مرفوعاً نہیں پہچانتا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اسی طرح ان کا قول مسافر اندھے کی طرح ہے یہ معنوی لحاظ سے صحیح نہیں۔

۲۵۳۔ حديث صاحب الشيء أحق بحمله إلا أن يكون ضعيفا يعجز عنه فيعينه أخوه المسلم. ضعيف وبالغ ابن الجوزي فذكره في الموضوعات وأخطأ فقد رواه أبو يعلى من حديث أبي هريرة به مرفوعا والطبراني في الأوسط والدارقطني في الأفراد والعقيلي في الضعفاء وعياض بسند من عنده في الشفاء.

چیز کا مالک اس کے اٹھانے کا زیادہ حق دار ہے۔ مگر یہ کہ ضعیف ہو۔ اسے اٹھانے سے عاجز ہو۔ تو اس کا مسلم بھائی اس کی اعانت کرے۔ یہ ضعیف ہے۔ ابن الجوزیؒ نے مبالغہ سے کام لیا ہے۔ اور اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ حالانکہ انہوں نے غلطی کی کیونکہ ابو یعلیٰؒ نے ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً، طبرانیؒ نے اوسط میں۔ دار قطنیؒ نے افراد میں عقیلیؒ نے ضعفاء میں۔ اور قاضی عیاض نے شفاء میں اسے روایت کیا ہے۔

۲۵۴۔ حديث الصبر كنز من كنوز الجنة. كذا في الإحياء وقال العراقي غريب لم يوجد.

صبر جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ یہ احیاء میں ہے۔ عراقیؒ کہتے ہیں غریب ہے کہیں نہیں پائی جاتی۔

۲۵۵۔ حديث صرير الأقلام عند الأحاديث تعدل عند الله التكبير الذي يكبر في

قلموں کی آواز احادیث لکھنے کے وقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس تکبیر کے برابر ہے جو عسقلان اور عبادان

رِبَاطٍ بِعَسْقَلَانَ وَعَبَّادَانَ وَمَنْ كَتَبَ أَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا أُعْطِيَ ثَوَابَ الشُّهَدَاءِ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا بِعَبَّادَانَ وَعَسْقَلَانَ خَبَرٌ بَاطِلٌ كَذَا فِي الْمِيْزَانِ ۔

کی چھاؤنی میں لکھی گئی ہیں اور جس نے چالیس حدیثیں لکھیں اس کو ان شہداء کا ثواب ملا جو عبادان اور عسقلان میں شہید ہوئے۔ یہ خبر باطل ہے جیسا کہ میزان میں ہے:

۲۵۶۔ حَدِيْثُ صَدَقَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ كَلَامٌ كَثِيْرٌ مِنَ الْعَامَّةِ عَقِيْبَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ فِي الصُّبْحِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ وَلَيْسَ لَهُ أَصْلٌ وَكَذَا قَوْلُهُمْ عِنْدَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ صَدَقْتَ وَبَرِرْتَ وَبِالْحَقِّ نَطَقْتَ اِسْتَحَبَّهُ الشَّافِعِيَّةُ قَالَ الدَّمِيْرِيُّ وَادَّعٰى ابْنُ الرِّفْعَةِ أَنَّ خَبَرًا وَرَدَ فِيْهِ وَلَا يُعْرَفُ مَنْ رَوَاهُ وَبَرِرْتَ بِكَسْرِ الرَّاءِ الْأُوْلٰى وَسُكُوْنِ الثَّانِيَةِ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ یہ عام آدمیوں کا کلام ہے، جیسے وہ صبح کی اذان پر الصلوٰۃ خیر من النوم کے بعد کہتے ہیں، اس کی کوئی اصل نہیں اسی طرح بعض لوگ اس جملہ کے وقت بولتے ہیں۔ صدقت وبررت وبالحق نطقت۔ اسے شافعیہ نے مستحب قرار دیا ہے۔ دمیری کہتے ہیں ابن الرفعہ کا دعویٰ ہے۔ اس میں حدیث موجود ہے، لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ کس نے اسے روایت کیا ہے۔ بررت پہلی راء کا کسرہ اور دوسری کے سکون کے ساتھ ہے۔

۲۵۷۔ حَدِيْثُ صَدَقَةٌ

تھوڑا سا صدقہ بھی بہت سی

الْقَبِيْلِ تَدْفَعُ الْبَلَاءَ الْكَبِيْرَ وَ	بلاؤں کو دور کر دیتا ہے (اور ایک روایت
فِيْ لَفْظٍ صَدَقَةُ الْيَسِيْرِ لَيْسَ	میں یسیر کا لفظ ہے) یہ حدیث نہیں ہے
بِحَدِيْثٍ وَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ ۔	معنی اس کے صحیح ہیں۔
۲۵۸۔ حَدِيْثُ صَغِّرُوا الْخُبْزَ	روٹی چھوٹی پکایا کرو، اور عدد میں زیادتی
وَاكْثِرُوا عَدَدَهُ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيْهِ	کیا کرو۔ اس میں تمہارے لئے برکت
اِسْنَادُهُ وَاهٍ وَقَدْ ذَكَرَهُ ابْنُ	ہوگی۔ اس کی سند بیکار ہے۔
الْجَوْزِيُّ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ وَقَالَ	ابن الجوزی رح نے اسے موضوعات
الزَّرْكَشِيُّ حَدِيْثُ الْاَمْرِ بِتَصْغِيْرِ	میں شمار کیا ہے۔ زرکشی رح کہتے ہیں چھوٹا لقمہ
اللُّقْمَةِ وَتَدْقِيْقِ الْمَضْغَةِ	بنانے اور اسے چبانے کی حدیث کے بارے
قَالَ النَّوَوِيُّ لَا يَصِحُّ ۔	میں امام نووی رح فرماتے ہیں۔ صحیح نہیں ہے۔
۲۵۹۔ حَدِيْثُ صَلٰوةٍ بِخَاتَمٍ	انگوٹھی کے ساتھ نماز پڑھنا۔ بغیر انگوٹھی
تَعْدِلُ سَبْعِيْنَ بِغَيْرِ خَاتَمٍ	کی ستر نمازوں کے برابر ہے۔ حافظ ابن رح
مَوْضُوْعٌ كَمَا قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ وَ	حجر فرماتے ہیں۔ یہ موضوع ہے۔ اسی
كَذَا صَلٰوةٌ بِعِمَامَةٍ تَعْدِلُ	طرح یہ حدیث عمامہ باندھ کر نماز
بِخَمْسٍ وَعِشْرِيْنَ صَلٰوةً وَجُمُعَةٌ	پڑھنا پچیس نمازوں کے برابر ہے
بِعِمَامَةٍ تَعْدِلُ سَبْعِيْنَ جُمُعَةً	اور عمامہ باندھ کر جمعہ پڑھنا ستر
وَالصَّلٰوةُ فِي الْعِمَامَةِ بِعَشَرَةِ	جمعوں کے برابر ہے۔ اور عمامہ کے
اٰلَافِ حَسَنَةٍ قَالَ الْمَنُوْفِيُّ فَذٰلِكَ	ساتھ نماز پڑھنے کی دس ہزار نیکیاں
كُلُّهُ بَاطِلٌ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ حَدِيْثُ	ہیں۔ منوفی رح کہتے ہیں یہ سب کی

صَلٰوۃٌ بِخَاتِمٍ تَعْدِلُ سَبْعِیْنَ بِغَیْرِ خَاتِمٍ هُوَ مَوْضُوْعٌ کَمَا قَالَ شَیْخُنَا عَنْ شَیْخِهٖ وَکَذَا مَا اَوْرَدَهُ الدَّیْلَمِیُّ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا صَلٰوۃٌ بِعِمَامَۃٍ تَعْدِلُ بِخَمْسٍ وَعِشْرِیْنَ وَجُمُعَۃٌ بِعِمَامَۃٍ تَعْدِلُ سَبْعِیْنَ جُمُعَۃً وَمِنْ حَدِیْثِ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا اَلصَّلٰوۃُ فِی الْعِمَامَۃِ بِعَشَرَۃِ اٰلَافِ حَسَنَۃٍ قُلْتُ رَوَی ابْنُ عُمَرَ نَقَلَهُ السُّیُوْطِیُّ عَنِ ابْنِ عَسَاکِرَ فِیْ جَامِعِهِ الصَّغِیْرِ مَعَ الْتِزَامِهٖ بِاَنَّهٗ لَمْ یَذْکُرْ فِیْهِ الْمَوْضُوْعَ ۔

سب باطل ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ایک روایت یہ بھی ہے کہ عمامہ میں نماز پڑھنے سے دس ہزار نیکیاں ملتی ہیں۔ ملا علی رح قاری فرماتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہ سے بھی یہ روایت موجود ہے جیساکہ سیوطی رحمہ اللہ تعالے نے اپنی جامع الصغیر میں ابن عساکر رحمہ اللہ تعالے سے نقل کیا ہے۔ اور باوجود التزام کے انہوں نے اس کے موضوع ہونے کا ذکر نہیں کیا۔

۲۶۰۔ حَدِیْثُ الصَّلٰوۃِ خَلْفَ الْعَالِمِ بِاَرْبَعَۃِ اٰلَافٍ وَاَرْبَعِمِائَۃٍ وَاَرْبَعِیْنَ صَلٰوۃً بَاطِلٌ کَذَا فِی الْمُخْتَصَرِ وَکَذَا قَوْلُ صَاحِبِ الْهِدَایَۃِ لِقَوْلِهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مَنْ

عالم کے پیچھے نماز پڑھنے سے چار ہزار چار سو چالیس نمازوں کا اجر ملتا ہے یہ باطل ہے جیساکہ مختصر میں ہے اسی طرح ہدایہ کی یہ حدیث مرفوع ہے کہ جس نے نیک آدمی کے پیچھے نماز پڑھی تو گویا اس نے نبی کے پیچھے نماز پڑھی

صَلَّى خَلْفَ نَبِيٍّ فَكَأَنَّمَا صَلَّى خَلْفَ نَبِيٍّ غَيْرُ مَعْرُوفٍ كَمَا قَالَ مُخَرِّجُهُ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ بِهٰذَا اللَّفْظِ ذُنْتُ لٰكِنْ مَعْنَاهُ صَحِيحٌ لِمَا رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ مِنْ حَدِيثِ جَابِرٍ مَرْفُوعًا بِلَفْظِ قَدِّمُوا خِيَارَكُمْ تُزَكُّوا أَعْمَالَكُمْ وَالْحَاكِمُ وَالطَّبْرَانِيُّ بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ عَنْ مَرْثَدِ بْنِ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ رَفَعَهُ إِنْ سَرَّكُمْ أَنْ تُقْبَلَ صَلٰوتُكُمْ فَلْيَؤُمَّكُمْ خِيَارُكُمْ۔	یہ بھی غیر معروف ہے۔ جیسا کہ اس کی تخریج کرنے والے نے کہا سخاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اس سے واقف نہیں۔ ملا علی رحمہ اللہ قاری فرماتے ہیں اس کے معنی صحیح ہیں۔ جیسا کہ دیلمی رحمہ اللہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اپنے بہتر لوگوں کو آگے کیا کرو۔ تاکہ تمہارے اعمال پاکیزہ ہوں۔ اور طبرانی رحمہ اللہ نے سند ضعیف کے ساتھ مرثد بن ابی مرثد الغنوی سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اگر تمہیں یہ بات اچھی معلوم ہو کہ تمہاری نمازیں قبول ہوں۔ تو اپنے بہترین لوگوں کو امام بنایا کرو۔
۲۶۱۔ حَدِيثُ صَلٰوةِ الْمُدِلِّ لَا تَصْعَدُ فَوْقَ رَأْسِهِ كَسَمِّ الرَّجُلِ۔	تنانے والے کی نماز سر سے اوپر نہیں چڑھتی۔ یہ بھی کہیں نہیں پائی جاتی۔
۲۶۲۔ حَدِيثُ صَلٰوةِ النَّهَارِ عَجْمَاءُ أَيْ لَا أَنَّهَا لَا يُسْمَعُ فِيهَا قِرَاءَةٌ عَلٰى مَا فِي النِّهَايَةِ قَالَ النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِ الْمُهَذَّبِ أَنَّهُ	دن کی نماز گونگی ہے۔ کیونکہ اس میں قرارت سننے میں نہیں آتی۔ جیسا کہ نہایہ میں ہے۔ نووی رحمہ اللہ شرح المہذب میں فرماتے ہیں یہ باطل ہے۔ اس کی کوئی

باطل لا اصل له وكذا قال الدارقطني لم يرو عن النبي عليه السلام وانما هو من قول بعض الفقهاء قال الزركشي قال الدارقطني والنووي باطل لا اصل له وهو في فضائل القرآن من كلام ابي عبيدة بن عبد الله بن مسعود قال السيوطي واخرجه عنه ابن ابي شيبة في المصنف واخرجه ايضا عن الحسن وبقيته عندهما وصلوة الليل يسمع اذنيك سعيد بن منصور عن حماد بن ابي سليمان بدون هذه الزيادة وكذا اخرجه عبد الرزاق عن مجاهد واخرجه عن الحسن قال صلوة النهار عجماء لا يرفع فيها الصوت الا الصبح والجمعة۔

اصل نہیں۔ اسی طرح دارقطنی رح فرماتے ہیں۔ یہ حدیث رسول نہیں۔ بلکہ بعض فقہا کا قول ہے۔ زرکشی رح کہتے ہیں دارقطنی اور نووی رح کا قول ہے یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ فضائل قرآن میں ابوعبیدہ رح بن عبداللہ رض بن مسعود کا کا قول ہے سیوطی رح کہتے ہیں۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں اسے ابوعبیدہ سے اور اسی طرح حسن سے روایت کیا ہے ان کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ کہ رات کی نمازوں کو تیرے کان سنتے ہیں۔ سعید رح بن منصور نے حماد بن ابی سلیمان سے بغیر اس زیادت کے روایت کیا ہے۔ اسی طرح عبدالرزاق رح نے مجاہد رح سے اور عبدالرزاق رح نے حسن رح سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ دن کی نماز گونگی ہے۔ اس میں آواز سوائے جمعہ اور صبح کے بلند نہیں ہوتی۔

۲۶۳ - حديث صلوة بسواك

مسواک کرکے نماز پڑھنا بغیر مسواک

خَيْرٌ مِنْ سَبْعِينَ صَلٰوةٍ بِغَيْرِ
سِوَاكٍ وَفِي لَفْظٍ بِلَا سِوَاكٍ وَ
قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي التَّمْهِيدِ
عَنِ ابْنِ مَعِينٍ اَنَّهُ حَدِيثٌ
بَاطِلٌ قَالَ السَّخَاوِيُّ هُوَ بِالنِّسْبَةِ
لِمَا وَقَعَ لَهُ مِنْ طُرُقِهِ وَقَالَ
السُّيُوطِيُّ رَوَاهُ الْحَارِثُ فِي مُسْنَدِهٖ
وَاَبُو يَعْلٰى وَالْحَاكِمُ عَنْ عَائِشَةَ
وَالدَّيْلَمِيُّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اِنْتَهٰى
وَقَالَ ابْنُ قَيِّمِ الْجَوْزِيَّةِ رَوَاهُ
الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْحَاكِمُ
فِي صَحِيحَيْهِمَا وَالْبَزَّارُ فِي مُسْنَدِهٖ۔

٢٦٤ - حَدِيثُ الصَّلٰوةِ عَلَى
النَّبِيِّ اَفْضَلُ مِنْ عِتْقِ الرِّقَابِ
قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ فِي بَعْضِ فَتَاوَاهُ
اِنَّهُ كَذِبٌ مُخْتَلِفٌ فِيهِ وَلَعَلَّهُ
يَعْنِي بِهِ اِضَافَتَهُ اِلَى النَّبِيِّ
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاِلَّا فَقَدْ رَوَاهُ
الْاَصْبَهَانِيُّ فِي التَّرْغِيبِ عَنْ

کی ستر نمازوں سے بہتر ہیں ابن عبدالبر رح
نے اپنی تمہید میں یحییٰ بن معین رح سے
روایت کیا ہے۔ کہ یہ حدیث باطل ہے
سخاوی رح کہتے ہیں یہ انہوں نے اس
نسبت سے فرمایا جو ان کے پاس سندات
پہنچی تھیں سیوطی رح کہتے ہیں حارث رح نے
اپنی مسند میں، ابو یعلیٰ رح اور حاکم رح نے عائشہ رض
سے اور دیلمی رح نے ابوہریرہ رض سے بھی اسے
روایت کیا ہے۔ ابن قیم الجوزی فرماتے ہیں
اسے امام احمد رح، ابن خزیمہ رح اور حاکم رح نے
اپنی صحیحین میں اور بزار رح نے اپنی مسند میں
اسے روایت کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود
پڑھنا غلاموں کے آزاد کرنے سے افضل
ہے۔ عسقلانی رح اپنے بعض فتاویٰ میں
فرماتے ہیں۔ یہ جھوٹ ہے اور مختلف
فیہ ہے۔ شاید ان کی مراد یہ ہے کہ حضور کی
جانب اس کی نسبت مختلف فیہ ہے۔ ورنہ
اصبہانی نے اپنی ترغیب میں ابوبکر رض صدیق

أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ مَوْقُوفًا وَكَذَا رَوَاهُ التَّيْمِيُّ وَابْنُ عَسَاكِرٍ.

سے موقوفاً روایت کیا ہے اسی طرح تیمیؒ اور ابن عساکر نے بھی۔

۲۶۵- حَدِيثُ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا تُرَدُّ هُوَ مِنْ كَلَامِ أَبِي سُلَيْمَانَ الدَّارَانِيِّ عَلَى مَا ذَكَرَهُ الْجَزَرِيُّ فِي حِصْنِهِ وَلَفْظُهُ إِذَا سَأَلْتَ اللهَ حَاجَةً فَابْدَأْهُ بِالصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ ادْعُ بِمَا شِئْتَ ثُمَّ اخْتِمْ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ فَإِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ بِكَرَمِهِ يَقْبَلُ الصَّلٰوتَيْنِ وَهُوَ أَكْرَمُ مِنْ أَنْ يَدَعَ مَا بَيْنَهُمَا وَذَكَرَهُ فِي الْإِحْيَاءِ مَرْفُوعًا قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ وَإِنَّمَا هُوَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ مَوْقُوفًا إِذَا سَأَلْتُمُ اللهَ حَاجَةً فَابْدَءُوا بِالصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّ اللهَ أَكْرَمُ مِنْ أَنْ يُسْأَلَ حَاجَتَيْنِ فَيَقْضِيَ إِحْدَاهُمَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا رد نہ کیا جائے گا۔ یہ ابو سلیمان الدارانیؒ کا قول ہے جیسا کہ جزری نے اپنی حصن میں ذکر کیا ہے۔ اور ان کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ جب تو اللہ سے کسی حاجت کا سوال کرے تو پہلے درود سے ابتدا کر پھر جو تیرا جی چاہے دعا مانگ۔ پھر درود ہی پر ختم کر۔ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے کرم سے دونوں درودوں کو قبول فرمائے گا۔ اور یہ اس سے بعید ہے۔ کہ وہ درمیان کو چھوڑ دے۔ غزالیؒ نے اسے احیاء میں حدیث سخاویؒ کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں۔ اور یہ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ کہ جب تم اللہ سے سوال کرو۔ تو پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ کریم ہے کہ وہ ایک حاجت کو پوری کرے اور

وَتَرُدُّ الْأُخْرٰى ۔

دوسری کو لوٹا دے ۔

۲۶۶ - حَدِيثُ الصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّينِ قَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ فِي مُشْكِلِ الْوَسِيطِ أَنَّهُ غَيْرُ مَعْرُوفٍ وَقَالَ النَّوَوِيُّ فِي التَّنْقِيحِ أَنَّهُ مُنْكَرٌ بَاطِلٌ لٰكِنْ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنْ عَلِيٍّ كَمَا ذَكَرَهُ السُّيُوطِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ ضَعِيفٌ عَنْ عُمَرَ مَرْفُوعًا ۔

نماز دین کا ستون ہے۔ ابن الصلاح مشکل الوسیط میں فرماتے ہیں یہ معروف نہیں۔ نووی ؒ تنقیح میں فرماتے ہیں یہ منکر ہے باطل ہے لیکن دیلمی ؒ نے اسے حضرت علی رضؓ سے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ سیوطی ؒ کہتے ہیں۔ اور بیہقی ؒ نے شعب الایمان میں حضرت عمر رضؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے لیکن وہ ضعیف ہے ۔

حَرْفُ الضَّادِ

۲۶۷ - حَدِيثُ ضَاعَ الْعِلْمُ فِي أَفْخَاذِ النِّسَاءِ وَفِي لَفْظٍ بَيْنَ أَفْخَاذِ النِّسَاءِ هُوَ مَعْنَاهُ مِنْ كَلَامِ بِشْرِ الْحَافِي قَالَ لَا يُفْلِحُ مَنْ أَلِفَ أَفْخَاذَ النِّسَاءِ ۔

علم عورتوں کی رانوں میں ضائع ہوگیا۔ یہ بشر الحافی کا قول ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ وہ شخص کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جس نے عورتوں کی رانوں میں تصنیف وتالیف کی ۔

۲۶۸ - حَدِيثُ الضَّبِّ وَشَهَادَتِهِ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قِيلَ إِنَّهُ مَوْضُوعٌ وَقَالَ الْمِزِّيُّ لَا يَصِحُّ

گوہ اور اس کا حضور کے لئے شہادت دینا یہ موضوع ہے۔ مزی ؒ کہتے ہیں نہ اس کی سند صحیح ہے نہ متن

إِسْنَادًا وَلَا مَتْنًا لٰكِنْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ بِسَنَدٍ ضَعِيْفٍ وَذَكَرَهُ الْقَاضِيْ عِيَاضٌ فِي الشِّفَاءِ فَغَايَتُهُ الضُّعْفُ لَا الْوَضْعُ۔

لیکن بیہقی رح نے اسے سند ضعیف کے ساتھ اور قاضی عیاض رح نے اسے شفا میں روایت کیا ہے۔ نتیجۃً یہ ضعیف ہے موضوع نہیں۔

۲۶۹- حَدِيْثُ الضَّامِنُ غَارِمٌ لَا يَصِحُّ مَبْنَاهُ وَجَاءَ فِي مَعْنَاهُ عِنْدَ أَحْمَدَ وَأَصْحَابِ السُّنَنِ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ مَرْفُوْعًا الزَّعِيْمُ غَارِمٌ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَهُوَ مُقْتَبَسٌ مِنْ قَوْلِهِ وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيْمٌ أَيْ كَفِيْلٌ وَزَعِيْمٌ۔

ضامن تاوان بھی بھرتا ہے۔ یہ لفظاً صحیح نہیں۔ ہاں اس کے معنی ہیں امام احمد رح اور اصحاب سنن نے ابو امامہ رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کفالت کرنے والا تاوان بھی بھرتا ہے۔ اور ابن حبان رح نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اور قرآن سے بھی مستنبط ہے۔ لمن جاء به حمل بعیر وانا به زعیم۔

۲۷۰- حَدِيْثُ الضَّرُوْرَاتُ تُبِيْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ وَهُوَ كَلَامٌ صَحِيْحٌ۔

ضرورتیں ممنوعات کو مباح کرتی ہیں۔ یہ حدیث نہیں۔ کلام صحیح ہے۔

۲۷۱- حَدِيْثُ ضَعِيْفَانِ يَغْلِبَانِ قَوِيًّا لَيْسَ بِحَدِيْثٍ۔

دو ضعیف ایک قوی پر غالب آجاتے ہیں۔ یہ بھی حدیث نہیں۔

۲۷۲- حَدِيْثُ الضِّيَافَةُ عَلَى أَهْلِ الْوَبَرِ لَيْسَتْ عَلَى أَهْلِ

اہل دیہات کے ذمہ جو ضیافت ہے وہ اہل شہر کے ذمہ نہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں

الْمُنْذِرِ لَا اَصْلَ لَہٗ نَقَلَ قَالَ عِیَاضٌ فِیْ اَوَّلِ شَرْحِ مُسْلِمٍ لَمَّا تَکَلَّمَ عَلٰی حَدِیْثِ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ اَنَّہٗ مَوْضُوْعٌ عِنْدَ اَھْلِ الْمَعْرِفَۃِ وَقَبِلَہُ النَّوَوِیُّ۔

قاضی عیاض نے شرح مسلم کے اول میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے "جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے مہمان کی عزت کرنی چاہیئے"، فرماتے ہیں یہ دیہات والی حدیث اہل معرفت کے نزدیک موضوع ہے، اگرچہ نووی نے اسے قبول کیا ہے۔

حَرْفُ الطَّاءِ الْمُھْمَلَۃِ!

۲۷۳۔ حَدِیْثُ طَابَ حَمَّامُکُمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدِ نِ الْمُتَوَلِّیْ ھٰذِہِ التَّحِیَّۃُ لَا اَصْلَ لَہٗ وَقَالَ النَّوَوِیُّ ھٰذَا الْمَحَلُّ لَمْ یَصِحَّ فِیْہِ شَیْءٌ اِنْتَھٰی وَرَوَاہُ الدَّیْلَمِیُّ بِلَا سَنَدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا وَقَدْ تَقَدَّمَ عَنِ ابْنِ حَجَرِ الْمَکِّیِّ اِنَّ الْعَرَبَ مَا یَعْرِفُ الْحَمَّامَ اِلَّا بَعْدَ مَوْتِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔

تمہارے حمام عمدہ ہیں۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکرؓ و عمرؓ سے فرمایا۔ ابوسعید المتولی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ نوویؒ کہتے ہیں اس محل میں کوئی شے صحیح نہیں ہے سلسلے دیلمیؒ نے ابن عمرؓ سے مرفوعاً بلا سند نقل کیا ہے۔ ابن حجر المکی کا یہ قول گذر چکا کہ عرب حمام کو حضور کے زمانہ میں جانتے بھی نہ تھے نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد علم ہوا۔

۲۷۴۔ حَدِیْثُ طَاعَۃِ النِّسَاءِ

عورتوں کی اطاعت ندامت ہے

نَدَامَةٌ مَعْنَى فِيْ شَاوِرُوْهُنَّ يه پہلے گذر چکی۔ صاحب تحفۃ العروس نے وَذَكَرَ صَاحِبُ تُحْفَةِ الْعَرُوْسِ عَنِ حسن بصری ؒ سے روایت کیا ہے وہ فرمایا کرتے تھے جس نے الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ مَا أَطَاعَ عورت کی خواہشات میں اتباع کی اللہ تعالےٰ اسے دوزخ رَجُلٌ امْرَأَةً فِيْمَا تَهْوَاهُ إِلَّا كَبَّهُ میں ڈال دےگا۔ یہ محمول اس طاعت پر ہے جو برائیوں اللّٰهُ فِي النَّارِ قِيْلَ هُوَ مَحْمُوْلٌ کی جانب سے ہاتی ہے اس میں اتباع جائز ہے۔ جو عَلَى طَاعَتِهَا فِيْمَا تَهْوَى مِنَ مباح میں ہو۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ مباح میں السَّيِّئَاتِ لَا فِيْ مَا تَهْوَى مِنَ بھی اتباع جائز نہیں۔ کیونکہ وہ منکر کی جانب الْمُبَاحَاتِ فَإِنَّهَا تَجُرُّ إِلَى الْمُنْكَرَاتِ ۔ لے جاتی ہے۔

٢٧٥۔ حَدِيْثُ طَعَامُ الْبَخِيْلِ بخیل کا کھانا بیماری اور سخی کا کھانا دَاءٌ وَطَعَامُ السَّخِيِّ شِفَاءٌ قَالَ شفاء ہے۔ عسقلانی ؒ فرماتے ہیں یہ حدیث الْعَسْقَلَانِيُّ وَهُوَ حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ منکر ہے۔ اور ذہبی ؒ کہتے ہیں جھوٹ ہے وَقَالَ الذَّهَبِيُّ كَذِبٌ وَقَالَ ابن عدی ؒ کہتے ہیں یہ مالک ؒ سے مروی ابْنُ عَدِيٍّ أَنَّهُ بَاطِلٌ عَنْ مَالِكٍ ۔ ہے اور باطل ہے۔

٢٧٦۔ حَدِيْثُ الطَّلَاقُ يَمِيْنُ طلاق فساق کی قسم ہے یہ مالکیہ الْفُسَّاقِ وَقَعَ فِيْ عِدَّةٍ مِنْ کی متعدد کتابوں میں پائی جاتی ہے سخاوی کہتے كُتُبِ الْمَالِكِيَّةِ قَالَ السَّخَاوِيُّ ہیں میں اس سے مرفوعاً واقف نہیں۔ اور میں لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ مَرْفُوْعًا وَأَظُنُّهُ اسے مدرج خیال کرتا ہوں۔ ملا علی قاری فرماتے مُدْرَجًا قُلْتُ وَيُؤَيِّدُهُ مَعْنًى ہیں اس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے مومن حَدِيْثُ مَا حَلَفَ بِالطَّلَاقِ مُؤْمِنٌ طلاق کی قسم نہیں کھاتا اور طلاق کی قسم سوائے

وَلَا يَتَخَلَّفُ بِهَا إِلَّا مُنَافِقٌ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ بِهِ مَرْفُوعًا.

منافق کے کوئی نہیں لیتا ابن عساکر نے اسے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

حَرْفُ الظَّاءِ الْمُعْجَمَةِ!

۲۷۷- حَدِيثُ الظَّالِمُ عَدْلُ اللهِ فِي الْأَرْضِ يَنْتَقِمُ بِهِ مِنَ النَّاسِ ثُمَّ يَنْتَقِمُ مِنْهُ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ لَمْ أَجِدْهُ وَقَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا أَسْتَحْضِرُهُ لَكِنْ قَالَ السُّيُوطِيُّ وَفِي مَعْنَاهُ مَا أَخْرَجَهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ مِنْ حَدِيثِ جَابِرٍ رَفَعَهُ إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَقُولُ أَنْتَقِمُ مِمَّنْ أُبْغِضُ بِمَنْ أُبْغِضُ ثُمَّ أُصَيِّرُ كِلَاهُمَا فِي النَّارِ وَسَاقَهُ الدَّيْلَمِيُّ فِي الْفِرْدَوْسِ بِلَا إِسْنَادٍ عَنْ جَابِرٍ يَرْفَعُهُ وَأَخْرَجَهُ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ تَمَّامٍ قَالَ كَانَ يُقَالُ مَا انْتَقَمَ اللهُ مِنْ

ظالم زمین میں اللہ کا انصاف ہے کہ اللہ اس کے ذریعہ لوگوں سے انتقام لیتا ہے پھر اس سے انتقام لیتا ہے، زرکشی کہتے ہیں میں اسے کہیں نہیں پاتا حافظ ابن حجر فرماتے ہیں یہ میرے لئے مستحضر نہیں لیکن سیوطی رحمہ اللہ کہتے ہیں، اس معنی میں وہ حدیث ہے۔ جو طبرانی نے اوسط میں جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اس شخص سے انتقام لیتا ہوں جو بغض رکھنے والے سے بغض رکھتا ہو۔ پھر دونوں کو دوزخ میں پہنچا دیتا ہوں اور دیلمی نے الفردوس میں جابر سے مرفوعاً بلا سند روایت کیا ہے ابن عساکر رحمہ اللہ نے علی بن تمام سے روایت کیا ہے یہ کہا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم سے انتقام نہیں لیتا مگر ان کی شرارت کے باعث۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے

تَوَمُّرًا کَا بِشْرٍ مِنْهُمْ وَاَخْرَجَ عَبْدُ اللّٰہِ	زوائد الزہد میں مالکؒ بن دینار سے روایت
بْنِ اَحْمَدَ فِيْ زَوَائِدِ الزُّهْدِ	کیا ہے، میں نے زبور پڑھی تو اس میں یہ
عَنْ مَالِكِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ قَرَأْتُ	لکھا ہوا تھا، میں منافق کا منافق کے ذریعہ
الزَّبُوْرَ اِنِّيْ اَنْتَقِمُ مِنَ الْمُنَافِقِ	انتقام لیتا ہوں پھر تمام منافقین سے انتقام
بِالْمُنَافِقِ ثُمَّ اَنْتَقِمُ مِنَ	لیتا ہوں، مالکؒ بن دینار کہتے ہیں اس کی نظیر
الْمُنَافِقِيْنَ جَمِيْعًا قَالَ وَنَظِيْرُ	کتاب اللہ میں بھی موجود ہے، ایسے ہی ہم
ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ	بعض ظالموں کو بعض کا ان کے اعمال کی بنا پر سر
كَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ	پرست بنا دیتے ہیں، ملا علی قاری فرماتے ہیں
بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ قُلْتُ	اس کی تائید خدا کا یہ عام کلیہ بھی کرتا ہے، اگر
وَيُؤَيِّدُهٗ عُمُوْمُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى	اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض کے ذریعہ دفعہ
وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ	نہ کرتا رہتا۔ تو زمین میں فساد پھیل جاتا اور
بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَ	عنقریب اس کے معنی اس حدیث میں
سَيَأْتِيْ فِيْ مَعْنَاهُ حَدِيْثُ كَمَا	بھی آئیں گے۔ جیسے تم ہوگے ویسے ہی ہم تم
تَكُوْنُوْا يُوَلّٰى عَلَيْكُمْ ۔	پر والی بنائیں گے ۔
۲۷۸۔حَدِيْثُ ظَهْرُ الْمُؤْمِنِ	مومن کی پشت قبلہ ہے، سخاویؒ کہتے
قِبْلَةٌ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَعْرِفُهٗ	ہیں، میں اسے نہیں جانتا اور معنی اس لحاظ
وَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ بِالنَّظْرِ لِاكْتِفَاءِ	سے صحیح ہیں، کہ وہ سترہ کے لئے کافی ہے
بِهٖ فِي السُّتْرَةِ وَاَخْرَجَ الْعَسْكَرِيُّ	اور عسکری نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً
عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا ظَهْرُ الْمُؤْمِنِ	روایت کیا ہے۔ مومن کی پشت محفوظ ہے

حَتّٰی اِلَّا فِیْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰی

مگر اللہ تعالیٰ کی حدود میں۔

حَرْفُ الْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ

۲۷۹۔ حَدِیْثُ اَلْعَارُ خَیْرٌ مِّنَ النَّارِ ذٰکَرَهُ الْحَسَنُ ابْنُ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ حِیْنَ اَتٰی عَلَی الْمُعَاوِیَةِ فَقَالَ لَہٗ اَصْحَابُہٗ یَا عَارَ الْمُسْلِمِیْنَ فَقَالَ الْعَارُ خَیْرٌ مِّنَ النَّارِ وَاَمَّا قَوْلُ بَعْضِ الْعَامَّةِ اَلنَّارُ بَدْنُ النَّارِ وَلَا الْعَارُ فَهُوَ مِنْ کَلَامِ الْکُفَّارِ اِلَّا اَنْ یُّرَادَ بِهَا نَارُ الدُّنْیَا عَلَی الْمُبَالَغَةِ وَاِلَّا فَقَدْ وَرَدَ فُضُوْحُ الدُّنْیَا اَهْوَنُ مِنْ فُضُوْحِ الْاٰخِرَةِ کَمَا رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ اَخِیْهِ الْفَضْلِ بِهٖ مَرْفُوْعًا بَلْ وَهُوَ فِی التَّنْزِیْلِ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰی۔

ذلت دوزخ سے بہتر ہے۔ یہ حسنؓ بن علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے جب انہوں نے امیر معاویہ رضؓ سے صلح طلب کی تھی۔ تو ان کے ساتھی بولے اے مسلمانوں کو ذلیل کرنے والے انہوں نے فرمایا ذلت دوزخ سے بہتر ہے۔ اور عام لوگوں کا جو یہ قول ہے۔ آگ کے بدلے آگ نہ کہ ذلت تو یہ کفار کا کلام ہے اور انہوں نے اس سے مراد بطور مبالغہ دنیا کی آگ لی ہے۔ ورنہ یہ وارد ہے۔ کہ دنیا کی رسوائی کم ہے۔ جیسا کہ طبرانیؒ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن اخیہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ بلکہ یہ مضمون قرآن میں بھی موجود ہے۔ اور آخرت کا عذاب زیادہ سخت اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔

۲۸۰۔ حَدِیْثُ الْعَارِیَۃُ مَرْدُوْدَۃٌ ذَکَرَہُ الرَّافِعِیُّ فَقَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ فِیْ تَخْرِیْجِ اَحَادِیْثِہٖ لَمْ اَرَہٗ بِاللَّفْظِ الَّذِیْ ذَکَرَہُ الْمُصَنِّفُ وَاِنَّمَا رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَصْحَابُ السُّنَنِ بِلَفْظِ الْعَارِیَۃِ مُؤَدَّاتٌ۔

عاریت مردود ہے اسے رافعیؒ نے ذکر کیا ہے امام عسقلانیؒ تخریج الاحادیث میں فرماتے ہیں میں نے ان الفاظ کے ساتھ جس کا ذکر مصنف نے کیا ہے اس حدیث کو کہیں نہیں پایا۔ اسے احمدؒ اور اصحاب سنن نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ عاریت ادا کی ہوئی۔

۲۸۱۔ حَدِیْثُ عَالِمُ قُرَیْشٍ یَمْلَأُ الْاَرْضَ عِلْمًا قَالَ الصَّغَانِیُّ مَوْضُوْعٌ وَتَعَقَّبَہُ الْعِرَاقِیُّ بِاَنَّہٗ لَیْسَ بِمَوْضُوْعٍ وَلٰکِنَّہٗ لَا یَخْلُوْ عَنْ ضُعْفٍ فَقَدْ اَوْرَدَہُ الطَّیَالِسِیُّ فِیْ مُسْنَدِہٖ وَفِیْ سَنَدِہٖ مَجْھُوْلٌ وَلَہٗ شَوَاھِدُ۔

قریش کا عالم زمین کو علم سے بھر دے گا صغانی کہتے ہیں یہ موضوع ہے۔ عراقیؒ نے ان پر اعتراض کیا ہے۔ اور کہا ہے یہ موضوع نہیں۔ لیکن ہاں ضعف سے خالی نہیں اسے طیالسیؒ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند میں راوی مجہول ہے اور اس کے دوسرے شواہد بھی موجود ہیں۔

۲۸۲۔ حَدِیْثُ الْعَدَاوَۃُ فِی الْقَرَابَۃِ وَالْحَسَدُ فِی الْجِیْرَانِ وَالْمَنْفَعَۃُ فِی الْاِخْوَانِ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ حَدِیْثًا بَلْ ھُوَ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ لِلْبَیْھَقِیِّ مِنْ قَوْلِ بِشْرِ بْنِ الْحَارِثِ۔

اہل قرابت میں عداوت۔ پڑوسیوں میں حسد۔ اور بھائیوں میں منفعت۔ سخاوی رحمۃ اللہ کہتے ہیں۔ میں اس سے بلحاظ حدیث واقف نہیں بلکہ بیہقیؒ کی شعب الایمان میں بشر بن حارث کا قول ہے۔

۲۸۳۔ حَدِیْثُ لَعَدُوٌّ الْعَاقِلُ	عاقل دشمن نہ کہ جاہل دوست (عاقل دشمن بہتر ہے
وَلَا الصَّدِیْقُ الْجَاهِلُ رَوَاهُ وَكِیْعٌ	نہ کہ جاہل دوست) اسے وکیع بن جراح نے غرر
فِی الْغُرَرِ عَنْ سُفْیَانَ قَالَ قَالَ	میں سفیانؒ سے روایت ہے سفیان کہتے ہیں،
اَبُوْ حَازِمٍ لَاَنْ یَكُوْنَ لِیْ عَدُوٌّ	ابو حازمؒ کہا کرتے تھے۔ اگر میرے لئے نیک
صَالِحٌ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ یَكُوْنَ	دشمن ہو تو وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ
لِیْ صَدِیْقٌ فَاسِدٌ۔	میرے لئے کوئی فاسد دوست ہو؟
۲۸۴۔ حَدِیْثُ عَدَاوَةُ الْعَاقِلِ	عاقل کی دشمنی مجنون کی صحبت سے بہتر ہے
وَلَا صُحْبَةُ الْمَجْنُوْنِ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ	یہ حدیث نہیں ہے۔
۲۸۵۔ حَدِیْثُ عَدُوُّ الْمُؤْمِنِ	مومن کا دشمن وہ ہے، جو اس کے عمل
مَنْ یَعْمَلُ بِعَمَلِهٖ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ	پر عمل کرے۔ یہ حدیث نہیں ہے۔ ابو نعیمؒ
وَاِنَّمَا رَوَاهُ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ سُفْیَانَ	نے سفیان بن عیینہ سے روایت کیا ہے
بْنِ عُیَیْنَةَ اَنَّهٗ قَدِمَ مَكَّةَ وَ	کہ وہ مکہ گئے۔ وہاں منکدرؒ کی اولاد میں
فِیْهَا رَجُلٌ مِنْ اٰلِ الْمُنْكَدِرِ یُفْتِیْ	سے ایک شخص فتویٰ دیا کرتا تھا، سفیانؒ
فَقَعَدَ سُفْیَانُ یُفْتِیْ فَقَالَ	فتوے دینے بیٹھے، منکدریؒ نے کہا
الْمُنْكَدِرِیُّ مَنْ هٰذَا الَّذِیْ	یہ کون شخص ہے، جو ہمارے شہر میں
قَدِمَ بِلَادَنَا یُفْتِیْ فَكَتَبَ اِلَیْهِ	آکر فتویٰ دے رہا ہے۔ سفیانؒ نے
سُفْیَانُ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ	اسے جواباً لکھا مجھ سے محمد بن دینارؒ نے
دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ	ابن عباسؓ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ
مَكْتُوْبٌ فِی التَّوْرَاةِ عَدُوِّیْ	تورات میں یہ لکھا ہوا ہے۔ کہ میرا دشمن وہ

اَلَّذِیْ یَعْمَلُ بِعَمَلِیْ نَکَفَّ عَنْہُ الْمُنْکَدِرِیُّ ۔	ہے جو میرے عمل کے ساتھ عمل کرے منکدری اس سے رک گیا۔
۲۸۶۔ حَدِیْثُ عُذْرِہٖ اَشَدُّ مِنْ ذَنْبِہٖ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ ۔	اس کا عذر گناہ سے زیادہ سخت ہے۔ یہ حدیث نہیں ہے۔
۲۸۷۔ حَدِیْثُ اَلْعَرَبُ سَادَاتُ الْعَجَمِ لَیْسَ لَہٗ اَصْلٌ وَمَعْنَاہُ صَحِیْحٌ ۔	عرب عجم کے سردار ہیں۔ لفظا اس کی کوئی اصل نہیں اور معنی اس کے صحیح ہیں۔
۲۸۸۔ حَدِیْثُ عُرِضَتْ عَلَیَّ اَعْمَالُ اُمَّتِیْ فَوَجَدْتُ مِنْہَا الْمَقْبُوْلَ وَالْمَرْدُوْدَ اِلَّا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ لَمْ اَقِفْ لَہٗ عَلٰی سَنَدٍ قَالَہُ السُّیُوْطِیُّ لٰکِنْ مَعْنَاہُ کَمَا سَبَقَ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ وَاَبِیْ سُلَیْمَانَ الدَّارَانِیْ ۔	مجھ پر میری اُمت کے عمل پیش کئے گئے۔ تو میں نے ان میں مقبول بھی پائے اور مردود بھی۔ مگر مجھ پر درود مقبول ہی مقبول تھا۔ میں اس کی سند سے واقف نہیں سیوطیؒ کہتے ہیں لیکن اس کے معنی پہلے ابو الدرداءؓ اور ابو سلیمانؒ الدارانی کی روایت میں گذر چکے۔
۲۸۹۔ حَدِیْثُ الْعِزُّ مَظْلُوْمٌ وَطَالِبُ الْعِزِّ مَغْمُوْمٌ رُوِیَ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا وَلَا یَصِحُّ مَبْنَاہُ وَاِنْ صَحَّ مَعْنَاہُ ۔	عزت بری ہے اور طالب عزت مغموم ہے۔ یہ حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت کی جاتی ہے۔ یہ لفظاً صحیح نہیں۔ اگرچہ اس کے معنی صحیح ہوں۔
۲۹۰۔ حَدِیْثُ عَسْقَلَانَ	عسقلان ان دو دلہنوں میں سے

أحد العروسين يبعث منهما يوم القيامة رواه الامام احمد في مسنده وذكره ابن الجوزي في الموضوعات۔

ایک دلہن ہے جو قیامت کے دن اٹھائی جائے گی اسے امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ ابن الجوزیؒ نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔

۲۹۱۔ حديث عظموا مقداركم بالتقابل ليس بحديث۔

اپنی مقدار کو مقابلہ میں بڑا کرو۔ یہ حدیث نہیں ہے۔

۲۹۲۔ حديث عقولهن في فروجهن يعني النساء قال السخاوي لا اصل له۔

عورتوں کی عقلیں ان کی فرجوں میں ہوتی ہیں سخاویؒ کہتے ہیں اسکی کوئی اصل نہیں یا تبی سے نزدیک یہ کہا گیا ہے عقل کے خصیوں میں ہونے اسکے وضع کو بدل عقل عورتوں والا حدیث میں آیا ہے

۲۹۳۔ حديث علامة الاذن التيسير وفي لفظ علامة الاجازة تيسير الامور لا اصل له۔

اجازت کی علامت آسانی کرنا ہے اور ایک روایت میں ہے اجازت کی علامت امور کا آسان کرنا ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

۲۹۴۔ حديث علماء امتي كانبياء بني اسرائيل قال الدميري والعسقلاني لا اصل له وكذا قال الزركشي وسكت عنه السيوطي واما حديث العلماء ورثة الانبياء فرواه الاربعة عن ابي الدرداء۔

میری امت کے علماء بنو اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں دمیریؒ اور عسقلانیؒ فرماتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ یہی زرکشیؒ کا خیال ہے۔ سیوطیؒ نے اس سے سکوت اختیار کیا ہے۔ اور یہ حدیث کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اسے اربعہ نے ابوالدرداءؓ سے روایت کیا ہے۔

۲۹۵ - حدیث العلم یؤتی الیہ ھو معنی قول مالک للمہدی حین دعاہ لسماع ولدیہ منہ وقیل لہارون حین التمس منہ خلوۃ للقراءۃ العلم اولی ان یوقر ویؤتی وھو معنی قول البخاری العلم یؤتی ولا یأتی وفی امثال العرب فی بیتہ یؤتی الحکم وسیاتی فی حرف الفاء۔

علم کی طرف دوڑا جاتا ہے یہ امام مالکؒ کا قول ہے جو انہوں نے مہدی کو فرمایا تھا جب مہدی نے انہیں اس لئے طلب کیا کہ وہ آئیں تو ان سے اس کے لڑکے ہادی، ہارون الرشید) احادیث سنیں اور ہارون سے بھی انہوں نے یہی فرمایا تھا جب ہارون نے ان سے علم کی قرأت کے لئے خلوت طلب کی تھی۔ علم اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ اس کی عزت کی جائے اور اس کے پاس آیا جائے" اور بخاری کا اس قول کا مدعا علم کے پاس آیا جاتا ہے علم نہیں آتا، بھی یہی مقصد ہے اور امثال عرب میں ہے کہ جس کے گھر میں حکمت لائی جاتی ہے، یہ عنقریب حرف فاء میں آئے گا۔

۲۹۶ - حدیث العلم علمان علم الادیان وعلم الابدان موضوع کما فی الخلاصۃ وفی الذیل روی مسلسلا عن الحسن عن حذیفۃ سألت النبی علیہ السلام عن علم الباطن ما ھو فقال سألت جبریل عنہ فقال عن اللہ ھو سر بینی وبین احبائی واولیائی واصفیائی

علم دو ہیں۔ ایک دین کا علم۔ ایک بدن کا علم۔ خلاصہ میں ہے یہ موضوع ہے۔ اور یہ بھی مسلسل حضرت حذیفہؓ سے روایت کیا گیا ہے۔ میں نے دریافت کیا۔ علم باطن کیا ہے آپ نے فرمایا میں نے جبرئیلؑ سے دریافت کیا تھا انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فرمایا یہ میرے اور میرے دوستوں، اولیاء اور نیک لوگوں کے درمیان ایک راز ہے جو میں ان کے دل میں ودیعت کرتا ہوں جس

أَوْدِعَهُ فِي قُلُوبِهِمْ لَا يَطَّلِعُ عَلَيْهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ هُوَ مَوْضُوعٌ وَالْحَسَنُ مَا لَقِيَ حُذَيْفَةَ ۔

پر نہ تو کوئی مقرب فرشتہ مطلع ہوا اور نہ کوئی نبی مرسل۔ امام عسقلانی رح فرماتے ہیں۔ یہ موضوع ہے۔ اور حسن بصری رح نے حذیفہ رض سے ملاقات نہیں کی ۔

۲۹۷۔ حَدِيثُ عَلَى الْخَيْرِ سَقَطَتْ جَاءَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا ۔

بھلائی پر ساقط کر دیا جاتا ہے یہ اہل علم میں سے ایک جماعت سے مروی ہے۔ جس میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں ۔

۲۹۸۔ حَدِيثُ عَلَى كُلِّ خَيْرٍ مَانِعٌ لَيْسَ بِحَدِيثٍ وَمَعْنَاهُ صَحِيحٌ ۔

ہر بھلائی پر ایک مانع ہوتا ہے یہ بھی حدیث نہیں۔ اور اس کے معنی صحیح ہیں ۔

۲۹۹۔ حَدِيثُ عَلَيْكُمْ بِدِينِ الْعَجَائِزِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَوَرَدَ بِمَعْنَاهُ أَحَادِيثُ لَا تَخْلُو عَنْ ضَعْفٍ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِلَفْظِ إِذَا كَانَ آخِرُ الزَّمَانِ وَاخْتَلَفَتِ الْأَهْوَاءُ فَعَلَيْكُمْ بِدِينِ الْبَادِيَةِ وَالنِّسَاءِ وَ

بوڑھیوں کے دین کو لازم پکڑ لو سخاوی رح کہتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ اس کی کوئی اصل نہیں۔ اور اس معنی میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ جو ضعف سے خالی نہیں۔ زرکشی رح کہتے ہیں اسے دیلمی رح نے ابن عمر رض سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جب آخر زمانہ ہوگا اور خواہشیں مختلف ہو جائیں گی تو تم گاؤں والے اور عورتوں کے دین

سَنَدُہٗ وَاہٍ بَلْ قَالَ الصِّغَانِیُّ مَوْضُوْعٌ۔

کو لازم پکڑ لینا۔ اس کی سند بالکل واہیات ہے۔ بلکہ صغانی کہتے ہیں موضوع ہے۔

۳۰۰۔ حَدِیْثُ الْعِنَبِ دُوْ دُوْ یَعْنِیْ ثِنْتَیْنِ ثِنْتَیْنِ وَالتَّمْرُ یَکْ یَکْ یَعْنِیْ وَاحِدَۃً وَاحِدَۃً لَا اَصْلَ لَہٗ۔

انگور دو دو اور کھجور ایک ایک اس کی کوئی اصل نہیں (یہ حدیث ایسی قسم کی معلوم ہوتی ہے جیسے مرزا قادیانی کے پاس کئی کئی زبانوں میں وحی آیا کرتی تھی)

۳۰۰۔ حَدِیْثُ عِنْدَ ذِکْرِ الصّٰلِحِیْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ لَا اَصْلَ لَہٗ وَقَالَ الْعِرَاقِیُّ فِیْ تَخْرِیْجِ الْاِحْیَاءِ لَیْسَ لَہٗ اَصْلٌ فِی الْمَرْفُوْعِ وَاِنَّمَا ھُوَ قَوْلُ سُفْیَانَ بْنِ عُیَیْنَۃَ لٰکِنْ قَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ فِیْ عُلُوْمِ الْحَدِیْثِ رُوِّیْنَا عَنْ اَبِیْ عَمْرٍو اِسْمٰعِیْلَ بْنِ نُجَیْدٍ اَنَّہٗ سَاَلَ اَبَا جَعْفَرَ بْنَ حَمْدَانَ وَکَانَا عَبْدَیْنِ صَالِحَیْنِ فَقَالَ لَہٗ بِاَیِّ نِیَّۃٍ اَکْتُبُ الْحَدِیْثَ قَالَ اَلَسْتُمْ تَرَوْنَ اَنَّ عِنْدَ ذِکْرِ الصّٰلِحِیْنَ

نیک لوگوں کے ذکر کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ امام عسقلانی رح فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ عراقی رح تخریج الاحیاء میں فرماتے ہیں، کہ اس کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں۔ یہ سفیان بن عیینہ کا قول ہے۔ ابن الصلاح علوم الحدیث میں فرماتے ہیں۔ اسمعیل رح بن جنید سے روایت کیا گیا ہے۔ کہ وہ ابو جعفر رح احمد بن عبدان کے پاس گئے۔ یہ دونوں صلحاء میں سے تھے۔ اسمعیل رح نے احمد رح سے دریافت کیا میں کس نیت سے حدیث لکھوں انہوں نے کہا کیا تم یہ نہیں جانتے کہ صلحاء کے ذکر کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے

نَزَلَ الرَّحْمَةُ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ	انہوں نے جواب دیا۔ ہاں، احمد رح نے
فَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ	فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلحاء
سَلَّمَ رَئِيْسُ الصَّالِحِيْنَ وَلَمْ	کے سردار ہیں۔ اس نکتہ پر عراقی رح نے
يَتَنَبَّهْ عَلٰى ذٰلِكَ الْعِرَاقِيُّ فِيْ نُكْتَةٍ	متنبہ نہیں کیا۔ جیسا کہ بعض نے ذکر کیا
عَلَيْهِ كَمَا ذَكَرَهُ بَعْضُهُمْ لٰكِنْ	ہے۔ لیکن اگر یہ لفظ ہو۔ کہ تم روایت
اللَّفْظُ إِنْ كَانَ تَرْوُوْنَ لِرِوَايَةٍ	کرو۔ تو اس سے یہ بات معلوم ہو گی۔ کہ
مِنَ الرِّوَايَةِ فَيَدُلُّ فِي الْجُمْلَةِ	یہ حدیث ہے۔ اور اس کی کچھ نہ کچھ
عَلٰى أَنَّهُ حَدِيْثٌ وَلَهُ أَصْلٌ وَإِنْ	اصل ہے۔ اور اگر لفظ تردن ہو۔ یعنی تم
كَانَ تَرَوْنَ مِنَ الرُّؤْيَةِ مَجْهُوْلًا	دیکھو۔ تو اس میں اس بات کی کوئی دلالت
أَوْ مَعْلُوْمًا فَلَا دَلَالَةَ فِيْهِ إِذْ	نہ ہو گی۔ کیونکہ اس کے معنی یہ ہوں گے۔
مَعْنَاهُ يَعْتَقِدُوْنَ أَوْ يَظُنُّوْنَ ۔	اگر تم خیال کرو۔
۲۰۳۔ حَدِيْثُ عَنِ اللَّوْحِ	لوح سے روایت ہے کہ میں نے اللہ سے
سَمِعْتُ اللّٰهَ مِنْ فَوْقِ الْعَرْشِ	عرش کے اوپر سے سنا وہ چیز کے وجود کے
يَقُوْلُ لِلشَّيْءِ كُنْ فَيَكُوْنُ	بارے میں فرماتا ہے ہو جا وہ ہو جاتی تھی اللہ
فَلَا يَبْلُغُ الْكَافَ وَالنُّوْنَ إِلَّا	تعالیٰ کا فا در نون پر بھی نہ پہنچتا تھا۔ کہ وہ
يَكُوْنُ الَّذِيْ يَكُوْنُ مَوْضُوْعٌ ۔	ہو جاتی تھی۔ یہ موضوع ہے۔
۲۰۴۔ حَدِيْثُ الْعَيْنِ الرَّمِدَةِ	دکھتی آنکھ کو چھوا نہ جائے۔ اسے
لَا تُمَسُّ رَوَاهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الطِّبِّ	ابو نعیم رح نے طب میں ابو سعید رضی اللہ
عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ كُلُّ وَمِثْلُ أَصْحَابِ	عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ اصحاب محمد

مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِثْلُ الْعَيْنِ وَدَوَاءُ الْعَيْنِ تَرْكُ مَسِّهَا وَهُوَ ضَعِيفٌ۔

صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال آنکھوں کی طرح ہے، اور آنکھ کی دوا اسے نہ چھونا ہے اور یہ ضعیف ہے۔

حَرْفُ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ!

۳۰۴۔ حَدِيثُ الْغُرَبَاءِ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَلَمْ يَبْعَثِ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلَّا وَهُوَ غَرِيبٌ فِي قَوْمِهِ يُرْوَى عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعًا وَهُوَ بَاطِلٌ وَيَرُدُّهُ مَا وَرَدَ فِي الْقُرْآنِ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَىٰ إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ وَكَذَا إِرْسَالُ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَسَائِرِ أَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَذَا نَبِيُّنَا عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَإِنَّمَا حَصَلَتْ لَهُ الْغُرْبَةُ فِي الْجُمْلَةِ بَعْدَ الْهِجْرَةِ۔

غرباء انبیاء کے وارث ہیں (عربی میں غریب مسافر کے معنی میں آتا ہے) اللہ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا۔ جو اپنی قوم میں غریب نہ ہو۔ یہ حضرت انسؓ سے مرفوعاً مروی ہے، یہ حدیث باطل ہے۔ اور خود قرآن اس کی تردید کرتا ہے۔ ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کے پاس بھیجا۔ ہم نے عاد کی جانب ہود کو بھیجا۔ ثمود کی جانب ان کے بھائی صالح کو۔ اگر تیرا قبیلہ نہ ہوتا۔ تو ہم تجھے رجم کر دیتے۔ اسی طرح موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور دیگر انبیاء بنی اسرائیل اور اسی طرح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ آپ کے لئے غربت بعد ہجرت حاصل ہوئی۔

۳۰۵۔ حَدِیْثُ غَمْزِ الْقَدَمِ وَنَحْوِهٖ اَوْرَدَهُ الدَّارَقُطْنِیُّ فِی الْاَفْرَادِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ کُنْتُ عِنْدَ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ اَغْمِزُ قَدَمَهٗ فَذَکَرَ حَدِیْثًا وَفِی الْاِحْیَاءِ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ نَزَلَ مَنْزِلًا فِیْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ فَنَامَ عَلٰی بَطْنِهٖ وَعَبْدٌ اَسْوَدُ یَغْمِزُ ظَهْرَهٗ الْحَدِیْثَ قَالَ الْعِرَاقِیُّ رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ مِنْ حَدِیْثِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بِسَنَدٍ ضَعِیْفٍ۔

قدم پر چوکا مارنا اور اسی قسم کی روائتیں دار قطنی رح نے افراد میں ابن عباس رض سے روایت کیا ہے۔ کہ میں ابی رض بن کعب کے پاس ان کے قدم میں چوکے مار رہا تھا۔ پھر انہوں نے ایک حدیث بیان کی احیاء میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقام پر اپنے بعض سفروں میں ٹھہرے تو آپ پیٹ کے بل سو گئے۔ اور ایک سیاہ غلام آپ کی کمر دبا رہا تھا۔ عراقی رح کہتے ہیں اسے طبرانی رح نے اوسط میں حضرت عمر رض سے سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے۔

۳۰۶۔ حَدِیْثُ الْغِنَاءِ یُنْبِتُ النِّفَاقَ فِی الْقَلْبِ کَمَا یُنْبِتُ الْمَاءُ الْبَقْلَ قَالَ النَّوَوِیُّ لَا یَصِحُّ وَقَالَ السُّیُوْطِیُّ اَخْرَجَهُ الدَّیْلَمِیُّ عَنْ اَنَسٍ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

گانا دل میں نفاق کو ایسے ہی اگاتا ہے۔ جیسے پانی ترکاری کو۔ نودی رح فرماتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں۔ سیوطی رح کہتے ہیں اسے دیلمی رح نے حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور ابو ہریرہ رض سے روایت کیا ہے۔

۳۰۷۔ حَدِیْثُ الْغِنَاءِ رُقْیَةُ

گانا زنا کا منتر ہے۔ امام نودی رح

الزِّنَاءِ قَالَ النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ هُوَ مِنْ اَمْثَالِهِمُ الْمَشْهُوْرَةِ اِنْتَهٰى وَعَزَاهُ الْغَزَالِيُّ لِلْفُضَيْلِ بْنِ عِيَاضٍ ۔

شرح مسلم میں فرماتے ہیں، یہ مشہور مثالوں میں سے ہے اور امام غزالی نے اسے فضیل بن عیاض کا قول قرار دیا ہے۔

حَرْفُ الْفَاءِ

۳۰۸ - حَدِيْثُ الْفَاتِحَةِ لِمَا قُرِئَتْ لَهُ عَزَاهُ الزَّرْكَشِيُّ لِلْبَيْهَقِيِّ فِي الشُّعَبِ وَتَعَقَّبَهُ السُّيُوْطِيُّ بِاَنَّهُ لَا وُجُوْدَ لَهُ فِي الشُّعَبِ وَاِنَّمَا الْمَوْجُوْدُ فِيْهِ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ اَخْرَجَهُ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَفِي كِتَابِ الثَّوَابِ لِاَبِي الشَّيْخِ ابْنِ حِبَّانَ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ اِذَا اَرَدْتَ حَاجَةً فَاقْرَأْ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ حَتّٰى تَخْتِمَهَا تُقْضٰى اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَهٰذَا اَصْلٌ لِمَا تَعَارَفَ النَّاسُ عَلَيْهِ

فاتحہ جس کے لیے پڑھی جائے، زرکشی نے اسے بیہقیؒ کی جانب منسوب کیا ہے کہ انہوں نے اسے شعب الایمان میں ذکر کیا ہے، سیوطیؒ نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ اس کا شعب الایمان میں وجود نہیں شعب میں تو یہ حدیث ہے، کہ سورت فاتحہ ہر بیماری کی دوا ہے۔ اسے امام بیہقیؒ نے جابرؓ بن عبد اللہؓ سے روایت کیا ہے ابو الشیخ ابن حبانؒ کی کتاب الثواب میں عطا سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں، جب تو کسی کام کا ارادہ کرے تو سورۃ فاتحہ پہلے مکمل پڑھ ان شاء اللہ تیرا کام پورا ہو جائے گا۔ یہ وہ اصل ہے

مِنْ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ لِقَضَاءِ الْحَاجَاتِ وَحُصُولِ الْمُهِمَّاتِ ۔

جس کے باعث لوگ ہر کام کے لئے سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں ۔

۳۰۹۔ حَدِيْثُ فَازَ بِاللَّذَّةِ الْجَسُورُ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَعْرِفُهُ ۔

دلیر لذت سے کامیاب ہوا سخاوی رح کہتے ہیں میں اسے نہیں پہچانتا ۔

۳۱۰۔ حَدِيْثُ فَازَ الْمُخِفُّونَ وَفِي لَفْظٍ نَجَا الْمُخِفُّونَ وَهَلَكَ الْمُثْقَلُونَ وَهُوَ مَعْنَى الْحَدِيْثِ لِأَبِي الدَّرْدَاءِ رَفَعَهُ أَمَامَكُمْ عَقَبَةٌ كَؤُودٌ لَا يَجُوزُهَا الْمُثْقَلُونَ فَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أَتَخَفَّفَ لِتِلْكَ الْعَقَبَةِ قَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ

ہلکے آدمی کامیاب ہوئے اور ایک روایت میں ہے ہلکوں نے نجات پائی اور بھاری ہلاک ہوئے اور یہ معنیٰ ہیں اس حدیث کے جو ابوالدرداء رض سے مرفوعاً مروی ہے تمہارے آگے ایک گہری گھاٹی ہے جسے بوجھ والے پار نہ کر سکیں گے، میں اس بات کا ارادہ رکھتا ہوں کہ اس گھاٹی کے لئے ہلکا ہو جاؤں حاکم کہتے ہیں یہ صحیح الاسناد ہے ۔

۳۱۱۔ حَدِيْثُ الْفَالُ مُوَكَّلٌ بِالْمَنْطِقِ لَمْ يَرِدْ بِهٰذَا اللَّفْظِ لٰكِنْ فِي سُنَنِ أَبِي دَاؤُدَ أَخَذْنَا فَالَكَ مِنْ قَبْلِكَ وَلَهٗ شَوَاهِدُ عِنْدَ الْبَزَّارِ ۔

فال بولنے کے ساتھ لگی ہوئی ہے، ان الفاظ کے ساتھ یہ موجود نہیں۔ ہاں سنن ابو داؤد رح میں یہ روایت ہے کہ ہم نے تیری فال تجھ سے پہلے لی ہے اور بزار رح میں اس کے شواہد موجود ہیں ۔

۳۱۲۔ حَدِيْثُ فَدَى اللّٰهُ إِسْمٰعِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْكَبْشِ قَالَ السَّخَاوِيُّ هُوَ كَلَامٌ صَحِيْحٌ وَ

اللہ تعالےٰ نے اسمٰعیل کے بدلے قربانی کے لئے مینڈھا دیا سخاوی رح کہتے ہیں۔ یہ کلام صحیح ہے، اور قرآن میں بھی ہے۔ اور ہم نے

فِی التَّنْزِیْلِ وَفَدَیْنَاہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ قُلْتُ اِلَّا اَنَّ الْبَحْثَ مُخْتَلَفٌ فِیْہِ اَنَّہُ اِسْمٰعِیْلُ اَوْ اِسْحٰقُ وَقَدْ تَوَقَّفَ فِیْہِ السُّیُوْطِیُّ

اسے فدیہ میں ایک بڑی ذبح عطا فرمائی ملا علی قاری فرماتے ہیں اس بات میں اختلاف ہے کہ ذبیح کون تھا۔ اسمعیلؑ یا اسحٰقؑ۔ سیوطی رح نے اس بات پر توقف کیا ہے۔

فائدہ۔ سیوطی رح یا ملا علی رح قاری کو توقف ہوگا۔ لیکن علماء اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے۔ کہ ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں۔ اور قرآن کی ترتیب بھی یہی ثابت کرتی ہے۔

۳۱۳۔ حَدِیْثُ الْفِرَارِ مِمَّا لَا یُطَاقُ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ لَا اَصْلَ لَہُ فِیْ مَبْنَاہُ بَلْ بَاطِلٌ بِاعْتِبَارِ مَعْنَاہُ فَاِنَّ مَنِ اعْتَقَدَ اَنَّ النَّبِیَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَرَّ فَقَدْ کَفَرَ کَمَا صَرَّحَ بِہٖ فِی الشِّفَاءِ وَاَمَّا قَوْلُ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ فَفَرَرْتُ مِنْکُمْ لَمَّا خِفْتُکُمْ فَہُوَ حِکَایَۃٌ عَمَّا وَقَعَ لَہُ قَبْلَ النُّبُوَّۃِ وَاَمَّا ہِجْرَۃُ نَبِیِّنَا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مِنْ دَارِ الْکُفَّارِ مَا کَانَ بِطَرِیْقِ الْفِرَارِ بَلْ اَمْرٌ بِاَنْ یَدْخُلَ الْغَارَ

اس شئے سے بھاگنا جس کی طاقت نہ ہو یہ انبیاء کی سنت ہے۔ لفظاً اس کی کوئی اصل نہیں، اور معنیً بھی یہ باطل ہے کیونکہ جس نے یہ اعتقاد کیا۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے راہ فرار اختیار کی وہ کافر ہے جیسا کہ قاضی عیاض نے اس کی تشریح کی ہے، رہا موسیٰ علیہ السلام کا یہ قول میں تم سے بھاگا جب مجھے تم سے خوف معلوم ہوا،، ایک واقعہ کی جانب اشارہ ہے جو نبوت سے قبل پیش آیا تھا۔ اور رہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ سے ہجرت فرمانا فرار کے طور پر نہ تھا، بلکہ یہ ایک حکم تھا کہ آپ غار میں داخل ہوں

لِیُرِیَ الْخَلْقَ مُعْجِزَاتِہٖ فِیْ ذٰلِکَ الْمَحَلِّ مِنَ الْفِرَارِ مَعَ اَنَّ الْفِرَارَ لَا یُقَالُ اِلَّا بَعْدَ الْمُقَابَلَۃِ مَعَ الْعَدَدِ وَالْمُغَالَبَۃِ فِی الْمُقَابَلَۃِ ۔

اور لوگ آپ کے اس فرار کے معجزات دیکھیں، یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ یہ فرار مقابلہ کے بعد اور مقابلہ میں شکست کے بعد ہوا ۔

۳۱۴۔ حَدِیْثُ فَضْلُ شَھْرِ رَجَبَ عَلَی الشُّھُوْرِ کَفَضْلِ الْقُرْاٰنِ عَلٰی سَائِرِ الْکَلَامِ وَفَضْلُ شَھْرِ شَعْبَانَ عَلَی الشُّھُوْرِ کَفَضْلِیْ عَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِیَاءِ وَفَضْلُ شَھْرِ رَمَضَانَ کَفَضْلِ اللّٰہِ عَلٰی سَائِرِ الْعِبَادِ قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ مَوْضُوْعٌ ۔

ماہ رجب کی دوسروں مہینوں میں فضیلت ایسی ہے جیسے قرآن کی تمام کلاموں پر، اور شعبان کو دوسروں مہینوں پر دہی فضیلت حاصل ہے جو مجھے تمام انبیاء کرام پر، اور رمضان کو دوسرے مہینوں پر وہ فضیلت حاصل ہے، جو خدا کو تمام بندوں پر، عسقلانی فرماتے ہیں یہ موضوع ہے ۔

۳۱۵۔ حَدِیْثُ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَبِہٖ اَفْتَخِرُ قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ ھُوَ بَاطِلٌ مَوْضُوْعٌ وَقَالَ ابْنُ تَیْمِیَّۃَ ھُوَ کِذْبٌ ۔

فقر میرا فخر ہے، اور میں اسی کے ساتھ فخر کرتا ہوں۔ امام عسقلانی فرماتے ہیں یہ باطل ہے موضوع ہے۔ امام ابن تیمیہ رح فرماتے ہیں یہ جھوٹ ہے ۔

۳۱۶۔ حَدِیْثُ فَمٌ سَاکِتٌ رَبٌّ کَافٍ وَنَحْوَہٗ اَللّٰہُ وَلِیُّ مَنْ سَکَتَ قَالَ ابْنُ الرَّبِیْعِ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ وَمَعْنَاہُ صَحِیْحٌ یَعْنِیْ مَاْخُوْذٌ

منہ خاموش ہے تو رب کافی ہے اور اسی طرح یہ بھی ہے کہ اللہ اس کا دوست ہے، جو خاموش رہے ابن الربیع کہتے ہیں یہ حدیث نہیں اور معنیٰ اس کے صحیح ہیں اور اس حدیث سے ماخوذ ہیں، جو خاموش

مِنْ حَدِیْثِ مَنْ صَمَتَ نَجَا وَ مَنْ تَوَکَّلَ عَلَی اللّٰہِ کَفَاہُ لٰکِنْ ظَاہِرًا لتَّرْکِیْبِ الْاَوَّلِ کُفْرٌ اِلَّا اَنْ یُّقَدَّرَ الْعَاطِفُ۔

رہا اس نے نجات پائی اور جس نے اللہ پر توکل کیا اللہ اسے کافی ہے۔ مگر کلام اول کی ترکیب بظاہر کفر ہے۔ ہاں اگر عطف مقدر مان لیا جائے تو کفر سے بچاؤ ہو گا۔

۳۱۷۔ حَدِیْثُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ یَنْتَقِلُ بُرْدُ الرُّوْمِ اِلَی الشَّامِ وَ بُرْدُ الشَّامِ اِلٰی مِصْرَ قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ لَا اَصْلَ لَہٗ۔

اخیر زمانہ میں روم کی چادر شام اور شام کی چادر مصر جایا کرے گی۔ امام عسقلانی رح فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔

۳۱۸۔ حَدِیْثُ فِیْ بَیْتِہٖ یُؤْتَی الْحَکَمُ مِنَ الْاَمْثَالِ الْمَشْہُوْرَۃِ لَا الْاَحَادِیْثِ الْمَاْثُوْرَۃِ ذَکَرَہٗ ابْنُ الرَّبِیْعِ قَالَ الزَّرْکَشِیُّ اَخْرَجَ سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ فِیْ سُنَنِہٖ قَالَ کَانَ بَیْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَ بَیْنَ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ تَدَارُءٌ فِیْ شَیْءٍ فَجَعَلَا بَیْنَہُمَا زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَاَتَیَاہُ فِیْ مَنْزِلِہٖ فَلَمَّا دَخَلَا عَلَیْہِ قَالَ لَہٗ عُمَرُ اَتَیْنَاکَ لِتَحْکُمَ بَیْنَنَا فَقَالَ فِیْ

اس کے گھر میں حکمتیں دی جاتی ہیں۔ مشہور مثال ہے نہ کہ حدیث جیسا کہ ابن الربیع فرماتے ہیں۔ زرکشی رح کہتے ہیں سعید بن منصور نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے، کہ حضرت عمر رض اور ابی بن کعب رض کے مابین کچھ اختلاف تھا۔ انہوں نے فیصلہ کے لئے زید بن ثابت رض کو متعین کیا۔ اور دونوں ان کے گھر پہنچے جب ان کے پاس گئے تو عمر رض بولے۔ ہم تمہارے پاس اس لئے آئے۔ کہ تم ہمارے درمیان فیصلہ کردو۔ انہوں نے فرمایا۔ اس کے گھر میں حکم دیے جاتے ہیں پھر دونوں ان کے سامنے

بُثِيَهٖ يُؤْتِي الْحِكَمَ ثُمَّ جَلَسَا بَيْنَ	بیٹھ گئے زید نے دونوں کا فیصلہ کیا۔ اور اس
يَدَيْهِ نَقَضَى بَيْنَهُمَا وَفِي الْمَثَلِ	مثال میں ایک عمدہ قصہ بھی ہے۔ جو
هٰذَا قِصَّةٌ غَرِيْبَةٌ فِي حَيٰوةِ	دمیری رح نے اپنی حیٰوۃ الحیوان میں نقل
الْحَيَوَانِ لِلدَّمِيْرِيِّ۔	کیا ہے۔

فائدہ۔ روایت میں لفظ حکم ہے۔ جو حکمت کی جمع ہے۔ اور واقعہ حکموں کو ثابت کرتا ہے۔ اور حکم کی جمع احکام آتی ہے نہ کہ حکم۔ اب دو حال سے خالی نہیں یا تو واقعہ اس لفظ سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ اور زبردستی اس سے تعلق پیدا کیا گیا۔ یا بالفاظ دیگر نعوذ باللہ زید بن ثابت جیسے صحابی جو خود عرب تھے عربی سے ناواقف تھے۔

۱۹۳۔ حَدِيْثُ فِي الْحَرَكَاتِ	حرکت میں برکت ہے۔ یہ بعض
الْبَرَكَاتُ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ	سلف کا کلام ہے۔ اور حدیث نہیں
وَلَيْسَ بِحَدِيْثٍ ذَكَرَهُ ابْنُ الرَّبِيْعِ	جیسا کہ ابن الربیع رح کا قول ہے
وَفِي رِسَالَةِ الْقُشَيْرِيَّةِ سَمِعْتُ	رسالہ قشیریہ میں ہے۔ کہ میں نے استاد
الْأُسْتَاذَ أَبَا عَلِيٍّ يَقُوْلُ قَوْلُهُمْ	ابوعلی رح سے سنا وہ فرمایا کرتے تھے لوگوں
فِي الْحَرَكَةِ بَرَكَةٌ حَرَكَاتُ الظَّوَاهِرِ	کا قول ہے۔ حرکت میں برکت ہے۔
تُوْجِبُ بَرَكَاتِ السَّرَائِرِ اَقُوْلُ وَ	کیونکہ حرکات ظاہر اسرار میں برکات کا
فِي التَّنْزِيْلِ اِشَارَةٌ اِلٰى ذٰلِكَ	سبب بنتی ہیں۔ ملا علی رح قاری فرماتے ہیں
حَيْثُ قَالَ تَعَالٰى هُوَ الَّذِيْ	قرآن میں بھی اس کی جانب اشارہ
جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا	ہے۔ ہو الذی جعل لکم الارض ذلولا

فِی مَنَاکِبِهَا وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهٖ وَ	فامشوا فی مناکبها وکلوا من رزقہ،
قَالَ وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا	وان لیس للانسان الا ماسعی۔ فاسعوا
سَعٰی وَقَالَ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ	الی ذکر اللہ۔ وسارعوا الی مغفرۃ
وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ	من ربکم۔ واستبقوا الخیرات
وَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ فَهٰذَا كُلُّهٗ	یہ سب کی سب چیزیں
لِاِدْرَاكِ الْمَبَرَّاتِ وَالْبَرَكَاتِ	برکات الباقیات اور درجات
الْبَاقِیَاتِ الصَّالِحَاتِ وَالدَّرَجَاتِ	العالیات کے ادراک کے
الْعَالِیَاتِ ۔	لئے ہیں۔

حَرْفُ الْقَافِ

۳۲۰۔ حَدِیْثُ قَالَ لِجِبْرِیْلَ	آپ نے جبریلؑ سے فرمایا کیا زوال شمس
هَلْ زَالَتِ الشَّمْسُ قَالَ لَا نَعَمْ	ہوگیا! انہوں نے جواب دیا نہیں۔ ہاں۔ نبی
قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ كَیْفَ قُلْتَ	کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے یہ نہیں
لَا نَعَمْ فَقَالَ مِنْ حِیْنَ قُلْتُ	ہاں کیوں کہا۔ انہوں نے جواب دیا میں نے
لَا اِلٰی اَنْ قُلْتُ نَعَمْ سَارَتِ	جو کہا نہیں تو مقصد یہ تھا۔ کہ میں یہ کہتا ہوں ہاں
الشَّمْسُ مَسِیْرَةَ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ	سورج پانسو سال کی مسافت پر چلا گیا۔ اس
لَمْ یُعْرَفْ لَهٗ اَصْلٌ ۔	کی کوئی اصل نہیں۔
۳۲۱۔ حَدِیْثُ قُدِّسَ الْعَدَسُ	مسور کی دال ستر انبیاء کی زبان سے
عَلٰی لِسَانِ سَبْعِیْنَ نَبِیًّا اٰخِرُهُمْ	پاک ہوئی جس میں آخیر عیسیٰؑ تھے۔ زرکشی

عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ بَاطِلٌ نَصَّ عَلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِنَ الْحُفَّاظِ كَابْنِ الْمُبَارَكِ وَاللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَمِنَ الْمُتَاَخِّرِيْنَ ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ مِنْ حَدِيْثِ وَاثِلَةَ بِهٖ مَرْفُوْعًا وَاَسْنَدَهٗ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْمَعْرِفَةِ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَلَا يَصِحُّ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ بَلْ هُوَ بَاطِلٌ كَمَا قَالَ ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ وَذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ

کہتے ہیں یہ باطل ہے۔ حفاظ کی ایک جماعت نے اس پر اتفاق کیا ہے جیسا کہ ابن المبارک رح۔ لیث بن سعد رح۔ اور متاخرین میں سے علی رح بن المدینی۔ سخاوی رح کہتے ہیں۔ اسے طبرانی رح نے واثلہ رض بن الاسقع سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور ابو نعیم رح نے اپنی معرفت میں اس کی سند بیان کی ہے۔ اور کہا ہے اس مضمون کی روایت حضرت علی رض سے بھی مروی ہے۔ اور اس میں سے کوئی شے بھی صحیح نہیں۔ بلکہ سب کی سب باطل ہیں جیسا کہ علی بن المدینی فرماتے ہیں اور ابن الجوزی نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔

۳۲۲ حَدِيْثُ الْقُرْاٰنُ كَلَامُ اللّٰهِ غَيْرُ مَخْلُوْقٍ فَمَنْ قَالَ بِغَيْرِ هٰذَا فَقَدْ كَفَرَ قَالَ الصَّغَانِيُّ هٰذَا مَوْضُوْعٌ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ وَهٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ جَمِيْعِ طُرُقِهٖ بَاطِلٌ وَاَوْرَدَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ

قرآن اللہ کا کلام ہے اور غیر مخلوق ہے جو اس کے علاوہ کچھ اور کہے اس نے کفر کیا صغانی رح کہتے ہیں یہ موضوع ہے۔ سخاوی رح کہتے ہیں یہ حدیث تمام سندات کے ساتھ باطل ہے۔ ابن الجوزی رح نے اسے موضوعات میں ذکر کیا ہے۔

۳۲۳ حَدِيْثُ قِرَاءَةِ سُوْرَةِ الْقَلَاقِلِ اَمَانٌ مِنَ الْفَقْرِ قَالَ

قلاقل کی سورتیں پڑھنا فقر سے امان دینا ہے۔ سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل

السخاوی لا اصل له والقلاقل
هی التی اوائلها قل وهی خمس
اولها سورة الجن ولکن المشهورة
هی اربعة الکافرون والاخلاص
والمعوذتین ۰

نہیں اور قلاقل سے مراد وہ سورتیں ہیں جن کی ابتدا میں لفظ قل ہے۔ اور وہ پانچ سورتیں ہیں۔ سورت جن۔ لیکن اس میں مشہور یہ چار ہیں۔ کافرون اور اخلاص اور معوذتین ۰

۳۲۴ - حدیث قص الاظفار
لم یثبت فی کیفیته ولا تعیین
یوم له عن النبی علیه السلام
قال السخاوی وما یعزی من
النظم لعلی بن ابی طالب و
لشیخنا فباطل عنهما ۰

ناخن کاٹنا۔ اس میں کوئی کیفیت اور دن کا تعین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ سخاوی رحمہ کہتے ہیں نظم میں جو حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ اور ہمارے شیخ کی جانب منسوب ہے سب باطل ہے ۰

۳۲۵ حدیث قصة عثمان
رضی الله عنه انه لما خطب فی
اول جمعة ولی الخلافة و
صعد المنبر فقال الحمد لله
فارتج علیه فقال ان ابابکر
وعمر رضی الله عنهما کانا
یعدان لهذا المقام مقالا و
انتم الی امام فقال اخرج منکم

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ کہ جب وہ خلیفہ بنائے گئے۔ اور انہوں نے پہلے جمعہ کو خطبہ دیا تو منبر پر چڑھے تو فرمایا الحمد للہ پھر منبر پر کانپنے لگے اور فرمایا ابوبکرؓ و عمرؓ اس مقام کے لئے تیار کئے گئے تھے (یعنی بولنے کے لئے) اور تم ایک امام کی طرف تھے پھر فرمایا میں تم میں سے بولنے والے امام کو نکالتا ہوں۔ عنقریب تمہارے سامنے خطیب آئے گا۔ اور میں اللہ

إِلَى إِمَامٍ تَوَالٍ وَسَيَأْتِيكُمُ	سے اپنے لئے، اور تمہارے لئے مغفرت چاہتا ہوں
الْخَطِيبُ وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِي وَلَكُمْ	اور یہ کہہ کر نیچے اتر گئے۔ اور انہیں نماز پڑھائی
وَنَزَلَ وَصَلَّى بِهِمْ قَالَ ابْنُ الْهُمَامِ	ابن الہمام کہتے ہیں یہ روایت کتب فقہ میں تو
إِنَّمَا لَمْ تُعْرَفْ فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ	ضرور پائی جاتی ہے۔ لیکن کتب حدیث میں
بَلْ فِي كُتُبِ الْفِقْهِ ۔	اس کا کہیں ذکر نہیں۔
۳۲۶۔ حَدِيثُ الْقَلْبُ بَيْتُ	دل خدا کا گھر ہے۔ اس کی مرفوعاً
الرَّبِّ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَيْسَ لَهُ	کوئی اصل نہیں ہے جیسا کہ سخاویؒ فرماتے
أَصْلٌ فِي الْمَرْفُوعِ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ	ہیں۔ زرکشیؒ کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل
لَا أَصْلَ لَهُ وَقَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ	نہیں۔ ابن تیمیہ رح فرماتے ہیں یہ موضوع
هُوَ مَوْضُوعٌ وَفِي الذَّيْلِ هُوَ	ہے۔ ذیل میں ہے۔ کہ جو ابن تیمیہ رح کا
كَمَا قَالَ أَقُولُ لٰكِنْ لَهُ مَعْنًى	قول ہے وہی میرا قول ہے۔ لیکن اس کے معنی
صَحِيحٌ كَمَا سَيَأْتِي فِي حَدِيثِ مَا	صحیح ہیں۔ جیسا کہ حدیث ما وسعنی ارض میں
وَسِعَنِي أَرْضِي ۔	اس کی تشریح آئے گی۔
۳۲۷۔ حَدِيثُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ	مومن کا دل میٹھا ہے میٹھا اس کو پسند کرتا ہے
حُلْوٌ يُحِبُّ الْحَلَاوَةَ وَذَكَرَهُ ابْنُ	ابن الجوزی نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے
الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ لٰكِنْ	لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت
ثَبَتَ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ	ہے۔ کہ آپ حلوہ اور شہد کو پسند فرماتے تھے
يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ ذَكَرَهُ	ابن الربیع نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اس سے یہ
ابْنُ الرَّبِيعِ وَفِيهِ أَنَّ هٰذَا	بات ثابت ہو گئی کہ اس کے معنی تو صحیح ہیں

صَحِيْحٌ مَعْنَاهُ وَالْكَلَامُ فِيْ ثُبُوْتِ	کلام ثبوت الفاظ میں ہے سیوطیؒ کہتے ہیں
مَبْنَاهُ فَقَدْ قَالَ السُّيُوْطِيُّ رَوَاهُ	امام بیہقیؒ نے شعب میں اور دیلمیؒ نے ابو امامہؓ
الْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ وَالدَّيْلَمِيُّ عَنْ	سے روایت کیا ہے جس کی بنا پر ابن جوزیؒ
أَبِيْ أُمَامَةَ فَكَلَامُ ابْنِ الْجَوْزِيِّ	کا یہ قول کہ یہ روایت موضوع ہے غلط قرار
مَوْضُوْعٌ مَدْفُوْعٌ وَرَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ	پاتا ہے۔ دیلمیؒ نے حضرت علیؓ سے مرفوعاً
أَيْضًا عَنْ عَلِيٍّ رَفَعَهُ اَلْمُؤْمِنُ	روایت کیا ہے، مومن میٹھا ہے مٹھاس کو
حَلُوٌّ يُحِبُّ الْحَلَاوَةَ وَمَنْ حَرَّمَهَا	پسند کرتا ہے، اور جس نے میٹھی چیز کو اپنے اوپر
عَلٰى نَفْسِهٖ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ	حرام کیا اس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی
وَرَسُوْلَهٗ لَا تُحَرِّمُوْا شَيْئًا مِنْ	کی، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور طیبات میں سے
نِعْمَةِ اللّٰهِ وَالطَّيِّبَاتِ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ	اپنے اوپر کوئی شے حرام نہ کرو، کھاؤ پیو
وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَاشْكُرُوْا فَاِنْ	اور خدا کا شکر کرو، اگر ایسا نہ کروگے تو اللہ
لَمْ تَفْعَلُوْا لَزِمَتْكُمْ عُقُوْبَةُ اللّٰهِ	عزوجل کا عذاب تمہیں پکڑلے گا۔ اس کی سند
عَزَّوَجَلَّ وَسَنَدُهٗ وَاهٍ۔	بالکل بیکار ہے۔

فائدہ۔ جہاں تک حلال کو اپنی ذات پر حرام کرنے کا تعلق ہے۔ تو وہ خود حرام ہے۔ اور اس قسم کو توڑنا پڑے گا۔ اور اس کا کفارہ دینا ہوگا۔ جیسا کہ سورت تحریم کا نزول اس بات کو ثابت کرتا ہے۔ لیکن اپنی ذات پر حرام کئے بغیر یا بغیر نفرت کے کسی شے کو نہ کھانا۔ یہ ہرگز عقوبت کا باعث نہیں بن سکتا۔

۳۲۸۔ حَدِيْثُ قَلِيْلٌ مِنَ	تھوڑی سی توفیق بھی بہت سے علم

التَّوْفِيقِ خَيْرٌ مِنْ كَثِيرٍ مِنَ الْعِلْمِ	سے بہتر ہے۔ اسے غزالی نے احیاء میں بیان کیا
ذُكِرَ فِي الْإِحْيَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ	ہے عراقی رح کہتے ہیں میں نے اس کی کوئی اصل
أَجِدْ لَهُ أَصْلًا وَقَدْ ذَكَرَهُ صَاحِبُ	نہیں پائی۔ صاحب فردوس نے اسے ابوالدرداء
الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي الدَّرْدَاءِ	سے روایت کیا۔ اور انہوں نے علم کی جگہ عقل کا
وَقَالَ الْعَقْلُ بَدَلَ الْعِلْمِ وَلَمْ	ذکر کیا ہے۔ لیکن ان کے لڑکے نے اسے اپنی
يُخَرِّجْهُ وَلَدُهُ فِي مُسْنَدِهِ وَتَعَقَّبَهُ	مسند میں ذکر نہیں کیا۔ بعض متاخرین نے فردوس
بَعْضُ الْمُتَأَخِّرِينَ بِأَنَّ مَا ذَكَرَهُ	کی اس روایت پر یہ اعتراض کیا ہے
فِي الْفِرْدَوْسِ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ	کہ ابن عساکر رح نے ابوالدرداء رض سے اور
عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَرَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ	طبرانی رح نے ابن عمر رض سے اس حدیث کو ان
عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِلَفْظِ قَلِيلُ الْفِقْهِ	الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ تھوڑا سا فقہ
خَيْرٌ مِنْ كَثِيرٍ مِنَ الْعِبَادَةِ ۔	بھی بہت سی عبادت سے بہتر ہے۔

حَرْفُ الْكَافِ

۲۲۹۔ حَدِيثُ كَأَنَّكَ بِالدُّنْيَا	گویا کہ تو دنیا میں ہے۔ حالانکہ تو نہیں ہے
وَلَمْ تَكُنْ وَبِالْآخِرَةِ وَلَمْ تَزَلْ قَالَ	اور آخرت میں تجھے زوال نہ ہوگا سیوطی رح کہتے
السُّيُوطِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ مَرْفُوعًا	ہیں۔ میں اس سے مرفوعاً واقف نہیں۔ ابونعیم
وَأَخْرَجَهُ أَبُو نُعَيْمٍ مِنْ عُمَرَ بْنِ	نے عمر بن عبدالعزیز رح کا قول بیان
عَبْدِ الْعَزِيزِ ۔	کیا ہے۔
۲۳۰۔ حَدِيثُ كَأَنَّكَ مِنْ	گویا کہ تو اہل بلاد حنین سے ہے یہ کلام

أهل بدر وحنين وهو كلام
يقال لمن يستاد له وليس بحديث
٣٣١ - حديث كان الله ولا
شيء معه وفي رواية ولم يكن
شيء قبله ثابت ولكن الزيادة
وهو قولهم وهو الآن على ما
عليه كان من كلام الصوفية
ويشبه أن يكون من مفتريات
الوجودية القائلة بالعينية
المخالفة للنص بالمعية في
المرتبة الشهودية وقد نص
ابن تيمية والعسقلاني على
وضع الجملة الزائدة وإن
صحت فتأويلها أنه تعالى ما
تغير بحسب ذات الكمال و
صفات الجلال فما كان عليه
من القوة والقدرة بعد خلق
الموجودات كما يشير إليه قوله
سبحانه ولقد خلقنا السموات

ہے اور اس کے لئے بولا جاتا ہے جو صاحب
اہل ہوتا ہے اور یہ حدیث نہیں ہے ۔
صرف اللہ تھا، اور اس کے ساتھ کوئی شئے
نہ تھی۔ اور ایک روایت میں ہے اس سے پہلے
کوئی چیز ثابت نہ تھی۔ لیکن یہ زیادت لوگوں
کا قول ہے۔ اور یہ جملہ آج تک ویسے ہی بولا
جاتا ہے جیسے تھا۔ اور یہ صوفیاء کا کلام ہے اور
یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ جو عینیت کے قائل
ہیں۔ کہ انہوں نے وجود کے لئے اسے گھڑا
ہو۔ ابن تیمیہ رح اور عسقلانی رح نے اس زیادتی
کو موضوع قرار دیا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو
اس کی تاویل یہ ہو گی۔ کہ اللہ تعالےٰ کو
موجودات کے پیدا کرنے کے بعد جو قوت و
قدرت حاصل ہے۔ وہ باعتبار کمال ذاتی اور
بلحاظ کمال صفاتی اس میں کوئی تغیر نہیں ہوا جیسا
کہ اللہ تعالیٰ کا قول اس کی جانب اشارہ کرتا
ہے، ہم نے زمین و آسمان اور اس کے مابین
جتنی اشیاء ہیں انہیں چھ روز میں پیدا کیا
اور ہمیں تھکن نے ذرا بھی نہ چھوا۔ یعنی تھکن

وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ أَيْ نَصَبٍ وَلَا تَعَبٍ وَلَا كَلَالٍ وَلَا مَلَالٍ أَوِ الْمَعْنَى إِنَّ مَا عَدَاهُ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً أَوْ كَهَبَاءٍ نَظِيرَهُ هَوَاهُ فَلَيْسَ لِلْمَوْجُودِ الْحَادِثِ بِحَسَبِ الْمَوْجُودِ الْقَدِيمِ حَقِيقَةُ الْمَوْجُودِ فِي نَظَرِ الْعَارِفِ إِذِ الْمَخْلُوقَاتُ لَيْسَ لَهُمْ وُجُودٌ مُسْتَقِلٌّ ذَاتًا وَصِفَةً وَمِنْ هُنَا قَالَ قَائِلُهُمْ سِوَى اللهِ وَاللهِ مَا فِي الْوُجُودِ وَلَيْسَ فِي الدَّارِ غَيْرُهُ دَيَّارٌ وَهُوَ فِي مَقَامِ الْجَمْعِ وَيُشِيرُ إِلَيْهِ قَوْلُهُ سُبْحَانَهُ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ وَقَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الْعَرَبُ قَوْلُ لَبِيدٍ ع

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللهَ بَاطِلٌ

وَأَمَّا مَنْ وَصَلَ إِلَى مَقَامِ جَمْعِ

تکلیف اور غم وغیرہ نے، اور معنی اس کے یہ ہوں گے، کہ اسے ایسے ہی سمجھا جیسا کہ کسی میدان کا ریت ہو، کہ پیاسا اسے پانی سمجھتا ہے، یا اس مٹی کی طرح جسے ہوا اڑا دے۔ تو پس اس موجود کے لئے جو حادث ہو، ایک موجود قدیم کے مقابلہ پر عارف کی نظر میں حقیقت وجود حاصل نہیں، کیونکہ مخلوقات کے لئے کوئی مستقل وجود نہیں۔ نہ ذاتی اعتبار سے نہ صفاتی لحاظ سے۔ اسی باعث کہنے والے نے کہا ہے، خدا کی قسم اللہ کے سوا کوئی شے موجود نہیں۔ اور اس گھر میں اس کے علاوہ کوئی رہنے والا نہیں اسی کی جانب اللہ تعالیٰ کا قول اشارہ کرتا ہے "کہ ہر شے اس کے علاوہ ہلاک ہونے والی ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے اس قول کی تصدیق کی جسے لبید بن عامر نے بیان کیا تھا۔ ع

خبردار اللہ کے علاوہ ہر شے باطل ہے اور جو اس مقام جمع الجمع تک پہنچ گیا اسے یہ ظاہری کثرت

الجمع فلا تحجبه الكثرة عن الوحدة ولا الوحدة عن الكثرة كما يشير إليه قوله سبحانه وما رميت إذ رميت ولكن الله رمى۔

وحدت سے پردہ میں نہیں رکھ سکتی۔ اور نہ وحدت کثرت سے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول اس کی جانب اشارہ کرتا ہے وہ جب آپ نے کنکریاں ماریں تو آپ نے نہیں ماری تھیں بلکہ اللہ نے ماری تھیں۔

۳۲۲ - حديث كان عليه السلام لا يجلس إليه أحد وهو يصلي إلا خفف صلوته ثم سأله عن حاجته فإذا فرغ عاد إلى صلوته ذكره في الشفاء قال الجلال السيوطي في تخريج أحاديثه قال العراقي في تخريج الإحياء لم أجد له أصلا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے ہوتے اور کوئی آپ کے پاس آکر بیٹھتا تو آپ نماز ہلکی فرما دیتے اور اس سے اس کی حاجت پوچھتے جب اس کی حاجت سے فارغ ہو جاتے تو اپنی نماز میں مشغول ہو جاتے قاضی عیاض نے اسے شفا میں ذکر کیا ہے جلال الدین سیوطیؒ تخریج الاحادیث میں فرماتے ہیں۔ عراقی نے تخریج الاحیاء میں تحریر کیا ہے میں نے اس کی کوئی اصل نہیں پائی۔

۳۲۳ - حديث الكريم إذا قدر عفا أخرجه البيهقي في الشعب عن أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعا قال وفي سنده متروك ويشبه أن يكون موضوعا ولكن مشهور بين الزهاد وغيرهم

شریف وہ ہے جب قادر ہو تو معاف کر دے بیہقی نے اسے شعب الایمان میں ابوہریرہ رضؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں راوی متروک ہے اور یہ موضوع ہونے کے زیادہ قریب ہے۔ اگرچہ یہ حدیث زہاد وغیرہ میں بہت مشہور ہے۔ لیکن میں کوئی حکم لگانے سے

وَاَنَا اَبْرَأُ مِنْ عُهْدَتِهٖ بَعْلِیْ لَا اَقُوْلُ بِوَضْعِهٖ وَلَا بِثُبُوْتِهٖ ۔	بری ہوں۔ یعنی نہ تو میں اسے موضوع قرار دیتا ہوں اور نہ ثابت قرار دیتا ہوں۔
۳۳۴۔ حَدِیْثُ کَفٰی بِالْمَرْءِ نُصْرَۃً اَنْ یَّرٰی عَدُوَّہٗ یَعْصِی اللّٰہَ قَالَ السُّیُوْطِیُّ ھُوَ مِنْ کَلَامِ جَعْفَرِ الْاَحْمَرِ عَلٰی مَا رَوَاہُ الْخَرَائِطِیُّ فِیْ مَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ۔	آدمی کی مدد کے لئے یہی کافی ہے۔ کہ وہ اپنے دشمن کو اللہ کی نافرمانی کرتا دیکھے سیوطی رح کہتے ہیں۔ یہ جعفر الاحمر کا قول ہے جیسا کہ خرائطی رح نے مکارم الاخلاق میں بیان کیا ہے۔
۳۳۵۔ حَدِیْثُ الْکَرِیْمُ حَبِیْبُ اللّٰہِ وَلَوْ کَانَ فَاسِقًا وَالْبَخِیْلُ عَدُوُّ اللّٰہِ وَلَوْ کَانَ رَاھِبًا لَا اَصْلَ لَہٗ بَلِ الْفِقْرَۃُ الْاُوْلٰی مَوْضُوْعَۃٌ لِمُعَارِضَتِھَا بِنَصِّ قَوْلِہٖ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ وَالْفَاسِقُ اِمَّا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اَوِ الْکَافِرِیْنَ۔	کریم اللہ تعالیٰ کا دوست ہے چاہے فاسق ہو۔ اور بخیل اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے چاہے راہب کیوں نہ ہو۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور فقرہ اولیٰ موضوع ہے اس لئے کہ نص قرآنی کے خلاف ہے، اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور اللہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا، فاسق یا ظالم ہوتا ہے یا کافر۔
۳۳۶۔ حَدِیْثُ کُفَّ مِنَ الشَّرِّ یَکُفَّ الشَّرُّ عَنْکَ لَا یُعْرَفُ لَہٗ اَصْلٌ۔	برائی سے روک تجھ سے بھی برائی روکی جائے گی۔ اس کی کوئی اصل معلوم نہیں۔
۳۳۷۔ حَدِیْثُ الْکَلَامُ صِفَۃُ	کلام متکلم کی صفت ہے۔ اس کی کوئی

المتكلم ليس له اصل ومعناه صحيح موافق لقولهم كل اناء يترشح بما فيه فقول ابن الربيع ليس على اطلاقه ليس في محله واستحقاقه ۔

اصل نہیں ۔ اور معنی اس کے صحیح ہیں اور لوگوں کے قول کے مطابق ہیں ۔ ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہے ، جو اس میں ہوتا ہے ۔ ابن الربیع رح کہتے ہیں نہ یہ اپنے اطلاق پر ہے نہ اپنے محل میں ۔

۳۳۸ ۔ حديث الكلام على المائدة قال السخاوي لا اعلمه فيه شيئا نفيا ولا اثباتا يعني ما يدل على نفي هذا الحديث ولا على اثباته والا فقد ثبت كلامه عليه السلام حال اكله في كثير من الاحاديث منها حديث سم الله وكل بيمينك مما يليك ۔

دسترخوان پر بات کرنا سخاوی رح کہتے ہیں میں اس بارے میں نہ تو کوئی ممانعت اور نہ کوئی مثبت روایت جانتا ہوں ۔ یعنی نہ وہ حدیث جانتا ہوں ، جو اس کی نفی پر دلالت کرے اور نہ وہ حدیث جانتا ہوں جو اس کے اثبات پر دلالت کرے ویسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانے کے دوران گفتگو کرنا اکثر احادیث سے ثابت ہے ۔ مثلاً یہ حدیث "اللہ کا نام لے" اور یہ حدیث "دائیں ہاتھ سے کھاؤ ۔ جو تمہارے قریب ہو"

۳۳۹ حديث كل احد يؤخذ من قوله ويرد الا صاحب هذا القبر وهو قول مالك واراد النبي عليه السلام وذلك لكونه معصوما من الخطا لانه

ہر شخص کا قول لیا جاتا اور رد کر دیا جاتا ہے ۔ مگر اس قبر والے کا ۔ یہ امام مالک رح کا قول ہے ۔ اور صاحب قبر سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ کیونکہ آپ خطا سے پاک ہیں ۔ اور آپ اپنی جانب سے کچھ نہیں

مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى وَكَذَا أَحْكَمُ
سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ وَفِي الطَّبَرَانِي مِنْ
حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ بِلَفْظِ
مَا مِنْ أَحَدٍ إِلَّا يُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهِ
وَيُدْفَعُ وَأَوْرَدَهُ الْغَزَالِيُّ فِي
الْإِحْيَاءِ بِمَعْنَاهُ وَقَالَ لَا يُؤْخَذُ
مِنْ عِلْمِهِ وَيُتْرَكُ إِلَّا رَسُوْلَ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ
السُّيُوْطِيُّ رَوَاهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ
فِي زَوَائِدِ الزُّهْدِ مِنْ طَرِيْقِ
عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ
اللهُ عَنْهُمَا قَالَ مَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ
إِلَّا يُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهِ وَيُدَعُ
غَيْرَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ انْتَهَى
وَلٰكِنْ يَنْبَغِي أَنْ يَكُوْنَ الرِّوَايَةُ
يُؤْخَذُ وَيُدَعُ أَوْ نَأْخُذُ وَنَدَعُ ۔

فرماتے۔ اسی طرح دیگر انبیاء۔ طبرانی میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں جس کا کوئی قول لیا جاتا ہو، اور رد نہ کیا جاتا ہو۔ اور غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء میں اس کے معنی ذکر کئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں جس سے علم کی بات لی جاتی ہے، اسے چھوڑا بھی جاتا ہے۔ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل نے زوائد الزہد میں عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ لوگوں میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جس کا قول لیا جاتا ہو۔ اور چھوڑا نہ جاتا ہو۔ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ لیکن روایت اسی لائق ہوتی ہے۔ کہ لی بھی جائے اور چھوڑی بھی جائے، یا ہم روایت لیتے بھی ہیں، اور چھوڑتے بھی ہیں۔

۳۴ - حَدِيْثُ كُلُّ الْأَعْمَالِ
فِيْهَا الْمَقْبُوْلُ وَالْمَرْدُوْدُ إِلَّا الصَّلٰوةَ
عَلَيَّ فَإِنَّهَا مَقْبُوْلَةٌ غَيْرُ مَرْدُوْدَةٍ

تمام اعمال مقبول بھی ہوتے ہیں اور مردود بھی، سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے۔ کیونکہ وہ صرف مقبول ہوتا

مرّ الكلام عليه في حرف الصاد من حديث الصلوة على النبي لا ترد وقال العسقلاني هنا انه ضعيف جدا لكنه لم يذكر من المخرجين احد ولا اظهر له سندا معتمدا ۔

ہے، مردود نہیں ہوتا۔ اس پر کلام حرف صاد میں الصلوۃ علی النبی لا ترد والی حدیث میں گذر چکا۔ امام عسقلانی رح فرماتے ہیں، یہ بے انتہا ضعیف ہے۔ کیونکہ کسی محدث نے اسے ذکر نہیں کیا۔ اور نہ اس کی کوئی معتمد سند نظر آئی ۔

۳۴۱۔ حديث كل اناء بما فيه يطفح ليس بحديث ومعناه يفيض ويسيل وفي المشهور كل اناء يترشح بما فيه ۔

جو کچھ برتن میں ہوتا ہے وہی بہتا ہے یہ حدیث نہیں ہے۔ اور یطفح کے معنی یسیل کے آئے۔ اور اس بارے میں مشہور قول ہے کہ جو کچھ برتن میں ہوتا ہے وہی چھلکتا ہے ۔

۳۴۲ حديث كل بني آدم ينتمون الى عصبة ابيهم الا ولد فاطمة فاني انا ابوهم وعصبتهم قال ابن الجوزي في العلل المتناهية لا يصح ويرد عليه انه رواه الطبراني في الكبير عن فاطمة ولكن اخرجه ابو يعلى وسنده ضعيف الحديث مرسل وله شاهد

تمام بنی آدم اپنے باپ کے قبیلہ کی جانب منسوب ہوتے ہیں، سوائے فاطمہ رض کی اولاد کے کیونکہ میں ہی ان کا باپ اور قبیلہ ہوں۔ ابن الجوزی رح علل المتناہیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ یہ صحیح نہیں۔ اور ان پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسے طبرانی رح نے کبیر میں فاطمہ رض سے روایت کیا ہے اسی طرح ابو یعلی رح نے بھی۔ لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور حدیث مرسل ہے اور طبرانی رح میں اس کا ایک شاہد بھی

عِنْدَ الطَّبَرَانِيِّ وَغَايَتُهُ أَنَّهُ حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ لَا مَوْضُوْعٌ۔ موجود ہے مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، موضوع نہیں۔

فائدہ: اولاد فاطمہؓ جیسے حضور کی جانب منسوب ہوتی ہے ویسے ہی علی کی جانب بھی تو اس میں تخصیص باقی نہیں رہی۔ ہاں یہ خصوصیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں ضرور پائی جاتی ہے اور وہاں باپ کی نسبت کا سوال بھی نہیں۔ اور رہا یہ امر کہ ماں اور باپ دونوں کی جانب نسبت ہونا تو ایسے تاریخ میں بہت سے لوگ ثابت ہیں کہ جن کی نسبت باپ کی بجائے ماں کی جانب تھی جیسا کہ اسمعیل بن علیہ وغیرہ۔

۳۴۳۔ حَدِيْثُ كُلِّ اثْنَيْنِ لَابُدَّ لَهُ مِنْ ثَالِثٍ غَيْرُ مَعْرُوْفٍ وَكَذَا قَوْلُ بَعْضِهِمُ الشَّيْئُ لَا يُثَنّٰى إِلَّا وَقَدْ يُثَلَّثُ لَا أَصْلَ لَهُ۔ ہر دوسرے کے لئے تیسرے کا وجود ضروری ہے یہ مشہور نہیں ایسے ہی بعض شعراء کا کلام ہے۔ ع۔ جب کوئی شے دو ہوتی ہے۔ تو تین ضرور ہو جاتی ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔

۳۴۴۔ حَدِيْثُ كُلَّ عَامٍ تُرْذَلُوْنَ بِصِيْغَةِ الْمَجْهُوْلِ وَالْأَرْذَلُ مِنْ كُلِّ شَيْئٍ أَدْوَنُهُ وَمِنْهُ قَوْلُهُ سُبْحَانَهُ وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ هُوَ مِنْ كَلَامِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَفِيْ مَعْنَاهُ مَا فِيْ الصَّحِيْحِ فِيْ الْبُخَارِيِّ عَنْ أَنَسٍؓ تم ہر سال کم کئے جاتے ہو۔ ہر شے میں ارذل اس کے کم ہونے کو بولتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "تم میں سے وہ لوگ بھی ہیں، جو ارذل عمر کی جانب لوٹائے جاتے ہیں"۔ یعنی بڑھاپے کی طرف۔ زرکشیؒ کہتے یہ حسن بصریؒ کا قول ہے۔ اور اس معنیٰ میں حدیث صحیح بخاری میں انسؓ سے مرفوعاً مروی ہے۔ میری امت پر کوئی زمانہ ایسا نہ آئے گا۔ کہ اس کے بعد اس سے

مرفوعا لا یاتی علی امتی زمان
الا الذی بعدہ شر منہ وفی
الکبیر الطبرانی عن ابی الدرداء
مرفوعا ما من عام الا ینتقص
الخیر فیہ ویزید الشر واخرج
الطبرانی عن ابن عباس رضی
اللہ عنہما قال ما من عام الا
ویحدث الناس بدعۃ و
یمیتون سنۃ حتی تمات السنن
ویحیی البدع وتمات لغۃ فی
تموت وبہما قرأ فی السبعۃ
متم ومت ومتنا بکسر المیم
وضمہا وفی الجامع الصغیر ما
من عام الا الذی بعدہ شر
منہ حتی تلقوا ربکم اخرجہ
الطبرانی عن انس رضی اللہ
عنہ مرفوعا وروی احمد و
البخاری والنسائی عن انس رض
مرفوعا بلفظ لا یاتی علیکم

زیادہ شرارت ہو گی۔ طبرانیؒ نے کبیر میں ابوالدرداءؓ
سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ کوئی سال ایسا
نہیں۔ جس میں خیر کم نہ ہو۔ اور شرارت زیادہ
نہ ہو۔ طبرانیؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا
ہے۔ کہ کوئی سال ایسا نہیں کہ جس میں لوگ
بدعت ایجاد نہ کرتے ہوں۔ اور سنت کو مردہ
نہ کرتے ہوں حتی کہ سنتیں مر جائیں گی۔
اور بدعتیں زندہ ہو جائیں گی۔ اور تمات
لغت میں تموت کے معنی میں آتا ہے۔ سبعہ
میں بھی دونوں طریقہ پر پڑھا جاتا ہے۔ مت
ومتنا میم کے زیر اور پیش کے ساتھ۔ جامع
صغیر میں ہے کوئی سال ایسا نہیں کہ اس کے
بعد اس سے زیادہ شرارت نہ ہو حتی کہ تم خدا
سے ملو۔ طبرانی نے انسؓ سے مرفوعاً۔ احمدؒ بخاریؒ
اور نسائیؒ نے انسؓ سے مرفوعاً ان الفاظ کے
ساتھ روایت کیا ہے۔ تم پر کوئی سال اور کوئی
روز ایسا نہ آئے گا۔ کہ اس کے بعد اس سے
زیادہ شر نہ ہو۔ حتی کہ تم خدا سے ملو گے۔
اسی طرح ابن مسعودؓ سے بھی ان کا قول

عَامٍ وَّلَا يَوْمٍ إِلَّا وَالَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ حَتَّى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ وَرُوِيَ نَحْوُ ذٰلِكَ مِنْ قَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَلَا أَعْنِي أَمْرًا خَيْرًا مِنْ أَمْرٍ وَلَا عَامًا خَيْرًا مِنْ عَامٍ وَلٰكِنْ عُلَمَاؤُكُمْ وَفُقَهَاؤُكُمْ يَذْهَبُوْنَ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنَ مِنْهُمْ خَلَفًا وَيَجِيءُ قَوْمٌ يُفْتُوْنَ بِرَأْيِهِمْ وَفِي لَفْظٍ وَمَا ذٰلِكَ بِكَثْرَةِ الْأَمْطَارِ وَقِلَّتِهَا وَلٰكِنْ بِذَهَابِ الْعُلَمَاءِ وَبِمَحَلِّهِ فَسَّرَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَوْلَهُ تَعَالٰى أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا حَيْثُ قَالَ مَوْتُ عُلَمَائِهَا وَفُقَهَائِهَا وَعَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مَوْتُ عَالِمٍ أَحَبُّ إِلَى إِبْلِيْسَ مِنْ مَوْتِ سَبْعِيْنَ عَابِدًا وَيُقَوِّيْهِ لَمَوْتُ قَبِيْلَةٍ أَيْسَرُ مِنْ مَوْتِ عَالِمٍ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ

روایت کیا گیا ہے۔ میں کسی کام میں سے بھی کسی بھلے کام کی امید نہیں رکھتا اور نہ اس بات کی کہ ایک سال دوسرے سے بہتر ہو۔ لیکن تمہارے علماء اور فقہاء چلے جائیں گے پھر تم ان کا قائم مقام نہ پاؤ گے۔ اور ایک قوم ایسی آئے گی جو اپنی رائے سے فتوی دیگی اور ایک روایت میں ہے۔ بارشوں کی کثرت وقلت کیا ہے۔ یعنی علماء کا چلا جانا یعنی اصل میں قلت یہ ہے۔ اور اسی طرح عبداللہؓ بن عباس نے قرآن کی اس آیت "دکیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے کم کرتے رہتے ہیں" یہ تفسیر کی ہے۔ یہ کم کرنا زمین کے علماء اور فقہاء کی موت ہے۔ ابو جعفرؒ کا قول ہے ایک عالم کی موت شیطان کو ستر عابدوں کی موت سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ اس کی تائید ایک حدیث بھی کرتی ہے۔ ایک قبیلہ کا مر جانا ایک عالم کے مر جانے سے زیادہ آسان ہے۔ اسے طبرانیؒ اور ابن عبدالبرؒ نے ابوالدرداءؓ سے روایت کیا ہے۔ اس کی تائید یہ حدیث بھی کرتی

مِنْ حَدِيْثِ اَبِي الدَّرْدَاءِ وَلَفْظُهُ حَدِيْثٌ فَقِيْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ قُلْتُ وَعِنْدِيْ اَنَّ ذٰلِكَ بِمُقْتَضَى الْبُعْدِ عَنْ زَمَانِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّهُ كَمِثْلِ النُّوْرِ فِيْ عَالَمِ الظُّهُوْرِ وَيُقَوِّيْهِ حَدِيْثُ خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ۔

ہے، ایک فقیہ شیطان کے لئے ایک ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں میرے نزدیک یہ چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے بعد کی بنا پر ہے، کیونکہ آپ تو عالم ظاہر میں نور کی مشعل تھے۔ اور اس کی تائید یہ حدیث بھی کرتی ہے، سب سے بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر جو اس سے قریب ہو (یعنی صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ)

۳۴۵ - حَدِيْثُ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ اِلَّا بِدْعَةً فِيْ عِبَادَةٍ فِيْ سَنَدِهٖ كَذَّابٌ وَمُتَّهَمٌ۔

ہر بدعت گمراہی ہے سوائے عبادت میں بدعت کے۔ اس کی سند میں کذاب اور متہم ہے۔

۳۴۶ - حَدِيْثُ كُلُّ مَمْنُوْعٍ حُلْوٌ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ وَيَدُلُّ عَلٰى صِحَّةِ مَعْنَاهُ مَا ابْتُلِيَ اٰدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ۔

ہر ممنوع شئے میٹھی ہوتی ہے یہ حدیث نہیں، ہاں اس کی صحت معنی پر آدم علیہ السلام کا امتحان دلالت کرتا ہے "اس درخت کے قریب نہ جانا"

۳۴۷ - حَدِيْثُ كُنْتُ نَبِيًّا وَاٰدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ قَالَ

میں نبی تھا اور آدم پانی اور مٹی میں تھے سخاوی کہتے ہیں: میں اس حدیث سے ان الفاظ

السخاوي لم اقف عليه بهذا
اللفظ فضلا عن زيادة وكنت
نبيا فلا آدم ولا ماء ولا طين
وقال العسقلاني في بعض
اجوبته ان الزيادة ضعيفة
وما قبلها قوي وقال الزركشي
لا اصل له بهذا اللفظ ولكن
في الترمذي متى كنت نبيا
قال وآدم بين الروح والجسد
وفي صحيح ابن حبان والحاكم
عن العرباض بن سارية اني
عند الله لمكتوب خاتم
النبيين وان آدم لمنجدل
في طينته قال السيوطي وزاد
العوام ولا آدم ولا ماء ولا
طين ولا اصل له ايضا يعني
بحسب مبناه والا فهو صحيح
باعتبار معناه لما تقدم وجه
كنت اول النبيين في الخلق

کے ساتھ واقف نہیں، کجا کہ اس میں یہ زیادتی کر
نہ آدم تھے نہ پانی اور نہ مٹی۔ عسقلانیؒ اپنے بعض
جوابوں میں فرماتے ہیں یہ زیادتی ضعیف ہے
اور روایت ماقبل قوی ہے۔ زرکشیؒ کہتے ہیں
ان الفاظ کے ساتھ اس کی کوئی اصل نہیں۔
لیکن ترمذی میں یہ موجود ہے۔ کہ آپ سے کسی
نے دریافت کیا کہ آپ نبی کب ہوئے۔ آپ
نے فرمایا جب آدم روح اور جسد کے درمیان
تھے (یعنی جب آدم کا مجسمہ تیار ہو چکا تھا۔ اور
ابھی روح نہ ڈالی گئی تھی) ابن حبان نے اپنی
صحیح میں اور حاکم نے عرباضؓ بن ساریہ سے روایت
کیا ہے کہ میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا جا
چکا تھا جب کہ آدم اپنی مٹی میں پڑے ہوئے تھے
سیوطیؒ کہتے ہیں عوام نے اس میں یہ زیادتی کر ڈالی
کہ نہ آدم تھے۔ نہ پانی اور نہ مٹی۔ اس کی باعتبار
الفاظ کوئی اصل نہیں۔ ورنہ یہ باعتبار معنی صحیح
ہے جیسا کہ گذر چکا۔ اور اس حدیث کی بنا پر
میں خلقت میں اول النبیین تھا (یعنی سب سے پہلے
میرے لئے نبوت لکھی گئی اور بعثت کے لحاظ سے میں

وَاٰخِرُهُمْ فِي الْبَعْثِ رَوَاهُ ابْنُ
اَبِيْ حَاتِمٍ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ
فِي الدَّلَائِلِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ
اللّٰهُ عَنْهُ كَمَا ذَكَرَهُ السُّيُوْطِيُّ وَ
لَهٗ شَاهِدٌ مِنْ حَدِيْثِ مَيْسَرَةَ
الْفَجْرِ بِلَفْظِ كُنْتُ نَبِيًّا وَاٰدَمُ
بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ اَخْرَجَهٗ
اَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ فِيْ تَارِيْخِهٖ وَ
صَحَّحَهُ الْحَاكِمُ۔

آخری نبی ہوں۔ اسے ابن ابی حاتم رح نے
دلائل النبوۃ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ سیوطی رح کہتے
ہیں اس کے لئے میسرہ کی روایت شاہد ہے۔
جس کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نبی تھا اور آدم
جسد اور روح کے درمیان تھے۔ اسے
امام احمد رح اور امام بخاری رحمہ اللہ
نے اپنی تاریخ میں روایت کیا ہے۔ اور
حاکم رح نے اس کی تصحیح کی ہے۔

۲۴۸- حَدِيْثُ كُنْتُ كَنْزًا لَا
اُعْرَفُ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ
فَخَلَقْتُ خَلْقًا فَعَرَّفْتُهُمْ بِيْ
فَعَرَفُوْنِيْ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ لَيْسَ
مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَلَا يُعْرَفُ لَهٗ سَنَدٌ صَحِيْحٌ وَلَا
ضَعِيْفٌ وَتَبِعَهُ الزَّرْكَشِيُّ وَ
الْعَسْقَلَانِيُّ لٰكِنْ مَعْنَاهُ صَحِيْحٌ
مُسْتَفَادٌ مِنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَمَا
خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

میں ایک ایسا خزانہ تھا جو پہچانا نہ جاتا تھا
میں نے یہ پسند کیا کہ پہچانا جاؤں۔ تو میں نے
مخلوق پیدا کی۔ اور انہیں اپنے آپ کو پہچنوایا
تو انہوں نے مجھے پہچان لیا۔ ابن تیمیہ رح فرماتے
ہیں، یہ حضور کا کلام نہیں اور نہ اس کی کوئی
سند صحیح ہے۔ اور نہ ضعیف۔ زرکشی رح اور
عسقلانی رح نے بھی ان کی متابعت کی ہے
لیکن معنی صحیح ہیں۔ اور خدا کے اس قول سے مستفاد
ہیں، میں نے جنات اور انسانوں کو اسی لئے
پیدا کیا ہے۔ تا کہ وہ میری عبادت کریں۔ یعنی

أي ليعرفون كما فسره ابن عباس رضي الله عنهما۔

مجھے پہچان لیں، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر کی ہے۔

۳۴۹۔ حديث كن ذنبا ولا تكن رأسا هو من كلام ابن ادهم وذلك فإن الرأس يهلك والذنب يسلم ويقرب من معناه قول بعضهم كن وسطا وامش جانبا۔

دُم ہو جا لیکن سر نہ ہو۔ یہ ابن ادھم کا کلام ہے۔ اور یہ بھی زیادہ کیا ہے۔ کہ سر ہلاک ہوتا ہے۔ اور دُم محفوظ رہتی ہے۔ اور بعض لوگوں کا یہ قول اس معنی کے زیادہ قریب ہے۔ درمیانہ ہو جا اور ایک جانب چل۔

۳۵۰۔ حديث كن من خيار النساء على حذر ليس بحديث وإنما أخرجه عبد الله بن أحمد في زوائد الزهد عن إسمعيل بن عبيد قال لقمان لابنه يا بني استعذ بالله من شرار النساء وكن من خيارهن على حذر فإنهن لا يسارعن إلى خير بل هن إلى الشر أسرع وفي التذكرة عن علي أنه قال في آخر كلام له طويل في النساء

بہترین عورتوں سے خوف پر ہو جا۔ یہ حدیث نہیں۔ اسے عبداللہؒ بن احمد نے زوائد الزہد میں اسمٰعیلؒ بن عبید سے روایت کیا ہے۔ کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے فرمایا۔ تو بری عورتوں سے اللہ کی پناہ مانگ اور اچھی عورتوں سے بھی بچتا رہ۔ کیونکہ بھلائی کی طرف نہیں جاتیں اور برائی کی جانب جلد دوڑتی ہیں۔ تذکرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے وفات کے وقت عورتوں کے بارے میں لمبا کلام فرمایا۔ شریر عورتوں سے

اِسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ شِرَارِهِنَّ وَكُوْنُوْا عَلٰى حَذَرٍ مِنْ خِيَارِهِنَّ	عورتوں سے اللہ کی پناہ مانگو اور بہتر عورتوں سے ڈرتے رہو۔

حَرْفُ اللَّامِ!

۳۵۱ - حَدِيْثُ لُبْسِ الْخِرْقَةِ لِلصُّوْفِيَّةِ وَكَوْنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ لَبِسَهَا مِنْ عَلِيٍّ قَالَ ابْنُ دِحْيَةَ وَابْنُ الصَّلَاحِ اَنَّهُ بَاطِلٌ وَكَذَا قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ اَنَّهُ لَيْسَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ طُرُقِهَا مَا يَثْبُتُ وَلَمْ يَرِدْ فِيْ خَبَرٍ صَحِيْحٍ وَلَا حَسَنٍ وَلَا ضَعِيْفٍ اَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْبَسَ الْخِرْقَةَ عَلَى الصُّوْرَةِ الْمُتَعَارِفَةِ بَيْنَ الصُّوْفِيَّةِ لِاَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَا اَمَرَ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِهٖ بِفِعْلِ ذٰلِكَ وَكُلُّ مَا يُرْوٰى مِنْ ذٰلِكَ صَرِيْحًا فَبَاطِلٌ قَالَ ثُمَّ اِنَّ مِنَ الْكَذِبِ الْمُفْتَرٰى قَوْلُ مَنْ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا اَلْبَسَ	صوفیاء کا خرقہ پہننا۔ اور حسن بصریؒ نے اس خرقہ کو حضرت علیؓ سے پہنا۔ ابن دحیہؒ اور ابن الصلاح فرماتے ہیں یہ باطل ہے اور اسی طرح امام عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ اس کی سندات میں کوئی بھی سند ایسی نہیں۔ جو ثابت ہو اور اس مضمون پر کوئی حدیث جو صحیح، حسن یا ضعیف ہو۔ موجود نہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو خرقہ اس شکل میں پہنایا ہو جو صوفیاء میں متعارف ہے اور نہ کسی صحابی کو اس فعل کا حکم دیا۔ اور جو اس بارے میں روائتیں بیان کی جاتی ہیں۔ وہ سب باطل ہیں۔ پھر حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ کہ ان تہمت لگانے والوں کے جھوٹ میں یہ بات بھی موجود ہے کہ حضرت علیؓ نے یہ خرقہ حسن بصری کو پہنایا یا حسن بصری آئمہ حدیث میں

الخرقة للحسن البصري فان
ائمة الحديث لم يثبتوا للحسن
من علي سماعا فضلا عن ان
يلبسه الخرقة قال السخاوي و
لم ينفرد بذلك شيخنا بل
سبقه اليه جماعة حتى لبسها
والبسها كالدمياطي والذهبي
وابن حبان والعلائي والعراقي
وابن الملقن والبرهان الحلبي
وغيرهم يعني تشبيها بالقوم
وتبركا بطريقتهم اذ ورد
لبسهم لها مع الصحبة المتصلة
الى كميل بن زياد وهو صحب
عليا كرم الله وجهه اتفاقا و
في بعض الطرق ايضا اتصالها
باويس القرني وهو قال اجتمع
بعمر وعلي رضي الله عنهما
قلت وكذا النسبة التلقين
المتعارف بين الصوفية لا

شمار ہوتے ہیں، لیکن تمام محدثین اس بات پر متفق ہیں کہ حسن بصری کو حضرت علیؓ سے سماع حاصل نہیں (یعنی حسن بصری نے حضرت علیؓ سے کوئی روایت نہیں سنی۔ کجا کہ حضرت علیؓ کا ان کو خرقہ پہنانا۔ سخاوی کہتے ہیں، اس میں ہمارے شیخ ہی منفرد نہیں، بلکہ ایک جماعت نے اس پر عمل کیا ہے، کہ خود پہنا بھی ہے۔ اور دوسروں کو پہنایا بھی ہے۔ جیسے دمیاطیؒ۔ ذہبیؒ۔ ابن حبانؒ۔ علائیؒ عراقیؒ۔ ابن الملقنؒ اور برہان الحلبیؒ وغیرہ ایک قوم کی مشابہت اور ان کے طریقہ کو متبرک سمجھتے ہوئے، کیونکہ انہیں جو صحبت متصلہ سے حصہ ملا ہے، کمیلؒ بن زیاد کے واسطے سے اور وہ حضرت علیؓ کے ساتھ رہے۔ اور بعض سندات میں خرقہ کا تعلق اویسؒ قرنی سے کیا جاتا ہے، کہ اویسؒ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے ساتھ جمع ہوئے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں ایسے ہی صوفیاء میں جو تلقین کی نسبت پائی جاتی ہے اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔ ایسے ہی مصافحہ کی نسبت جیسے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

أَصْلَ لَهُ وَلٰكِنَّ نِسْبَةَ الْمُصَافَحَةِ
الْمُتَّصِلَةِ إِلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ
الْأَعْلَامِ وَكَذَا نِسْبَةُ الْخِرْقَةِ
إِلَى أُوَيْسٍ وَأَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
أَوْصَى بِخِرْقَتِهِ لِأُوَيْسٍ وَأَنَّ
عُمَرَ وَعَلِيًّا سَلَّمَاهَا إِلَيْهِ وَأَنَّهَا
وَصَلَتْ إِلَيْهِمْ مِنْهُ وَهَلُمَّ جَرًّا
فَغَيْرُ ثَابِتٍ وَلَوْ ذَكَرَهُ بَعْضُ
الْمَشَائِخِ فَالْمَدَارُ عَلَى طَرِيقِ
الصُّحْبَةِ وَمُتَابَعَةِ الْكِتَابِ وَ
السُّنَّةِ وَمُجَانَبَةِ الْهَوَى وَمُقَارَنَةِ
الْهُدَى وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى ۔

۲۵۲ ۔ حَدِيثُ لِدُوا لِلْمَوْتِ
وَابْنُوا لِلْخَرَابِ قَالَ الْإِمَامُ
أَحْمَدُ وَهُوَ مِمَّا يَدُورُ فِي الْأَسْوَاقِ
وَلَا أَصْلَ لَهُ وَلٰكِنْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ
فِي الشُّعَبِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي
هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا أَنَّ مَلَكًا بِبَابٍ

تک پہنچاتے ہیں۔ اس کی بھی کوئی اصل نہیں
اسی طرح خرقہ کی اویس رح کی جانب نسبت
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اویس کے
لئے اپنے خرقہ کی وصیت کی۔ اور حضرت
عمر رضی اللہ عنہ و حضرت علی رضی اللہ عنہ
نے ان کے سپرد کیا، اور وہ اویسؒ کے
ذریعہ ان صوفیا تک پہنچا۔ اور اسی طرح
چلتا رہا۔ اگرچہ اس کا بعض مشائخ نے
ذکر کیا ہے لیکن دارومدار طریق صحبت
کتاب اللہ اور سنت رسول کی متابعت
خواہشات سے احتراز اور ہدایت
پر چلنے میں ہے۔ اور عاقبت اصحاب
تقوی کے لئے ہے ۔

موت کے قریب ہو اور خراب کو بناؤ
امام احمدؒ کہتے ہیں یہ بازاروں میں چلتی ہے
اس کی کوئی اصل نہیں، لیکن بیہقی رح نے شعب
میں ابوہریرہ رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔
کہ آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازے
پر ایک فرشتہ ہے۔ جو یہ کہتا ہے۔ اور بیہقی رح

مِنَ الْجَوَابِ السَّمَاءِ تَقُوْلُ ذٰلِكَ	میں ابن الزبیر رض سے بھی اس معنی کی ایک
وَهُوَ عِنْدَ الْبَيْهَقِيِّ مِنْ حَدِيْثِ	حدیث موجود ہے۔ لیکن اس کی سند میں
ابْنِ الزُّبَيْرِ مَرْفُوْعًا بِمَعْنَاهُ بِسَنَدٍ	دو راوی ضعیف اور ایک مجہول ہے اور
فِيْهِ ضَعِيْفَانِ وَمَجْهُوْلٌ وَعِنْدَ	ابو نعیم نے حلیہ میں ابوذر رض سے اس حدیث
أَبِيْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ مِنْ حَدِيْثِ	کو موقوفاً و منقطعاً روایت کیا ہے۔ یہ
أَبِيْ ذَرٍّ مَوْقُوْفًا وَمُنْقَطِعًا	تمام کا تمام سخاوی رح کا قول ہے۔ لیکن
هٰذَا خُلَاصَةُ مَا ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ	سیوطی رح نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے۔ کہ
وَزَادَ السُّيُوْطِيُّ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ	امام احمد رح نے زہد میں عبدالواحد رح سے
فِي الزُّهْدِ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ	روایت کیا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
قَالَ قَالَ عِيْسٰى ذَكَرَهُ ۔	نے یہ فرمایا تھا ۔
۳۵۳۔ حَدِيْثُ لِسَانُ أَهْلِ	اہل جنت کی زبان عربی اور عمدہ فارسی
الْجَنَّةِ الْعَرَبِيَّةُ وَالْفَارِسِيَّةِ	ہو گی اسے صاحب کافی نے نقل کیا ہے دیلمی رح
الدَّرِّيَّةِ أَوْرَدَهُ صَاحِبُ الْكَافِيْ	کی روایت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کام میں نرمی
وَعَنِ الدَّيْلَمِيِّ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ أَمْرًا	کا ارادہ فرماتے ہیں۔ تو اپنے مقرب فرشتوں
فِيْهِ لِيْنٌ أَوْحَى اللّٰهُ بِهِ إِلَى الْمَلٰئِكَةِ	کے پاس عمدہ فارسی میں وحی فرماتے ہیں
الْمُقَرَّبِيْنَ بِالْفَارِسِيَّةِ الدَّرِّيَّةِ	اور یہ دونوں موضوع ہیں۔ اور حدیث صحیح
وَكِلَاهُمَا مَوْضُوْعٌ فَإِنَّهُ مُعَارِضٌ	مرفوع کے مخالف بھی ہیں۔ کہ عرب سے تین
بِمَا فِيْ حَدِيْثٍ صَحِيْحٍ مَرْفُوْعٍ	باتوں کی بنا پر محبت کرو۔ اول یہ کہ میں بھی
أَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلٰثٍ فَإِنِّيْ عَرَبِيٌّ	عربی ہوں اور اہل جنت کی زبان بھی عربی

وَكَلَامُ اللّٰهِ عَرَبِيٌّ وَلِسَانُ أَهْلِ
الْجَنَّةِ عَرَبِيٌّ وَقَدِ اعْتَنَى بِضَبْطِهِ
الْمَوْلَى ابْنُ كَمَالَ بَاشَا فِي حَاشِيَتِهِ
عَلَى التَّلْوِيحِ قَالَ الْأَصْفَهَانِيُّ
الدَّرِيَّةُ أَيْ بِفَتْحِ الدَّالِ وَكَسْرِ
الرَّاءِ الْمُخَفَّفَةِ لُغَةٌ مِّنْ الْمَدَائِنِ
وَبِهَا كَانَ يَتَكَلَّمُ مَنْ بَابِ الْمَلِكِ
فَهُوَ مَنْسُوبَةٌ إِلَى حَاضِرَةِ الْبَابِ
انْتَهَى ثُمَّ قَالَ الْمَوْلَى وَمَنْ
وَهِمَ أَنَّهَا مَنْسُوبَةٌ إِلَى الْبَابِ
نَفْسِهِ يَعْنِي بِاللُّغَةِ الْفَارِسِيَّةِ
فَإِنَّ الْبَابَ مَعْنَاهُ دَرْ فَقَدْ
وَهِمَ انْتَهَى وَلَا يَخْفَى أَنَّهُ لَوْ
صَحَّ الْحَدِيثُ بِلَفْظِهِ مِنْ دُونِ
ضَبْطِهِ كَانَ الْأَوْلَى أَنْ يَضْبَطَ
بِضَمِّ الدَّالِ وَتَشْدِيدِ الرَّاءِ
لُغَتًا لِلُغَةِ الْفَارِسِيَّةِ بِالْكَلِمَاتِ
الْمُشَبَّهَةِ بِاللُّؤْلُؤِ فِي اللَّطَافَةِ
اللَّفْظِيَّةِ وَالظَّرَافَةِ الْمَعْنَوِيَّةِ

ہو گی۔ مولی بن کمال پاشا نے اپنے
حاشیۃ التلویح میں لکھ کر اس سے
اعتنا کیا ہے۔ اصفہانی رحمۃ اللہ کہتے
ہیں۔ دریہ دال کے زبر اور راء کے کسرہ
کے ساتھ ہے اور شہر کی زبانوں میں سے
ایک زبان ہے۔ اور یہ بادشاہ کے دروازے
کی جانب سے بولی جاتی ہے۔ اور اس سے
مراد حاضری لی جاتی تھی۔ مولی کہتے ہیں
جس نے اسے دروازہ کی جانب نسبت
کیا ہے۔ اسے یہ وہم ہوا ہے۔ کہ فارسی
میں دروازے کو در بولتے ہیں۔ اور یہ
بات مخفی نہیں ہے۔ کہ اگر اس کے
الفاظ بلاصحت لفظ بھی صحیح تسلیم کر لئے جائیں
تو یہ ضمہ دال اور تشدید راء کے ساتھ
ہوگا۔ اور فارسی زبان کی تعریف
ہو گی۔ یعنی اس کے کلمات لفظی
لطافت اور معنوی ظرافت میں
موتی کے مشابہ ہیں۔ اسی طرح
وہ بھی موضوع ہے۔ کہ جو بعض

وَكَذَا مَوْضُوعٌ مَاذَكَرَهُ بَعْضُ مَشَائِخِنَا مِنَ الْعَجَمِ اَنَّهُ وَرَدَ فِي الْكَلَامِ الْقُدُسِيِّ بِاللِّسَانِ الْفَارِسِيِّ چِه كُنَم اَيں گُنَاه گَارَان كِه نَيَامُرْزَم يَعْنِي اَيْشٍ اَفْعَلُ بِهٰؤُلَاءِ الْمُذْنِبِيْنَ اَنْ لَّا اَغْفِرَ لَهُمْ ۔

عجمی مشائخ نے ذکر کیا ہے کہ کلام قدسی فارسی زبان میں آیا ہے چہ کنم ایں گناہ گاراں کہ نیامرزم یعنی میں ان گناہ گاروں کا کیا کروں ۔ اگر ان کی مغفرت نہ کروں ۔

٭ — ٭ — ٭

۳۵۴ ۔ حَدِيْثُ لَسَعَتْ حَيَّةُ الْهَوٰى كَبِدِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ صَحِيْحَةٍ قَدْ لَسَعَتْ فَلَا طَبِيْبَ لَهَا وَلَا رَاقِيَ اِلَّا الْحَبِيْبَ الَّتِيْ شَغَفْتُ بِهٖ فَاِنَّهٗ عِلَّتِيْ وَتِرْيَاقِيْ وَاِنَّهُمَا مِمَّا اُنْشِدَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَا اَصْلَ لَهٗ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ مِمَّا اُشْتُهِرَ اَنَّ اَبَا مَحْذُوْرَةَ اَنْشَدَهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَنَّهٗ تَوَاجَدَ حَتّٰى وَقَعَتِ الْبُرْدَةُ الشَّرِيْفَةُ

خواہشات کے سانپ نے میرا جگر ڈس لیا ۔ اور ایک صحیح روایت میں ہے مجھے ڈس لیا گیا ہے نہ کوئی اس کا طبیب ہے نہ جھاڑنے والا سوائے اس دوست کے جس کے ساتھ مجھے شغف ہے ۔ وہی میری بیماری اور میرا تریاق ہے اور یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھی گئیں لیکن اس کی کوئی اصل نہیں ۔ ابن تیمیہ کہتے ہیں مشہور یہ ہے ۔ کہ ابو محذورہ رضی نے یہ حضورؐ کے سامنے پڑھا تھا ۔ حتی کہ آپ کو وجد آ گیا ۔ آپ کے مونڈھوں سے آپ کی چادر گر گئی ۔ اسے اصحاب صفہ نے تقسیم کر لیا

عَنْ كَتِفَيْهِ فَتَقَاسَمَهَا اَصْحَابُ
الصُّفَّةِ وَجَعَلُوْهَا رُقَعاً فِيْ
ثِيَابِهِمْ كَذِبٌ بِاتِّفَاقِ اَهْلِ
الْعِلْمِ بِالْحَدِيْثِ وَمَا رُوِيَ فِيْ
ذٰلِكَ مَوْضُوْعٌ وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ
اَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ مِنْ حَدِيْثِ
اَنَسٍ وَقَالَ تَفَرَّدَ بِهِ اَبُوْبَكْرٍ
عَمَّارُ بْنُ اِسْحٰقَ قَالَ الذَّهَبِيُّ
كَاَنَّهُ وَاضِعُهُ وَقَالَ الدَّمِيْرِيُّ
وَرَوَاهُ اَبُوْطَاهِرٍ الْقُدْسِيُّ مِنْ
حَدِيْثِ اَنَسٍ وَصَاحِبُ الْعَوَارِفِ
اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اُنْشِدَ بِحَضْرَتِهِ
الْبَيْتَانِ فَتَوَاجَدَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ
السَّلَامُ وَتَوَاجَدَ اَصْحَابُهُ الْكِرَامُ
وَقَدْ سَقَطَ رِدَاءُهُ عَنْ مَنْكِبِهِ
فَلَمَّا فَرَغُوْا اَوٰى كُلُّ اَحَدٍ اِلٰى
مَكَانِهِ ثُمَّ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لَيْسَ بِكَرِيْمٍ مَنْ لَمْ يَهْتَزَّ عِنْدَ
السَّمَاعِ ثُمَّ قَسَّمَ رِدَاءَهُ عَلٰى مَنْ

اور اس کا ایک ایک ٹکڑا اپنے کپڑوں
میں لگایا۔ یہ باتفاق محدثین جھوٹ ہے۔ اور اس
مضمون میں متنبی روایات بیان کی جاتی ہیں۔
سب موضوع ہیں۔ سیوطی رح کہتے ہیں اس روایت
کو دیلمی رح نے انس رض سے روایت کیا ہے اور دیلمی رح
کہتے ہیں کہ اسے روایت کرنے میں ابوبکر عمار بن
اسحٰق منفرد ہیں۔ ذہبی رح کہتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا
ہے کہ اسی نے اس کو وضع کیا ہے۔ دمیری کہتے
ہیں ابو طاہر القدسی نے انس رض سے اور صاحب
عوارف نے روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے سامنے دو شعر پڑھے گئے
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وجد آگیا
اور صحابہ کرام بھی وجد کرنے لگے۔ اور آپ
کی چادر آپ کے مونڈھے سے گر گئی جب
لوگوں کو سکون حاصل ہوا۔ تو اپنے اپنے
مقام پر آکر بیٹھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا۔ وہ شریف نہیں جو سماع
کے وقت کانپ نہ جائے۔ پھر نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کے ٹکڑے

حَضَرَا رْبَعِمَائَۃٍ قِطْعَۃً فَھٰذَا حَدِیْثٌ مَوْضُوْعٌ کَانَ وَاضِعُہٗ عَمَّارُ بْنُ اِسْحٰقَ فَاِنَّ بَاقِی الْاِسْنَادِ ثِقَۃٌ ھٰکَذَا قَالَہُ الذَّھَبِیُّ وَغَیْرُہٗ وَھُوَ مِمَّا یُقْطَعُ بِکِذْبِہٖ ۔

کرکے چار سو آدمیوں پر تقسیم کردیا یہ حدیث موضوع ہے اور اس کا گھڑنے والا عمار بن اسحٰق ہے۔ باقی سند معتبر ہے۔ کہ امام ذہبی رحمہ اللہ وغیرہ فرماتے ہیں۔ اور یہ بھی اس کا ایک کذب ہے ۔

۳۵۵ ۔ حَدِیْثُ اللَّعِبِ بِالْحَمَامِ مَجْلَبَۃٌ لِلْفَقْرِ ھُوَ مَعْنٰی قَوْلِ اِبْرَاھِیْمَ النَّخْعِیِّ مَنْ لَعِبَ بِالْحَمَامِ الطَّیَّارِ لَمْ یَمُتْ حَتّٰی یَذُوْقَ اَلَمَ الْفَقْرِ وَفِی الْمَرْفُوْعِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یَتْبَعُ حَمَامَۃً فَقَالَ شَیْطَانٌ یَتْبَعُ شَیْطَانَۃً اَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُّ فِی الْاَدَبِ الْمُفْرَدِ وَ اَبُوْدَاوٗدَ فِیْ سُنَنِہٖ وَالْبَیْھَقِیُّ ۔

کبوتر بازی فقر پیدا کرتی ہے۔ یہ ابراہیمؒ نخعی کے قول کے معنی ہیں۔ جو اڑنے والے کبوتر کے ساتھ کھیلے تو وہ اس وقت تک نہ مرے گا۔ جب تک فقر کا غم نہ اٹھائے گا اور مرفوع روایت میں ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جو اپنے کبوتر پر نگاہ لگائے ہوئے تھا۔ آپ نے فرمایا یہ ایک شیطان ہے، جو شیطان پر نگاہ لگائے ہوئے ہے۔ اسے بخاریؒ نے ادب المفرد میں۔ ابوداؤدؒ نے سنن میں اور بیہقیؒ نے روایت کیا ہے ۔

۳۵۶ ۔ حَدِیْثُ لَعَنَ اللّٰہُ الدَّاخِلَ فِیْنَا بِغَیْرِ نَسَبٍ وَالْخَارِجَ مِنَّا بِغَیْرِ سَبَبٍ قَالَ

جو ہم میں بغیر نسب کے داخل ہو اللہ اس پر لعنت فرمائے اور جو بغیر سبب کے خارج ہو اس پر بھی۔ سخاوی فرماتے ہیں ہمارے شیخ حافظ

السخاوی بعض له شیخنا یعنی
العسقلانی ولم یذکر له شیئا
وله شواهد ثابتة كحديث إن
من أعظم الفرى أن يدعى
الرجل إلى غير أبيه الحديث
رواه البخاري وفي رواية له
من ادعى إلى غير أبيه وهو
يعلم أنه غير أبيه فالجنة عليه
حرام وفي الشفاء ما رواه
مصعب عن مالك بن أنس
إن من انتسب إلى بيت النبي
عليه السلام يعني بالباطل
يضرب ضربا وجيعا ويشهر
ويحبس حبسا طويلا حتى
يظهر توبته لأنه استخفاف
بحق النبي عليه السلام انتهى
والحاصل أن الحديث موضوع
باللفظ الذي تقدم والله
سبحانه أعلم.

ابن حجرؒ نے اس کی سرخی باندھی. لیکن اس کے
بارے میں کچھ ذکر نہیں کیا۔ اس کے لئے بہت
سے ثابت شواہد موجود ہیں، جیسا کہ یہ حدیث
کہ سب سے بڑا بہتان یہ ہے، کہ آدمی اپنی
نسبت غیر باپ کی طرف کرے، اسے
بخاریؒ نے روایت کیا ہے، اور ایک روایت
میں ہے کہ جس نے غیر باپ کی طرف نسبت
کی اور وہ یہ جانتا ہو کہ یہ اس کا باپ نہیں، تو
اس پر جنت حرام ہے، اور شفاء میں مصعبؒ نے
مالک بن انسؒ سے روایت کیا ہے، جو شخص اپنے
آپ کو غلط طور پر حضور کی گھر کی جانب نسبت
کرے، اسے خوب اچھی طرح مارا جائے، اسے
شہرت دی جائے، اور لمبی قید میں ڈالا
جائے، تاکہ اس کی توبہ ظاہر ہو۔ کیونکہ
اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
حق کو ہلکا کیا۔ حاصل کلام یہ ہے۔
کہ وہ حدیث جس لفظ کے ساتھ گذر چکی ہے۔ وہ
موضوع ہے۔ اور اللہ سبحانہ بہتر
جانتا ہے۔

۲۵۷۔ حَدِيثُ لَعَنَ اللهُ المُغَنِّيَ وَالمُغَنَّى لَهُ قَالَ النَّوَوِيُّ لَا يَصِحُّ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ وَالزَّرْكَشِيُّ وَسَكَتَ عَنهُ السُّيُوطِيُّ ۔

اللہ تعالیٰ گانے والے پر اور جس کے لئے گایا جائے دونوں پر لعنت فرماتا ہے۔ سخاوی کہتے ہیں یہ صحیح نہیں۔ زرکشیؒ اور سخاویؒ نے اس کا ذکر کیا ہے اور سیوطیؒ نے اس سے سکوت اختیار کیا ہے۔

۲۵۸۔ حَدِيثُ لَعَنَ اللهُ الفُرُوجَ عَلَى السُّرُوجِ لَا أَصْلَ لَهُ ۔

اللہ تعالیٰ ان فروج پر لعنت کرتا ہے جو چراغوں پر ہوں۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔

۲۵۹۔ حَدِيثُ لَعَنَ اللهُ الكَذَّابَ وَلَوْ كَانَ مَازِحًا قَالَ السَّخَاوِيُّ مَا عَلِمْتُهُ فِي المَرْفُوعِ قُلْتُ لَكِنْ وَرَدَ إِنِّي أَمْزَحُ وَلَا أَقُولُ إِلَّا حَقًّا ۔

اللہ تعالیٰ جھوٹے پر لعنت فرماتا ہے چاہے مذاق میں ہو۔ سخاویؒ فرماتے ہیں میں اسے مرفوعاً نہیں جانتا۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں، لیکن یہ حدیث موجود ہے میں مذاق کرتا ہوں لیکن حق کے سوا کچھ نہیں کہتا۔

۲۶۰۔ حَدِيثُ لِكُلِّ بَلْوَى عَوْنٌ لَا أَصْلَ لَهُ وَقَالَ ابنُ الرَّبِيعِ لَكِنَّهُ صَحِيحُ المَعْنَى وَلَعَلَّهُ أَرَادَ مَا وَرَدَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ ۔

ہر بلوے کے لئے ایک مددگار ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ ابن الربیع رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ اس کے معنی صحیح ہیں۔ اور شاید یہ ارادہ کیا ہے۔ ہر بیماری کے لئے دوا ہے

۲۶۱۔ حَدِيثُ لِكُلِّ حَجَرَةٍ أُجْرَةٌ قَالَ ابنُ الرَّبِيعِ وَهُوَ صَحِيحٌ

ہر حجرہ کے لئے اجرت ہے۔ ابن الربیعؒ کہتے ہیں۔ اس کے معنی صحیح ہیں۔ گویا کہ مقصد

المعنی ایضا وکان یُرادُ لِکُلِّ بَیْتٍ اِجَارَۃٌ وَلَوْمِنْ حِجَارَۃٍ ۔	یہ ہے، کہ ہر مکان کے لئے مزدوری ہے اگرچہ وہ پتھر کی کیوں نہ ہو۔
۳۶۲ - حَدِیْثُ لِکُلِّ زَمَانٍ دَوْلَۃٌ وَرِجَالٌ ھُوَ مَعْنٰی قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَتِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النَّاسِ وَقَوْلِھِمْ شِعْر	ہر زمانہ کے لئے دولت اور آدمی ہوتے ہیں یہی معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے ہم دنوں کو لوگوں کے درمیان بدلتے رہتے ہیں۔ لوگوں کا قول ہے ؎
فَیَوْمٌ عَلَیْنَا وَیَوْمٌ لَنَا وَیَوْمٌ نُسَاءُ وَیَوْمٌ نُسَرُّ	ایک روز ہم پر ہوتا ہے ایک ہمارے لئے اور ایک روز عورتوں کا ہوتا اور ایک روز گدھوں کا
وَاَخْرَجَ ابْنُ عَدِیٍّ عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ مَوْقُوْفًا لِکُلِّ مَقَامٍ مَقَالٌ وَلِکُلِّ زَمَانٍ رِجَالٌ ۔	اور نکالا ابن عدی نے ابو طفیل سے موقوفاً۔ ہر بات کے لئے ایک جگہ ہوتی ہے اور ہر زمانہ میں مرد خدا ہوتے ہیں۔
۳۶۳ - حَدِیْثُ لِکُلِّ سَاقِطَۃٍ لَاقِطَۃٌ ھُوَ مِنْ کَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ وَیَقْرُبُ مِنْہُ کَلِمَۃُ الْحِکْمَۃِ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا ۔	ہر گرنے والی شئے کے لئے پکڑنے والا ہے یہ بعض سلف کا کلام ہے۔ اور اسی کے قریب ہے یہ شئے کہ کلمہ حکمت مومن کی کھوئی ہوئی شئے ہے۔ جہاں بھی وہ اسے پائے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔
۳۶۴ - حَدِیْثُ لِکُلِّ شَیْءٍ اٰفَۃٌ وَلِلْعِلْمِ اٰفَاتٌ مِنْ کَلَامِ الْاَعْلَامِ ۔	ہر شئے کے لئے آفت ہے۔ اور ہر علم کے لئے بہت سی آفتیں ہیں۔ علماء کا کلام ہے۔

۳۶۵ - حَدِیْثُ لِکُلِّ مُجْتَہِدٍ نَصِیْبٌ فِیْ مَعْنَاہُ مَنْ جَدَّ وَجَدَ وَمَنْ لَجَّ وَلَجَ، وَکَذَا قَوْلُہٗ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۔	ہر کوشش کرنے والے کے لئے حصہ ہے، اسی معنیٰ میں یہ بھی موجود ہے۔ جو کوشش کرے گا پائے گا۔ جو غوطہ مارے گا پالے گا، اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ اللہ تعالیٰ اچھے عمل کرنے والے کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا۔
۳۶۶ - حَدِیْثُ لِلْبَیْتِ رَبٌّ یَحْمِیْہِ قَالَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ لِاَبْرَہَۃَ اَمِیْرِ حَبَشِ الْفِیْلِ لَمَّا سَاَلَہٗ اَنْ یَرُدَّ مَالَہٗ فَقَالَ لَہٗ سَاَلْتَنِیْ مَالَکَ وَلَمْ تَسْاَلْنِیْ الرُّجُوْعَ عَنْ قَصْدِ الْبَیْتِ مَعَ اَنَّہٗ شَرَفُکُمْ ذَکَرَ السُّیُوْطِیُّ وَغَیْرُہٗ ۔	بیت اللہ کے لئے رب ہے۔ جو اس کی حفاظت کرتا ہے۔ یہ قول عبد المطلب کا ہے جو انہوں نے ابرہہ امیر حبش الفیل سے کہا تھا۔ جب انہوں نے اس سے اپنے مال کے لوٹانے کا سوال کیا۔ اس نے کہا تونے مجھ سے مال لوٹانے کا سوال کیا ہے۔ اور کعبہ سے واپس لوٹ جانے کا سوال نہیں، باوجود اپنی شرافت کے۔ اس واقعہ کو سیوطی رح نے ذکر کیا ہے۔
۳۶۷ - حَدِیْثُ لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَاِنْ جَاءَ عَلٰی فَرَسٍ ذَکَرَہٗ ابْنُ الرَّبِیْعِ عَنِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ اَنَّہٗ قَالَ حَدِیْثَانِ یَدُوْرَانِ فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا اَصْلَ لَہُمَا اَحَدُہُمَا قَوْلُہٗ لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَ	سائل کا حق ہے چاہے وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ ابن الربیع رح نے امام احمد رح سے نقل کیا ہے۔ کہ دو حدیثیں ہیں۔ جو بازاروں میں بہت رائج ہیں لیکن ان کی کوئی اصل نہیں ایک تو یہ کہ سائل کا حق ہے چاہے وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ دوسری یہ حدیث تمہاری

إن جاء على فرس والثاني
يوم نحركم يوم صومكم انتهى
وهو غريب منه بعد ما ذكر
عن شيخه السخاوي حديث
للسائل حق رواه أحمد وأبو داود
وعن الحسين بن علي به موقوفا
وسنده جيد كما قال العراقي
وتبعه غيره وسكت عليه
أبو داود ولكن قال ابن عبد البر
إنه ليس بقوي انتهى وقال
السيوطي قال العراقي في
حديث للسائل حق وإن
جاء على فرس لا يصح هذا
الكلام عن أحمد فإنه أخرجه
في مسنده بسند جيد رجاله
ثقات قال السيوطي أخرجه
أحمد في الزهد عن سالم
بن أبي الجعد قال قال عيسى
بن مريم عليه السلام إن

قربانی کا دن تمہارے روزے کا دن ہے اور
یہ دوسری اس سے بھی زیادہ غریب ہے۔ اس
کے بعد انہوں نے شیخ سخاویؒ سے نقل کیا
ہے، کہ یہ حدیث سائل کا حق ہے۔ اسے
احمدؒ اور ابو داؤدؒ نے روایت کیا ہے حسینؓ
بن علیؓ سے بھی موقوفاً روایت ہے۔ اور اس
کی سند عمدہ ہے، جیسا کہ عراقیؒ کہتے ہیں،
اور کچھ اور لوگوں نے بھی ان کی اتباع کی
ہے، اور ابو داؤدؒ نے اس پر سکوت اختیار
کیا ہے، لیکن عبد البر کہتے ہیں یہ قوی نہیں سیوطیؒ
کہتے ہیں عراقیؒ کا قول ہے کہ اس حدیث پر امام
احمد کا جو اعتراض نقل کیا جاتا ہے سو وہ صحیح نہیں
کیونکہ انہوں نے اپنی مسند میں عمدہ سند کے
ساتھ جس کے رواۃ معتبر ہیں اسے روایت کیا ہے
سیوطیؒ کہتے ہیں امام احمدؒ نے زہد میں سالمؒ
بن ابی الجعد سے روایت کیا ہے کہ عیسیٰ
علیہ السلام نے فرمایا سائل کا حق ہے چاہے
وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے اور چاہے
گھوڑے کی گردن میں چاندی کا طوق پڑا

لِلسَّائِلِ حَقًّا وَاِنْ اَتَاكَ عَلٰى فَرَسٍ مُطَوَّقٍ بِالْفِضَّةِ وَ اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ تَارِيْخِهِ مِنْ طَرِيْقِ اَبِيْ هُدْبَةَ عَنْ اَنَسٍ رض مَرْفُوْعًا اِنْ اَتَاكَ سَائِلٌ عَلٰى فَرَسٍ بَاسِطٍ كَفَّيْهِ فَقَدْ وَجَبَ الْحَقُّ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ اِنْتَهٰى وَسَيَأْتِيْ يَوْمَ صَوْمِكُمْ .

ہو۔ اور بخاری رح نے اپنی تاریخ میں ابوہدبہ کے ذریعہ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اگر تیرے پاس کوئی سائل گھوڑے پر سوار ہو کر ہاتھ پھیلاتا آئے تو اس کا حق واجب ہو چکا چاہے کھجور کی ایک گٹھلی کیوں نہ ہو۔ اور یوم صومکم والی حدیث عنقریب آئے گی۔

۳۶۸ حَدِيْثُ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْعَقْلَ تَقَدَّمَ عَلَيْهِ الْكَلَامُ فِيْ اَنَّ اللّٰهَ لَمَّا خَلَقَ مِنْ حَرْفِ الْهَمْزَةِ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ هٰذَا مَوْضُوْعٌ بِاتِّفَاقٍ قَالَ السُّيُوْطِيُّ تَابَعَ فِيْ ذٰلِكَ الزَّرْكَشِيُّ اِبْنَ تَيْمِيَّةَ وَقَدْ وَجَدْتُ لَهٗ اَصْلًا صَالِحًا فَاَخْرَجَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ فِيْ زَوَائِدِ الْمُسْنَدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ

اللہ نے جب عقل کو پیدا فرمایا۔ اس پر بحث حرف ہمزہ میں گذر چکی۔ زرکشی رح کہتے ہیں یہ باتفاق موضوع ہے سیوطی رح کہتے ہیں اس بات میں زرکشی کی متابعت ابن تیمیہ رح نے بھی فرمائی ہے۔ اور میں نے اس کی اچھی اصل پائی ہے۔ عبداللہ رح بن احمد رح نے زوائد للمسند میں روایت کیا ہے۔ حدثنا علی بن مسلم حدثنا سیار حدثنا جعفر حدثنا مالک بن دینار عن الحسن۔ حسن سے مرفوعاً روایت ہے۔ کہ جب اللہ نے عقل کو پیدا فرمایا۔ تو اس سے کہا آگے آ۔ وہ آگے آئی پھر اس سے کہا پیچھے ہٹ

حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ الْحَسَنِ يَرْفَعُهُ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْعَقْلَ قَالَ لَهُ اَقْبِلْ فَاَقْبَلَ ثُمَّ قَالَ لَهُ اَدْبِرْ فَاَدْبَرَ فَقَالَ مَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْكَ بِكَ اٰخُذُ وَبِكَ اُعْطِيْ وَهٰذَا مُرْسَلٌ جَيِّدُ الْاِسْنَادِ وَهُوَ فِيْ مُعْجَمِ الطَّبَرَانِيِّ فِي الْاَوْسَطِ مَوْصُوْلٌ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ بِاِسْنَادَيْنِ ضَعِيْفَيْنِ ،

وہ پیچھے ہٹ گئی۔ اللہ تبارک وتعالےٰ نے فرمایا۔ میں نے کوئی مخلوق تجھ سے زیادہ محبوب پیدا نہیں کی میں تیرے ہی ذریعہ لیتا ہوں۔ اور تیرے ہی ذریعہ دیتا ہوں یہ روایت مرسل ہے۔ اور عمدہ سند ہے اور یہ معجم طبرانی میں موصولاً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے دو ضعیف سندات کے ساتھ بھی مروی ہے ۔

۳۶۹ ـ حَدِيْثُ لَمَّا غَسَّلْتُ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِقْتَصَلَتْ مِيَاهُ مَحَاجِرِ عَيْنَيْهِ اَيْ اُنْتُقِعَتْ مِيَاهُ حَدَقَتِهِ فَشَرِبْتُهُ فَوَرِثْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ذَكَرَهُ عَلِيٌّ قَالَ النَّوَوِيُّ لَا يَصِحُّ قُلْتُ وَكَذَا مَا ذَكَرَهُ الشِّيْعَةُ مِنْ اَنَّهُ شَرِبَ مِنْ مَاءٍ اجْتَمَعَ فِيْ سُرَّتِهِ عَلَيْهِ

یعنی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا۔ تو پانی آپ کی آنکھوں کے گڑھوں پر بلند ہوگیا۔ میں نے اسے پی لیا۔ تو مجھے اولین اور آخرین کا علم دے دیا گیا اسے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ذکر کیا ہے۔ نووی کہتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں روافض کا قول ہے۔ کہ حضرت علیؓ نے وہ پانی پیا جو آپ کی ناف میں جمع ہوگیا تھا اس نے پینے والے کا کوئی

السَّلَامُ عِنْدَ غُسْلِهٖ فَلَمْ يَقُصَّ شَارِبَهٗ وَنَحْنُ مَا نَقُصُّ شَوَارِبَنَا اِقْتِدَاءً بِهٖ وَهٰذَا الْكَلَامُ بَاطِلٌ اَصْلًا وَفَرْعًا۔	قصہ بیان نہیں کیا۔ لیکن ہم اپنے پینے والوں کا اقتداءً قصہ بیان کرتے ہیں اور یہ کلام بلحاظ اصل اور بلحاظ فرع ہر دو طرح باطل ہے۔
۳۷۰۔ حَدِيْثُ لَاَنْ تَهْدِمَ الْكَعْبَةَ حَجَرًا حَجَرًا اَهْوَنُ مِنْ قَتْلِ الْمُسْلِمِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ اَقِفْ عَلَيْهِ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَلٰكِنْ فِيْ مَعْنَاهُ مَا عِنْدَ الطَّبَرَانِيِّ فِي الْكَبِيْرِ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَفَعَهٗ مَنْ اٰذٰى مُسْلِمًا بِغَيْرِ حَقٍّ فَكَاَنَّمَا هَدَمَ بَيْتَ اللّٰهِ۔	خانہ کعبہ کا ایک ایک پتھر گرانا مسلم کے قتل سے زیادہ آسان ہے سخاوی رح کہتے ہیں، میں ان الفاظ کے ساتھ اس سے واقف نہیں، لیکن اس کے معنی طبرانی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہیں، جو مسلم کو بغیر حق کے اذیت پہنچائے گویا کہ اس نے بیت اللہ کو منہدم کیا۔
۳۷۱۔ حَدِيْثُ لَوْ حَسَّنَ اَحَدُكُمْ ظَنَّهٗ بِحَجَرٍ لَنَفَعَهُ اللّٰهُ بِهٖ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ اِنَّهٗ مَوْضُوْعٌ وَقَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ هُوَ مِنْ كَلَامِ عُبَّادِ الْاَصْنَامِ الَّذِيْنَ يُحَسِّنُوْنَ ظَنَّهُمْ بِالْاَحْجَارِ وَقَالَ ابْنُ حَجَرِ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا اَصْلَ لَهٗ	اگر کسی شخص کا پتھر کے ساتھ بھی خیال اچھا ہو تو اللہ تعالیٰ اسی کے ذریعہ اسے نفع دے گا۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔ یہ موضوع ہے۔ ابن القیم رح الجوزی فرماتے ہیں، یہ بت پرستوں کا کلام ہے جو پتھروں کے ساتھ بھی حسن ظن رکھتے ہیں۔ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل

وَفَوْقَهُ مَنْ بَلَغَهُ شَيْءٌ عَنِ اللهِ فِيْهِ فَضِيْلَةٌ فَعَمِلَ بِهِ اِيْمَانًا بِهٖ وَرَجَاءَ ثَوَابِهٖ اَعْطَاهُ اللهُ ذٰلِكَ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ كَذَالِكَ قُلْتُ وَقَدْ ذَكَرَ الْعِزُّ بْنُ جَمَاعَةَ فِيْ مَنْسَكِهِ الْكَبِيْرِ مِنْ غَيْرِ سَنَدٍ وَلَا اِسْنَادٍ وَرُوِيَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَلَغَهُ عَنِ اللهِ تَعَالٰى فَضِيْلَةٌ فَاَخَذَ بِهَا اِيْمَانًا وَرَجَاءَ ثَوَابِهٖ اَعْطَاهُ اللهُ ذٰلِكَ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ انْتَهٰى وَكَانَ مَحَلُّهُ حَرْفَ الْمِيْمِ بِحَسْبِ الْمَبْنٰى وَلٰكِنْ اَنْجَرَّ اِلَيْهِ الْمَعْنٰى كَمَا لَا يَخْفٰى وَسَيَاْتِي الْبَحْثُ عَنْهُ فِيْ حَرْفِ الْمِيْمِ عَلٰى وَجْهِ الْاِسْتِيْفَاءِ

نہیں۔ اگر کسی پتھر کے بارے میں اللہ تعالےٰ سے اسے کوئی فضیلت معلوم ہوئی ہو، پھر وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی غرض سے اس پر عمل کرے تو اللہ تعالےٰ وہ شئے اسے عطا فرمائیگا ورنہ ایسا نہیں ہے (اور اس صفت کے ساتھ صرف حجر اسود مخصوص ہے) ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں عز بنؒ جماعہ نے اپنی منسک الکبیر میں بغیر سند کے جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے، جسے اللہ سے کوئی فضیلت پہنچے۔ اور پھر وہ اسے ایمان اور ثواب کی غرض سے لازم پکڑے، تو اللہ تعالےٰ اسے یہ شئے عطا فرما دیتا ہے۔ اگرچہ ایسا نہ ہو ہم باعتبار الفاظ اس حدیث پر حرف میم میں بحث کریں گے

۲۷۳۔ حَدِيْثُ لَوِ اغْتَسَلَ اللُّوْطِيُّ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمْ يَجِئْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا جُنُبًا اَسْنَدَهُ الدَّيْلَمِيُّ

اگر لوطی سمندر کے پانی سے بھی غسل کرے تو وہ قیامت کے روز حالت جنابت ہی میں آئے گا۔ دیلمیؒ نے اسے

مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا بِهٖ وَرُوِيَ بِغَيْرِ هٰذَا اللَّفْظِ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَهُوَ وَكُلُّ مَا فِيْ مَعْنَاهُ بَاطِلٌ ۔	حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ ان الفاظ کے علاوہ دوسرے الفاظ سے بھی یہ روایت کی گئی ہے۔ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں وہ ہر معنی میں باطل ہے ۔
۳۷۳۔ حَدِيْثُ لَوْ صَدَقَ السَّائِلُ مَا اَفْلَحَ مَنْ رَدَّهٗ رُوِيَ مِنْ طُرُقٍ عَنْ عَائِشَةَ وَغَيْرِهَا مَرْفُوْعًا قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ اَسَانِيْدُهَا لَيْسَتْ بِالْقَوِيَّةِ وَقَالَ ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ لَا اَصْلَ لَهٗ وَقَالَ الْعُقَيْلِيُّ لَا يَصِحُّ فِيْ هٰذَا الْبَابِ شَيْءٌ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ وَقَالَ اَحْمَدُ لَا اَصْلَ لَهٗ ذَكَرَهُ الزَّرْكَشِيُّ لٰكِنْ وَرَدَ بِمَعْنَاهُ حَدِيْثٌ يَقْرُبُ فِيْ مَبْنَاهُ لَوْلَا اَنَّ الْمَسَاكِيْنَ يَكْذِبُوْنَ مَا اَفْلَحَ مَنْ رَدَّهُمْ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بِهٖ مَرْفُوْعًا ۔	اگر سائل سچ بولے، تو کبھی اپنے سوال میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ یہ مختلف طرق سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس کی سندات قوی نہیں۔ ابن المدینی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ اس بارے میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔ جیسا کہ سخاوی نے ذکر کیا ہے۔ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ لیکن ایک حدیث اس کے معنی کے قریب قریب موجود ہے۔ اگر مساکین جھوٹ نہ بولا کرتے تو ان کو لوٹانے والے فلاح نہ پاتے اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کبیر میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے ۔

۳۷۳ - حَدِیْثُ لَوْ عَاشَ
اِبْرَاهِیْمُ لَکَانَ نَبِیًّا قَالَ النَّوَوِیُّ
فِی تَهْذِیْبِهٖ هٰذَا الْحَدِیْثُ
بَاطِلٌ وَجَسَارَةٌ عَلَی الْکَلَامِ
بِالْمُغَیَّبَاتِ وَمُجَازَفَةٌ وَهُجُوْمٌ
عَلٰی عَظِیْمٍ وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ
فِی تَمْهِیْدِهٖ مَا اَدْرِیْ مَا هٰذَا
فَقَدْ وُلِدَ نُوْحٌ عَلَیْهِ السَّلَامُ
غَیْرُ نَبِیٍّ وَلَوْ لَمْ یَلِدِ النَّبِیُّ اِلَّا
نَبِیًّا لَکَانَ کُلُّ اَحَدٍ نَبِیًّا لِاَنَّهُمْ
مِنْ وُلْدِ نُوْحٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ
اِنْتَهٰی وَغَرَابَتُهٗ لَا تَخْفٰی اِذْ لَمْ
یَکُنْ یَلْزَمُ کَوْنُ اَوْلَادِهِ الصُّلْبِیَّةِ
اَنْبِیَاءَ لَا مُطْلَقَ ذُرِّیَّتِهٖ مَعَ
اَنَّ الْکَلَامَ فِی الْخُصُوْصِ الْجُزْئِیَّةِ
لَا فِی الْمُطْلَقِ الْکُلِّیَّةِ اِذْ لَا یَلْزَمُ
مِنْ کَوْنِ اِبْرَاهِیْمَ وَلَدِ نَبِیِّنَا
عَلَیْهِ السَّلَامُ نَبِیًّا اَنْ یَکُوْنَ
وَلَدُ کُلِّ نَبِیٍّ نَبِیًّا وَاِذَا اَخْبَرَ

اگر ابراہیمؓ بن محمدؐ زندہ ہوتے تو نبی ہوتے۔ نووی رح اپنی تہذیب میں فرماتے ہیں۔ یہ حدیث باطل ہے۔ یہ مغیبات پر جسارت ہے۔ ابن عبدالبر رح اپنی تمہید میں فرماتے ہیں، میں یہ بات نہیں جانتا۔ کہ نوح علیہ السلام کے گھر نبی پیدا ہوا ہو۔ اور اگر یہ اصول ہوتا تو ہر ایک نبی ہوتا۔ کیونکہ ہر ایک نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہے اس کی غرابت مخفی نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے تو یہ لازم آتا ہے۔ کہ اولاد صلبی نبی ہو نہ کہ ذریت۔ کلام تو خصوص جزئی میں ہے نہ کہ مطلق کلی میں۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم رضؓ کے نبی ہونے سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ ہر نبی کی اولاد نبی۔ اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خبر بیان فرمائی۔ اور نقلاً یہ خبر آپ سے ثبوت کو پہنچ گئی۔ تو اس میں کوئی کلام ہی باقی نہ رہا۔ کیونکہ ابن ماجہ رح وغیرہ نے

الصادق وثبت عنه النقل الموافق فلا كلام فيه مما ينافيه وقد اخرج ابن ماجه وغيره من حديث ابن عباس قال لما مات ابراهيم بن النبي صلى الله عليه وسلم وقال ان له مرضعا في الجنة ولو عاش لكان صديقا نبيا ولو عاش لاعتقت اخواله من القبط وما استرق قبطي الا ان في مسنده ابا شيبة ابراهيم بن عثمان الواسطي وهو ضعيف لكن له طرق ثلثة يقوي بعضها ببعض ويشير اليه قوله تعالى ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين فانه يومي اليه بانه لم يعش له ولد يصل الى مبلغ الرجال

ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ کہ جب ابراہیم بن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوگیا۔ توآپ نے فرمایا۔ ان کے لئے جنت میں دودھ پلانے والی ہوگی۔ اور اگر وہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔ میں ان کے قبطی ماموؤں کو آزاد کرتا ہوں۔ مگر اس کی سند میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان الواسطی ضعیف ہے۔ لیکن اس کی تین سندیں ہیں۔ جو ایک دوسرے کی تقویت کرتی ہیں۔ اور اس کی جانب اللہ تعالے کا قول بھی اشارہ کرتا ہے محمدؐ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ آپ تو اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ یہ آیت اس بات کی جانب اشارہ کرتی ہے۔ کہ آپ کی کوئی اولاد بلوغ تک زندہ نہ رہے گی کیونکہ یہ اس بات کو مقتضی ہے۔ کہ آپ کی اولاد کو بھی وہی لقب حاصل

فَاِنَّ وَلَدَهٗ مِنْ صُلْبِهٖ يَقْتَضِيْ اَنْ يَّكُوْنَ لُبَّ قَلْبِهٖ كَمَا يُقَالُ اَلْوَلَدُ سِرُّ اَبِيْهِ وَلَوْ عَاشَ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ وَصَارَ نَبِيًّا لَزِمَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ نَبِيُّنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاَمَّا قَوْلُ ابْنِ حَجَرٍ الْمَكِّيِّ وَتَاوِيْلُهٗ اِنَّ الْقَضِيَّةَ الشَّرْطِيَّةَ لَا تَسْتَلْزِمُ وُقُوْعَ الْمُقَدَّمِ وَاِنَّ اِنْكَارَ النَّوَوِيِّ كَابْنِ عَبْدِ الْبَرِّ لِذٰلِكَ فَلِعَدَمِ ظُهُوْرِ هٰذَا التَّاوِيْلِ بَلْ هُوَ ظَاهِرٌ فَبَعِيْدٌ جِدًّا اَنْ لَّا يَفْهَمَ الْاِمَامَانِ الْجَلِيْلَانِ مِثْلَ هٰذِهِ الْمُقَدَّمَةِ وَاِنَّمَا الْكَلَامُ عَلٰى فَرْضِ وُقُوْعِ الْمُقَدَّمِ فَافْهَمْ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ ثُمَّ يَقْرُبُ مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فِي الْمَعْنٰى حَدِيْثُ لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيًّا لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَقَدْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ بِهٖ مَرْفُوْعًا قُلْتُ

ہو۔ کیونکہ اولاد باپ کی عادات پر ہوتی ہے۔ تو اگر ابراہیم رضی اللہ تعالےٰ عنہ زندہ رہتے اور چالیس سال کی عمر کو پہنچتے تو نبی ہوتے۔ تو یہ لازم آتا کہ آپ خاتم النبیین نہ ہوں۔ رہا ابن حجر رح مکی کا قول۔ اور ان کی تاویل کہ قضیہ شرطیہ کے لئے۔ وقوع مقدم لازم نہیں۔ اور نووی رح اور ابن عبد البر رح کے انکار سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس قضیہ شرطیہ سے واقف نہ ہوں یہ کلام تو فرض وقوع مقدم پر ہے۔ اور معنوی لحاظ سے اس حدیث کے ایک اور حدیث بھی قریب ہے "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر رض ہوتے۔ اسے احمد رح نے اور حاکم رح نے عقبہ رض بن عامر سے مرفوعا روایت کیا ہے۔ ملا علی رح قاری فرماتے ہیں اگر ابراہیم رض زندہ ہوتے اور نبی ہوتے اور عمر رضی اللہ عنہ بھی نبی ہوتے تو ہر دو آپ کے متبعین سے ہوتے

وَمَعَ هٰذَا لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيْمُ وَصَارَ نَبِيًّا وَكَذَا لَوْ صَارَ عُمَرُ رض نَبِيًّا لَكَانَا مِنْ اَتْبَاعِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَعِيْسٰى وَالْخِضَرِ وَاِلْيَاسَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَلَا يُنَاقِضُ قَوْلَهٗ تَعَالٰى خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اِذِ الْمَعْنٰى اَنَّهٗ لَا يَاْتِيْ نَبِيٌّ بَعْدَهٗ يَنْسَخُ مِلَّتَهٗ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ اُمَّتِهٖ وَيُقَوِّيْ حَدِيْثُ لَوْ كَانَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ حَيًّا لَمَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِيْ

جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام۔ اور خضر علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام تو یہ اللہ تعالےٰ کے قول خاتم النبیین کے منافی نہیں۔ کیونکہ اس کا مقصد یہ ہے۔ کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہ آئے گا۔ جو آپ کی ملت کو منسوخ کردے۔ اور آپ کی امت سے نہ ہو جیسا کہ اس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔

۳۷۵۔ حَدِيْثُ لَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِي الْخِصْيَانِ خَيْرًا لَاَخْرَجَ مِنْ اَصْلَابِهِمْ ذُرِّيَّةً تُوَحِّدُ اللّٰهَ وَلٰكِنَّهٗ عَلِمَ اَنْ لَا خَيْرَ فِيْهِمْ فَاَجَبَّهُمْ يُرْوٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَرْفُوْعًا بِلَا سَنَدٍ وَلَا يَصِحُّ عِنْدَ اَحَدٍ وَكُلُّ مَا يَرِدُ فِيْهِ مِنْ مَدْحٍ وَقَدْحٍ بَاطِلٌ وَمَا يُنْسَبُ لِلْعَسْقَلَانِيْ

اگر اللہ یہ جانتا۔ کہ خصیوں میں کوئی بھلائی ہے تو ان کی پشت سے ذریت پیدا فرماتا۔ جو اللہ کی توحید بیان کرتی۔ اللہ تعالےٰ جانتا تھا۔ کہ ان میں کوئی بھلائی نہیں یہ ابن عباس رض سے مرفوعاً بلا سند روایت کی جاتی ہے۔ اور کسی کے نزدیک بھی صحیح نہیں۔ اور اس مضمون میں جتنی بھی تعریف یا برائی کی احادیث وارد ہیں سب باطل ہیں۔ اور اس مضمون میں عسقلانی کی جانب

فِیْهِمْ مُفْتَرًى بَلْ فِیْ مَنَاقِبِ الشَّافِعِیِّ لِلْبَیْهَقِیِّ اَرْبَعٌ لَا یَعْبَأُ اللّٰهُ بِهِمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ زُهْدُ خَصِیٍّ وَتُقًى جُنْدِیٍّ وَاَمَانَةُ امْرَاَةٍ وَعِبَادَةُ صَبِیٍّ وَهُوَ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْغَالِبِ ذَكَرَهُ السَّخَاوِیُّ ۔

جو نسبت کی جاتی ہے وہ افترا ہے بلکہ بیہقی رح کی مناقب شافعی رح میں ہے۔ چار شخصوں کی اللہ تعالے قیامت کے روز پروا نہ فرمائے گا۔ خصی کا زہد سپاہی کا تقوی عورت کی امانت اور بچے کی عبادت یہ اکثر احوال پر موقوف ہے۔ جیسا کہ سخاوی رح نے ذکر کیا ہے ۔

۳۷۶۔ حَدِیْثُ لَوْ كُشِفَ الْغِطَاءُ مَا ازْدَدْتُ یَقِیْنًا قَوْلُ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ قَیْسٍ عَلٰى مَا ذَكَرَهُ الْقُشَیْرِیُّ فِیْ رِسَالَتِهِ وَالْمَشْهُوْرُ اَنَّهُ مِنْ كَلَامِ عَلِیٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ وَقَدْ بَیَّنَّا مَعْنَاهُ فِیْ مَحَلِّهِ الْاَلْیَقِ بِهٖ ۔

اگر پردہ ہٹا دیا جاتا تو میرے یقین میں کوئی زیادتی نہ ہوتی۔ قشیری اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں۔ یہ عامر رح بن عبداللہ بن قیس کا قول ہے۔ اور مشہور یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا کلام ہے اور اس کے معنی ہم نے اس کے محل میں بیان کئے ہیں ۔

۳۷۷۔ حَدِیْثُ لَوْ كَانَتِ الدُّنْیَا دَمًا عَبِیْطًا اَیْ طَرِیًّا لَكَانَ قُوْتُ الْمُؤْمِنِ حَلَالًا وَفِیْ لَفْظٍ لَكَانَ نَصِیْبُ الْمُؤْمِنِ حَلَالًا قَالَ السَّخَاوِیُّ لَا یُعْرَفُ لَہٗ اِسْنَادٌ وَ

اگر دنیا تازہ خون ہوتی۔ تو مسلمان کی روزی ہوتی۔ اور حلال ہوتی۔ اور ایک روایت میں ہے۔ مومن کا حصہ ہوتی اور حلال ہوتی سخاوی رح کہتے ہیں۔ اس کی سند معلوم نہیں۔ زرکشی رح کہتے ہیں اس کی کوئی

قَالَ الزَّرْكَشِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ وَسَكَتَ عَنْهُ السُّيُوطِيُّ لَكِنْ مَعْنَاهُ صَحِيحٌ لِأَنَّهُ يَصِيرُ مُضْطَرًّا فَيَكُونُ أَكْلُهُ حَلَالًا ۔

نہیں، سیوطی رح نے اس سے سکوت اختیار کیا ہے۔ لیکن اس کے معنی صحیح ہیں، کیونکہ انسان مضطر ہو جاتا ہے اور وہ حلال ہو جاتی ہے ۔

۳۷۸۔ حَدِيثُ لَوْ كَانَ الْأَرُزُّ رَجُلًا لَكَانَ حَلِيمًا قَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ فِي الْهَدْيِ النَّبَوِيِّ هُوَ مَوْضُوعٌ وَتَبِعَهُ الْعَسْقَلَانِيُّ فَقَالَ هُوَ مَوْضُوعٌ وَإِنْ كَانَ يَجْرِي عَلَى الْأَلْسِنَةِ وَكَذَا أَحَادِيثُ الْأَرُزِّ مَوْضُوعَةٌ كُلُّهَا قُلْتُ قَدْ تَقَدَّمَ عَنْ عَلِيٍّ رَفَعَهُ سَيِّدُ طَعَامِ الدُّنْيَا اللَّحْمُ ثُمَّ الْأَرُزُّ أَخْرَجَهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الطِّبِّ النَّبَوِيِّ وَالدَّيْلَمِيُّ

اگر چاول آدمی ہوتا تو بردبار ہوتا۔ ابن قیم ہدی النبی میں فرماتے ہیں، یہ موضوع ہے اور عسقلانی رح نے بھی ان ہی کی اتباع کی ہے وہ فرماتے ہیں، یہ موضوع ہے اگرچہ لوگوں کی زبان پر جاری ہے۔ اسی طرح تمام چاول کی احادیث موضوع ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں حضرت علی رض سے مرفوعاً گذر چکا کہ تمام کھانوں کا سردار گوشت پھر چاول ہیں۔ ابو نعیم رح نے طب نبوی میں اور دیلمی رح نے اسے روایت کیا ہے ۔

۳۷۹ حَدِيثُ لَوْ كَانَ الْخَضِرُ حَيًّا لَزَارَنِي قَالَ الْحَافِظُ الْعَسْقَلَانِيُّ لَمْ يَثْبُتْ مَرْفُوعًا وَقَالَ الْحَافِظُ الْحَنِيضَرِيُّ لَا يُعْرَفُ لَهُ إِسْنَادٌ وَإِنَّمَا هُوَ مِنِ اخْتِلَاقِ بَعْضِ

اگر خضر زندہ ہوتے تو میری زیارت کرتے۔ عسقلانی رح فرماتے ہیں۔ یہ مرفوعاً ثابت نہیں۔ حافظ حنیضری رح فرماتے ہیں۔ اس کی سند معلوم نہیں۔ اور یہ بعض کذابین کے اختلاف کی بنا پر

لٰكِنْ إِنِ انْتَفٰى فَقَوْلُ الشَّيْخِ ابْنِ عَطَاءٍ فِيْ لَطَائِفِ الْمِنَنِ لَمْ يَتَعَقَّبْهُ أَهْلُ الْحَدِيْثِ مَحْمُوْلٌ عَلٰى عَدَمِ وُصُوْلِ كَلَامِ الْأَئِمَّةِ إِلَيْهِ وَقَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَشْرَبَهُمْ۔

ہے۔ شیخ ابن العطاء لطائف المنن میں فرماتے ہیں محدثین نے جو اس قول پر اعتراض نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ انہیں ائمہ کا کلام نہیں پہنچا۔ ورنہ اس کے مخرج کو جانتا ہے۔

۳۸۔ حَدِيْثُ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ قَالَ الصَّغَانِيُّ أَنَّهُ مَوْضُوْعٌ كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ لٰكِنْ مَعْنَاهُ صَحِيْحٌ فَقَدْ رَوَى الدَّيْلَمِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَرْفُوْعًا أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ لَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَلَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ النَّارَ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عَسَاكِرَ لَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا۔

اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ صغانی رح کہتے ہیں یہ موضوع ہے۔ لیکن اس کے معنیٰ صحیح ہیں، کیونکہ دیلمی رح نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نہ ہوتے تو نہ میں جنت پیدا کرتا نہ دوزخ۔ اور ابن عساکر رح کی روایت میں ہے کہ میں دنیا پیدا نہ کرتا۔

۳۹۔ حَدِيْثُ لَوْ مُنِعَ النَّاسُ عَنْ فَتِّ الْبَعْرِ لَفَتُّوْهُ وَقَالُوْا مَا نُهِيْنَا عَنْهُ إِلَّا وَفِيْهِ شَيْءٌ ذَكَرَهُ فِي الْإِحْيَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ أَجِدْهُ قُلْتُ وَيُؤْخَذُ مَعْنَاهُ مِنْ قَوْلِهِ

اگر لوگوں کو مینگنی مارنے سے منع کیا جاتا تو وہ ضرور مارتے۔ صحابہ کہتے ہیں ہمیں کسی شئے سے منع نہیں کیا گیا۔ مگر اس میں کچھ نہ کچھ عیب ضرور تھا۔ یہ روایت احیاء میں موجود ہے۔ عراقی رح کہتے ہیں۔ اس کا کہیں وجود نہیں۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں اس کے معنیٰ اس

تعالیٰ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ وَقَوْلُ الشَّيْطَانِ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخَالِدِيْنَ .

آیت سے ماخوذ ہیں کہ اس درخت کے قریب نہ جانا، اور شیطان کا یہ قول، کہ اللہ نے تمہیں اس درخت سے اس لئے منع کیا ہے کہ کہیں تم فرشتہ نہ بن جاؤ یا تم اس میں ہمیشہ نہ رہنے لگو،

۳۸۲ - حَدِيْثُ لَوْ وُزِنَ خَوْفُ الْمُؤْمِنِ وَرَجَاؤُهُ لَاعْتَدَلَا لَا أَصْلَ لَهُ فِي الْمَرْفُوْعِ وَإِنَّمَا يُؤْثَرُ عَنْ بَعْضِ السَّلَفِ كَمَا فِي الْمَقَاصِدِ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ لٰكِنْ قَالَ السُّيُوْطِيُّ أَخْرَجَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ فِي زَوَائِدِ الزُّهْدِ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ نَحْوَهُ بِلَفْظِ كَانَا سَوَاءً وَتَحْقِيْقُ مَعْنَاهُ فِي بَابِ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ فِي شَرْحِ عَيْنِ الْعِلْمِ .

اگر مومن کا خوف اور اس کی امید کو وزن کیا جاوے۔ تو برابر ہوں گے، اس کی مرفوع حدیث میں کوئی اصل نہیں، اور مقاصد میں ہے کہ یہ بعض سلف کے کلام سے نقل کیا گیا ہے، زرکشی کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں، سیوطی رح کہتے ہیں عبداللہ بن احمدؒ نے اسے زوائد الزہد میں ثابت البنانی کا قول بیان کیا ہے، اس کے معنی کی تحقیق باب الخوف والرجاء شرح عین العلم میں ہے .

فائدہ - ایک روایت میں آتا ہے، کہ ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے، در اصل ہر دو کا مقصد یہ ہے کہ ایمان کی دو شقیں ہیں، ایک خوف خداوندی دوسرے خدا سے رحمت کی امید، اگر خوف ہے اور اس کی رحمت کی امید نہیں اور اگر امید وار رحمت ہے۔ لیکن خوف نہیں تب بھی مومن نہیں۔ مومن کے دل

میں خوف ورجاء مساوی ہونے چاہئیں۔

۳۸۳۔ حَدِیْثُ لَوْ عَلِمَ النَّاسُ مَا فِی الْحِلْیَۃِ اشْتَرَوْھَا بِوَزْنِھَا ذَھَبًا رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ مِنْ حَدِیْثِ سَلَمَۃَ بْنِ سُلَیْمَانَ الْخَبَازِیِّ بِسَنَدِہٖ اِلٰی مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ مَرْفُوْعًا وَالْخَبَازِیُّ کَذَّابٌ ذَکَرَہُ السَّخَاوِیُّ وَقَالَ الزَّرْکَشِیُّ رَوَاہُ ابْنُ عَدِیٍّ مِنْ حَدِیْثِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَھُوَ ضَعِیْفٌ وَقَالَ السُّیُوْطِیُّ بَلْ ھُوَ مَوْضُوْعٌ۔

اگر لوگ یہ جان لیں۔ کہ عادات میں کیا خوبیاں ہیں تو اسے سونے سے وزن کرکے خریدیں۔ طبرانی رحمہ نے کبیر میں سلمۃ بن سلیمان الخبازی کی سند سے معاذ بن جبل رضہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ سخاوی رحمہ کہتے ہیں۔ خبازی کذاب ہے۔ زرکشی رحمہ کہتے ہیں۔ ابن عدیؒ نے اسے معاذ بن جبل رضہ سے روایت کیا ہے۔ اور یہ حدیث ضعیف ہے۔ سیوطی رحمہ کہتے ہیں بلکہ یہ موضوع ہے۔

۳۸۴۔ حَدِیْثُ اللِّوَاءِ یَحْمِلُہٗ عَلِیٌّ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ قَالَ الْاَنْطَاکِیُّ فِی حَاشِیَۃِ الشِّفَاءِ ذَکَرَہُ ابْنُ الْجَوْزِیِّ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ۔

جھنڈے کو قیامت کے روز علی رضہ اٹھائیں گے۔ انطاکی حاشیۃ الشفاء میں لکھتے ہیں۔ ابن الجوزی رحمہ نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔

۳۸۵۔ حَدِیْثُ لَیْسَ لِفَاسِقٍ غِیْبَۃٌ وَقَالَ السَّخَاوِیُّ بَعْدَ اِیْرَادِ حَدِیْثٍ فِیْ مَعْنَاہُ وَبِالْجُمْلَۃِ فَقَدْ قَالَ الْعُقَیْلِیُّ اِنَّہٗ لَیْسَ لِھٰذَا

فاسق کے لئے غیبت نہیں۔ سخاویؒ اس معنی کی حدیث نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں۔ عقیلی رحمہ کہتے ہیں۔ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔ قلانسی رحمہ کہتے ہیں یہ منکر ہے

الحَدِيثِ اَصْلٌ وَقَالَ الْعَلَائِيُّ اَنَّهُ مُنْكَرٌ اِنْتَهٰى وَقَالَ الْمَنُوفِيُّ وَحَسَّنَهُ الْهَرَوِيُّ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ فَقَدْ صَرَّحَ جَمْعٌ مِنْ مُحَقِّقِي الْحُفَّاظِ بِاَنَّهُ مُنْكَرٌ مَوْضُوْعٌ لَا اَصْلَ لَهُ قُلْتُ وَالْحَدِيثُ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَغَيْرُهُ مِنْ حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ مَرْفُوْعًا بِهٖ لٰكِنْ سَنَدُهُ ضَعِيفٌ وَهٰذَا مَعْنٰى قَوْلِ الْحَاكِمِ اَنَّهُ غَيْرُ صَحِيحٍ وَلَا مُعْتَمَدٍ وَاَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ وَفِي الشُّعَبِ اَيْضًا عَنْ اَنَسٍ رَفَعَهُ مَنْ اَلْقٰى جِلْبَابَ الْحَيَاءِ فَلَا غِيْبَةَ لَهُ قَالَ السُّهَيْلِيُّ اَنَّهُ لَيْسَ بِقَوِيٍّ وَقَالَ قَدْ مَرَّ فِي اِسْنَادِهٖ ضُعْفٌ اِنْتَهٰى فَيَحْصُلُ اَنَّهُ غَيْرُ مَوْضُوْعٍ بَلْ ضَعِيفٌ لِذَاتِهٖ اَوْ حَسَنٌ لِغَيْرِهٖ بِنَاءً عَلٰى تَعَدُّدِ طُرُقِهٖ ٭

منوفیؒ کہتے ہیں۔ اسے ہرویؒ نے حسن قرار دیا ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں، کیونکہ حفاظ کی ایک جماعت نے اس بات کی تصریح کی ہے۔ کہ یہ منکر ہے۔ موضوع ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں اس حدیث کو طبرانیؒ وغیرہ نے معاویہ رضؓ بن حیدہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ لیکن سند اس کی ضعیف ہے۔ اور حاکم کے قول کا بھی یہی مقصد ہے، کہ یہ صحیح نہیں اور نہ اعتماد کے قابل ہے۔ بیہقیؒ نے سنن اور شعب میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ جو حیا کی چادر اتار دے اس کی غیبت نہیں۔ سہیلیؒ کہتے ہیں یہ قوی نہیں۔ اور یہ گذر چکا کہ اس کی سند میں ضعف ہے۔ تو حاصل یہ نکلا کہ یہ موضوع نہیں بلکہ ضعیف لذاتہ یا حسن لغیرہ ہے۔ کیونکہ اس سندات متعدد ہیں ٭

۳۸۶ - حَدِيثُ لَيْسَ لِلْمُؤْمِنِ

مومن کے لئے خدا سے ملنے کے

رَاحَةٌ دُوْنَ لِقَاءِ رَبِّهِ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ لَهُ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ مِنْ قَوْلِهِ وَفِي الْمَرْفُوْعِ إِنَّمَا الْمُسْتَرِيْحُ مَنْ غُفِرَ لَهُ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ۔

علاوہ کوئی راحت نہیں۔ اسے محمد بن نصر نے قیام اللیل میں وہب رح بن منبہ سے ان کا قول نقل کیا ہے۔ اور مرفوعاً یہ مروی ہے کہ فائدہ میں وہ ہے جس کی مغفرت کر دی جائے۔

۳۸۷۔ حَدِيْثُ لِي مَعَ اللهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُ فِيْهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ يَذْكُرُهُ الصُّوْفِيَّةُ كَثِيْرًا وَهُوَ فِي رِسَالَةِ الْقُشَيْرِيِّ لٰكِنْ بِلَفْظِ لِي وَقْتٌ لَا يَسَعُنِي فِيْهِ غَيْرُ رَبِّي قُلْتُ وَيُؤْخَذُ مِنْهُ أَنَّهُ أَرَادَ بِالْمَلَكِ الْمُقَرَّبِ جِبْرِيْلَ وَبِالنَّبِيِّ الْمُرْسَلِ نَفْسَهُ الْجَلِيْلَ وَفِيْهِ إِيْمَاءٌ إِلَى مَقَامِ الْاِسْتِغْرَاقِ بِاللِّقَاءِ الْمُعَبَّرِ عَنْهُ بِالسُّكْرِ وَالْمَحْوِ وَالْفَنَاءِ۔

میرے لئے اللہ کے ساتھ ایسا وقت ہے۔ جس میں نہ تو کوئی مقرب فرشتہ پہنچ سکتا ہے، اور نہ کوئی نبی مرسل۔ اس کا اکثر صوفیا تذکرہ کرتے ہیں۔ اور یہ رسالہ قشیری میں ان الفاظ کے ساتھ ہے، میرے لئے ایک ایسا وقت ہے جس میں میرے پاس خدا کے سوا کوئی نہیں آ سکتا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ فرشتہ مقرب سے مراد جبرئیل اور نبی مرسل سے مراد خود آپ کی ذات ہے اور اس میں اشارہ مقام استغراق کی طرف ہے جسے آپ سکر، محو اور فنا سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

حَرْفُ الْمِيْمِ

۳۸۸۔ حَدِيْثُ مَا أَخَافُ عَلَى

میں اپنی امت پر کسی شے کا اتنا خوف نہیں

أُمَّتِي فِتْنَةً أَخْوَفُ عَلَيْهَا مِنَ النِّسَاءِ وَالْخَمْرِ بَيَّضَ لَهُ السَّخَاوِيُّ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ الرَّبِيعِ إِمَّا لَفْظُهُ فَلَمْ أَجِدْهُ مُسْنَدًا وَأَمَّا شَوَاهِدُهُ فَكَثِيْرَةٌ جِدًّا نَعَمْ عِنْدَ الدَّيْلَمِيِّ بِلَا سَنَدٍ عَنْ عَلِيٍّ رَفَعَهُ مَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي فِتْنَةً أَخْوَفَ عَلَيْهَا مِنَ النِّسَاءِ وَالْخَمْرِ ●

کرتا۔ جتنا عورتوں اور شراب کا، سخاوی رح نے اس کی سرخی بنائی ہے۔ اور اس پر کوئی کلام نہیں کیا۔ ابن الربیع رح کہتے ہیں۔ میں اس کے الفاظ بالسند نہیں پاتا۔ لیکن اس کے شواہد بہت سے ہیں۔ دیلمی رح میں حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مرفوعاً بلاسند یہ روایت مروی ہے ●

۳۸۹ - حَدِيثُ مَا أَعْلَمُ مَا خَلْفَ جِدَارِي هٰذَا قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ ●

میں نہیں جانتا۔ میری اس دیوار کے پیچھے کیا ہے۔ عسقلانی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ●

۳۹۰ - حَدِيثُ مَا أَفْلَحَ سَمِيْنٌ مِنْ كَلَامِ الشَّافِعِيِّ وَقَالَ الْإِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَذٰلِكَ لِأَنَّهُ لَا يَخْلُو الْعَاقِلُ مِنْ أَنْ يَهْتَمَّ لِآخِرَتِهِ أَوْ لِدُنْيَاهُ وَالشَّحْمُ لَا يَنْعَقِدُ مَعَ الْهَمِّ وَإِذَا خَلَا مِنْهُمَا صَارَ فِي حَدِّ الْبَهَائِمِ وَأَنْشَدُوا لِلشَّيْخِ سَيْفِ الدِّيْنِ الْبَاخَرْزِيِّ

نہیں کامیاب ہوا موٹا۔ یہ امام شافعی رح کا کلام ہے۔ امام محمد بن الحسن فرماتے ہیں۔ یہ اس بنا پر ہے۔ کہ عاقل دنیا و آخرت کی تہمت سے بری نہیں ہوتا۔ اور موٹا کسی کوشش میں مشغول نہیں ہوتا۔ اور جب وہ دین و دنیا دونوں کی کوششوں سے خالی ہوا۔ تو چوپایوں کی حد میں

البخاری۔ شعر

يقولون اجسام المحبين نضوة
وانت سمين لست غير مراقي
فقال لان الحب خالف طبعهم
ووافقه طبعي فصار غذائي

داخل ہوگیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ عاشقوں کے جسم لاغر ہیں کہ دیکھے نہیں جاتے اور تو موٹا ہے تو اس نے کہا کہ یہ اس وجہ سے کہ محبت ان کی طبیعت کے خلاف ہے! اور وہ میری طبیعت کے موافق ہے اس لئے میری غذا ہو گئی:

۳۹۱ - حديث ما افلح صاحب عيال قط رواه الديلمي بسنده عن ابي هريرة مرفوعا به وقال ابن عدي هو عن النبي عليه السلام منكر انما هو من كلام ابن عيينة۔

عیال دار کبھی کامیاب نہیں ہوا اسے دیلمی رح نے باسند حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ ابن عدی رح کہتے ہیں یہ حضورؐ سے روایت کرنا منکر ہے۔ بلکہ یہ سفیان بن عیینہ کا قول ہے۔

۳۹۲ - حديث ما انصف القارئ المصلي قال العسقلاني لا اعرفه ويغني قوله عليه الصلوة والسلام لا يجهر بعضهم على بعض بالقرآن وهو صحيح من حديث البياضي في الموطا وابي داود وغيرهما۔

نماز پڑھنے والے قاری نے کتنا انصاف کیا۔ عسقلانی رح کہتے ہیں میں اسے نہیں پہچانتا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ ایک دوسرے پر قرآن زور سے نہ پڑھو۔ یہ صحیح ہے بیاضی رح سے موطا اور ابوداؤد وغیرہ میں مروی ہے۔

۳۹۳ - حديث ما اوتي قوم

جس قوم کو منطق عطا کی گئی اس نے عمل

بِ الْمَنْطِقِ اِلَّا مَنَعُوا الْعَمَلَ كَذَا فِی الْاِحْیَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِیُّ لَمْ اَجِدْ لَهٗ اَصْلًا وَلَعَلَّ الْمُرَادُ بِالْمَنْطِقِ الْجَدَلُ

کو چھوڑ دیا۔ یہ احیاء میں ہے عراقی رح کہتے ہیں میں اس کی کوئی اصل نہیں پاتا اور ہو سکتا ہے منطق سے مراد جھگڑا ہو۔

۳۹۴۔ حَدِیْثُ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَلِیٍّ جَاهِلٍ وَلَوِ اتَّخَذَهٗ لَعَلَّمَهٗ یَعْنِی لَوْ اَرَادَ اتِّخَاذَهٗ وَلِیًّا لَعَلَّمَهٗ ثُمَّ اتَّخَذَهٗ وَلِیًّا وَاِذَا اتَّخَذَهٗ وَلِیًّا لَعَلَّمَهٗ وَالْمَعْنَی الْاَوَّلُ لِلسَّالِكِیْنَ الْمُرِیْدِیْنَ وَالثَّانِیْ لِلْمَجْذُوْبِیْنَ الْمُرَادِیْنَ لٰكِنْ لَفْظُهٗ لَیْسَ بِثَابِتٍ وَقَدْ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْهِ مَرْفُوْعًا۔

اللہ تعالیٰ کسی جاہل کو دوست نہیں بناتا۔ اگر کسی کو دوست بنانا چاہتا ہے تو اسے علم دیتا ہے۔ پھر اسے دوست بناتا ہے۔ اور جب اسے دوست بنا لیتا ہے، تو تعلیم دیتا ہے پہلے جملہ سے مراد سالکین مریدین اور دوسرے سے مراد مجذوبین ہیں، لیکن اس کے الفاظ ثابت نہیں۔ سخاوی رح کہتے ہیں میں اس سے مرفوعاً واقف نہیں۔

۳۹۵۔ حَدِیْثُ مَا اسْتَرْذَلَ الْعَبْدُ عَبْدًا اِلَّا حَظَرَ عَلَیْهِ الْعِلْمَ وَالْاَدَبَ قَالَ فِی الْمِیْزَانِ هُوَ بَاطِلٌ

جب کوئی بندہ بندے کو ذلیل کرنا چاہتا ہے تو اس پر علم و ادب کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے ذہبی رح میزان میں فرماتے ہیں یہ باطل ہے۔

۳۹۶۔ حَدِیْثُ مَا بُدِئَ بِشَیْءٍ یَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ اِلَّا وَقَدْ تَمَّ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَمْ اَقِفْ لَهٗ عَلٰی اَصْلٍ وَیُعَارِضُهٗ حَدِیْثُ جَابِرٍ

بدھ کے روز جو بھی کام شروع کیا جائے پورا ہو جاتا ہے۔ سخاوی کہتے ہیں میں اس کی اصل سے واقف نہیں، اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث جو مرفوعاً مروی

مَرْفُوْعًا يَوْمُ الْاَرْبَعَاءِ يَوْمُ نَحْسٍ	ہے، اس کے مخالف ہے، کہ بدھ کا روز
مُسْتَمِرٌّ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ	نحس ہے۔ طبرانی رح نے اسے اوسط میں
وَهُوَ ضَعِيْفٌ اِنْتَهٰى وَفِيْهِ اَنَّ	روایت کیا ہے۔ اور یہ ضعیف ہے
مَعْنَاهُ كَانَ يَوْمًا نَحْسًا مُسْتَمِرًّا	اور ہو سکتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہو
عَلَى الْكُفَّارِ فَمَفْهُوْمُهٗ اَنَّهٗ سَعْدٌ	کہ یہ کفار کے لئے نحس ہے۔ اور نیک
مُسْتَقِرٌّ عَلَى الْاَبْرَارِ وَقَدْ اِعْتَمَدَ	لوگوں کے لئے مستقل طور پر سعد ہے
مِنْ اَئِمَّتِنَا صَاحِبُ الْهِدَايَةِ عَلٰى	اور ہمارے ائمہ میں سے صاحب ہدایہ
هٰذَا الْحَدِيْثِ وَكَانَ يَعْمَلُ بِهٖ	نے اس پر عمل کیا۔ کہ وہ اپنے درس
فِي ابْتِدَاءِ دَرْسِهٖ وَقَدْ قَالَ	کی ابتدار اسی روز کرتے، عسقلانی رح
الْعَسْقَلَانِيُّ بَلَغَنِيْ عَنْ بَعْضِ	فرماتے ہیں بعض صلحار سے جن سے میں ملا ہوں
الصَّالِحِيْنَ مِمَّنْ لَقِيْنَاهُ اِنَّهٗ	یہ خبر پہنچی ہے۔ کہ بدھ کے روز نے اللہ تعالے
قَالَ اِشْتَكَتِ الْاَرْبَعَاءُ اِلَى اللّٰهِ	سے شکایت کی۔ کہ لوگ اس سے بدفالی لیتے
تَعَالٰى تَشَاءَمُ النَّاسُ بِهَا فَمَنَحَهَا	ہیں۔ اسے یہ چیز عطا کی گئی کہ جو کام بھی اس روز
اَنَّهَا مَا تُبْدِئُ بِشَيْءٍ اِلَّا وَتَمَّ وَ	شروع کیا جائے وہ پورا ہو جائے۔ اور اللہ
اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ ۔	تعالیٰ زیادہ جانتا ہے ؛
۳۹۷ - حَدِيْثُ مَا اَبْعَدَ طَرِيْقَ	جو راستہ دوست کی طرف لے جاتا
اَدّٰى اِلٰى صَدِيْقٍ مِنْ كَلَامِ ذِي	ہے، وہ کتنا دور ہے۔ یہ ذی النون مصری
النُّوْنِ الْمِصْرِيِّ وَفِيْ مَعْنَاهُ مَا	کا کلام، معنی اس کے یہ ہیں کہ دوست تک
تَبَعَّدَ مَصِيْرٌ عَنْ حَبِيْبٍ ۔	پہنچنے کی راہ کتنی بعید ہے ۔

۳۹۸۔ حَدِیْثُ مَا بَکَیْتُ مِنْ دَهْرٍ إِلَّا بَکَیْتُ عَلَیْهِ هُوَ مِنْ کَلَامِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمَعْنَاهُ ۔

میں زمانہ کے باعث نہیں رویا، بلکہ زمانہ پر رویا ہوں۔ وہ ابن عباسؓ کے کلام کے معنی ہیں۔

۳۹۹۔ حَدِیْثُ مَا تَرَکَ الْقَاتِلُ عَلَی الْمَقْتُوْلِ مِنْ ذَنْبٍ قَالَ ابْنُ کَثِیْرٍ فِیْ تَارِیْخِهٖ إِنَّهٗ لَا یُعْرَفُ لَهٗ أَصْلٌ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَمَعْنَاهُ صَحِیْحٌ کَمَا أَخْرَجَهُ ابْنُ حِبَّانَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا بِلَفْظِ إِنَّ السَّیْفَ مَحَّاءٌ لِلْخَطَایَا وَلِلْبَیْهَقِیِّ فِیْ حَدِیْثٍ مَرْفُوْعٍ اَلْقَتْلٰی ثَلَاثَةٌ فَذَکَرَهٗ إِلٰی أَنْ قَالَ فِی الرَّجُلِ الْمُؤْمِنِ الْمُقْتَرِفِ عَلٰی نَفْسِهٖ الْمَقْتُوْلِ فِی الْجِهَادِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی إِنَّ السَّیْفَ مَحَّاءٌ لِلْخَطَایَا وَفِی الْمُنَافِقِ الْمَقْتُوْلِ فِی الْجِهَادِ إِنَّ السَّیْفَ لَا یَمْحُو النِّفَاقَ وَقَالَ السُّیُوْطِیُّ حَدِیْثُ السَّیْفِ مَحَّاءٌ لِلْخَطَایَا أَخْرَجَهٗ أَحْمَدُ وَابْنُ حِبَّانَ فِیْ

قاتل نے مقتول پر کوئی گناہ نہیں چھوڑا ابن کثیر اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں۔ ان الفاظ کے ساتھ کوئی اصل نہیں پہچانی جاتی۔ لیکن اس کے معنی صحیح ہیں۔ جیسا کہ ابن حبانؒ نے ابن عمرؓ سے ان الفاظ کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ تلوار گناہوں کو مٹانے والی ہے۔ اور بیہقی رحؒ نے مرفوع حدیث میں روایت کیا ہے۔ کہ مقتول تین ہیں حتیٰ کہ بیہقی رحؒ نے اس مومن کے بارے میں جس نے اپنے نفس پر زیادتی کی ہو۔ اور وہ جہاد فی سبیل اللہ میں مقتول ہو کہ تلوار گناہوں کو مٹانے والی ہے، اور اس منافق کے بارے میں جو جہاد میں مقتول ہو جائے یہ روایت ہے کہ تلوار نفاق کو نہیں مٹاتی سیوطی رحؒ کہتے ہیں یہ حدیث کہ تلوار گناہوں کو مٹانے والی ہے اسے احمدؒ اور ابن حبانؒ نے عتبہ بن عبید

مِنْ حَدِيْثِ عُتْبَةَ بْنِ عُبَيْدٍ وَ
اَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ
عَائِشَةَ قَتْلُ الصَّبْرِ لَا يَمُرُّ عَلٰى
ذَنْبٍ اِلَّا مَحَاهُ وَاَخْرَجَهُ سَعِيْدُ بْنُ
مَنْصُوْرٍ مِنْ مُرْسَلِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ
مَنْ قُتِلَ صَبْرًا كَانَ كَفَّارَةً
لِخَطَايَاهُ وَاَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي
الشُّعَبِ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ قَالَ مَنْ
قُتِلَ مَظْلُوْمًا كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْهُ كُلَّ
ذَنْبٍ قَالَ وَذٰلِكَ فِي الْقُرْاٰنِ
اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْءَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ
انْتَهٰى وَفِي اسْتِدْلَالِهٖ بِالْقُرْاٰنِ
بَحْثٌ ظَاهِرُ الْعِيَانِ ۔

سے روایت کیا ہے، ابونعیم اور دیلمی رح نے
عائشہ رض سے روایت کیا ہے، باندھ کر قتل
کرنا مقتول نے جو بھی گناہ کیا ہے۔ اسے
معاف کر دیتا ہے بسعید بن منصور نے عمرو بن
شعیب سے مرسلاً روایت کیا ہے۔ جو باندھ
کر قتل کیا جائے، اس کے گناہوں کا کفارہ
ہو جاتا ہے بیہقی رح نے شعب الایمان میں
اوزاعی رح سے روایت کیا ہے۔ جو مظلوم قتل کیا
جائے اللہ تعالیٰ اس کے ہر گناہ کو مٹا دیتا ہے
اور یہ قرآن میں بھی موجود ہے میں تیرے اور
اپنے دونوں کے گناہ سمیٹنے کا ارادہ کرتا
ہوں۔ اور قرآن سے یہ استدلال کرنا
بحیثیت الفاظ ہے۔

٤٠٠ - حَدِيْثُ مَا تَعَاظَمَ عَلٰى
اَحَدٍ مَرَّتَيْنِ هُوَ مِنْ كَلَامِ غَيْرِ وَاحِدٍ
مِنَ السَّلَفِ فَفِي الْمُجَالَسَةِ
لِلدِّيْنَوَرِيِّ عَنِ الْاَصْمَعِيِّ قَالَ قَالَ
اَعْرَابِيٌّ مَا اَتَاهُ عَلٰى اَحَدٍ مَرَّتَيْنِ
قِيْلَ وَكَيْفَ ذٰلِكَ قَالَ لِاَنَّهُ اِذَا

کسی پر دو مرتبہ آنا کتنا بڑا ظلم
ہے۔ یہ بہت سے اسلاف کا
کلام ہے۔ دینوری رح کی مجالسہ
میں اصمعی رح سے مروی ہے، کہ
ایک اعرابی نے کہا میں کسی کے
پاس دوبارہ نہیں آتا۔ اس سے

أتاه على مرة لم أعد إليه قلت ومما يؤيد معناه حديث لا يلدغ المؤمن من جحر مرتين عن الأصمعي أيضا قال لي رجل ما رأيت ذا كبر قط إلا تحول داؤه في يريد أني أتكبر عليه .

دریافت کیا گیا یہ کیسے۔ اس نے جواب دیا جب میں کسی کے پاس ایک بار آجاتا ہوں۔ تو اس کے پاس دوبارہ نہیں جاتا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ اس کی تائید یہ حدیث بھی کرتی ہے مومن ایک بھٹ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا نیز اصمعی سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے جب بھی کسی متکبر شخص کو دیکھا تو اس کی بیماری میری طرف منتقل ہو جاتی ہے یعنی میں اس پر تکبر کرنے لگتا ہوں۔

۴۰۱ - حديث ما خلا جسد من حسد قال السخاوي لم أقف عليه بلفظه وقد ورد معناه في نزهة الحفاظ لأبي موسى المدني بسنده عن أنس مرفوعا في حديث طويل كل بني آدم حسود وسنده ضعيف .

کوئی جسم حسد سے خالی نہیں۔ سخاوی کہتے ہیں، میں ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث سے واقف نہیں۔ اور اس کے معنی نزہۃ الحفاظ میں ابو موسیٰ المدنی کی سند سے حضرت انس رض سے ایک طویل حدیث میں مرفوعاً مروی ہے۔ ہر بنی آدم حاسد ہے۔ اور اس کی سند ضعیف ہے۔

۴۰۲ - حديث ما خلا قصير من حكمة ولا طويل من حماقة قال السخاوي لم أقف عليه لكن ورد عن عائشة مرفوعا جعل الخير كله في الربعة يعني

کوئی پستہ قد حکمت سے اور کوئی لمبا قد حماقت سے خالی نہیں ہوتا۔ سخاوی کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرفوعاً مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ

الْمُعْتَدِلِ الَّذِيْ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ اَيْ لَا بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ بِاَنْ يَكُوْنَ مَيْلُهٗ اِلَى الطُّوْلِ كَمَا صَحَّ فِيْ شَمَائِلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَفَعَهٗ اَنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْهَوَجَ فِي الطُّوَالِ وَالْهَوَجُ بِفَتْحَتَيْنِ اَلْحُمْقُ وَهُوَ بِالضَّمِّ قِلَّةُ الْعَقْلِ ۔

نے تمام بھلائی ربعہ یعنی معتدل میں رکھی ہے۔ اور ربعہ وہ ہوتا ہے جو نہ بہت لمبا ہو اور نہ بہت چھوٹا۔ بلکہ اس کا قد کچھ لمبائی کی جانب مائل ہو۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں۔ یہ صحیح طور پر ثابت ہے۔ حسن رضہ بن علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ کہ اللہ تبارک و تعالےٰ نے حماقت کو لمبائی میں رکھا ہے ؛

۴۰۳۔ حَدِيْثُ مَا رَفَعَ اَحَدٌ اَحَدًا فَوْقَ قَدْرِهٖ اِلَّا وَاتَّضَعَ عِنْدَهٗ مِنْ قَدْرِهٖ بِاَزْيَدَ لَيْسَ فِي الْمَرْفُوْعِ لٰكِنْ جَاءَ نَحْوُهٗ فِيْ مَنَاقِبِ الشَّافِعِيِّ لِلْبَيْهَقِيِّ مَا اَكْرَمْتُ اَحَدًا فَوْقَ مِقْدَارِهٖ اِلَّا اتَّضَعَ مِنْ قَدْرِيْ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارِ مَا اَكْرَمْتُهٗ ۔

کسی نے کسی کو اس کی حیثیت سے اوپر نہیں اٹھایا۔ مگر اس کی حیثیت اس کی نظروں میں گر گئی۔ یہ مرفوعاً مروی نہیں بلکہ بیہقی رح کے مناقب شافعی رح میں اس قسم کا قول موجود ہے۔ میں نے کسی کی اس کی مقدار سے زیادہ عزت نہیں کی۔ مگر میں جتنا اس کا اکرام کرتا تھا۔ اتنی ہی اس کے دل میں میری قدر کم ہو گئی ؛

۴۰۴۔ حَدِيْثُ مَا ذَاقَ مَجَالِسَ بِمُحَابِيْنَ اَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ بِلَا سَنَدٍ

محبت کرنے والوں کے ساتھ مجلس نے مزا نہیں اٹھایا۔ اسے دیلمی رح نے بلا سند حسن

عَنِ الْحَسَنِ بِہٖ مَرْفُوْعًا اَخْرَجَہُ الْبَیْہَقِیُّ فِی الشُّعَبِ مِنْ قَوْلِ ذِی النُّوْنِ الْمِصْرِیِّ بِمَعْنَاہُ ۔

سے مرفوعاً روایت کیا ہے بیہقیؒ نے شعب الایمان میں ذی النون مصری کا قول اسی معنی میں نقل کیا ہے۔

۴۰۵۔ حَدِیْثُ مَا عَاقَبْتَ مَنْ عَصَی اللّٰہَ فِیْکَ بِمِثْلِ اَنْ یُّطِیْعَ اللّٰہَ فِیْہِ بَیَّضَ لَہُ السَّخَاوِیُّ وَلَمْ یَتَکَلَّمْ عَلَیْہِ ۔

جس نے اللہ کی تیرے بارے میں نافرمانی کی میں نے اسے اتنی سزا نہیں دی جتنا اللہ کی اطاعت میں اسے اجر دیا۔ سخاویؒ نے اس کی سرخی باندھی ہے لیکن اس پر کوئی کلام نہیں کیا۔

۴۰۶۔ حَدِیْثُ مَا عِنْدَ اللّٰہِ بِشَیْءٍ اَعْظَمُ مِنْ جَبْرِ الْقُلُوْبِ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَا اَعْرِفُہٗ فِی الْمَرْفُوْعِ

دلوں کے جوڑنے سے زیادہ کوئی بڑی شے اللہ کے نزدیک کوئی نہیں ہے۔ سخاویؒ کہتے ہیں میں اسے مرفوعاً نہیں پہچانتا۔

۴۰۷۔ حَدِیْثُ مَا عَزَلَ مَنْ وَلِیَ وَلَدَہٗ قَالَ شَیْخُنَا لَا اَصْلَ لَہٗ قُلْتُ بَلْ ہُوَ مَوْضُوْعٌ فِیْ مَبْنَاہُ وَبَاطِلٌ فِیْ مَعْنَاہُ ۔

کسی ولی نے اپنے بیٹے کو معزول نہیں کیا۔ ہمارے شیخ فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ملا علی قاری فرماتے ہیں میرے نزدیک یہ موضوع ہے اور معنیً بھی باطل ہے۔

۴۰۸۔ حَدِیْثُ مَا عَزَّتِ النِّیَّۃُ فِی الْحَدِیْثِ اِلَّا شَرَفَہٗ قَالَ الْخَطِیْبُ لَا یُحْفَظُ مَرْفُوْعًا وَاِنَّمَا ہُوَ قَوْلُ ابْنِ ہَارُوْنَ ۔

حدیث کی نیت نے جتنی عزت کی، خدا تعالیٰ نے اسے شرف بخشا۔ خطیبؒ کہتے ہیں یہ مرفوعاً ثابت نہیں بلکہ ابن ہارون کا قول ہے۔

۴۰۹۔ حَدِیْثُ مَا عَزَّ شَیْءٌ

جس شے کی زیادہ عزت کی گئی وہی

اِلاَّدَهَانَ وَهُوَمَعْنَی الْحَدِیْثِ	ذلیل ہوئی۔ یا ایک حدیث صحیح کے معنی ہیں۔ جو
الصَّحِیْحِ عَنْ اَنَسٍ حَقٌّ عَلَی اللّٰهِ اَنْ	انسؓ سے مروی ہے کہ اللہ پر یہ فرض ہے کہ دنیا میں
لَا یَرْفَعَ شَیْئٌ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا وَضَعَهٗ	جب کوئی شئے بلند کی جاتی ہے تو اسے گرا دیتا ہے
اَخْرَجَهُ الْبُخَارِیُّ ۔	اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔
۴۱۰۔ حَدِیْثُ مَا فَضَلَکُمْ اَبُوْبَکْرٍ	ابوبکرؓ کی فضیلت نماز اور روزے کی وجہ
بِفَضْلِ صَوْمٍ وَلَا صَلٰوۃٍ وَلٰکِنْ	سے نہیں۔ لیکن وہ تو اس شئے کی بنا پر ہے جو
بِشَیْئٍ وَقَرَ فِیْ قَلْبِهٖ اَیْ سَکَنَ وَ	ان کے دل میں ذکر خداوندی کی بنا پر راسخ
ثَبَتَ وَاسْتَمَرَّ وَاسْتَقَرَّ مِنْ ذِکْرِ	ہو گئی تھی۔ یہ حدیث احیاء میں ہے، عراقی
الرَّبِّ وَهُوَ فِی الْاِحْیَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِیُّ	کہتے ہیں۔ میں نے اسے مرفوعاً نہیں
لَمْ اَجِدْهُ مَرْفُوْعًا وَهُوَ عِنْدَ	پایا۔ لیکن حکیم رحمہ اللہ تعالیٰ ترمذیؒ
الْحَکِیْمِ التِّرْمِذِیِّ فِی النَّوَادِرِ مِنْ	کی نوادر میں یہ بکر بن عبداللہ المزنی کا
قَوْلِ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِیِّ ۔	قول ہے۔
۴۱۱۔ حَدِیْثُ مَا کَثُرَ اَذَانُ	جب کسی شہر میں اذانیں زیادہ ہوتی ہیں
بَلْدَۃٍ اِلَّا قَلَّ بَرْدُهَا اَخْرَجَهُ الدَّیْلَمِیُّ	تو اس کی سردی کم ہو جاتی ہے۔ اسے دیلمیؒ
بِلَا سَنَدٍ عَنْ عَلِیٍّ وَفِی اللَّآلِیْ	نے بلا سند حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے لآلی میں ہے
حَدِیْثُ مَا مِنْ مَدِیْنَۃٍ یَکْثُرُ اَذَانُهَا	یہ حدیث کہ جب کسی شہر میں اذانیں زیادہ ہوتی ہیں۔ تو
اِلَّا قَلَّ بَرْدُهَا مَوْضُوْعٌ ۔	اس کی سردی کم ہو جاتی ہے۔ یہ موضوع ہے۔
۴۱۲۔ حَدِیْثُ مَا کُلَّ مَرَّۃٍ تَسْلَمُ	ہر بار مٹکا سالم رہتا ہے۔ یہ
الْجَرَّۃُ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ ۔	حدیث نہیں ہے۔

۴۱۳ - حَدِيْثُ مَا امْتَلَأَتْ دَارٌ مِنَ الدُّنْيَا حَبْرَةً إِلَّا امْتَلَأَتْ مِنْهَا عِبْرَةً قَالَ الْعِرَاقِيُّ رَوَاهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ كَثِيْرٍ مُرْسَلًا وَالْحَبْرَةُ بِفَتْحِ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَسُكُوْنِ الْمُوَحَّدَةِ السُّرُوْرُ وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُوْنَ أَيْ يُسَرُّوْنَ وَالْعَبْرَةُ الدَّمْعُ السَّائِلُ ۔

دنیا کا کوئی گھر نعمتوں سے جب بھی بھرتا ہے۔ تو وہ عبرت سے بھر جاتا ہے۔ عراقی رح کہتے ہیں۔ اسے ابن المبارک نے یحیی رح بن کثیر سے مرسلاً روایت کیا ہے۔ اور حبرہ کے معنی خوشی کے ہیں۔ اسی سے اللہ تعالے کا قول ہے "وہ باغ میں خوش ہوں گے"، اور عبرت سے مراد بہنے والا آنسو۔

۴۱۴ - حَدِيْثُ مَا مِنْ لَيْلَةٍ إِلَّا يُنَادِي مُنَادٍ يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ مَنْ تَغْبِطُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ أَهْلَ الْمَسَاجِدِ الخ لَمْ يُوْجَدْ لَهُ أَصْلٌ ۔

کوئی رات ایسی نہیں گذرتی جب کہ منادی یہ ندا نہ کرتا ہو۔ کہ اہل قبور تم کس سے رشک کرتے ہو۔ تو وہ جواب دیں گے اہل مساجد سے اس کی کوئی اصل نہیں۔

۴۱۵ - حَدِيْثُ مَا مِنْ جَمَاعَةٍ اجْتَمَعَتْ إِلَّا وَفِيْهِمْ وَلِيُّ اللهِ لَا هُمْ يَدْرُوْنَ بِهِ وَلَا هُوَ يَدْرِيْ بِنَفْسِهِ لَا أَصْلَ لَهُ وَهُوَ كَلَامٌ بَاطِلٌ فَإِنَّ الْجَمَاعَةَ قَدْ تَكُوْنُوْنَ فُجَّارًا يَمُوْتُوْنَ عَلَى الْكُفْرِ وَالْفُجُوْرِ

کوئی جماعت ایسی نہیں جب وہ جمع ہو تو اس میں ایک نہ ایک ولی ضرور ہوتا ہے جسے نہ تو لوگ جانتے ہیں۔ اور نہ وہ خود اپنے آپ کو پہچانتا ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ کلام باطل ہے۔ کیونکہ جماعت تو فجار کی بھی ہوتی ہے۔ جو کفر پر مر جاتے ہیں۔ اگر

كَذَا ذَكَرَهُ بَعْضُهُمْ وَلَوْ صَحَّ سَنَدُهُ فَبَابُ التَّاوِيلِ وَاسِعٌ عِنْدَ هُمْ.	اس کی صحیح سند ہو، تو تاویل کا دروازہ بہت وسیع ہے۔
۴۱۶۔ حَدِيثُ مَا مِنْ نَبِيٍّ نُبِّئَ اِلَّا بَعْدَ الْاَرْبَعِيْنَ قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ اَنَّهُ مَوْضُوعٌ ذَكَرَهُ الزَّرْكَشِيُّ وَ سَكَتَ عَنْهُ السُّيُوطِيُّ قُلْتُ وَيُعَارِضُهُ نَصُّ قَوْلِهِ تَعَالٰى فِيْ يَحْيٰى وَاٰتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا وَفِيْ يُوْسُفَ وَاَوْحَيْنَا اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا الْاٰيَةَ وَلَوْ ثَبَتَ يُحْمَلُ عَلَى الْغَالِبِ	جو بھی نبی بنایا گیا ہے وہ چالیس سال کی عمر میں بنایا گیا ہے۔ زرکشی کہتے ہیں ابن الجوزی کا قول ہے یہ موضوع ہے۔ اور سیوطی رح نے اس سے سکوت اختیار کیا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ قرآن کی بھی معارض ہے اللہ تعالیٰ یحیی علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں، ہم نے انہیں حکم بچپن میں دیا۔ اور یوسف کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے واوحینا الیہ لتنبئنہم بہذا۔ الآیۃ۔ اگر یہ ثابت بھی ہو جائے تو اکثریت پر محمول ہوگا۔
۴۱۷۔ حَدِيثُ مَا النَّارُ فِي الْيَبْسِ بِاَسْرَعَ مِنَ الْغِيْبَةِ فِيْ حَسَنَاتِ الْعِبَادِ ذَكَرَهُ فِي الْاِحْيَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ اَجِدْ لَهُ اَصْلًا وَالْيَبَسُ بِفَتْحَتَيْنِ وَبِضَمٍّ فَسُكُوْنٍ اَلْيَابِسُ وَالْمُرَادُ بِهِ الْحَطَبُ الْيَابِسُ وَنَحْوُهُ۔	خشک چیزوں میں غیبت سے زیادہ بندے کی نیکیوں پر آگ اثر نہیں کرتی اسے غزالی رح نے احیاء میں ذکر کیا ہے۔ عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں، یبس سے مراد خشک لکڑی ہے۔
۴۱۸۔ حَدِيثُ مَا وَسِعَنِيْ اَرْضِيْ وَلَا سَمَائِيْ وَلٰكِنْ وَسِعَنِيْ قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ فِي الْاِحْيَاءِ وَ	مجھے میری زمین اور میرے آسمان نے وسعت نہیں دی، لیکن مومن بندے کے قلب نے مجھے وسعت دی ہے، یہ حدیث احیاء میں ہے

قَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ أَرَ لَهُ أَصْلًا وَقَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ هُوَ مَذْكُورٌ فِي الْإِسْرَائِيلِيَّاتِ وَلَيْسَ لَهُ إِسْنَادٌ مَعْرُوفٌ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفِي الذَّيْلِ وَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَعْنَاهُ وَسِعَ قَلْبُهُ الْإِيمَانَ بِي وَمَحَبَّتِي وَإِلَّا فَالْقَوْلُ بِالْحُلُولِ كُفْرٌ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ وَضَعَهُ الْمَلَاحِدَةُ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ أَخْرَجَ أَحْمَدُ فِي الزُّهْدِ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ إِنَّ اللهَ فَتَحَ السَّمٰوَاتِ لِحِزْقِيلَ حَتّٰى نَظَرَ إِلَى الْعَرْشِ فَقَالَ حِزْقِيلُ سُبْحَانَكَ مَا أَعْظَمَ شَأْنَكَ يَا رَبِّ فَقَالَ اللهُ إِنَّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ ضَعُفَتْ عَنْ أَنْ تَسَعَنِي وَوَسِعَنِي قَلْبُ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ الْوَادِعِ اللَّيِّنِ انْتَهٰى وَفِيهِ إِيمَاءٌ إِلٰى قَوْلِهِ تَعَالٰى إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ

عراقی فرماتے ہیں میں نے اس کی کوئی اصل نہیں پائی۔ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں یہ اسرائیلیات میں تو موجود ہے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی کوئی معروف سند نہیں۔ ذیل میں بھی اسی قسم کا قول ہے اور اس کے معنی یہ ہیں، کہ مومن کا دل مجھ پر ایمان لانے اور اور میری محبت کی بنا پر وسیع ہو گیا۔ اور اگر یہ مراد لی جائے کہ میں اس کے قلب میں حلول کر آیا تو یہ کفر ہے زرکشیؒ کہتے ہیں اس حدیث کو کفار نے وضع کیا ہے۔ سیوطیؒ کہتے ہیں امام احمد بن حنبل نے اپنی زہد میں وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو حزقیل کے لئے کھول دیا، حتیٰ کہ اس نے عرش پر نظر ڈالی حزقیل بولا اے رب تیری شان کتنی بڑی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا آسمان و زمین مجھے وسعت دینے میں عاجز آگئے، مجھے نیک مومن بندے کے دل نے وسعت دیدی۔ اس میں اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی جانب ہم نے اپنی امانت کو زمین و آسمان پر پیش کیا، انہوں نے اسے اٹھانے سے

وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَ أَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ .

انکار کر دیا۔ اور اس سے گھبرا گئے لیکن اسے انسان نے اٹھا لیا۔

فائدہ۔ اکثر محدثین اس حدیث کو موضوع قرار دیتے رہے ہیں رہا امام احمد کا وہب بن منبہ سے یہ روایت کرنا تو اولاً تو ملا علی قاری نے اس کی سند بیان نہیں کی ثانیاً وہب بن منبہ تابعی ہیں۔ اور یہ روایت مرسل ہو گئی اور مغیبات میں مرسل ہرگز قابل قبول نہیں ہوتی تیسرے یہ کہ ملا علی قاری نے جو آیت سے استدلال کیا ہے تو مفسرین کا امانت کے معنی میں بہت اختلاف ہے۔ اور ملا علی قاری نے ایک موضوع روایت کو تسلیم کرنے کے لئے جو اس کے معنی مراد لئے ہیں اس کا کوئی مفسر قائل نہیں۔

۴۱۹۔ حَدِيثُ مُتْ مُسْلِمًا وَلَا تُبَالِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَعْلَمُهُ بِهٰذَا اللَّفْظِ قُلْتُ وَمَعْنَاهُ صَحِيحٌ لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ .

مسلم مر اور پرواہ نہ کر۔ سخاوی رح کہتے ہیں۔ میں ان الفاظ سے اسے نہیں جانتا۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں اس کے معنی صحیح ہیں۔ اللہ تعالے فرماتا ہے تم اسلام کی حالت میں مرو۔

۴۲۰۔ حَدِيثُ الْمَجَرَّةُ بَابُ السَّمَاءِ ذَكَرَهُ فِي النِّهَايَةِ مِنْ غَيْرِ عَزْوٍ .

مجرہ آسمان کا دروازہ ہے (علم نجوم کے لحاظ سے مجرہ ایک منطقہ کا نام ہے) یہ نہایہ میں مذکور ہے۔

۴۲۱۔ حَدِيثُ الْمَحَبَّةُ مُكِبَّةٌ كَمَا هُوَ مَعْنَى حَدِيثِ حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ .

محبت اوندھا گرانے والی ہے یہی معنی ہیں اس حدیث کے کہ کسی شئے کی محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔

۴۲۲ حَدِيثُ مَحَبَّةُ الْآبَاءِ صِلَةٌ فِي الْأَبْنَاءِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ بِهَذَا اللَّفْظِ ۔

آباء کی محبت بیٹوں کے لئے صلہ رحمی ہے سخاوی رح کہتے ہیں میں ان الفاظ سے اس سے واقف نہیں ۔

۴۲۳ ۔ حَدِيثُ الْمَحْسُودِ مَرْزُوقٌ بَيَّضَ لَهُ السَّخَاوِيُّ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ عَلَيْهِ قُلْتُ لِأَنَّهُ كُلَّمَا حَسَدَهُ إِخْوَانُهُ رُفِعَ شَأْنُهُ إِذَا كَانَ شَاكِرًا لِأَنْعُمِهِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ۔

جس سے حسد کیا جائے اسے رزق دیا جاتا ہے سخاوی نے اس کی سرخی بنائی ہے لیکن اس پر کوئی کلام نہیں کیا ملا علی قاری فرماتے ہیں جب اس کے بھائی اس سے حسد کرتے ہیں تو اس کی شان خدا کی نعمتوں کا شکر کرنے کی بنا پر بلند ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم میرا شکر کرو گے تو میں زیادہ دوں گا ۔

۴۲۴ ۔ حَدِيثُ مِدَادُ الْعُلَمَاءِ أَفْضَلُ مِنْ دِمَاءِ الشُّهَدَاءِ قَالَ الْخَطِيبُ مَوْضُوعٌ ذَكَرَهُ الزَّرْكَشِيُّ وَقَالَ هُوَ مِنْ كَلَامِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَرُوِيَ مَرْفُوعًا وُزِنَ حِبْرُ الْعُلَمَاءِ بِدَمِ الشُّهَدَاءِ فَرَجَحَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ رَوَاهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي الدَّرْدَاءِ مَرْفُوعًا بِلَفْظِ يُوزَنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِدَادُ الْعُلَمَاءِ بِدَمِ الشُّهَدَاءِ وَلِلْخَطِيبِ فِي تَارِيخِهِ مِنْ حَدِيثِ نَافِعٍ عَنْ

علماء کی سیاہی شہداء کے خون سے افضل ہے خطیب رح کہتے ہیں یہ موضوع ہے ۔ جیسا کہ زرکشی رح نے ذکر کیا ہے ۔ اور یہ حسن بصری کا کلام ہے اور مرفوعاً بھی یہ ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے علماء کی سیاہی شہداء کے خون سے وزن کی گئی تو یہ اس سے وزنی ہو گئی ۔ سخاوی رح کہتے ہیں اسے ابن عبد البر نے ابو الدرداء رض سے مرفوعاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے ، علماء کی سیاہی قیامت کے روز شہداء کے خون سے وزن کی جائے گی خطیب نے اپنی تاریخ میں ابن عمر رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے علماء کی سیاہی شہداء کے

ابنِ عمر رفعه وُزِنَ حِبْرُ العلماءِ بدمِ الشهداءِ فرجح عليهم و في سندهٖ محمد بن جعفر اُتُّهِمَ بالوضع قلت ومعناه صحيح لانَّ نفعَ دمِ الشهيد قاصرٌ ونفعُ قلمِ العالمِ متعدٍّ حاضرٌ۔

کے خون سے وزن کی گئی تو اسے ترجیح دی گئی۔ اور اس کی سند میں محمد بن جعفر ہے۔ جس پر وضع کی تہمت ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کے معنی صحیح ہیں، کیونکہ شہید کا خون نفع پہنچانے سے قاصر ہے، اور عالم کی سیاہی کا نفع متعدی اور ظاہر ہے۔

۴۲۵۔ حديثُ المرءُ بسعدهٖ لا بابيه ولا بجدّهٖ هو معنى حديثِ من بطّأ به عملُه لم يُسرع به نسبُه ويمكن ان يُّزاد ويُقال ولا بجدّهٖ ولا بكدّهٖ وقد ضبط حديث لا ينفع ذا الجدِّ منك الجدُّ بفتح الجيم وفي روايةٍ بكسرها۔

آدمی اپنی نیک بختی پر ہوتا ہے، نہ کہ باپ دادا کی۔ یہ معنی ہیں، اس حدیث کے جہاں عمل پہنچ سکتا ہے۔ وہاں نسب نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس میں یہ زیادتی بھی ممکن ہے، کہ یوں کہا جائے، کہ نہ کوشش سے۔ اور یہ حدیث ہے۔ کہ کوشش کرنے والے کی کوشش تجھے نفع نہیں پہنچا سکتی۔

۴۲۶۔ حديثُ المرءُ على دينِ خليلهٖ فلينظر بمن يُّخالل رواه ابوداؤد والترمذي وحسّنه وغيرهم من حديث ابي هريرة مرفوعًا قال الزركشي فاخطأ

آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ دیکھ لے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔ اسے ابوداؤدؒ اور ترمذیؒ نے روایت کیا ہے اور ترمذیؒ نے اسے حسن قرار دیا ہے اور دیگر محدثین نے اسے ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے زرکشیؒ کہتے ہیں ابن الجوزیؒ نے

ابنُ الجوزي فاوردهٗ في الموضوعات	غلطی کھائی ہے کہ اسے موضوعات میں شمار کیا ہے
۴۳۷۔ حدیث المرضُ ینزلُ	بیماری ایک دم نازل ہوتی ہے
جُملۃً واحدۃً والبُرءُ ینزلُ قلیلًا	اور شفار تھوڑے تھوڑے ہوتی ہے سخاوی
قلیلًا قالَ السخاویُّ رواہُ الحاکمُ	کہتے ہیں اسے حاکم نے اپنی تاریخ میں روایت
فی تاریخہٖ والخطیبُ فی المتفقِ	کیا ہے خطیب رح نے متفق میں اور
والدیلمیُّ من طریقِ الحارثِ بنِ	دیلمی رح نے حارث بن عبداللہ الصغانی
عبدِ اللہِ الصغانیِّ بسندہٖ عن	کے واسطے سے حضرت عائشہ رض سے
عائشۃَ بہٖ مرفوعًا وھو باطلٌ	مرفوعاً روایت کیا ہے لیکن یہ باطل
فالصغانیُّ اُتھمَ بالوضعِ وقد	ہے کیونکہ صغانی وضع کے ساتھ متہم ہے
قالَ الخطیبُ عقیبَ ایرادہٖ لہٗ	خطیب رح نے اسے نقل کرنے کے بعد لکھا
انہٗ اخطأَ فیہِ خطأً فظیعًا واتیٰ	ہے کہ اس میں دیلمی رح نے سخت خطا کی ہے
امرًا شنیعًا ولا یثبتُ عن النبیِّ	اور بہت بری بات بیان کی ہے اور
علیہِ الصلوٰۃُ والسلامُ بوجہٍ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی صحابی
من الوجوہِ ولا عن احدٍ من	سے کسی طریقہ سے بھی ثابت نہیں، یہ عروۃ رض
الصحابۃِ وانما ھو قولُ عروۃَ بنِ	بن الزبیر کا قول ہے، سیوطی رح کہتے ہیں اسے
الزبیرِ وقالَ السیوطیُّ رواہُ	دیلمی رح اور حاکم رح نے تاریخ میں عبداللہ
الدیلمیُّ والحاکمُ فی التاریخِ من	بن الحارث کے واسطے سے حضرت
طریقِ عبدِ اللہِ بنِ الحارثِ عن	عائشہ رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے
عائشۃَ مرفوعًا انتہیٰ وکلامہٗ	اور ان کے کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے

يُفِيدُ أَنَّهُ غَيْرُ مَوْضُوعٍ كَمَا لَا يَخْفَى

کہ یہ موضوع نہیں۔

۴۲۸- حَدِيثُ الْمَرِيضِ أَنِينُهُ تَسْبِيحٌ وَصِيَاحُهُ تَكْبِيرٌ وَنَفَسُهُ صَدَقَةٌ وَنَوْمُهُ عِبَادَةٌ وَنَقْلُهُ مِنْ جَنْبٍ إِلَى جَنْبٍ جِهَادٌ فِي سَبِيلِ اللهِ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ إِنَّهُ لَيْسَ بِثَابِتٍ۔

مریض کا کراہنا تسبیح۔ اس کا چیخنا تکبیر۔ اس کا سانس صدقہ۔ اس کا سونا۔ عبادت اور اس کا ایک طرف سے دوسری طرف کروٹ لینا جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ عسقلانی فرماتے ہیں یہ ثابت نہیں۔

۴۲۹- حَدِيثُ مَسْحِ الرَّقَبَةِ أَمَانٌ مِنَ الْغُلِّ قَالَ النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِ الْمُهَذَّبِ أَنَّهُ مَوْضُوعٌ قُلْتُ وَلٰكِنْ رَوَاهُ أَبُو عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ مَنْ مَسَحَ قَفَاهُ مَعَ رَأْسِهِ وُقِيَ عَنِ الْغُلِّ وَالْحَدِيثُ مَوْقُوفٌ إِلَّا أَنَّهُ فِي الْحُكْمِ مَرْفُوعٌ لِأَنَّ مِثْلَهُ لَا يُقَالُ بِالرَّأْيِ وَيُقَوِّيهِ مَا رُوِيَ مَرْفُوعًا مِنْ مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ لٰكِنْ بِسَنَدٍ

گردن کا مسح کرنا طوق سے امان ہے نووی شرح المہذب میں فرماتے ہیں یہ موضوع ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اسے ابو عبید القاسم نے موسیٰ بن طلحہ سے روایت کیا ہے کہ جو شخص اپنی گدی کا سر کے ساتھ مسح کرے وہ طوق سے محفوظ رکھا جائے گا۔ یہ حدیث موقوف ہے۔ لیکن مرفوع کے حکم میں ہے۔ کیونکہ اس میں رائے اور قیاس کا دخل نہیں۔ اور اس کی تائید وہ روایت کرتی ہے۔ جو مسند فردوس میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً سند ضعیف کے ساتھ مروی ہے۔ اور ضعیف پر

ضَعِيفٌ وَالضَّعِيفُ يُعْمَلُ بِهٖ فِيْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ اِتِّفَاقًا وَلِذَا قَالَ اَئِمَّتُنَا اَنَّ مَسْحَ الرَّقَبَةِ مُسْتَحَبٌّ اَوْ سُنَّةٌ۔

فضائل میں عمل کیا جا سکتا ہے اسی باعث ہمارے آئمہ کا قول کہ گردن کا مسح مستحب یا سنت ہے۔

فائدہ: جہاں تک اس مسئلہ کا تعلق ہے تو اختلاف اس بات میں ہے کہ گردن کا مسح کانوں کے بعد الٹے ہاتھوں سے کرنا یہ بدعت ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے ثابت نہیں۔ رہی موسیٰ بن طلحہ کی حدیث اس کی تائید دوسری حدیث بھی کرتی ہے۔ جس میں آتا ہے کہ حضور جب سر کا مسح فرماتے تو اپنے ہاتھوں کو گدی تک لے جاتے۔ پھر انہیں وہیں واپس لاتے جہاں سے مسح شروع فرمایا تھا۔ تو اس سے گدی کا مسح تو ثابت ہوا۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ پورے سر کا مسح کیا جائے اور اسی کے ساتھ سیدھے ہاتھوں سے گدی کا مسح کیا جائے۔ تو یہ مسح تو سنت ہے۔ اور اگر کانوں کے مسح کے بعد الٹے ہاتھ سے گدی کا مسح کیا جائے۔ جیسا کہ فقہاء لکھتے ہیں تو وہ تو ان احادیث سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔

۳۰۱۔ حَدِيْثُ مَسْحِ الْعَيْنَيْنِ بِبَاطِنِ اَنْمُلَتَيِ السَّبَّابَتَيْنِ بَعْدَ تَقْبِيْلِهِمَا عِنْدَ سَمَاعِ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ مَعَ قَوْلِهٖ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ

دونوں شہادت کی انگلیوں کے پوروں سے انہیں چومنے کے بعد آنکھوں کا مسح کرنا جس وقت موذن اشہدان محمد رسول اللہ کہے۔ تو سننے والا اشہدان محمداً عبدہ ورسولہ رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا کہے، اور یہ فعل کرے۔ اسے دیلمی ؒ نے فردوس میں

بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ عَلَیْہِ
السَّلَامُ نَبِیًّا ذَکَرَہُ الدَّیْلَمِیُّ فِی
الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ بَکْرِ
نِ الصِّدِّیْقِ اَنَّ النَّبِیَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ
قَالَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِکَ فَقَدْ حَلَّتْ
عَلَیْہِ شَفَاعَتِیْ قَالَ السَّخَاوِیُّ
لَا یَصِحُّ وَاَوْرَدَہُ الشَّیْخُ اَحْمَدُ الرَّدَّادُ
فِیْ کِتَابِہٖ مُوْجِبَاتِ الرَّحْمَۃِ بِسَنَدٍ
فِیْہِ مَجَاھِیْلُ مَعَ انْقِطَاعِہٖ عَنِ
الْخِضْرِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَکُلُّ مَا یُرْوٰی
فِیْ ھٰذَا فَلَا یَصِحُّ رَفْعُہٗ اَلْبَتَّۃَ
قُلْتُ وَاِذَا ثَبَتَ رَفْعُہٗ عَلَی
الصِّدِّیْقِ فَیَکْفِی الْعَمَلُ بِہٖ لِقَوْلِہٖ
عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَ
سُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ وَقِیْلَ
لَا یُفْعَلُ وَلَا یُنْھٰی وَغَرَابَتُہٗ لَا
تَخْفٰی عَلٰی ذَوِی النُّھٰی ۔

ابوبکرؓ صدیق سے روایت کیا ہے۔ کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
جو یہ کام کرے اس کے لئے میری شفاعت
حلال ہو گئی۔ سخاوی کہتے ہیں یہ حدیث صحیح
نہیں اور شیخ احمدؒ الرداد نے اسے اپنی کتاب
موجبات الرحمہ میں روایت کیا ہے۔ لیکن اس
کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں۔ اور سند بھی
منقطع ہے۔ اور وہ یہ روایت خضر علیہ السلام
سے کرتے ہیں۔ اور اس مضمون میں جتنی بھی
روایات مروی ہیں کوئی بھی صحیح نہیں۔ ملا علی
قاری فرماتے ہیں جب حضرت ابوبکر صدیق
سے یہ قول ثابت ہو گیا۔ تو عمل کے لئے کافی
ہے۔ کیونکہ حضور کا ارشاد ہے میری سنت اور
خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑ لو۔ اور
یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ یہ فعل نہ کیا جائے اور نہ
منع کیا جائے۔ اور اس کا غریب ہونا اہل عقل
سے مخفی نہیں۔

فائدہ:۔ نہ خود یہ فعل کیا جائے۔ بلکہ اس سے منع بھی کیا جائے۔ کیونکہ یہ بدعت سیئہ ہے۔ رہا ملا علی قاری کا یہ قول کہ یہ حدیث حضرت ابوبکرؓ صدیق سے ثابت

ہے۔ تو اختلاف تو ثبوت ہیں ہے۔ اور امام سخاوی اسے غیر صحیح قرار دے رہے ہیں۔ تو اس پر عمل کیسے جائز ہوگا۔ ثانیاً جواب موذن کی جو روایات ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ سننے والا بھی وہی کلمہ کہے۔ جو موذن کہتا ہے اور جس روایت میں رضیت باللہ ربا الخ کے الفاظ ہیں اس روایت میں یہ ہے۔ کہ یہ کلمہ ہر دو کلمۂ شہادت سننے کے بعد کہا جائے۔ تو یہ حدیث ان احادیث صحیحہ کے خلاف ہوگی۔ اور جب یہ روایت صحیح نہیں تو روایت صحیحہ کا ترک کیسے جائز ہوگا۔

۴۳۱۔ حَدِيثُ الْمَصَائِبِ مَفَاتِيحُ الْأَرْزَاقِ تَرْجَمَهُ السَّخَاوِيُّ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ عَلَيْهِ قُلْتُ وَهُوَ يَحْتَمِلُ فِي الْمَعْنَى احْتِمَالَيْنِ أَحَدُهُمَا أَنَّهُ يُجِيرُهُ فِي مُصِيبَتِهِ وَيُعَوِّضُهُ خَيْرًا مِنْهُ كَمَا يُشِيرُ إِلَيْهِ حَدِيثُ اللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا وَثَانِيهِمَا مَا اشْتُهِرَ مِنْ قَوْلِهِمْ مَصَائِبُ قَوْمٍ عِنْدَ قَوْمٍ فَوَائِدُ وَمِنَ اللَّطَائِفِ مَوْتُ الْحَمِيرِ عُرْسُ الْكِلَابِ۔

مصائب رزق کی چابیاں ہیں، سخاوی نے اس کی سرخی بنائی ہے، لیکن اس پر کوئی کلام نہیں کیا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ دو معنی کو محتمل ہے ایک تو یہ کہ خدا مصیبت پر اجر دیتا ہے اور اس کے عوض بھلائی عطا فرماتا ہے، جیسا کہ ایک حدیث اس کی جانب اشارہ کرتی ہے، اے اللہ مجھے میری مصیبت میں اجر عطا فرما اور اس کے بعد میرے لئے خیر عطا فرما۔ دوسرے یہ کہ لوگوں میں جو قول مشہور ہے ایک قوم کی مصیبتیں دوسری قسم کے نزدیک فائدے ہیں اور ایک لطیفہ ہے کہ گدھے کی موت کتوں کی شادی ہے۔

۴۳۲۔ حَدِيثُ مُصَارَعَتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَبَا جَهْلٍ لَا أَصْلَ لَهُ كَمَا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوجہل سے کشتی لڑنا اس کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ حلبی نے حاشیۂ الشفاء

ذكره العجلوني في حاشية الشفاء .

میں تحریر کیا ہے۔

٤٣٢ - حديث: مصر أطيب الأرضين ترابًا وعجمها أكرم العجم أنسابًا. قال العسقلاني: يذكر معناه عن عمرو بن العاص ولا أعرفه مرفوعًا انتهى. ولعل المراد بعجمها اليهود والنصارى فإنهم من نسب يعقوب بن إسحق بن إبراهيم الخليل عليه السلام.

مصر تمام زمینوں میں مٹی کے لحاظ سے سب سے زیادہ پاک ہے، اور اس کے عجم بلحاظ نسب عجمی لوگوں میں سب سے زیادہ شریف ہیں۔ عسقلانی رح فرماتے ہیں اس معنی میں ایک روایت عمرو رض بن العاص سے بھی مروی ہے۔ لیکن میں کسی کو مرفوع نہیں پاتا۔ ہو سکتا ہے کہ عجم سے مراد یہود و نصاری ہوں۔ کیونکہ وہ نسبًا یعقوب بن اسحق بن ابراہیم ؑ کی اولاد سے ہیں۔

٤٣٣ - حديث: مصر كنانة الله في أرضه ما طلبها عدو إلا أهلكه الله. وكنانة السهم بالكسر جعبة من جلد لا خشب فيه أو بالعكس على ما في القاموس. قال السخاوي: لم أر الحديث بهذا اللفظ وورد بمعناه أحاديث لا يصح منها شيء لكن في صحيح مسلم عن أبي ذر مرفوعًا إنكم ستفتحون

مصر اللہ کی زمین میں اس کا ترکش ہے جس دشمن نے بھی اسے طلب کیا اللہ نے اسے ہلاک کر دیا۔ سخاوی رح کہتے ہیں میں نے ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو کہیں نہیں پایا، اور اس معنی میں بہت سی حدیثیں موجود ہیں۔ جس میں سے کوئی بھی صحیح نہیں، لیکن صحیح مسلم میں ابوذر رض سے مرفوعًا مروی ہے عنقریب تم ایک زمین کو فتح کرو گے جس میں قیراط کا ذکر کیا جائے گا۔ تم اس کے باشندوں

أَرْضًا يُذْكَرُ فِيهَا الْقِيرَاطُ فَاسْتَوْصُوا بِأَهْلِهَا خَيْرًا فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَرَحِمًا قَالَ الزُّهْرِيُّ الرَّحِمُ بِاعْتِبَارِ هَاجَرَ وَالذِّمَّةُ بِاعْتِبَارِ إِبْرَاهِيمَ أَيِ ابْنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَقَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ أَرَادَ بِالذِّمَّةِ الْعَهْدَ الَّذِي دَخَلُوا بِهِ فِي الْإِسْلَامِ أَيَّامَ عُمَرَ فَإِنَّ مِصْرَ فُتِحَتْ صُلْحًا وَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ مِنْ أَعْلَامِ نُبُوَّتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَتْحُ مِصْرَ وَإِعْطَاءُ أَهْلِهَا الْعَهْدَ وَكَذَا قَالَ الزَّرْكَشِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ لٰكِنْ فِي الطَّبَرَانِيِّ مِنْ حَدِيثِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ إِذَا فُتِحَتْ مِصْرُ فَاسْتَوْصُوا بِالْقِبْطِ خَيْرًا فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَأَصْلُهُ فِي مُسْلِمٍ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ فِي كِتَابِ الْخِطَطِ يُقَالُ أَنَّ فِي بَعْضِ كُتُبِ الْإِلٰهِيَّةِ مِصْرُ خَزَائِنُ الْأَرْضِ كُلِّهَا فَمَنْ

کو بھلائی کی وصیت کرو، کیونکہ ان کے لئے ذمہ اور صلہ رحمی کا تعلق ہے، زہری فرماتے ہیں رحم کا تعلق باعتبار ہاجرہ اور ذمہ داری کا تعلق ابراہیم کا انکی اولاد سے ہونے کے باعث امام عسقلانی فرماتے ہیں ذمہ سے وہ عہد مراد ہے، جس کے ذریعہ وہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اسلام میں داخل ہوئے۔ کیونکہ مصر صلحاً مفتوح ہوا۔ اور یہ اس حدیث میں مصر کے مفتوح ہونے کے بارے میں حضور کی پیشینگوئی ہے۔ اور اس کے باشندوں کے لئے عہد کی اسی طرح زرکشی رحمۃ کہتے ہیں، کہ پہلی روایت کی کوئی اصل نہیں، لیکن طبرانی رحمۃ میں کعب رضی بن مالک سے یہ حدیث مروی ہے، کہ جب تم مصر فتح کرو، تو قبطیوں کو بھلائی کی وصیت کرو، کیونکہ ان کے لئے ذمہ ہے، اور اس کی اصل صحیح مسلم میں ہے، سیوطی رحمۃ کتاب الخطط میں فرماتے ہیں، بعض کتاب الٰہیہ میں مصر تمام زمین کا خزانہ ہے جو شخص اس کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے، اللہ تعالیٰ اسے

فمن اراد ها بسوء قصمه الله
وعن كعب الاحبار مصر بلد
معافاة من الفتن من ارادها
بسوء كبه الله على وجهه وعن
ابي موسى الاشعري اهل مصر
الجند الضعيف ما كادهم احد
الا كفاه الله مؤنتهم قال تبيع
بن عامر الكلاعي فاخبرت بذلك
معاذ بن جبل فاخبرني ان بذلك
اخبره رسول الله عليه الصلوة
والسلام ومن ورد لفظ الكنانة
في الشام اخرجه ابن عساكر عن
عون بن عبد الله بن عتبة قال
قرأت فيما انزل الله على بعض
الانبياء ان الله يقول الشام
كنانتي فاذا غضبت على قوم
رميتهم منها بسهم .

ٹکڑے ٹکڑے فرما دیتا ہے کعب احبار سے روایت ہے مصر ایسا شہر ہے جو فتنوں سے مامون ہے جو اس کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے اللہ تعالیٰ اسے الٹے منہ گراتا ہے ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے اہل مصر کمزور لشکر ہے قریب ہے کہ کوئی ان کا ارادہ کرے مگر اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے گا تبیع بن عامر الکلاعی کہتے ہیں میں نے اس بات کی خبر معاذ بن جبل سے بیان کی انہوں نے فرمایا یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہے۔ اور کنانہ کا لفظ شام کے بارے میں بھی وارد ہوا ہے۔ ابن عساکر نے عون بن عبد اللہ بن عتبہ سے روایت کیا ہے۔ کہ میں نے ان کتابوں میں جو اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء پر نازل فرمائی ہیں، یہ پڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ شام میرا تیر ہے جب میں کسی پر غضب ناک ہوتا ہوں۔ تو اس تیر کے ذریعہ انہیں مارتا ہوں۔

۴۳۵ حديث المضمضة و
الاستنشاق ثلثا فريضة للجنب

جنبی کے لئے تین بار کلی کرنا، اور ناک میں پانی دینا فرض ہے، لیکن یہ روایت لفظ

مَوضُوعٌ مَبنَاہُ وَإِن کَانَ صَحِیحٌ عِندَنَا مَعنَاہُ ۔

موضوع ہے ۔ اگرچہ اس کے معنی ہمارے نزدیک صحیح ہیں ۔

۴۳۶ ۔ حَدِیثُ المَعَاصِی تُزِیلُ النِّعَمَ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَم اَقِف عَلَیہِ یَعنِی مَرفُوعًا وَإِلَّا فَھُوَ کَلَامُ کَثِیرٍ مِنَ السَّلَفِ وَقَالَ الشَّاعِرُ شِعرٌ

إِذَا کُنتَ فِی نِعمَۃٍ فَارعَہَا
فَإِنَّ المَعَاصِی تُزِیلُ النِّعَمَ

ذَکَرَہُ ابنُ الرَّبِیعِ وَیُؤَیِّدُہُ فِی المَعنٰی قَولُہُ تَعَالٰی إِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَومٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوا مَا بِاَنفُسِہِم وَقَولُہُ تَعَالٰی فَکَفَرَت بِاَنعُمِ اللّٰہِ فَاَذَاقَہَا اللّٰہُ لِبَاسَ الجُوعِ الاٰیَۃَ ۔

گناہ نعمتوں کو زائل کر دیتے ہیں سخاوی کہتے ہیں میں اس سے مرفوعاً واقف نہیں ورنہ یہ اکثر اسلاف کا کلام ہے شاعر کہتا ہے ۔ جب تو کسی نعمت میں ہو تو اس سے ڈرتا رہ ۔ کیونکہ گناہ نعمتوں کو زائل کر دیتے ہیں ، ابن الربیعؒ نے اس کا ذکر کیا ہے ، اور اس معنی کی اللہ تعالےٰ کا قول بھی تائید کرتا ہے ، اللہ تعالےٰ کسی قوم کو تبدیل نہیں فرماتا ، جب تک وہ اپنے آپ کو تبدیل نہ کرلیں ، اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ، انہوں نے اللہ کی نعمتوں کا انکار کیا تو اللہ تعالےٰ نے انہیں بھوک کا لباس پہنا دیا ، الآیۃ ۔

۴۳۷ ۔ حَدِیثُ المَعِدَۃُ بَیتُ الدَّاءِ وَالحِمیَۃُ رَأسُ الدَّوَاءِ ھُوَ مِن کَلَامِ الحَارِثِ بنِ کَلدَۃَ طَبِیبُ العَرَبِ وَلَا یَصِحُّ رَفعُہُ اِلَی النَّبِیِّ عَلَیہِ السَّلَامُ وَفِی الاِحیَاءِ مَرفُوعًا البِطنَۃُ اَصلُ الدَّاءِ وَالحِمیَۃُ اَصلُ الدَّوَاءِ

معدہ بیماری کا گھر ہے ، اور پرہیز اصل علاج ہے ۔ یہ حارث بن کلدہ طبیب عرب کا کلام ہے ۔ اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کرنا صحیح نہیں احیاء العلوم میں مرفوعاً مروی ہے ۔ پیٹ کی بیماری ، بیماری کی جڑ ہے ، اور پرہیز

وَعَوِّدُوا كُلَّ جَسَدٍ بِمَا اعْتَادَ قَالَ
الْعِرَاقِيُّ لَمْ أَجِدْ لَهُ أَصْلًا وَكَذَا
حَدِيثُ الْمَعِدَةُ حَوْضُ الْبَدَنِ
وَالْعُرُوقُ إِلَيْهَا وَارِدَةٌ الْحَدِيثَ
قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ لَا يُعْرَفُ هٰذَا
مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَإِنَّمَا
هُوَ مِنْ كَلَامِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ
بْنِ الْجَعْدِ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ فِي الْحَدِيثِ
الْأَوَّلِ لَا أَصْلَ لَهُ وَإِنَّمَا هُوَ مِنْ
كَلَامِ بَعْضِ الْأَطِبَّاءِ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ
أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا فِي كِتَابِ
الصَّمْتِ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ
أَجْمَعَتِ الْأَطِبَّاءُ عَلَى أَنَّ رَأْسَ
الطِّبِّ الْحِمْيَةُ قُلْتُ وَاجْتَمَعَتِ
الْحُكَمَاءُ عَلَى أَنَّ رَأْسَ الْحِكْمَةِ
الصَّمْتُ وَأَخْرَجَ الْخَلَّالُ مِنْ حَدِيثِ
عَائِشَةَ مَرْفُوعًا الْأَزْمُ دَوَاءٌ وَ
الْمَعِدَةُ بَيْتُ الدَّاءِ وَعَوِّدُوا
بَدَنًا مَا اعْتَادَ انْتَهَى وَالْأَزْمُ بِفَتْحِ

اس کا علاج ہے ۔ اور ہر بدن کو اتنا
تیار کرو ۔ جتنا تیار کر سکو ۔ عراقی رح کہتے ہیں
میں نے اس کی کوئی اصل نہیں پائی ۔ اسی
طرح یہ حدیث کہ معدہ بدن کا حوض ہے
اور رگیں اس میں آکر ملتی ہیں ۔ امام دارقطنی رح
فرماتے ہیں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام
سے نہیں پہچانا جاتا ۔ بلکہ یہ عبد الملک بن
سعید بن الجعد کا کلام ہے ۔ زرکشی رح پہلی
حدیث کے بارے میں کہتے ہیں ۔ اس کی کوئی
اصل نہیں ۔ یہ بعض اطبا کا کلام ہے ۔ امام
سیوطی رح فرماتے ہیں ۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب
الصمت میں وہب رح بن منبہ سے روایت
کیا ہے ۔ کہ اطبا اسی امر پر متفق ہیں ۔ کہ
اصل طب بخار ہے ۔ ملا علی قاری رح
فرماتے ہیں ۔ حکما کا اتفاق ہے ۔ کہ حکمت
کی جڑ خاموشی ہے ۔ خلال رح نے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا ہے بخار اترنا
دوا ہے ۔ اور معدہ بیماری کا گھر ہے ۔ اپنے
بدنوں کو وہاں تک تیار کرو ۔ جہاں تک

فتكون الحمية.

٤٣٨ - حديث معلم الصبيان إذا لم يعدل بينهم كتب يوم القيامة مع الظلمة من قول مكحول وهو سيد التابعين من أهل الشام.

٤٣٩ - حديث المغتاب والمستمع شريكان في الإثم ذكره في الإحياء ولم يخرجه العراقي فلا يعرف له أصل في مبناه إلا أنه صحيح في معناه إذا كان المستمع سمع بسمع الرضاء ففي الطبراني عن ابن عمر مرفوعا نهي عن الغيبة وعن الاستماع في الغيبة وفي التنزيل ولا يغتب بعضكم بعضا ألا يرد وقد ورد من اغتيب عنده أخوه المسلم فلم ينصره وهو يستطيع نصره أذله الله تعالى في الدنيا والآخرة رواه ابن أبي الدنيا

تیار ہو سکیں۔

بچوں کے استاد اگر بچوں میں انصاف نہ کریں، تو وہ قیامت کے روز ظالموں کے ساتھ لکھے جائیں گے۔ یہ مکحول رحمہ اللہ کا قول ہے، جو شام میں تابعین کے سردار ہیں۔

غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ اس کا غزالی رحمہ اللہ نے احیاء میں ذکر کیا ہے، عراقی نے اسے بیان نہیں کیا، اور اس کی کوئی اصل نہیں پہچانی جاتی لیکن اس کے معنی صحیح ہیں، کیونکہ جب سننے والا رضامندی سے سنے تو طبرانی میں ابن عمرؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ غیبت اور غیبت کے سننے سے منع کیا گیا ہے۔ قرآن میں ہے ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، اور یہ روایت موجود ہے جس کے پاس اس کے مسلم بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اس کی مدد نہ کرے۔ حالانکہ مدد کی طاقت رکھتا ہو، تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں ذلیل کرے گا۔ اسے ابن ابی الدنیا نے اس

فِی ذَمِّ الْغِیْبَۃِ عَنْ اَنَسٍ ۔

سے روایت کیا ہے ۔

۴۴۰۔ حَدِیْثُ الْمَقْلِ تَرْجَمَہُ السَّخَاوِیُّ وَلَمْ یَتَکَلَّمْ عَلَیْہِ وَقَالَ ابْنُ الرَّبِیْعِ وَلَمْ اَعْرِفْ مَعْنَاہُ قُلْتُ وَقَدْ ذُکِرَ فِی الْقَامُوْسِ لَہٗ مَعَانٍ مِنْھَا الْبَطْرُ وَالْغَمْسُ وَالْغَوْصُ فِی الْمَاءِ وَغَیْرِھَا قَالَ وَالْمُنَاسِبُ ھُنَا اَنَّہٗ بِالضَّمِّ الْکُنْدُرُ الَّذِیْ یَتَدَخَّنُ بِہٖ الْیَھُوْدُ وَالظَّاھِرُ اَنَّ الْمُنَاسِبَ فِیْ ھٰذَا الْمَقَامِ ھُوَ مَقْلُ الذُّبَابِ فِی الطَّعَامِ وَھُوَ غَمْسُہٗ وَقَدْ تَقَدَّمَ عَنِ الْمَغْرِبِ اَنَّ حَدِیْثَ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ فَامْقُلُوْہُ صَحِیْحٌ مَرْفُوْعٌ وَاَمَّا فَامْقُلُوْہُ ثُمَّ انْقُلُوْہُ فَمَصْنُوْعٌ وَمَوْضُوْعٌ ۔

ڈبونے کی حدیث، سخاوی نے اس کی سرخی باندھی ہے لیکن اس پر کوئی کلام نہیں کیا، ابن الربیع کہتے ہیں، میں اس کے معنی نہیں پہچانتا، ملا علی قاری فرماتے ہیں قاموس میں اس کے کئی معنی بیان کئے گئے ہیں، ڈبونا اور پانی میں غوطہ لگانا، صاحب قاموس فرماتے ہیں مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مراد وہ انگیٹھی لے جائے جس میں یہود بخور جلاتے ہیں، لیکن ظاہر یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام میں مراد مکھی کا کھانے وغیرہ میں ڈبونا مراد لیا جائے۔ اور یہ حدیث گذر چکی۔ جب مکھی برتن میں گر جائے۔ تو اسے اچھی طرح ڈبو دو۔ یہ حدیث صحیح مرفوع ہے، اور ثم انقلوہ والی روایت موضوع ہے ۔

۴۴۱۔ حَدِیْثُ الْمُقَامِ بِمَکَّۃَ سَعَادَۃٌ وَالْخُرُوْجُ مِنْھَا شَقَاوَۃٌ لَا اَصْلَ لَہٗ فِی الْمَرْفُوْعِ وَاِنَّمَا ذَکَرَہُ الْحَسَنُ الْبَصْرِیُّ فِیْ رِسَالَتِہٖ ۔

مکہ میں ٹھہرنا سعادت اور مکہ سے نکلنا بدبختی ہے۔ اس کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں، اسے حسن بصری نے اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے ۔

۴۴۲ حَدِیْثُ مَلْعُوْنٌ مَنْ زَادَ وَلَمْ یَشْتَرِ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَا اَعْلَمُہٗ فِی الْمَرْفُوْعِ قُلْتُ لٰکِنْ ثَبَتَ النَّھْیُ عَنِ النَّجْشِ وَھُوَ اَنْ یَزِیْدَ فِیْ سَوْمِ شَیْءٍ وَلَمْ یُرِدْ شِرَاءَہٗ ۔	وہ شخص ملعون ہے جس نے بولی میں زیادتی کی اور مال نہ خرید اسخاوی کہتے ہیں یں اسے مرفوعاً نہیں جانتا علامہ قاری فرماتے ہیں آنحضرت صلعم سے نجش کی ممانعت ثابت ہے اور نجش اسی کو کہا جاتا ہے کہ قیمت میں زیادتی کردی جائے اور خریدنے کا ارادہ نہ ہو ۔
۴۴۳ حَدِیْثُ مَنِ ابْتُلِیَ بِبَلِیَّتَیْنِ فَلْیَخْتَرْ اَسْھَلَھُمَا ھُوَ مَعْنٰی قَوْلِ عَائِشَۃَ مَا خُیِّرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَیْنَ اَمْرَیْنِ اِلَّا اخْتَارَ اَیْسَرَھُمَا مَا لَمْ یَکُنْ اِثْمًا ۔	جو دو مصیبتوں میں مبتلا ہو جائے وہ نرم کو اختیار کرے ۔ یہ حضرت عائشہ کے قول کے معنی ہیں کہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کاموں میں اختیار دیا گیا آپ نے نرم کو اختیار کیا بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو ۔
۴۴۴ حَدِیْثُ مَنْ اَتَتْ عَلَیْہِ اَرْبَعُوْنَ سَنَۃً وَلَمْ یَغْلِبْ خَیْرُہٗ شَرَّہٗ فَلْیَتَجَھَّزْ اِلَی النَّارِ اَخْرَجَہُ الْاَزْدِیُّ بِسَنَدِہٖ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ بِہٖ مَرْفُوْعًا اَشَارَ اِلَیْہِ الْخَطِیْبُ حَیْثُ قَالَ عَجَبٌ مِنَ الْمُؤَلِّفِ تَقْرِیْرُہٗ وَعَلَامَۃُ الْوَضْعِ لَائِحَۃٌ عَلَیْہِ قُلْتُ اِنْ کَانَ الْعَلَامَۃُ عَلٰی اِسْنَادِہٖ فَمُسَلَّمٌ وَاِلَّا فَلَیْسَ فِیْ مَعْنَاہُ	جس کی عمر چالیس سال کی ہو جائے اور اسکی بھلائی اسکی شرارت پر غالب نہ آئے تو اسے دوزخ کی تیاری کر لینی چاہیئے ۔ اسے ازدی نے اپنی سند کے ساتھ ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور خطیب نے ان الفاظ کے ساتھ اس کی جانب اشارہ کیا ہے مؤلف سے بہت تعجب ہے کہ اس نے اس حدیث کا اقرار کیا ہے حالانکہ وضع کی علامت اس پر ظاہر ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں جہاں تک سند سے اس کے موضوع ہونے کا تعلق ہے وہ تو مسلم ہے لیکن معنوی لحاظ سے اس کے

مَا يَدُلُّ عَلٰى بُطْلَانِ مَبْنَاهُ وَفِي بَعْضِ الْاَلْفَاظِ الْعَامَّةِ فَالْمَوْتُ خَيْرٌ لَهٗ وَيُؤَيِّدُهٗ حَدِيْثُ مَنْ لَمْ يَرْعَوِ عِنْدَ الشَّيْبِ وَيَسْتَحِيْ مِنَ الْعَيْبِ وَلَمْ يَخْشَ اللّٰهَ فِي الْغَيْبِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ فِيْهِ حَاجَةٌ ذَكَرَهُ الدَّيْلَمِيُّ بِلَا سَنَدٍ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا وَاَمَّا الْحَسَنُ قَوْلُ اَبِيْ يَزِيْدَ لَمَّا رَاٰى وَجْهَهٗ فِي الْمِرْاٰةِ ظَهَرَ الشَّيْبُ وَلَمْ يَذْهَبِ الْعَيْبُ وَمَا اَدْرِيْ مَا فِي الْغَيْبِ ۔

بطلان کی کوئی وجہ ثابت نہیں ہوئی۔ اور بعض عام لفظوں میں یہ ہے کہ اس کے لئے موت بہتر ہے اور ایک حدیث اس کی تائید کرتی ہے جو بڑھاپے کے وقت نہ ڈرا اور عیب سے نہ ٹھہرایا اور غیب میں اللہ سے نہ ڈرا تو اللہ کے لئے اس میں کوئی حاجت نہیں اسے دیلمی نے بلا سند جابر سے مرفوعاً روایت کیا ہے (بالفاظ دیگر بیہودہ موضوع ہیں) اور ابو یزید نے جب انہوں نے اپنا چہرہ آئینہ میں دیکھا تو کتنی عمدہ بات فرمائی بڑھاپا آگیا اور عیب نہیں گیا۔ اور میں نہیں جانتا کہ غیب میں کیا ہے

۴۵۵۔ حَدِيْثُ مَنْ اَرَادَ اَنْ يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ عِلْمًا بِغَيْرِ تَعَلُّمٍ وَهُدًى بِغَيْرِ هِدَايَةٍ فَلْيَزْهَدْ فِي الدُّنْيَا لَمْ يُوْجَدْ لَهٗ اَصْلٌ كَمَا فِي الْمُخْتَصَرِ وَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ مُسْتَفَادٌ مِنْ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَهُ اللّٰهُ عِلْمَ مَا لَمْ يَعْلَمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ۔

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بغیر سیکھے علم اور بغیر راہ دکھائے ہدایت عطا ہو جائے تو وہ دنیا میں زہد اختیار کرے۔ اس کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ مختصر میں ہے اور معنی اس کے صحیح ہیں اور اس حدیث سے ماخوذ ہیں کہ جس نے اپنے علم کے مطابق عمل کیا تو اللہ تعالےٰ اس کو اس علم کا وارث بناتا ہے جو وہ نہیں جانتا ہے:

۴۵۶۔ حَدِيْثُ مَنْ اَحَبَّ

جو شخص اپنے دو محبوب یا شریف چیز ط

حَبِيبَتَيْهِ أَوْ كَرِيمَتَيْهِ فِي خَطِّهِ
مَنْ كَرُمَ حَبِيبَتَيْهِ فَلَا يَكْتُبَنَّ
بَعْدَ الْعَصْرِ لَا أَصْلَ لَهُ فِي الْمَرْفُوعِ
قَالَ السَّخَاوِيُّ لَعَلَّ الْمَعْنَى بَعْدَ
خُرُوجِ الْعَصْرِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونَ
سِرَاجٌ عِنْدَهُ وَقَدْ وَصَّى الْإِمَامُ
أَحْمَدُ بَعْضَ أَصْحَابِهِ أَنْ لَا يَنْظُرَ
بَعْدَ الْعَصْرِ فِي كِتَابٍ أَخْرَجَهُ
الْخَطِيبُ قُلْتُ هُوَ مِنْ كَلَامِ الطَّبِيبِ
كَمَا قَالَ الشَّافِعِيُّ الْوَرَّاقُ إِنَّمَا
يَأْكُلُ مِنْ دِيَةِ عَيْنَيْهِ انْتَهَى وَفِي
مَعْنَاهُ الْخَيَّاطُ وَأَرْبَابُ الصَّنَائِعِ
٧٤٨ - حَدِيثُ مَنْ أَحَبَّكَ
لِشَيْءٍ مَلَّكَ عِنْدَ انْقِضَائِهِ لَيْسَ
بِحَدِيثٍ وَإِنَّمَا وُجِدَ مَعْنَاهُ مَنْقُوشًا
عَلَى خَاتَمِ بَعْضِ الْحُكَمَاءِ وَقَدْ
يُقْتَبَسُ أَيْضًا مِنْ كَلَامِ الْعُلَمَاءِ
حَيْثُ قَالُوا الْمُحِبُّ أَنْ تَعْبُدَ اللهَ
وَتُحِبَّهُ لِذَاتِهِ لَا لِلْجَنَّةِ وَنَارٍ

کو چاہتا ہے، تو وہ عصر کے بعد نہ لکھے، اس
کی مرفوعا کوئی اصل نہیں، سخاوی کہتے ہیں ہو
سکتا ہے. کہ ان کے نزدیک عصر کے بعد
بغیر چراغ کے لکھنا ہو۔ امام احمدؒ نے اپنے
بعض اصحاب کو وصیت کی تھی. کہ عصر کے
بعد کتاب کی جانب نظر نہ کریں، جیسا کہ
خطیب نے اسے روایت کیا ہے، ملا علی رحؒ
قاری فرماتے ہیں، یہ طبیب کا کلام ہے
جیسا کہ شافعی الوراق کا قول ہے، کہ وہ
اپنی آنکھوں کی دیت کھاتا ہے۔ اور اس
معنی میں درزی اور ارباب صنائع
داخل ہیں،
جو تجھ سے کسی شے کے لئے محبت کرے
اس کے پورا کرنے کا وہ مالک ہو جاتا ہے۔ یہ
حدیث نہیں ہے، ہاں اس کے معنی بعض حکماء
کی انگوٹھیوں پر منقوش تھے اور یہ بھی بعض حکماء کے
قول سے استنباط کیا جاتا ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ
اللہ کی عبادت اس کی ذات سے محبت کی بنا پر
کی جائے، نہ کہ جنت و دوزخ کے لئے، حتی کہ امام

حَتّٰی قَالَ الْفَخْرُ الرَّازِیُّ مَنْ تَصَوَّرَ اَنَّہٗ لَوْ لَمْ یَخْلُقْ جَنَّۃً وَّلَا نَارًا لَمْ یَکُنْ یَعْبُدُ اللّٰہَ فَہُوَ کَافِرٌ بِاللّٰہِ وَلَعَلَّ وَجْہُ ذٰلِکَ الْاِطْلَاقِ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ وَقَوْلُہٗ سُبْحَانَہٗ وَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ وَھٰذَا لَا یُنَافِیْ قَوْلَہٗ عَزَّ وَعَلَا یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا سَوَاءٌ تَقُوْلُ الْمَعْنٰی خَوْفًا مِّنْ غَضَبِہٖ وَطَمَعًا فِیْ رَحْمَتِہٖ اَوْ خَوْفًا مِّنْ نَارِہٖ وَطَمَعًا فِیْ جَنَّتِہٖ فَاِنَّ الثَّانِیَ مِنْ بَابِ التَّرْھِیْبِ وَالتَّرْغِیْبِ فِیْ عِبَادَتِہٖ کَمَا یُرَغَّبُ الْعَبْدُ فِیْ خِدْمَۃِ سَیِّدِہٖ وَیُرْھَبُ وَکَذَا الْوَلَدُ فِیْ حَقِّ وَالِدِہٖ ۔

فخر الدین رازی فرماتے ہیں جو شخص یہ خیال کرے کہ اگر جنت و دوزخ پیدا نہ کی جاتی۔ تو وہ اللہ کی عبادت نہ کرتا تو وہ اللہ کے ساتھ کفر کر رہا ہے اور شاید اس اطلاق کی وجہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے میں نے انسان اور جنات کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خاص میری عبادت کرو اور یہ اس قول خداوندی کے منافی نہیں کہ وہ اپنے خدا کو خوف و طمع سے پکارتے ہیں یعنی خوف تو اس کے غضب کا اور طمع اس کی رحمت کی یا خوف تو جہنم کا اور امید جنت کی۔ دوسری شئے عبادت میں ترہیب و ترغیب سے تعلق رکھتی ہے۔ جیسا کہ بندے کو مالک کی خدمت کی ترغیب دی جاتی ہے اور نافرمانی سے ڈرایا جاتا ہے۔ ایسے ہی لڑکے کو والد کے حق میں۔

۴۸۴۔ حَدِیْثُ مَنْ اَذَلَّ عَالِمًا بِغَیْرِ حَقٍّ اَذَلَّہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عَلٰی رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ مِنْ نُسْخَۃِ سِمْعَانَ بْنِ الْمَھْدِیِّ الْمَکْذُوْبَۃِ

جو کسی عالم کو بغیر حق کے ذلیل کرے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز تمام مخلوق کے سامنے ذلیل کرے گا۔ یہ سمعان بن المہدی المکذوبہ کے نسخہ سے منقول ہے۔ جیسا کہ ذیل

كَذَا فِي الذَّيْلِ.

میں ہے۔

۴۴۹۔ حَدِيثُ مَنْ أَخْلَصَ لِلّٰهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا ظَهَرَتْ يَنَابِيعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهِ عَلَى لِسَانِهِ ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ وَقَدْ أَخْطَأَ فَرَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي أَيُّوبَ بِهِ مَرْفُوعًا وَسَنَدُهُ ضَعِيفٌ وَهُوَ عِنْدَ أَحْمَدَ عَنْ مَكْحُولٍ مَرْفُوعًا بِلَفْظِ تَفَجَّرَتْ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ وَرُوِيَ بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ وَصَلَهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ مِنْ طَرِيقِ مَكْحُولٍ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قُلْتُ وَالْحَدِيثُ الْمُرْسَلُ أَيْضًا حُجَّةٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ

جس نے اللہ کے لئے چالیس روز تک خلوص اختیار کیا، تو خدا کی جانب سے اس کی زبان پر حکمت کی باتیں ظاہر ہونے لگتیں ہیں، اسے ابن الجوزی نے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ لیکن انہوں نے غلطی کی۔ کیونکہ ابو نعیم نے حلیہ میں ابوایوب رضی سے مرفوعاً روایت کیا ہے، اور اس کی سند ضعیف ہے، امام احمدؒ نے مکحولؒ سے مرفوعاً لفظ تفجرت (پھوٹنے لگتی ہیں) کے ساتھ روایت کیا ہے (یہ مرسل ہے) زرکشی رحمہ کہتے ہیں یہ ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، سیوطی کہتے ہیں، اسے ابو نعیم نے حلیہ میں مکحولؒ کے ذریعہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے، ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے۔

۴۵۰۔ حَدِيثُ مَنْ أَسْمَكَ فَلْيَسْتَمْ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ أَنَّهُ بَاطِلٌ.

جو بلندی اختیار کرے، اس سے تحاذر کرنا چاہیئے۔ امام عسقلانی رحمہ فرماتے ہیں یہ باطل ہے۔

۴۵۱ حَدِیْثُ مَنْ اَسْلَمَ عَلٰی یَدَیْہِ رَجُلٌ وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ قَالَ الصَّغَانِیُّ مَوْضُوْعٌ۔

جس کے ہاتھ پر ایک آدمی اسلام لے آئے اس کے لئے جنت واجب ہوگئی صغانی فرماتے ہیں یہ موضوع ہے۔

۴۵۲۔ حَدِیْثُ مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاہُ فَھُوَ مَغْبُوْنٌ وَمَنْ کَانَ یَوْمُہٗ شَرًّا مِنْ اَمْسِہٖ فَھُوَ مَلْعُوْنٌ اِلَّا فِیْ مَنَامٍ لِعَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ رَوَّادٍ قَالَ اُوصِیَ بِہٖ فِی الرُّؤْیَا بِزِیَادَۃٍ فِیْ اٰخِرِہٖ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ وَلَعَنَ الزِّیَادَۃَ وَمَنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْ زِیَادَۃٍ فَھُوَ فِیْ نُقْصَانٍ وَلِلّٰہِ دَرُّ الْبُسْتِیِّ شِعْرٌ

زِیَادَۃُ الْمَرْءِ فِیْ دُنْیَاہُ نُقْصَانٌ
وَرِبْحُہٗ غَیْرُ مَحْضِ الْخَیْرِ خُسْرَانٌ

وَقَدْ قَالَ تَعَالٰی وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔

جو ایک روز برابر ہوا۔ وہ غبن کیا گیا اور جس کا ایک روز شرارتوں میں گزرا۔ وہ ملعون ہے، یہ نہیں پہچانی جاتی سوائے عبدالعزیز بن رواہ کے خواب کے وہ کہتے ہیں مجھے خواب میں یہ وصیت کی گئی ہے اور اس کے آخیر میں کچھ زیادتی بھی ہے۔ اسے بیہقی رح نے روایت کیا ہے اور لعنت زیادتی میں نہیں نقصان میں ہے، شاعر کا قول ہے ؎

آدمی کی دنیا میں زیادتی نقصان ہے اور اس کی کمائی میں سوائے ٹوٹے کے کوئی نفع نہیں، اور

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انسان ٹوٹے میں ہے۔ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کئے نیک اور وصیت کرتے ہیں ساتھ حق کے اور وصیت کرتے ہیں ساتھ صبر کے۔

۴۵۳۔ حَدِیْثُ مَنْ اَعَانَ ظَالِمًا سَلَّطَ اللّٰہُ عَلَیْہِ رَوَاہُ ابْنُ عَسَاکِرَ

جو ظالم کی اعانت کرے اس پر اللہ تعالیٰ ظالم کو مسلط فرما دیتا ہے۔ اسے ابن عساکر نے

فِي تَارِيخِهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ مَرْفُوعًا وَفِي سَنَدِهِ مُتَّهَمٌ بِالْوَضْعِ وَهُوَ أَبُو زَكَرِيَّا الْعَدَوِيُّ نَحْوَهُ فَقَدْ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ قُلْتُ وَيُؤَيِّدُ ثُبُوتَهُ أَنَّهُ أَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يُسْنِدْهُ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ أَخْرَجَهُ ابْنُ عَسَاكِرَ فِي تَارِيخِهِ مِنْ طَرِيقِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ زَكَرِيَّا عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْكَرَابِيسِيِّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ مَرْفُوعًا مَنْ أَعَانَ ظَالِمًا سَلَّطَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ انْتَهَى وَلَيْسَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ غُبَارٌ كَمَا لَا يَخْفَى۔

اپنی تاریخ میں ابن مسعود رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں ابو زکریا العدوی وضع کے ساتھ متہم ہے اس کا سخاوی نے ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں۔ اس کی تائید میں وہ ثبوت ہے جو دیلمی نے ابن مسعود رض سے بغیر سند کے روایت کیا ہے۔ (جب سند نہیں تو ثبوت کیسا، عذر گناہ بدتر از گناہ) سیوطی کہتے ہیں۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اس سند سے مرفوعاً روایت کیا ہے حسن بن علی بن زکریا، سعید بن عبد الجبار الکرابیسی، حماد بن سلمہ، عاصم بن بہدلہ، زر بن حبیش، ابن مسعود رض۔ سیوطی رح کہتے ہیں۔ اس سند پر کوئی غبار نہیں۔ بشرطیکہ یہ حسن بن علی بن زکریا ابو زکریا العدوی نہ ہو۔

۴۵۴ حَدِيثُ مَنْ أَعَانَ تَارِكَ الصَّلٰوةِ بِلُقْمَةٍ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ الْأَنْبِيَاءَ كُلَّهُمْ مَوْضُوعٌ انْتَهَى عَلٰى مَا فِي اللَّآلِي۔

جس نے تارک الصلوٰۃ کی ایک لقمہ سے بھی مدد کی۔ گویا اس نے تمام انبیاء کو قتل کر دیا۔ یہ موضوع ہے۔ جیسا کہ لآلی میں ہے۔

۴۵۵- حَدِیْثُ مَنِ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ حَلَالًا اَعْطَاهُ اللّٰهُ مِائَةَ قَصْرٍ مِنْ دُرَّةٍ بَیْضَاءَ وَکَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِکُلِّ قَطْرَةٍ ثَوَابَ اَلْفِ شَهِیْدٍ بَاطِلٌ وَضَعَهٗ دِیْنَارٌ۔

جو حلال طور پر غسل جنابت کرے تو اللہ تعالیٰ اسے سفید موتیوں کے سو محل عطا فرماتا ہے اور ہر قطرے کے بدلے سو شہیدوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ یہ باطل ہے اسے دینار نے وضع کیا ہے۔

۴۵۶- حَدِیْثُ مَنْ اَفْرَدَ الْاِقَامَةَ فَلَیْسَ مِنَّا مَوْضُوْعٌ کَمَا فِی اللَّآلِیْ وَکَذَا حَدِیْثُ جَابِرٍ فِیْ ثَوَابِ الْمُؤَذِّنِ بِطُوْلِهٖ مَوْضُوْعٌ۔

جس نے اقامت مفرد طور پر کہی وہ ہم میں سے نہیں ہے یہ موضوع ہے جیسا کہ لآلی میں ہے اسی طرح جابر کی وہ حدیث جو موذن کے ثواب کے بارے میں ایک لمبی حدیث ہے وہ بھی موضوع ہے۔

۴۵۷- حَدِیْثُ مَنْ اَکْرَمَ غَرِیْبًا فِیْ غُرْبَتِهٖ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ذَکَرَهُ الدَّیْلَمِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا بِلَا سَنَدٍ وَیُقَوِّیْهِ حَدِیْثُ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَهٗ۔

جو مسافر کی اس کے سفر میں مدد کرے اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ دیلمی نے اسے بلا سند ابن عباس رض سے مرفوعاً بیان کیا ہے۔ لیکن اس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے۔ جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔ اسے مہمان کی عزت کرنی چاہیئے۔

۴۵۸- حَدِیْثُ مَنِ احْتَکَرَ الطَّعَامَ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا فَقَدْ بَرِئَ مِنَ اللّٰهِ ذَکَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِیِّ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ وَقَالَ الْعِرَاقِیُّ فِیْ

جو چالیس روز تک کھانے کی چیز چھپا کر رکھے (قیمت بڑھانے کے لئے مال چھپا کر رکھنا) تو وہ اللہ سے بری ہے اسے ابن الجوزی نے موضوعات میں بیان کیا ہے لیکن عراقی کہتے ہیں ان کے اس قول پر اعتراض

الحکم بوضعه نظر وقد صححه الحاکم قلت وقد ذکره الجلال السیوطی فی الجامع الصغیر بلفظ من احتکر طعاما علی امتی اربعین یوما وتصدق به لم یقبل منه رواه ابن عساکر عن معاذ رض ۔

ہے کیونکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں سیوطی رح نے جامع الصغیر میں اسے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جو شخص میری امت پر چالیس روز تک کھانا روکے رکھے، اب اگر اس سے صدقہ بھی کرے گا تو وہ قبول نہ کیا جائے گا۔ ابن عساکر نے اسے معاذؓ سے روایت کیا ہے۔

۴۵۹ - حدیث من اکل طعام اخیه بیسره لم یضره هو من کلام ابی سلیمان الدارانی ۔

جو شخص اپنے بھائی کا کھانا اس کی خوشی سے کھائے تو وہ اسے ضرر نہ پہنچائے گا۔ یہ ابو سلیمان دارانی کا قول ہے۔

۴۶۰ - حدیث من اکل فولة بقشرها اخرج الله منه من الداء مثلها اورده ابن حبان فی الضعفاء من حدیث عائشة رض مرفوعا وذکره ابن القیم فی موضوعاته واورده الذهبی فی المیزان وهو باطل وذکره السخاوی وقال نقل عن الشافعی انه قال الفول یزید فی الدماغ والدماغ یزید

جو لوبیا چھلکے سمیت کھائے اللہ تعالیٰ اس سے اتنی ہی بیماری دور کرتا ہے۔ اسے ابن حبان نے کتاب الضعفاء میں حضرت عائشہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ ابن القیمؒ نے اسے اپنی موضوعات میں شمار کیا ہے۔ امام ذہبی رح نے اسے میزان میں نقل کرکے لکھا ہے کہ یہ باطل ہے۔ اور امام ذہبیؒ فرماتے ہیں امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ لوبیا دماغ میں زیادتی کرتا ہے اور دماغ عقل میں

فِي الْعَقْلِ ۔ | زیادتی کرتا ہے ۔

۴۶۱۔ حَدِيْثُ مَنْ أَكَلَ مَعَ مَغْفُوْرٍ غُفِرَ لَهٗ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ هُوَ كَذِبٌ مَوْضُوْعٌ لَا أَصْلَ لَهٗ لَا صَحِيْحٌ وَلَا حَسَنٌ وَلَا ضَعِيْفٌ وَكَذَا قَالَ غَيْرُهٗ لَيْسَ لَهٗ إِسْنَادٌ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَلَيْسَ مَعْنَاهُ صَحِيْحًا عَلَى الْإِطْلَاقِ فَقَدْ يَأْكُلُ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ الْكُفَّارُ وَالْمُنَافِقُوْنَ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ وَلَا يَخْفٰى أَنَّ الْكُفَّارَ لَيْسُوْا مِنْ أَهْلِ الْمَغْفِرَةِ وَلَا يَبْعُدُ أَنَّهٗ إِذَا أَكَلَ مُؤْمِنٌ مَعَ صَالِحٍ بِنِيَّةِ الْبَرَكَةِ وَالْمَحَبَّةِ لِلّٰهِ تَعَالٰى أَنْ يَنَالَهُ الْمَغْفِرَةُ وَالرَّحْمَةُ ۔

جو شخص مغفرت شدہ کے ساتھ کھانا کھائے اس کی بھی مغفرت کر دی جاتی ہے امام عسقلانی فرماتے ہیں یہ جھوٹ ہے موضوع ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ نہ یہ صحیح ہے نہ حسن اور نہ ضعیف۔ اور دیگر لوگوں کا قول ہے کہ اہل علم کے نزدیک اس کی کوئی سند نہیں اور نہ اس کے معنی مطلقاً صحیح ہیں اس لیے کہ مسلمانوں کے ساتھ کفار اور منافقین بھی کھاتے ہیں۔ اس کا سخاوی نے ذکر کیا ہے اور یہ بات مخفی نہیں ہے کہ کفار اہل مغفرت سے نہیں ہیں ہاں یہ بات کچھ بعید نہیں کہ اگر کوئی کسی نیک آدمی کے ساتھ برکت اور محبت خداوندی کی بنا پر کھانا کھائے تو اس کی بھی مغفرت ہو جائے یا اس پر بھی رحمت ہو جائے ۔

۴۶۲۔ حَدِيْثُ مَنِ اسْتُرْضِيَ فَلَمْ يَرْضَ فَهُوَ شَيْطَانٌ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ وَإِنَّمَا يُرْوٰى عَنِ الشَّافِعِيِّ بِزِيَادَةٍ وَمَنِ اسْتُغْضِبَ فَلَمْ يَغْضَبْ فَهُوَ حِمَارٌ ۔

جو شخص رضامندی چاہے اور دوسرا راضی نہ ہو۔ تو وہ شیطان ہے۔ یہ حدیث نہیں ہے امام شافعیؒ سے کچھ زیادتی کے ساتھ مروی ہے۔ جو زبردستی غصہ لانا چاہے اور غصہ نہ آئے تو وہ گدھا ہے ۔

٤٦٣ - حَدِيْثُ مَنِ اكْتَحَلَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ بِالْاِثْمِدِ لَمْ تَرْمَدْ عَيْنَاهُ اَبَدًا رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَغَيْرُهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِهٖ مَرْفُوْعًا وَقَالَ الْحَاكِمُ اِنَّهٗ مُنْكَرٌ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ بَلْ هُوَ مَوْضُوْعٌ اَوْرَدَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ قَالَ الْحَاكِمُ وَالْاِكْتِحَالُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ لَمْ يَرِدْ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِيْهِ اَثَرٌ وَهُوَ بِدْعَةٌ ابْتَدَعَهَا قَتَلَةُ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْتُ وَقَدْ ذَكَرَهُ الْحَافِظُ جَلَالُ الدِّيْنِ السُّيُوْطِيُّ فِيْ جَامِعِ الصَّغِيْرِ بِلَفْظِ مَنِ اكْتَحَلَ بِالْاِثْمِدِ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ لَمْ تَرْمَدْ عَيْنَاهُ اَبَدًا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَدِ الْتَزَمَ اَنْ لَا يَذْكُرَ فِيْ كِتَابِهٖ هٰذَا حَدِيْثًا مَوْضُوْعًا فَالْحَدِيْثُ غَيْرُ مَوْضُوْعٍ عِنْدَهٗ وَغَايَةُ الْاَمْرِ اَنَّهٗ ضَعِيْفٌ ۔

جو عاشورا کے روز اثمد کا سرمہ لگائے تو اس کی آنکھیں دکھنے نہ آئیں گی۔ اسے حاکم وغیرہ نے ابن عباسؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور کہتے ہیں یہ منکر ہے سخاوی کہتے ہیں بلکہ موضوع ہے اسے ابن الجوزی نے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ امام حاکم فرماتے ہیں عاشورا کے روز سرمہ لگانا اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت مروی نہیں ہے وہ بدعت ہے جو حسینؓ کے قاتلوں نے ایجاد کی ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں جلال الدین سیوطی رح نے اپنی جامع الصغیر میں انہی الفاظ کے ساتھ اسے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بیہقی رح کے حوالہ سے روایت کیا ہے۔ اور انہوں نے یہ التزام کر رکھا ہے۔ کہ اپنی کتاب میں کوئی حدیث موضوع بیان نہیں کرتے اس سے معلوم ہوا۔ کہ یہ حدیث سیوطی رح کے نزدیک موضوع نہیں ہے اور یہ روایت ضعیف ہے۔

۴۶۴۔ حَدِيْثُ مَنِ انْتَهَرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ مَلَأَ اللّٰهُ قَلْبَهُ أَمْنًا وَإِيْمَانًا مَوْضُوْعٌ۔	جو صاحب بدعت کو جھڑکے تو اللہ تعالیٰ اس کا دل امن و ایمان سے بھر دیتا ہے۔ یہ موضوع ہے۔
۴۶۵۔ حَدِيْثُ مَنْ أُهْدِيَتْ لَهُ هَدِيَّةٌ وَعِنْدَهُ قَوْمٌ فَهُمْ شُرَكَاؤُهُ فِيْهَا أَوْرَدَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ فَأَخْطَأَ نَقْلًا أَوْرَدَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُمَيْدٍ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَغَيْرِهِ مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ رَضِيَ مَرْفُوْعًا وَقَالَ الْعُقَيْلِيُّ أَنَّهُ يَصِحُّ فِيْ هٰذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ شَيْءٌ وَكَذَا قَالَ الْبُخَارِيُّ عَقِيْبَ إِيْرَادِهِ لَهُ تَعْلِيْقًا فَقَالَ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ جُلَسَاءَهُ شُرَكَاؤُهُ وَلَا يَصِحُّ وَقَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ الْمَوْقُوْفُ أَصَحُّ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ مَنْ أُهْدِيَ لَهُ هَدِيَّةٌ فَجُلَسَاؤُهُ شُرَكَاؤُهُ فِيْهَا	جس کے پاس ہدیہ بھیجا جائے۔ اور اس کے پاس لوگ موجود ہوں۔ تو وہ اس میں شریک ہیں۔ ابن الجوزی نے اسے موضوعات میں شمار کر کے غلطی کھائی ہے۔ اسے عبداللہ بن حمید نے ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ عقیلی کہتے ہیں اس باب میں حضور سے کوئی حدیث صحیح نہیں۔ ایسے ہی بخاری اسے معلقاً لانے کے بعد فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت کی جاتی ہے کہ اس کے ساتھ بیٹھنے والے اس کے شریک ہیں لیکن یہ صحیح نہیں۔ عسقلانی رح کہتے ہیں۔ موقوف زیادہ صحیح ہے۔ جیسا کہ سخاوی رحمہ اللہ تعالےٰ نے ذکر کیا ہے۔ زرکشی رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہیں۔ اس حدیث کو طبرانی رح نے حسن بن علی

وَرَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ مِنْ حَدِيْثِ حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رض۔

رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۴۶۶۔ حَدِيْثُ مَنْ بَانَ عُذْرُهُ وَجَبَتِ الصَّدَقَةُ عَلَيْهِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ۔

جس کا عذر ظاہر ہو جائے اس پر صدقہ واجب ہے، سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔

۴۶۷۔ حَدِيْثُ مَنْ بَلَغَهُ عَنِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ شَيْءٌ فِيْهِ فَضِيْلَةٌ فَأَخَذَ بِهِ إِيْمَانًا بِهِ وَرَجَاءَ ثَوَابِهِ أَعْطَاهُ اللهُ ذٰلِكَ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ قَدْ سَبَقَ عَلَى الْعَسْقَلَانِيِّ فِيْ كَلَامِ عَلِيٍّ لَوْ أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ ظَنَّهُ بِحَجَرٍ لَنَفَعَهُ اللهُ بِهِ فَقَالَ لَا أَصْلَ لَهُ وَنَحْوُهُ مَنْ بَلَغَهُ شَيْءٌ الْحَدِيْثُ وَالْحَقُّ أَنَّ بَيْنَهُمَا فَرْقًا فِيْ تَلْوِيْحِ الْمَعْنٰى وَصَحِيْحِ الْمَبْنٰى فَإِنَّ الْحَدِيْثَ الثَّانِيَ رَوَاهُ أَبُو الشَّيْخِ فِيْ مَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا وَفِيْ سَنَدِهِ بِشْرُ بْنُ عُبَيْدٍ وَهُوَ مَتْرُوْكٌ وَلَهُ طُرُقٌ لَا

جس شخص کو اللہ عزوجل سے کوئی شئے فضیلت کی پہنچے اور وہ اسے اس پر ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی غرض سے لازم پکڑلے تو اللہ تعالےٰ اسے یہ شئے عطا فرما دیتا ہے، اگرچہ ایسا نہ ہو، عسقلانی کا پہلے اس حدیث کے تحت اگر کوئی شخص پتھر کے ساتھ اچھا گمان کرے تو اللہ تعالےٰ اس کے ذریعہ بھی اسے نفع پہنچا دیتا ہے،، کلام گذر چکا، اس کی اور اس حدیث جسے اللہ سے کوئی شئے پہنچے اس کی کوئی اصل نہیں، اور صحیح یہ ہے کہ معنوی لحاظ سے دونوں میں فرق ہے اور دوسری حدیث کو ابوالشیخ نے مکارم الاخلاق میں جابر رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے، لیکن اس کی سند میں بشیر بن عبید متروک ہے، اور اس کی کئی سندات ہیں جو

تَخْلُوْ مِنْ مَتْرُوْكٍ وَمَنْ لَا يُعْرَفُ كَمَا ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ إِلَّا أَنَّ غَايَةَ الْأَمْرِ فِيْهِ أَنَّهُ ضَعِيْفٌ وَتَقْوِيَةُ أَنَّهُ رَوَاهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ مِنْ حَدِيْثِ أَنَسٍ كَمَا ذَكَرَهُ الزَّرْكَشِيُّ وَكَذَا ذَكَرَهُ الْعِزُّ بْنُ جَمَاعَةَ فِيْ مَنْسَكِهِ الْكَبِيْرِ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يُسْنِدْهُ وَلَمْ يَعْزُهُ إِلَى أَحَدٍ وَيُؤَيِّدُهُ أَنَّهُ ذَكَرَهُ السُّيُوْطِيُّ فِيْ جَامِعِهِ الصَّغِيْرِ وَقَالَ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ أَنَسٍ بِلَفْظِ مَنْ بَلَغَهُ عَنِ اللّٰهِ فَضِيْلَةٌ فَلَمْ يُصَدِّقْ بِهَا لَمْ يَنَلْهَا فَفِي الْجُمْلَةِ لَهُ أَصْلٌ أَصِيْلٌ لٰكِنِ اسْتَشْكَلَ بِأَنَّهُ إِنْ حَمَلَ مَا بَلَغَهُ عَلَى الْحَدِيْثِ الضَّعِيْفِ يُنَافِيْهِ قَوْلُهُ إِيْمَانًا بِهِ لِأَنَّهُ إِذَا اعْتَقَدَ الثُّبُوْتَ اِمْتِثَالًا لِقَوْلِهِ إِيْمَانًا بِهِ فِيْ غَرَضِ كَوْنِ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ بَلَغَهُ ضَعِيْفًا لِأَنَّ الضَّعِيْفَ لَا يُطْلَقُ إِلَّا حَيْثُ لَمْ

متروک سے خالی ہیں۔اور مجہول راوی بھی پائے جاتے ہیں جیسا کہ سخاوی نے ذکر کیا ہے مقصد کلام یہ ہے کہ یہ ضعیف ہے۔اور اس کی تقویت وہ حدیث کرتی ہے جو ابن عبدالبر نے انسؓ سے روایت کی ہے جیسا کہ زرکشی نے ذکر کیا ہے ایسے ہی عز بن جماعہ نے اپنی منسک الکبیر میں بغیر سند کے ذکر کیا ہے۔اور کسی کی جانب نسبت نہیں کی اور اس کی تائید وہ حدیث کرتی ہے جو سیوطیؒ نے اپنی جامع الصغیر میں نقل کی ہے کہ طبرانی نے اوسط میں انسؓ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جسے اللہ سے کوئی فضیلت پہنچے پھر اسے صدقہ نہ کرے تو اسے وہ شئے حاصل نہیں ہوتی۔حاصل کلام یہ ہے کہ اس کی کچھ نہ کچھ اصل ہے۔لیکن مشکل یہ ہے کہ اگر اس حدیث کو ضعیف پر محمول کیا جائے تو ایمانا بہ کا قول اس کی نفی کرتا ہے۔کیونکہ اگر اس لفظ کی بنا پر اس کے ثبوت کا اعتقاد کر لیا جائے۔کیونکہ ضعیف نہیں بولی جاتی جب تک مضمون ثابت نہ ہو اور اگر اسے صحیح پر حمل کیا جائے۔تو آخر کا لفظ رد چاہے

يَكُنِ الْمَضْمُوْنُ ثَابِتًا وَّاِنْ حُمِلَ عَلَى الصَّحِيْحِ نَلْغَاهُ قَوْلُهُ وَاِنْ لَّمْ يَكُنِ الْاَمْرُ كَذٰلِكَ لِاَنَّ فَرْضَ كَوْنِ ذٰلِكَ الْاَمْرِ لَيْسَ كَذٰلِكَ يُنَافِي الصِّحَّةَ الْمُسْتَلْزِمَةَ بِكَوْنِهٖ كَذٰلِكَ وَالْجَوَابُ اَنَّا نَخْتَارُ الْاَوَّلَ وَنَقُوْلُ اِعْتِقَادُ الثُّبُوْتِ لَا يَتَوَقَّفُ عَلَى السَّنَدِ لِجَوَازِ اَنْ يَّكُوْنَ مِنْ وَّجْهٍ اٰخَرَ كَمَا اِذَا كَانَ عَامًّا اَدْرَجَهٗ فِيْ عُمُوْمَاتٍ فَالثُّبُوْتُ حِيْنَئِذٍ مِنْ حَيْثُ هٰذَا الْاِدْرَاجِ لَا غَيْرُ اَوْ نَخْتَارُ الثَّانِيْ فَنَحْمِلُهٗ عَلٰى مَا صَحَّ سَنَدُهٗ ظَنًّا فِي الظَّاهِرِ فَهٰذَا يُمْكِنُ التَّصْدِيْقُ بِثُبُوْتِهٖ مِنْ هٰذِهِ الْحَيْثِيَّةِ وَيُحْتَمَلُ اَنَّهٗ غَيْرُ صَحِيْحٍ بَاطِنًا فَحِيْنَئِذٍ كُتِبَ لَهٗ ذٰلِكَ الثَّوَابُ الَّذِيْ بَلَغَهٗ مَعَ كَوْنِ الْحَدِيْثِ غَيْرَ وَاقِعٍ لٰكِنْ بَعْضَ رُوَاتِهِ الظَّاهِرَةِ الْعَدَالَةِ مَعَ بَقِيَّةِ

ایسا نہ ہو۔ اس کی تائید کرتا ہے۔ کیونکہ کسی امر کا فرض ہونا دوسری شئے کی صحت مستلزمہ کا نفی نہیں کرتا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم اول کو پسند کرتے ہیں اور اس کے ثبوت کا اعتقاد رکھتے ہیں اور سند پر توقف نہ کیا جائے گا اس خیال کی بنا پر اس کی کوئی اور سند ہو کیونکہ جب یہ عام ہو گئی تو ہم اسے عمومات میں شمار کریں گے۔ تو ثبوت اس کے درج ہونے کی بنا پر ہوگا۔ نہ کہ کوئی اور۔ اور اگر ہم دوسرے جملہ کو اختیار کریں تو ہم اسے ظنی طور پر صحت سند پر محمول کریں گے۔ تو ہماری یہ تصدیق باعتبار ظاہر ہو گی۔ ہو سکتا ہے کہ باطن میں صحیح نہ ہو۔ تو اس حدیث کی بنا پر جو واقع میں حدیث نہیں۔ یہ ثواب لکھا جائیگا کیونکہ اس کے بعض روات ایسے ہیں جو شروط کے ساتھ ظاہراً و باطناً عادل ہیں۔ اور محققین کے نزدیک صحت، حسن اور ضعف کا دارومدار صرف ظاہر پر ہوتا ہے۔ اور یہ احتمال رہتا ہے کہ صحیح موضوع ہے۔ اور موضوع

الشروط وباطنا كذلك والمحققون على ان الصحة والحسن والضعف انما هي من حيث الظاهر فقط مع احتمال كون الصحيح موضوعا وعكسه كذا افاده الشيخ ابن حجر المكي في حل معنى هذا الحديث الا انه جعل مرجع الضمير في قوله فلأخذ به اي بالفضيلة بمعنى الفضل والظاهر انه راجع الى شيء فيه فضيلة ومعنى اخذه عمل به قولا وفعلا ثم قوله ايمانا به اي ايمانا بالله وايقانا برجاء ثوابه لان المعنى ايمانا بذلك الحديث كما حله الشيخ فاحتاج الى تمحل في الجواب والله اعلم بالصواب.

صحیح، جیسا کہ شیخ ابن حجر المکی نے اس حدیث کے حل میں لکھا ہے۔ کیوں کہ قول فاخذ بہ کی ضمیر کا مرجع فضیلت بمعنی فضل کی جانب کیا جائے۔ اور ظاہر بھی یہی ہے تو اس وقت اخذ بہ کے معنی یہ ہوں گے کہ قولاً وفعلاً اس پر عمل کیا۔ پھر یہ قول ایماناً بہ۔ یعنی اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے۔ کیونکہ معنے یہ ہوں گے کہ اس حدیث پر ایمان رکھتے ہوئے۔ جیسا کہ شیخ نے حل کیا ہے۔ تو یہ جواب خود جواب کا محتمل ہوگا

۴۶۴- حديث من بشرني بخروج صفر بشرته بالجنة لا اصل له.

جو شخص مجھے صفر کے نکل جانے کی خوشخبری سنائے گا میں اسے جنت کی خوشخبری سناؤں گا۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔

۴٦۹ - حَدِيثُ مَنْ بُورِكَ لَهُ فِي شَيْءٍ فَلْيَلْزَمْهُ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَةَ هُوَ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ قُلْتُ وَهٰذَا سَتَرُوَاهُ مِنْهُ فَاخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ رض وَعَائِشَةَ كَمَا ذَكَرَهُ الزَّرْكَشِيُّ قَالَ السَّخَاوِيُّ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ رض بِهِ مَرْفُوعًا بِلَفْظِ مَنْ أَصَابَ مِنْ شَيْءٍ فَلْيَلْزَمْهُ وَهُوَ عِنْدَ الْبَيْهَقِيِّ فِي الشُّعَبِ بِلَفْظِ مَنْ رُزِقَ بَدَلَ مَنْ أَصَابَ قُلْتُ وَهُوَ كَذٰلِكَ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ بِاللَّفْظَيْنِ ۔

جسے کسی شئے میں برکت دی جائے۔ تو وہ اسے لازم پکڑلے۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔ یہ بعض سلف کا کلام ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں انہیں بھول ہوئی۔ ورنہ ابن ماجہؒ نے اسے انسؓ اور عائشہؓ سے روایت کیا ہے جیسا کہ زرکشی کہتے ہیں سخاویؒ کہتے ہیں۔ اسے ابن ماجہؒ نے انس رضؓ سے مرفوعاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جسے کوئی شئے پہنچے وہ اسے لازم پکڑلے اور بیہقیؒ نے شعب میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جسے رزق دیا جائے۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں۔ جامع الصغیر میں دونوں طرح موجود ہے۔

۴۷۰ - حَدِيثُ مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً لِمَالِهَا حَرَمَهُ اللّٰهُ مَالَهَا وَجَمَالَهَا قَالَ الزَّرْكَشِيُّ لَا يُعْرَفُ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ وَفِي الصَّحِيحَيْنِ تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِمَالِهَا وَجَمَالِهَا وَحَسَبِهَا وَدِينِهَا فَاظْفَرْ

جو عورت سے اس کے مال کے باعث شادی کرے اللہ تعالیٰ اس کے مال اور خوبصورتی کو حرام کرے۔ زرکشی کہتے ہیں یہ معلوم نہیں سخاوی کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں۔ صحیحین میں عورت سے نکاح اس کے مال اس کے جمال اس کے حسب اور اس کے دین کی بنا پر کیا جاتا

بِدَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ ٭	ہے۔ تم دین والی سے مدد چاہو ٭
۱۷۱۔ حَدِيْثُ مَنْ تَزَوَّجَ بِغَيْرِ زَبِيْدٍ فَقُتِلَ فَدَمُهُ هَدَرٌ لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ مُعْتَمَدٌ وَحِكَايَاتُ الْجِنِّ الْمَرْوِيَّةُ فِيْ ذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَثْبُتْ مِنْهَا شَيْئٌ ٭	جو صورت بدل لے پھر قتل کر لیا جائے تو اس کا خون بے کار ہے! اس کی کوئی اصل نہیں اور حکایات جن جو اس بارے میں حضور صلعم سے مروی ہیں۔ اس میں سے کوئی شے ثابت نہیں ٭
۱۷۲۔ حَدِيْثُ مَنْ تَكَلَّمَ بِكَلَامِ الدُّنْيَا فِي الْمَسْجِدِ أَحْبَطَ اللّٰهُ أَعْمَالَهُ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ الصَّغَانِيُّ مَوْضُوْعٌ وَهُوَ كَذٰلِكَ لِأَنَّهُ بَاطِلٌ مَبْنًى وَمَعْنًى ٭	جو مسجد میں کوئی دنیا دی بات کرے اللہ تعلٰے اس کے چالیس سال کے عمل اٹھا لیتا ہے۔ صغانی کہتے ہیں۔ یہ موضوع ہے۔ کیونکہ یہ لفظاً بھی باطل ہے اور معنًی بھی ٭
۱۷۳۔ حَدِيْثُ مَنْ تَوَاضَعَ لِغَنِيٍّ لِأَجْلِ غِنَاهُ ذَهَبَ ثُلُثَا دِيْنِهٖ ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ قَالَ السُّيُوْطِيُّ وَلَمْ يُصِبْ فَقَدْ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَأَنَسٍ بِلَفْظِ مَنْ دَخَلَ عَلٰى غَنِيٍّ فَتَوَاضَعَ لَهٗ ذَهَبَ ثُلُثَا دِيْنِهٖ وَقَالَ فِيْ كُلٍّ مِنْهُمَا اِسْنَادٌ	جو کسی امیر کی اس کی امارت کی بنا پر تواضع کرتا ہے تو اس کا دو تہائی دین چلا جاتا ہے اسے ابن الجوزی نے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ لیکن سیوطیؒ کہتے ہیں ان کا یہ قول صحیح نہیں کیونکہ بیہقیؒ نے اپنی شعب میں ابن مسعودؓ اور انسؓ سے ان الفاظ کے ساتھ اسے روایت کیا ہے جو کسی امیر کے پاس جائے اور اس کی تواضع کرے تو اس کا دو تہائی دین چلا جاتا ہے سیوطیؒ کہتے ہیں دونوں

ضعیف۔ (کی سند ضعیف ہیں نہ کہ موضوع)

۴۷۴۔ حَدِیْثُ مَنْ جَالَسَ عَالِمًا فَکَاَنَّمَا جَالَسَ نَبِیًّا قَالَ السَّخَاوِیُّ لَا اَعْرِفُہٗ فِی الْمَرْفُوْعِ قُلْتُ لٰکِنْ مَعْنَاہُ صَحِیْحٌ لِاَنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ وَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ وَوَرَدَ اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ۔

جو عالم کے پاس بیٹھا گویا وہ نبی کے پاس بیٹھا سخاوی کہتے ہیں میں اسے مرفوعًا نہیں پہچانتا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں معنی اس کے صحیح ہیں۔ کیونکہ علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر تم نہ جانتے ہو تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔ اور یہ بھی وارد ہے کہ شیخ اپنی قوم میں ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں۔

ف:۔ شیخ والی روایت حرف شین میں گذر چکی۔ اس کی بھی یہی حیثیت ہے۔ اور علماء کا وارث انبیاء ہونا یا یہ حکم کہ اگر تم نہ جانتے ہو۔ تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔ اس سے معنی کی صحت قائم نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ ان امور کا کوئی منکر نہیں بلکہ سوال اس امر کا ہے۔ کیا عالم کے پاس بیٹھنا نبی کے پاس بیٹھنے کے مترادف ہو سکتا ہے یا شیخ نبی کی طرح ہو سکتا ہے۔ ملا علی قاری نے اصل اعتراض کو نظر انداز کر دیا۔ حالانکہ بغیر تاویل کے ان ہر دو روایات کے الفاظ موجب کفر ہیں۔

۴۷۵۔ حَدِیْثُ مَنْ جَدَّ وَجَدَ تَرْجَمَ السَّخَاوِیُّ وَلَمْ یَتَکَلَّمْ عَلَیْہِ قُلْتُ لَا اَصْلَ لَہٗ بَلْ ھُوَ مِنْ کَلَامِ بَعْضِ الْفُضَلَاءِ وَکَذَا الْحَدِیْثُ

جس نے کوشش کی اس نے پایا سخاوی نے اس کی سرخی باندھی ہے اور اس پر کوئی کلام نہیں کیا ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں بلکہ یہ بعض فضلاء کا کلام ہے۔ اسی طرح یہ حدیث

لنجر ولجر .

۱۱۴۳ - حديث من جمع مالًا من تهاوش اذهبه الله في نهابر. قال السخاوي لا اصل له انتهى لكن اخرجه القضاعي عن ابي سلمة الحمصي به مرفوعًا وابو سلمة قاضي حمص لا صحبة له فهو مع ضعفه مرسل وفي سنده متروك كما قال السخاوي قلت المرسل حجة عند الجمهور وقد ذكر في جامع الصغير بلفظ من اصاب مالًا من نهاوش اذهبه الله في نهابر اخرجه ابن النجار عن ابي سلمة الحمصي فهو ضعيف لا موضوع والمعنى ان كل مال اصيب من غير حله ولا يدري وجه اخذه اذهبه الله في المهالك غاية امره كما تجمع مهاوش من الهوش بمعنى الجمع والخلط و

کہ جس نے پناہ چاہی پناہ دیا گیا۔

جس نے حرام سے مال جمع کیا اللہ تعالیٰ اسے قطع رحمی میں لے جاتا ہے۔ سخاوی کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں لیکن قضاعی نے اسے ابو سلمۃ الحمصی سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ ابو سلمہ قاضی حمص ضعیف ہیں، اس کے ساتھ ساتھ یہ مرسل بھی ہے۔ اور اس میں ایک راوی متروک بھی ہے۔ جیسا کہ سخاوی فرماتے ہیں ملا علی قاری کہتے ہیں کہ مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے (متروک کو حجت نہیں) اور جامع الصغیر میں یہ ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ جو حرام سے مال پاتا ہے خدا تعالیٰ اسے حرام میں لے جاتا ہے۔ اسے ابن النجار نے ابو سلمۃ الحمصی سے روایت کیا ہے۔ تو یہ روایت ضعیف ہے۔ موضوع نہیں رہی ہاں موضوع تو کوئی بھی نہیں کہتا ہر ایک ضعیف مرسل اور متروک

اَلْمِیْمِ زَائِدَۃٌ وَیُرْوٰی مِنْ نَھَاوِشَ
بِفَتْحِ النُّوْنِ وَکَسْرِ الْوَاوِ جَمْعُ نَھْوَاشٍ
وَھُوَ بِمَعْنَاہُ کَذَا فِی النِّھَایَۃِ وَفِی
الْقَامُوْسِ اِنَّ الْمَھَاوِشَ مَا غُصِبَ
وَسُرِقَ وَاَنَّہٗ مَا بَیْنَ الْمَھَالِکِ وَزَادَ بَعْضُھُمْ
وَالْاُمُوْرُ الْمُتَبَدِّدَۃُ ۔

۷۷۴۔ حَدِیْثُ مَنْ جَھِلَ شَیْئًا
عَادَاہُ قَالَ ابْنُ الرَّبِیْعِ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ
قُلْتُ ھُوَ کَذٰلِکَ کَمَا قَالَ الشَّاعِرُ
اَلْمَرْءُ لَا یَزَالُ عَدُوًّا لِمَا جَھِلَ

۷۷۵۔ حَدِیْثُ مَنْ حَدَّثَ
حَدِیْثًا فَعَطَسَ عِنْدَہٗ فَھُوَ حَقٌّ
قَالَ السَّخَاوِیُّ رَوَاہُ اَبُوْ یَعْلٰی عَنْ اَبِیْ
ھُرَیْرَۃَ مَرْفُوْعًا وَکَذَا اَخْرَجَہُ
الدَّارَقُطْنِیُّ وَالطَّبْرَانِیُّ وَالْبَیْھَقِیُّ
وَقَالَ اِنَّہٗ مُنْکَرٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ
قَالَ غَیْرُہٗ اِنَّہٗ بَاطِلٌ وَلَوْ کَانَ سَنَدُہٗ
فِی الشَّمْسِ انْتَھٰی وَفِیْہِ بَحْثٌ لَا یَخْفٰی
قَالَ الزَّرْکَشِیُّ فَقَدْ حَسَّنَہُ النَّوَوِیُّ

کہتا ہے) اور مقصد یہ ہے کہ جو بھی
مال حرام سے وصول ہوگا۔ وہ حرام میں جائے
گا۔ نہاوش کے معنی غصب اور
چوری کے آتے ہیں۔ اور نہابر
کے معنے مہالک کے آتے
ہیں۔

جو کسی شئے سے جاہل ہو تو اس نے اس سے
عداوت برتی۔ ابن الربیع کہتے ہیں یہ حدیث نہیں
ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ شاعر کے قول کی طرح ہے آدمی
جب تک جاہل رہتا ہے ہمیشہ دشمن رہتا ہے۔

جو کوئی حدیث بیان کرے اور اس وقت اسے
چھینک آجائے تو گویا کہ وہ حق ہے۔ سخاوی
کہتے ہیں اسے ابو یعلیٰ نے ابو ہریرہ سے مرفوعاً
روایت کیا ہے۔ اسی طرح دارقطنی، طبرانی اور بیہقی
بھی اور امام بیہقی فرماتے ہیں یہ منکر ہے۔ دیگر علماء کہتے
ہیں یہ باطل ہے چاہے اس کی سند سورج کی طرح
چمکدار کیوں نہ ہو۔ اور اس میں بہت بڑی
بحث ہے جو مخفی نہیں۔ زرکشی کہتے ہیں۔
امام نووی نے اس کی تحسین کی ہے اور جو لوگ

وَاَخْطَأَ مَنْ قَالَ اِنَّ الْحَدِيْثَ بَاطِلٌ	یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث باطل ہے انہوں نے
وَلِلطَّبْرَانِيِّ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ رَضِيَ	غلطی کی اور طبرانی میں انس رضی سے مروی ہے
اللّٰهُ عَنْهُ اَصْدَقُ الْحَدِيْثِ مَا	سب سے سچی بات وہ ہے کہ جس کے کہتے
عُطِسَ عِنْدَهٗ ۔	وقت چھینک آجائے ۔
۴۷۹۔ حَدِيْثُ مَنْ حَفَرَ لِاَخِيْهِ	جو اپنے بھائی کیلئے گڑھا کھودے قریب ہے کہ اللہ
قَلِيْبًا اَوْقَعَهُ اللّٰهُ فِيْهِ قَرِيْبًا قَالَ	اسے اس میں گرا دیگا۔ عسقلانی فرماتے ہیں میں نے
الْعَسْقَلَانِيُّ لَمْ اَجِدْ لَهٗ اَصْلًا قُلْتُ	اس کی کوئی اصل نہیں پائی، ملا علی قاری فرماتے ہیں
وَلٰكِنَّ لَفْظَ بَعْضِهِمْ مَنْ حَفَرَ بِئْرًا	بعض لوگوں کے الفاظ یہ بھی ہیں کہ جو اپنے بھائی
لِاَخِيْهِ وَقَعَ فِيْهِ وَلٰكِنْ مَعْنَاهُ صَحِيْحٌ	کے لئے کنواں کھودے خود اس میں گرتا ہے لیکن اس کے
مُسْتَفَادٌ مِنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَا يَحِيْقُ	معنی صحیح ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قول سے مستفاد
الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ۔	ہیں۔ ولا یحیق المکر السیئ الا باہلہ ۔
۴۸۰۔ حَدِيْثُ مَنْ حَلَفَ بِاللّٰهِ	جو اللہ کی سچی قسم کھائے تو گویا اس نے
صَادِقًا كَانَ كَمَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ وَقَدَّسَهٗ	اللہ کی تسبیح و تقدیس بیان کی سخاوی نے
تَرْجَمَ السَّخَاوِيُّ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ عَلَيْهِ	اس کی سرخی باندھی ہے لیکن اس پر کلام نہیں
قُلْتُ مَعْنَاهُ صِدْقٌ وَصَوَابٌ	کیا ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کے معنی صحیح
لِاَنَّهٗ اِذَا كَانَ فِيْ يَمِيْنِهٖ صَادِقًا	اور سچ ہیں۔ کیونکہ اگر وہ اپنی قسم میں سچا ہے
يَكُوْنُ حَلْفُهٗ بِاللّٰهِ ذِكْرًا مُوَافِقًا	تو یہ اللہ کا ذکر ہوگا۔ چاہے قسم کھانے والا
وَلَوْ كَانَ الْمُخَالِفُ مُنَافِقًا قَالَ	منافق کیوں نہ ہو۔ ابن الربیع رح کہتے ہیں۔
اِبْنُ الرَّبِيْعِ مَا عَلِمْتُهٗ فِي الْمَرْفُوْعِ	میں اسے مرفوعاً نہیں جانتا۔ امام شافعی رحمہ اللہ

وَقَدْ قَالَ الْإِمَامُ الشَّافِعِيُّ رح مَا حَلَفْتُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى قَطُّ صَادِقًا وَلَا كَاذِبًا اِجْلَالًا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَوْ كَانَ مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ صَحِيْحًا لَمَا كَانَ تَرْكُ الْيَمِيْنِ اِجْلَالًا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْخِصَالِ الْمَحْمُوْدَةِ اِذْ وَلَا يَخْفٰى اَنَّهُ لَوْ كَانَ تَرْكُهُ مِنَ الْخِصَالِ الْحَمِيْدَةِ لَمَا كَانَ يَفْعَلُهُ مِنْ شَمَائِلِ السَّعِيْدَةِ وَقَدْ حَلَفَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَوَاضِعَ مُتَعَدِّدَةٍ مِنْ اَحَادِيْثَ مُتَبَدِّدَةٍ كَمَا حَلَفَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِهٖ فِيْ اَمَاكِنَ مِنْ خِطَابِهٖ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يُحْمَلَ تَرْكُ الْحَلْفِ مِنَ الْخِصَالِ الْمَحْمُوْدَةِ عَلٰى حَالَةِ الْخُصُوْمَةِ فِي الْمُعَامَلَةِ بِاَنْ يُعْطِيَ مَا يَتَوَجَّهُ عَلَيْهِ وَلَا يَحْلِفُ عَمَلًا بِالْمُعَامَلَةِ۔

فرماتے ہیں میں نے اللہ تعالیٰ کی کبھی قسم نہیں کھائی نہ سچی نہ جھوٹی۔ اللہ تعالیٰ کی عزت کا خیال کرتے ہوئے تو اگر اس حدیث کے معنی صحیح تسلیم کئے جائیں، تو یہ کہا جاسکتا کہ اللہ تعالیٰ کی عزت وجلال کے باعث قسم نہ کھانا بہرصورت ایک خصلت محمودہ ہے اور یہ بات مخفی نہیں کہ خصلت محمودہ کو ترک کرنا جبکہ اس کا فعل خود محمود ہو جاتا ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مقامات پر قسم کھائی۔ جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات پر خطاب کرتے ہوئے قسم کھائی تو مناسب یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ قسم چھوڑنا خصائل محمودہ میں داخل ہے۔ اور علی الخصوص معاملات میں لڑائی یا دشمنی کے وقت اور جان کر معاملات میں قسم نہ کھائے

۱۸۹ - حَدِيْثُ مَنْ دَخَلَ السُّوْقَ فَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا

جو بازار میں داخل ہوتے وقت یہ کہے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی

شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ
وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ
الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ كَتَبَ
اللّٰهُ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَمَحَا عَنْهُ
اَلْفَ اَلْفِ سَيِّئَةٍ وَرَفَعَ لَهٗ اَلْفَ
اَلْفِ دَرَجَةٍ قَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ الْجَوْزِيَّةِ
هٰذَا الْحَدِيْثُ مَعْلُوْلٌ اَعَلَّهُ اَئِمَّةُ
الْحَدِيْثِ ذَكَرَهُ التِّرْمِذِيُّ فِيْ
جَامِعِهٖ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ
وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ سَاَلْتُ اَبِيْ
عَنْ هٰذَا فَقَالَ حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ
وَقَعَ فِيْهِ خَطَاٌ وَغَلَطٌ وَرَوَاهُ
ابْنُ مَاجَةَ فِيْ سُنَنِهٖ وَفِيْ سَنَدِهٖ
ضُعْفٌ كَمَا قَالَهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَ
النَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَاَبُوْ زُرْعَةَ
وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ لَا يُحْكٰى كُتُبُ
حَدِيْثِهٖ اِلَّا عَلٰى وَجْهِ التَّعَجُّبِ
كَمَا يَنْفَرِدُ بِالْمَوْضُوْعَاتِ عَنِ
الْاَثْبَاتِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِحَقَائِقِ الْحَالَاتِ

ومیت وہو حی لا یموت بیدہ الخیر وہو علی کل شئی
قدیر، اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک لاکھ نیکیاں
لکھتا ہے ایک لاکھ گناہ مٹاتا ہے اور ایک لاکھ درجے
بڑھاتا ہے۔ ابن الجوزی کہتے ہیں یہ حدیث معلول ہے
اسے ائمہ حدیث نے معلول قرار دیا ہے۔ ترمذیؒ
نے اسے اپنی جامع میں نقل کر کے فرمایا ہے۔ یہ
حدیث غریب ہے ابن ابی حاتم کہتے ہیں میں نے
اپنے والد سے اس حدیث کے بارے میں دریافت
کیا، انہوں نے فرمایا یہ منکر ہے اس میں خطا اور غلطی
واقع ہوئی ہے۔ اسے ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ذکر
کیا ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے جیسا کہ
دار قطنیؒ، نسائیؒ، دارمیؒ اور ابو زرعہؒ
کا قول ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں کتب حدیث
میں جو یہ روایت نقل کی جاتی ہے ازراہ تعجب
کی جاتی ہے۔ اور انہوں نے اسے اکیلے موضوعات
میں شمار کیا ہے۔ لیکن یہ روایت ترمذیؒ میں
دو سندوں سے مروی ہے۔ ایک سند پر امام ترمذیؒ
نے سکوت اختیار کیا ہے۔ اور وہ بہت عمدہ
سند ہے)

۴۸۲ ـ حدیث من دعا لظالم بطول البقاء فقد احب ان یعصی الله ذکره الغزالی فی الاحیاء والزمخشری فی تفسیره قال السخاوی ولم اره فی المرفوع بل اخرجه ابو نعیم فی الحلیة من قول سفیان الثوری وقال ابن الجوزی وکل ما یروی فی معناه موضوع ای بحسب اسناده ومبناه والا فلا شک فی صحة معناه وقد قال العراقی فی تخریج احادیث الاحیاء رواه ابن ابی الدنیا فی کتاب الصمت فی قول الحسن البصری وکذا قال العسقلانی فی تخریج الکشاف

جو ظالم کے لئے لمبی عمر کی دعا کرتا ہے گویا وہ اللہ کی نافرمانی کو پسند کرتا ہے۔ اسے غزالی نے اپنی احیاء میں اور زمخشری نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے۔ سخاوی کہتے ہیں میں نے اسے مرفوعاً کہیں نہیں دیکھا۔ ابو نعیم نے اسے حلیہ میں سفیان ثوری کا قول نقل کیا ہے۔ ابن الجوزی کہتے ہیں۔ اس معنی میں جتنی روایات بیان کی جاتی ہیں سب موضوع ہیں یعنی باعتبار سند اور باعتبار الفاظ۔ ورنہ معنی کی صحت میں تو کوئی شک نہیں۔ عراقی تخریج احادیث الاحیاء میں فرماتے ہیں اسے ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت میں حسن بصری کا قول نقل کیا ہے۔ اسی طرح امام عسقلانی نے تخریج کشاف میں فرمایا ہے۔

۴۸۳ ـ حدیث من رفع یدیه فلا صلوٰة له موضوع۔

جو اپنے ہاتھ اٹھائے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ یہ موضوع ہے۔

۴۸۴ ـ حدیث من زارنی وزار ابی ابراهیم فی عام واحد دخل الجنة قال ابن تیمیة انه

جس نے میری اور میرے باپ ابراہیمؑ کی ایک سال میں زیارت کی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں۔ یہ موضوع ہے

مَوْضُوْعٌ وَلٰكِنْ قَالَ النَّوَوِيُّ فِيْ آخِرِ الْحَجِّ مِنْ شَرْحِ الْمُهَذَّبِ اَنَّهٗ مَوْضُوْعٌ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَهٗ وَقَالَ الذَّهَبِيُّ طُرُقُهٗ كُلُّهَا لَيِّنَةٌ يُقَوِّيْ بَعْضُهَا بَعْضًا لٰكِنْ مَا فِيْ رُوَاتِهَا مُتَّهَمٌ بِالْكِذْبِ۔

امام نووی شرح المہذب میں فرماتے ہیں یہ موضوع ہے باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں امام ذہبیؒ فرماتے ہیں اس کے تمام طریقے نرم ہیں اگرچہ ایک دوسرے کی تقویت ضرور کرتے ہیں لیکن اس کے رواۃ میں کذب کے ساتھ متہم راوی موجود ہیں۔

۴۸۵۔ حَدِيْثُ مَنْ زَارَ الْعُلَمَاءَ فَكَاَنَّمَا زَارَنِيْ وَمَنْ صَافَحَ الْعُلَمَاءَ فَكَاَنَّمَا صَافَحَنِيْ وَمَنْ جَالَسَ الْعُلَمَاءَ فَكَاَنَّمَا جَالَسَنِيْ وَمَنْ جَالَسَنِيْ فِي الدُّنْيَا اُجْلِسُ اِلَيَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ فِي الذَّيْلِ فِيْ اِسْنَادِهٖ حَفْصٌ كَذَّابٌ۔

جس نے علماء کی زیارت کی اس نے گویا میری زیارت کی، اور جس نے علماء سے مصافحہ کیا اس نے گویا مجھ سے مصافحہ کیا اور جو علماء کے ساتھ بیٹھا گویا وہ میرے ساتھ بیٹھا۔ اور جو دنیا میں میرے ساتھ بیٹھا میں اسے قیامت میں اپنے ساتھ بٹھاؤں گا۔ ذیل میں ہے کہ اس کی سند میں حفص کذاب ہے۔

۴۸۶۔ حَدِيْثُ مَنْ زَرَعَ حَصَدَ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ فِي الْمَبْنٰى وَهُوَ صَحِيْحٌ فِي الْمَعْنٰى فِي الدُّنْيَا وَالْعُقْبٰى وَقَدْ تَقَدَّمَ الْكَلَامُ عَلٰى حَدِيْثِ الدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْآخِرَةِ۔

جو بوئے گا وہ کاٹے گا۔ یہ لفظاً حدیث نہیں ہے۔ لیکن بلحاظ معنی کہ دنیا میں جو بوئے گا۔ آخرت میں وہی کاٹے گا اس پر کلام اس حدیث کے تحت گذر چکا کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

۴۸۷۔ حَدِيْثُ مَنْ سَبَقَ اِلٰى

جو مباح کام کی طرف پہل کرے وہ اسی کے لئے

مباح فهو له هو معنى ما في أبي
داود من حديث أسمر بن مضرس
بلفظ من سبق إلى ما لم يسبق
إليه فهو له قال البغوي لا أعلم
بهذا الإسناد غير هذا الحديث
وصححه الضياء في المختارة ذكره
السخاوي قلت وفي الجامع
الصغير من سبق إلى ما لم يسبق
إليه مسلم فهو له رواه أبو داود
والضياء عن أم جندب انتهى
ويؤيده حديث منى مناخ
من سبق.

۴۸۸ - حديث من سر أخاه
المؤمن فقد سر الله ذكره في
الإحياء وقال العراقي روى ابن
حبان والعقيلي في الضعفاء
من حديث أبي بكر الصديق
رضي الله عنه بلفظ من سر
مؤمنا فإنما سر الله وقال

ہے یہ اس حدیث کے معنی میں جو ابوداؤد میں اسمر بن
مضرس سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے جو ایسی شئی کی
جانب سبقت کرے جس کی جانب کسی نے سبقت نہ
کی ہو تو وہ اسی کے لئے ہے۔ بغوی فرماتے ہیں، میں
اس سند کے ساتھ کسی اور حدیث کو نہیں جانتا. ضیاء
نے مختارہ میں اس کی تصحیح کی ہے جیسا کہ سخاوی نے
ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں جامع الصغیر میں
ہے جس نے اس شئے کی جانب سبقت کی جس کی
جانب کسی مسلمان نے پہلے نہ کی ہو تو وہ اسی کے لئے ہے
اسے ابوداؤد اور ضیاء نے ام جندبؓ سے روایت
کیا ہے اور اس کی تائید وہ حدیث کرتی ہے منیٰ
جائے قیام اسی کے لئے ہے جو سبقت کر جائے۔

جو اپنے مومن بھائی کو خوش کرے اللہ اسے بھی
خوش کرتا ہے۔ یہ احیاء میں ہے۔ عراقی کہتے ہیں
ابن حبان اور عقیلی نے ضعفاء میں ابوبکر صدیقؓ
سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جو مومن کو
خوش کرے اللہ تعالے اسے خوش کرتا ہے۔ عقیلیؒ
کہتے ہیں یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ ذیل میں
ہے یہ حدیث جو مومن کو خوش کرے اللہ اسے

العُقَيْلِيُّ بَاطِلٌ لَا أَصْلَ لَهُ وَفِي الذَّيل حَدِيثُ مَنْ سَرَّ مُؤْمِنًا فَإِنَّمَا سَرَّ اللّٰهَ وَمَنْ عَظَّمَ مُؤْمِنًا فَإِنَّمَا يُعَظِّمُ اللّٰهَ وَمَنْ أَكْرَمَ مُؤْمِنًا فَإِنَّمَا يُكْرِمُ اللّٰهَ هُوَ كَذِبٌ بَيِّنٌ وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ سَمِعْتُ جَعْفَرَ بْنَ أَبِي أَبَانٍ يَقُولُ حَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَنْ سَرَّ الْمُؤْمِنَ فَقَدْ سَرَّنِي وَمَنْ سَرَّنِي فَقَدْ سَرَّ اللّٰهَ فَقُلْتُ يَا شَيْخُ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَكْذِبْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَسْتَ مِنِّي فِي حِلٍّ أَنْتُمْ تَحْسُدُونَنِي لِإِسْنَادِي فَخَوَّفْتُهُ حَتَّى حَلَفَ لَا يُحَدِّثُ بِمَكَّةَ۔

خوش کرتا ہے، جو مومن کی عظمت کرے اللہ اس کی عظمت کرتا ہے، اور جو مومن کا اکرام کرے اللہ اس کا اکرام کرتا ہے، یہ صاف جھوٹ ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں میں نے جعفر بن ابی ابان کو ابن رمح، لیث، نافع، ابن عمر کی سند سے یہ حدیث بیان کرتے سنا کہ جس نے مومن کو خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا، میں نے اس سے کہا اے شیخ اللہ سے ڈرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہ بول اس نے کہا تم مجھ سے حلال جگہ میں نہیں ہو تم مجھ سے میری سند کے باعث حسد کرتے ہو تو میں نے اسے خوف دلایا حتی کہ اس نے یہ قسم کھائی کہ وہ مکہ میں حدیث بیان نہ کرے گا۔

۹۸۴۔ حَدِيثُ مَنْ سَمَّى فِي وُضُوئِهِ لَمْ يَزَلْ مَلَكَانِ يَكْتُبَانِ لَهُ الْحَسَنَاتِ حَتَّى يُحْدِثَ مِنْ ذٰلِكَ الْوُضُوءِ فِي إِسْنَادِهِ ابْنُ

جو وضو میں بسم اللہ پڑھے تو دو فرشتے اس کی نیکیاں لکھتے رہتے ہیں حتی کہ اس کا یہ وضو ٹوٹے اس کی سند میں ابن علوان ہے۔ جو مشہور

عُلْوَانَ الْمَشْهُوْرِ بِالْوَضْعِ ۔ | کذاب ہے ۔

۴۹۰۔ حَدِیْثُ مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِیْ بِالصَّلٰوۃِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالْقَائِلِیْنَ عَدْلًا وَمَرْحَبًا بِالصَّلٰوۃِ اَھْلًا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ اَلْفَیْ اَلْفَ حَسَنَۃٍ وَمَحَا عَنْہُ اَلْفَیْ اَلْفَ سَیِّئَۃٍ وَرَفَعَ لَہٗ اَلْفَیْ اَلْفَ دَرَجَۃٍ لَا اَصْلَ لَہٗ ۔

جو آذان کی آواز سنے اور یہ کہے مرحبا بالقائلین عدلا ومرحبا بالصلوۃ اھلا۔ اللہ تعالےٰ اس کے لئے دو لاکھ نیکیاں لکھتا ہے۔ دو لاکھ برائیاں مٹاتا ہے۔ اور دو لاکھ درجے لکھتا ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں ۔

۴۹۱۔ حَدِیْثُ مَنْ شَکٰی ضَرُوْرَتَہٗ اَوْجَبَ مَعُوْنَتَہٗ ھُوَ مِنْ کَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ ۔

جو اپنی ضرورت کی شکایت کرے اس کی مدد واجب ہو جاتی ہے یہ بعض سلف کا کلام ہے ۔

۴۹۲۔ حَدِیْثُ مَنْ صَبَرَ عَلٰی حَرِّ مَکَّۃَ سَاعَۃً مِنْ نَھَارٍ تَبَاعَدَتْ مِنْہُ جَھَنَّمُ مَسِیْرَۃَ مِائَتَیْ عَامٍ اَخْرَجَہُ الْعُقَیْلِیُّ فِی الضُّعَفَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا مَرْفُوْعًا بِلَفْظِ مَنْ صَبَرَ عَلٰی حَرِّ مَکَّۃَ سَاعَۃً بَاعَدَ اللّٰہُ جَھَنَّمَ مِنْہُ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا وَقَالَ ھٰذَا بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَہٗ

جو مکہ کی گرمی پر دن کا کچھ حصہ صبر کرے تو اللہ تعالےٰ اس سے جہنم کو دو سو سال کی مسافت پر دور کر دیتا ہے۔ اسے عقیلی نے ابن عباس رض سے مرفوعاً کتاب الضعفاء میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جو مکہ کی گرمی پر تھوڑی دیر بھی صبر کرے اللہ تعالےٰ اس سے دوزخ کو ستر سال کی مسافت پر دور فرما دیتا ہے اور عقیلی کہتے ہیں یہ باطل ہے۔ اس کی کوئی

قُلْتُ قَدْ ذَكَرَهُ الْإِمَامُ النَّسَفِيُّ فِي تَفْسِيرِ الْمَدَارِكِ وَهُوَ إِمَامٌ جَلِيلٌ فَلَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ لِلْحَدِيثِ أَصْلٌ أَصِيلٌ غَايَتُهُ أَنَّهُ يَكُونُ ضَعِيفًا ۔	اصل نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں امام نسفی نے تفسیر مدارک میں اسے نقل کیا ہے، اور وہ بہت بڑے امام ہیں۔ اس باعث اس حدیث کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہو گی چاہے وہ ضعیف ہو؛

فائدہ۔ امام نسفی مفسر اور فقیہہ ہیں نہ کہ محدث۔ اور جب ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ فقہ اور تفسیر کی اکثر کتب میں ہمہ قسم کی روایات پائی جاتی ہیں۔ تو خالی انکا نقل کرنا حجت نہیں ہو سکتا ۔

۴۹۳۔ حَدِيثُ مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا أَجْرَ لَهُ قَالَ عَبْدُ الْبَرِّ خَطَأٌ فَاحِشٌ وَالصَّوَابُ رِوَايَةً فَلَا شَيْءَ لَهُ قُلْتُ وَهُوَ مَحْمُولٌ عَلَى رِوَايَةٍ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَقَدْ بَيَّنْتُ الْمَسْئَلَةَ فِي رِسَالَةٍ مُسْتَقِلَّةٍ ۔	جو مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھے اس کے لئے کوئی اجر نہیں۔ عبدالبر کہتے ہیں یہ فحش غلطی ہے اصل روایت کے الفاظ ہیں۔ اس پر کوئی شئے نہیں، اور اس کے دو مقصد ہو سکتے ہیں کہ اس کے لئے اجر نہیں دوسرے اس کے لئے کوئی گناہ یا سزا نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ پہلی روایت دوسری روایت پر محمول ہے اور میں نے اس مسئلہ کو ایک مستقل رسالہ میں بیان کیا ہے۔
۴۹۴۔ حَدِيثُ مَنْ صَلَّى خَلْفَ تَقِيٍّ فَكَأَنَّمَا صَلَّى خَلْفَ نَبِيٍّ لَا أَصْلَ لَهُ ۔	جس نے متقی کے پیچھے نماز پڑھی۔ گویا اس نے نبی کے پیچھے نماز پڑھی، اس کی کوئی اصل نہیں؛
۴۹۵۔ حَدِيثُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ	جس نے مجھ پر درود پڑھا اور میری اولاد پر

وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ إِلَيَّ فَقَدْ جَفَانِي لَمْ يُوجَدْ.

نہ پڑھا، گویا اس نے مجھ پر ظلم کیا یہ کہیں نہیں پائی جاتی

۴۹۶ - حَدِيثُ مَنْ طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ أُسْبُوعًا وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَشَرِبَ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ بَالِغَةً مَا بَلَغَتْ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا يَصِحُّ وَقَدْ وَلِعَ بِهِ الْعَامَّةُ كَثِيرًا لَا سِيَّمَا بِمَكَّةَ بِحَيْثُ كُتِبَ عَلَى بَعْضِ جُدُرِهَا الْمُلَاصِقِ لِزَمْزَمَ وَتَعَلَّقُوا فِي ثُبُوتِهِ بِمَنَامٍ وَشِبْهِهِ مِمَّا لَا يُثْبِتُ الْأَحَادِيثَ النَّبَوِيَّةَ بِمِثْلِهِ قُلْتُ وَحَدِيثٌ أَخْرَجَهُ الْوَاحِدِيُّ فِي تَفْسِيرِهِ وَالْجُنْدِيُّ فِي فَضَائِلِ مَكَّةَ وَالدَّيْلَمِيُّ فِي مُسْنَدِهِ بِلَفْظِ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ أُسْبُوعًا ثُمَّ أَتَى مَقَامَ إِبْرَاهِيمَ فَرَكَعَ عِنْدَهُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَتَى زَمْزَمَ فَشَرِبَ مِنْ مَائِهَا أَخْرَجَهُ

جو ہفتہ کے روز بیت اللہ کا طواف کرے، مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھے اور زمزم کا پانی پیئے تو اس کے جتنے بھی گناہ ہوتے ہیں معاف ہو جاتے ہیں سخاوی کہتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے اور اس میں بہت عام لوگ مبتلا ہیں خصوصاً اہل مکہ۔ حتی کہ زمزم کی بعض دیواروں پر بھی یہ لکھ دیا اور اس کے ثبوت میں ایک خواب اور اسی قسم کی دیگر روایات جو حضور سے ثابت نہیں لکھ دیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس حدیث کو واحدی نے اپنی تفسیر میں۔ جندی نے فضائل مکہ میں۔ اور دیلمی نے اپنی مسند میں ان الفاظ سے روایت کیا ہے جو ہفتہ کے روز بیت اللہ کا طواف کرے پھر مقام ابراہیم پر آکر دو رکعت نماز پڑھے۔ پھر زمزم کا آکر پانی پیے۔ اللہ تعالے اسے گناہوں سے ایسے ہی پاک کر دیتا ہے جیسا کہ

اللہ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ لَا یُقَالُ اَنَّہٗ مَوْضُوْعٌ غَایَتُہٗ اَنَّہٗ ضَعِیْفٌ مَعَ اَنَّ قَوْلَ السَّخَاوِیِّ لَا یَصِحُّ لَا یُنَافِی الضُّعْفَ وَالْحَسَنَ اِلَّا اَنْ یُّرِیْدَ بِہٖ اَنَّہٗ لَا یَثْبُتُ وَ کَاَنَّ الْمُزَنِیَّ فَہِمَ ھٰذَا الْمَعْنٰی حَتّٰی قَالَ فِیْ مُخْتَصَرِہٖ اَنَّہٗ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَہٗ وَقَدْ اَغْرَبَ بَعْضُ عُلَمَائِنَا فِی اسْتِدْلَالِہٖ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ عَلٰی تَکْفِیْرِ الْکَبَائِرِ وَالصَّغَائِرِ مَعَ اَنَّ کَوْنَ الْحَجِّ یُکَفِّرُ الْکَبَائِرَ خِلَافُ الْاِجْمَاعِ کَمَا صَرَّحَ بِہٖ التُّوْرِبِشْتِیُّ وَالْقَاضِیْ عِیَاضٌ وَالنَّوَوِیُّ وَغَیْرُھُمْ مِنَ الْاَکَابِرِ اَنَّہٗ لَا یُکَفِّرُ الْکَبَائِرَ اِلَّا التَّوْبَۃُ۔

اس روز تھا جب اس کی ماں نے جنا تھا۔ یہ نہ کہا جائے کہ یہ موضوع ہے۔ بلکہ ضعیف ہے، اور سخاوی رحؒ کا یہ قول کہ یہ صحیح نہیں ہے یہ ضعیف اور حسن ہونے کے منافی نہیں ہے، ہاں اگر انہوں نے اس سے یہ ارادہ کیا ہو کہ یہ ثابت نہیں ہے مزنی نے یہی معنی سمجھے اسی باعث انہوں نے اپنی مختصر میں فرمایا ہے کہ یہ باطل ہے اسکی کوئی اصل نہیں، اس حدیث کی بنا پر بعض علما نے یہ استدلال کیا ہے کہ بڑے اور چھوٹے ہر قسم کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور حج کبیرہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے، لیکن یہ اجماع کے خلاف ہے، جیسا کہ تورپشتی رح، قاضی عیاض اور اکابر میں سے نووی وغیرہ نے کہا ہے۔ کہ کبائر کو صرف توبہ مٹا سکتی ہے۔

۴۹۷۔ حَدِیْثُ مَنْ طَافَ اُسْبُوْعًا فِی الْمَطَرِ غُفِرَ لَہٗ مَا سَلَفَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ لَا اَصْلَ لَہٗ فِی الْمَرْفُوْعِ نَعَمْ لَکِنَّہٗ فِعْلٌ حَسَنٌ حَتّٰی اِنَّ الْبَدْرَ

جو ہفتہ کے روز بارش میں بیت اللہ کا طواف کرے اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اس کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں کیونکہ بدر بن جماعہ نے بارش میں بیت اللہ کا طواف کیا

من جماعة طاف بالبيت سباحة مملكا اذى الحجر غطس لتقبيله وكذا اتفق لغيره من المكيين وغيرهم بل قال مجاهد ان ابن الزبير طاف سباحة ذكره السخاوي وقد اخرج ابن جماعة من حديث ابن عمر رضي الله عنهما في كتاب الحج من سننه حديثا بمعناه فالحديث له اصل ۔

جب وہ حجر کے قریب اسے چومنے کے لئے پہنچے تو بارش میں بھیگ چکے تھے۔ اسی طرح اہل مکہ اور غیر اہل مکہ کے لئے بھی یہ اتفاق پیش آیا۔ بلکہ مجاہد کہتے ہیں ابن الزبیر رض نے بارش میں طواف کیا ہے جیسا کہ سخاوی نے ذکر کیا ہے۔ ابن جماعۃ نے اپنی سنن میں ابن عمر رض سے ایک روایت اسی معنی کی نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کچھ نہ کچھ اصل ہے۔

۴۹۸ - حديث من طاف حول البيت سبعا في يوم صائف شديد حره وحسر عن رأسه وقارب بين خطاه وقل التفاته وغض بصره وقل كلامه الا بذكر الله تعالى واستلم الحجر في كل طواف من غير ان يؤذي احدا كتب الله له بكل قدم يرفعها ويضعها سبعين الف حسنة ومحا عنه سبعين الف

جو شدید گرمی میں بیت اللہ کے سات طواف کرے۔ اپنے سر کو کھول رکھے اپنی غلطیوں کو سامنے رکھے۔ ادھر ادھر توجہ کم کرے۔ نگاہ کو نیچی رکھے۔ اور بات کم کرے۔ سوائے اللہ کے ذکر کے اور ہر طواف میں کسی کو ایذا پہنچائے بغیر حجر کو چومے اللہ تعالے اس کے ہر قدم کے بدلے ستر ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور ستر ہزار برائیاں مٹاتا ہے۔ ستر ہزار درجے بلند کرتا۔ اس کی جانب سے ستر غلام

سَبْعِيْنَ وَرُفِعَ لَهُ سَبْعِيْنَ اَلْفَ	آزاد کرتا جن میں سے ہر ایک کی قیمت
دَرَجَةٍ وَيُعْتِقُ اللّٰهُ عَنْهُ سَبْعِيْنَ	دس ہزار ہوتی ہے۔ اور اسے ستر آدمیوں
رَقَبَةً عَنْ كُلِّ رَقَبَةٍ عَشْرَ اٰلَافٍ	کی شفاعت مرحمت فرماتا ہے چاہے اپنے
دِرْهَمٍ وَيُعْطِيْهِ اللّٰهُ تَعَالٰى سَبْعِيْنَ	گھر والوں کی کرے۔ یا عام لوگوں کی
شَفَاعَةً اِنْ شَاءَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِهٖ	چاہے دنیا میں اسے طلب کرے اور چاہے
مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِنْ شَاءَ فِي الْعَامَّةِ	آخرت کے لئے رکھ لے۔ جندی نے
وَاِنْ شَاءَ عُجِّلَتْ لَهٗ فِي الدُّنْيَا وَ	اسے تاریخ مکہ میں حضرت ابن عباس
اِنْ شَاءَ اُخِّرَتْ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ اَخْرَجَهُ	رضی اللہ تعالٰے عنہ سے مرفوعًا
الْجُنْدِيُّ فِيْ تَارِيْخِ مَكَّةَ عَنِ ابْنِ	روایت کیا ہے۔ رسالۃ الحسن البصری
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَرْفُوْعًا وَ	اور مناسک ابن الحاج وغیرہ میں بھی
فِيْ رِسَالَةِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ كَمَنَاسِكِ	اسی قسم کی روایات ہیں۔ لیکن آثار
ابْنِ الْحَاجِّ نَحْوَهُ لٰكِنَّ اٰثَارَ الْوَضْعِ	وضع ان کے نزدیک چمک رہے
لَائِحَةٌ لَدَيْهِ وَلِذَا قَالَ السَّخَاوِيُّ	ہیں۔ اسی باعث سخاوی کہتے ہیں۔ یہ
اِنَّهٗ بَاطِلٌ ۔	باطل ہے ؛
۹۹۴ ۔ حَدِيْثُ مَنْ طَافَ	جو ہفتے کے روز ننگے سر اور ننگے پاؤں طواف
اُسْبُوْعًا حَافِيًا حَاسِرًا كَانَ لَهٗ	کرے اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ہے
كَعِتْقِ رَقَبَةٍ وَمَنْ طَافَ اُسْبُوْعًا	اور ہفتہ کے روز بارش میں طواف کرے اس کے
فِي الْمَطَرِ غُفِرَ لَهٗ مَا سَلَفَ مِنْ ذَنْبِهٖ	گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اسے غزالی نے
ذَكَرَهُ الْغَزَالِيُّ فِي الْاِحْيَاءِ وَقَالَ	احیاء میں ذکر کیا ہے۔ عراقی کہتے ہیں۔ میں نے اسے

الْعِرَاقِيُّ لَمْ أَجِدْهُ هٰكَذَا وَعِنْدَ	اس طرح نہیں پایا۔ لیکن ترمذی اور ابن ماجہ میں
التِّرْمِذِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ مِنْ حَدِيْثِ	ابن عمرؓ سے اسی طرح ہے کہ جو ہفتہ کے
ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَنْ طَافَ	روز طواف کرے ۔ اور اسے گھیرے (یعنی
بِالْبَيْتِ أُسْبُوْعًا فَأَحْصَاهُ كَانَ	چاروں طرف) تو اسے ایک غلام آزاد کرنے کا
كَعِتْقِ رَقَبَةٍ قُلْتُ وَفِي الْجَامِعِ	ثواب ملتا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں جامع الصغیر میں
الصَّغِيْرِ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا	ہے جو بیت اللہ کا طواف کرے اور دو رکعت نماز
وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ ۔	پڑھے تو اسے غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔
۵۰۰ - حَدِيْثُ مَنْ عَبَدَ اللّٰهَ	جو اللہ کی جہالت کے ساتھ عبادت کرے
بِجَهْلٍ كَانَ مَا يُفْسِدُهُ أَكْثَرَ مِمَّا	تو اللہ تعالے اس کی صلاحیتوں کو بھی مٹا
يُصْلِحُ يُرْوٰى مِنْ كَلَامِ ضِرَارِ بْنِ	دیتا ہے یہ ضرار بن الازور صحابی کا قول ہے
الْأَزْوَرِ الصَّحَابِيِّ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ	دارمی نے واثلہ بن الاسقع سے مرفوعاً روایت
عَنْ وَاثِلَةَ مَرْفُوْعًا الْمُتَعَبِّدُ بِغَيْرِ	کیا ہے بغیر علم کے عبادت کرنے والا ایسا ہی ہے
فِقْهٍ كَالْحِمَارِ فِي الطَّاحُوْنَةِ وَيُؤَيِّدُهُ	جیسا کہ چکی میں گدھا اور اس کی تائید یہ حدیث
حَدِيْثُ الْفَقِيْهُ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى	بھی کرتی ہے ایک عالم شیطان کے لئے ایک
الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ ۔	ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے۔
۵۰۱ - حَدِيْثُ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ	جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے
فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ	خدا کو پہچان لیا۔ ابن تیمیہؒ کہتے ہیں یہ موضوع
مَوْضُوْعٌ وَقَالَ السَّمْعَانِيُّ أَنَّهُ لَا	ہے سمعانی رحؒ کہتے ہیں یہ مرفوعاً پہچانی
يُعْرَفُ مَرْفُوْعًا وَإِنَّمَا يُحْكٰى عَنْ	نہیں جاتی ۔ یہ یحیی بن معاذ الرازی کا قول

يحيى بن معاذ الرازي من قوله وقال النووي انه ليس بثابت يعني من رسول الله صلى الله عليه وسلم والا فمعناه ثابت فقد قيل من عرف نفسه بالجهل فقد عرف ربه بالعلم ومن عرف نفسه بالفناء فقد عرف ربه بالبقاء ومن عرف نفسه بالعجز والضعف فقد عرف ربه بالقدرة والقوة وهو مستفاد من قوله تعالى ﴿ومن يرغب عن ملة ابراهيم الا من سفه نفسه﴾ اي جهلها حيث لم يعرف ربها۔

ہے۔ امام نووی رح فرماتے ہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں۔ لیکن معنی اس کے صحیح ہیں۔ یعنی جس نے اپنے نفس کو باعتبار جہالت پہچان لیا۔ اس نے خدا کو باعتبار علم پہچان لیا۔ یا جس نے اپنے نفس کی فنا کو پہچان لیا اس نے خدا کی بقا کو پہچان لیا یا جس نے اپنے عجز اور ضعف کو پہچان لیا۔ اس نے خدا کی قدرت اور قوت کو پہچان لیا۔ اور یہ بات قرآن سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ ابراہیم ع کی ملت سے وہی انکار کر سکتا ہے۔ جو اپنے نفس سے جاہل ہو۔ یعنی اپنی جہالت کی بنا پر خدا کو نہیں پہچانتا۔

۵۰۲ - حكاية من عرف نفسه استراح ليس في المرفوع بل يروى عن سفيان بن عيينة ليس يضره المداح من عرف نفسه يعني فاستراح من مدح الخلق وذمه

جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے آرام پا لیا۔ یہ مرفوع حدیث نہیں بلکہ سفیان بن عیینہ کا کا قول ہے جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اسے کوئی تعریف نقصان نہیں پہنچا سکتی یعنی اس نے لوگوں کی تعریف و برائی سے آرام پالیا۔

۵۰۳۔ حَدِیْثُ مَنْ عَشِقَ فَعَفَّ فَكَتَمَ فَمَاتَ مَاتَ شَهِیْدًا یُرْوٰی مِنْ طَرِیْقِ سُوَیْدِ ابْنِ سَعِیْدٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ اَبِیْ یَحْیَی الْقَتَّاتِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِهٖ مَرْفُوْعًا بِلَفْظِ فَهُوَ شَهِیْدٌ وَهُوَ مِمَّا اَنْكَرَهُ ابْنُ مَعِیْنٍ وَغَیْرُهٗ عَلٰی سُوَیْدٍ حَتّٰی حَكَی الْحَاكِمُ عَنْ یَحْیَی بْنِ مَعِیْنٍ لَمَّا ذُكِرَ لَهٗ هٰذَا الْحَدِیْثُ قَالَ لَوْ كَانَ لِیْ فَرَسٌ وَرُمْحٌ غَزَوْتُ سُوَیْدًا قَالَ السَّخَاوِیُّ وَلٰكِنَّهٗ لَمْ یَنْفَرِدْ بِهٖ فَقَدْ رَوَاهُ الزُّبَیْرُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ الْمَاجِشُوْنُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِیْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ بِهٖ مَرْفُوْعًا وَهُوَ سَنَدٌ صَحِیْحٌ وَقَدْ ذَكَرَهُ ابْنُ حَزْمٍ فِیْ مَعْرِضِ الْاِحْتِجَاجِ فَقَالَ فَاِنْ اَهْلَكْ هَوًی اَهْلَكْ شَهِیْدًا

جس نے عشق کیا پھر پاک دامن رہا اور چھپایا تو وہ شہید کی موت مرا۔ یہ اس سند سے روایت کی جاتی ہے۔ سوید بن نصر، علی بن مسہر۔ ابو یحیی القتات مجاہد اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ مرفوعاً مروی ہے۔ سوید پر یحیی بن معین نے انکار کیا ہے۔ حتی کہ حاکم نے یحیی بن معین سے یہ روایت کیا ہے۔ کہ جب ان کے سامنے یہ حدیث ذکر کی گئی۔ تو انہوں نے فرمایا اگر میرے پاس گھوڑا اور نیزہ ہوتا تو سوید سے جنگ کرتا سخاوی کہتے ہیں لیکن سوید اسے روایت کرنے میں منفرد نہیں۔ بلکہ اسے زبیر بن بکار نے اس سند کے ساتھ عبدالملک بن عبدالعزیز الماجشون عبدالعزیز بن ابی حاتم، ابن ابی نجیح مجاہد سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور یہ سند صحیح ہے۔ ابن حزم نے اسے معرض احتجاج میں ذکر کیا ہے اور فرمایا اگر خواہش ہلاک ہو گئی تو وہ شہید مرا۔ اگرچہ وہ آنکھ کے قرار کی تمنا کرے۔ اسے ہم سے ثقہ لوگوں نے روایت

وَاِنْ تَمَنَّنْ بَقِيَتْ قَرِيرَ عَيْنٍ
رَوٰى لَنَا هٰذَا اَقْوَامٌ ثِقَاتٌ نَاقِلًا
بِالصِّدْقِ عَنْ كِذْبٍ وَمَيْنٍ وَ
قَالَ ابْنُ الرَّبِيْعِ تَعَفَّفَ اِذَا مَا
تَحَلّٰى بِالْخِلِّ عِلْمًا يَكُوْنُ الٰهِيْ نَاظِرًا
وَشَهِيْدًا اَفِيْ خَبَرِ الْمُخْتَارِ مَنْ عَفَّ
كَاتِمًا هَوَاهُ اِذَا مَاتَ مَاتَ شَهِيْدًا
قَالَ السُّيُوْطِيُّ اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ فِيْ تَارِيْخِ
نَيْسَابُوْرَ وَالْخَطِيْبُ فِيْ تَارِيْخِ
بَغْدَادَ وَابْنُ عَسَاكِرَ فِيْ تَارِيْخِ
دِمَشْقَ وَاَخْرَجَ الْخَطِيْبُ اَيْضًا مِنْ
حَدِيْثِ عَائِشَةَ بِلَفْظِ مَنْ عَشِقَ
فَعَفَّ فَمَاتَ مَاتَ شَهِيْدًا
وَاَوْرَدَهُ الدَّيْلَمِيُّ بِلَا اِسْنَادٍ اَلْعِشْقُ
مِنْ غَيْرِ رِيْبَةٍ كَفَّارَةٌ لِلذُّنُوْبِ ۔

۳۵۵ ۔ حَدِيْثُ مَنْ عَصَى اللّٰهَ
فِيْ غُرْبَتِهٖ رَدَّهُ اللّٰهُ خَائِبًا اَيْ فِيْ
كُرْبَتِهٖ تَرْجَمَهُ السَّخَاوِيُّ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ
عَلَيْهِ قُلْتُ وَلَا اَصْلَ لَهٗ فِيْمَا اَعْلَمُ ۔

کیا ہے۔ جو کذب سے پاک ہیں ابن الربیعؒ کہتے ہیں پاکدامنی سے مراد یہ ہے کہ اگر وہ خلوت میں ہوں تب بھی وہ اس خیال سے پاکدامن رہیں کہ خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے اور حاضر ہے کیونکہ حدیث میں ہے جو اپنی خواہش کو چھپاتے ہوئے پاکدامن رہے۔ تو جب وہ مریگا تو شہید کی موت مرے گا۔ سیوطیؒ کہتے ہیں اسے حاکم نے تاریخ نیشاپور میں خطیب نے تاریخ بغداد میں اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں روایت کیا ہے خطیب نے عائشہ سے بھی ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ خطیبؒ نے عائشہؓ سے بھی ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جو عشق کرے پھر پاکدامن رہے تو وہ شہید کی موت مرے گا اور دیلمیؒ نے بلا سند یہ روایت کی ہے عشق بغیر شک کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

جو سفر میں اللہ کی نافرمانی کرے اللہ تعالیٰ اسے مصیبت میں ڈالے گا۔ سخاوی نے اس کی سرخی باندھی ہے لیکن اس پر کوئی کلام نہیں فرمایا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں جہاں تک میں جانتا ہوں اس کی کوئی اصل نہیں۔

۵۰۵۔ حَدِیْثُ مَنْ عَلَّمَ اَخَاہُ اٰیَۃً مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ فَقَدْ مَلَکَ رَقَبَتَہٗ قَالَ ابْنُ تَیْمِیَۃَ مَوْضُوْعٌ وَفِی الذَّیْلِ ھُوَ کَمَا قَالَ ۔	جس نے اپنے بھائی کو قرآن کی ایک آیت کی تعلیم دی تو وہ اس کی گردن کا مالک ہو گیا ابن تیمیہ کہتے ہیں یہ موضوع ہے۔ ذیل میں بھی ایسا ہی ہے
۵۰۶۔ حَدِیْثُ مَنْ فَضَّلَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اٰلِیْ بِعَلِیٍّ فَعَلَیْہِ کَذَا وَکَذَا بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَہٗ وَھُوَ مِنْ مُفْتَرَیَاتِ الشِّیْعَۃِ الشَّنِیْعَۃِ ۔	جو میرے اور میری اولاد کے درمیان علی کے ذریعہ فرق کرے تو اس پر اتنا اتنا گناہ ہے۔ یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں ۔ اور یہ شیعوں کی مفتریات میں سے ہے ۔
۵۰۷۔ حَدِیْثُ مَنْ قَالَ فِیْ دِیْنِنَا بِرَأْیِہٖ فَاقْتُلُوْہُ وَضَعَہٗ اِسْحَاقُ الْمَلْطِیُّ کَمَا فِی الْوَجِیْزَۃِ ۔	جو ہمارے دین میں اپنی رائے سے کوئی بات کہے اسے قتل کر ڈالو اسے اسحاق الملطی نے وضع کیا تھا جیسا کہ وجیزہ میں ہے ۔
۵۰۸۔ حَدِیْثُ مَنْ تَقَدَّمَ لِاَخِیْہِ بِرِیْقًا یَتَوَضَّأُ بِہٖ فَکَاَنَّمَا قَدَّمَ جَوَادًا قَالَ ابْنُ تَیْمِیَۃَ ھُوَ مَوْضُوْعٌ وَفِی الذَّیْلِ ھُوَ کَمَا قَالَ	جو اپنے بھائی کے وضو کے لئے لوٹا آگے کرے تو گویا اس نے ایک گھوڑا پیش کیا ۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں ۔ یہ موضوع ہے ۔ ذیل میں بھی ایسا ہی ہے ۔
۵۰۹۔ حَدِیْثُ مَنْ قَرَأَ بِالْبَقَرَۃِ وَلَمْ یَدَعْ بِالشَّیْخِ فَقَدْ ظَلَمَ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَا اَصْلَ لَہٗ قُلْتُ لَعَلَّ اَصْلَہٗ اَنَّ مَنْ کَانَ مِنَ الصَّحَابَۃِ	جو سورت بقرہ پڑھے اور شیخ نہ کہا جائے تو اس پر ظلم نہ کرے اس نے ظلم کیا سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں ، ہو سکتا ہے ۔ کہ زہراوین (بقرہ و آل عمران)

إذا قرأ القرآن كان جليلا عندهم۔

کا پڑھنا صحابہ کے نزدیک بڑا کام سمجھا جاتا ہو۔

۵۱۰۔ حديث من قرأ القرآن منكوسا ألقي في النار منكوسا موضوع۔

جو الٹا قرآن پڑھے۔ اسے الٹا دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ یہ موضوع ہے۔

۵۱۱۔ حديث من قرأ في الفجر بألم نشرح وألم تر كيف لم يرمد قال السخاوي لا أصل له وكذا قراءة سورة إنا أنزلناه عقيب الوضوء لا أصل له وهو مفوت سنته انتهى وأراد أنه لا أصل له في المرفوع وإلا فقد ذكره الفقيه أبو الليث السمرقندي وهو إمام جليل وأما قوله وهو مفوت سنته أي سنة الوضوء ففيه أن الوضوء ليس له سنة مستقلة كما حققه الغزالي وإنما يستحب أن يصلي بعد كل وضوء ولم يشترط أحد فوريتها بعده فلا

جو صبح کی نماز میں الم ترکیف اور الم نشرح پڑھے اس کی آنکھیں دکھنے نہ آئیں گی۔ سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ ایسے ہی سورت القدر کا وضوء کے بعد پڑھنا۔ اس کی بھی کوئی اصل نہیں اور یہ سنت کو بھی فوت کرنے والا ہے مراد ان کی یہ ہے کہ مرفوعاً اس کی کوئی اصل نہیں۔ ورنہ فقیہہ ابو اللیث السمرقندی جو بڑے امام ہیں اس کا ذکر کیا ہے۔ رہا یہ قول کہ سنت کو فوت کرنے والا ہے۔ تو مراد یہ کہ وضوء کی سنت کو کیونکہ وضوء میں کوئی سنت مستقلہ نہیں جیسا کہ غزالیؒ نے تحقیقاً ثابت کیا ہے۔ اور مستحب یہ ہے کہ ہر وضوء کے بعد نماز پڑھی جائے۔ اور اس کی جلدی کی شرط نہیں۔ تو وضوء کے بعد اور نماز سے

يُنَافِيْ قِرَاءَةَ سُوْرَةٍ وَغَيْرِهَا عَقِيْبَ الْوُضُوْءِ قَبْلَ الصَّلَاةِ نَعَمْ قِيْلَ الْاَوْلٰى اَنْ يُّصَلِّيَ قَبْلَ اَنْ يَّنْشِفَ اَعْضَاءَ وُضُوْئِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

قبل کسی سورت وغیرہ کا پڑھنا۔ اس کے منافی نہ ہوگا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وضوء کے اعضاء سوکھنے سے قبل نماز پڑھی جائے۔

فائدہ۔ وضوء کے بعد یہ دعا حدیث صحیح سے ثابت ہے۔ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وہو علی کل شیئ قدیر۔ اللہم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین۔

۵۱۲۔ حَدِيْثُ مَنْ قَصَدَنَا وَجَبَ حَقُّهٗ عَلَيْنَا قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ اَقِفْ عَلَيْهِ لٰكِنْ فِيْ مَعْنَاهُ لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَاِنْ جَاءَ عَلٰى فَرَسٍ وَقَدْ مَضٰى قُلْتُ وَكَذَا الْكِنْ فِيْ مَعْنَاهُ اِذَا اَتَاكُمْ كَرِيْمُ قَوْمٍ فَاَكْرِمُوْهُ وَلَا شَكَّ اَنَّ كُلَّ مُؤْمِنٍ كَرِيْمٌ عِنْدَ اللّٰهِ بِشَهَادَةِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ۔

جو ہمارا ارادہ کرے ہم پر اس کا حق واجب ہو چکا۔ سخاوی کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں لیکن مراد یہ ہے کہ سائل کا حق ہے چاہے وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ اور یہ حدیث گذر چکی۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ بھی ہو سکتا ہے جب تمہارے پاس کوئی قوم کا شریف شخص آئے تو اس کی عزت کرو اور اس میں بھی شک نہیں کہ ہر شخص اللہ کے نزدیک شریف ہے۔ تم میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ شریف تم میں سے زیادہ متقی ہے

۵۱۳۔ حَدِيْثُ مَنْ قَصَّ اَظْفَارَهٗ مُخَالِفًا لَمْ تَرَ فِيْ عَيْنَيْهِ رَمَدًا قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ اَجِدْهُ لٰكِنْ نَصَّ

جو مخالف طور پر ناخون کاٹے اس کی آنکھیں دکھنے نہ آئیں گی۔ سخاوی کہتے ہیں میں نے اسے کہیں نہیں پایا۔ امام احمد بن حنبل اس کے

الامام احمد على استحبابه وكان الشرف الدمياطي يأثر ذلك عن بعض مشائخه.

کے مستحب ہونے کے قائل ہیں اور شرف الدمیاطی اسے بعض مشائخ سے نقل کیا کرتے تھے۔

۵۱۴۔ حديث من قضى صلوة من الفرائض في آخر جمعة من شهر رمضان كان ذلك جابرا لكل صلوة فائتة في عمره الى سبعين سنة باطل قطعا لانه مناقض للاجماع على ان شيئا من العبادات لا يقوم مقام فائتة سنوات ثم لا عبرة بنقل النهاية ولا بقية شراح الهداية فانهم ليسوا من المحدثين ولا اسندوا الحديث الى احد من المخرجين.

جو ماہ رمضان کے اخیر جمعہ میں سے کوئی نماز چھوڑ دے۔ تو وہ ہر نماز پر جو اس نے اپنی زندگی میں چھوڑی ہے ستر سال تک ظلم کرتا رہے گا۔ یہ قطعی طور پر باطل ہے۔ کیونکہ یہ اجماع کے قطعی طور پر منافی ہے۔ کیونکہ عبادات میں سے کوئی بھی عبادت ایسی نہیں جو کئی سال کے عبادت کے قائم مقام ہو سکے۔ صاحب نہایہ یا شراح ہدایہ کا نقل کرنا اسے معتبر نہ ہوگا کیونکہ وہ محدث نہیں ہیں۔ اور نہ انہوں نے حدیث کی کسی مخرج کی جانب نسبت کی ہے۔

۵۱۵۔ حديث من قطع رجاء من ارتجاه قطع الله منه رجاءه يوم القيامة فلم يلج الجنة ينسب لحيوة الحيوان الكبرى معروف

جن سے امید کی جا سکتی ہے اگر ان سے قطع امید کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بھی اس کی امید منقطع فرما دے گا۔ اور وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ یہ حیوۃ الحیوان الکبری کی جانب منسوب

لاحمد عن ابی هریرة به مرفوعا وقال السخاوی وذلك مختلف علی احمد ۔

کی جاتی ہے کہ اس نے امام احمد کے ذریعہ ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے، سخاوی کہتے ہیں یہ امام احمد پر مختلف ہے ۔

۵۱۶ - حدیث من کتم سرہ کان ملك امرہ قال السخاوی لیس فی المرفوع ۔

جو اپنے راز کو چھپائے اس کے کام کا اسی کو مالک بنا دیا جاتا ہے (یعنی وہی ذمہ دار رہ جاتا ہے) سخاوی کہتے ہیں اس سے مرفوعاً واقف نہیں ۔

۵۱۷ - حدیث من کثرت صلوته باللیل حسن وجهه بالنهار لا اصل له وهو موضوع من غیر قصد نقل اتفق ائمة الحدیث علی انه من قول شریك قاله لثابت لما دخل علیه ذکرہ السخاوی ۔

جس کی رات کی نمازیں زیادہ ہوں اس کا چہرہ دن میں حسین ہو جاتا ہے اس کی کوئی اصل نہیں بلا ارادہ وضع ہو گئی، کیونکہ ائمہ حدیث اس بات پر متفق ہیں کہ یہ جملہ شریک کے لئے ثابت البنانی نے کہا تھا، جب شریک ان کے پاس گئے (شریک معتبر رواۃ میں سے ہیں) وہ ثابت کے اس قول کو غلطی سے حدیث سمجھ بیٹھے جیسا کہ سخاوی نے ذکر کیا ہے ۔

۵۱۸ - حدیث من لبس نعلا صفراء قل همه یروی عن ابن عباس مرفوعا بلفظ لم یزل فی سرور ما دام لابسها بدل قل همه وقال ابن ابی حاتم عن ابیه انه کذب موضوع وعزاہ الزمخشری

جو زرد جوتے پہنے اس کی کوشش کم ہو جاتی ہے، یہ ابن عباس سے مرفوعاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کی جاتی ہے اس کا پہننے والا ہمیشہ سرور میں رہتا ہے، ابن ابی حاتم نے اپنے والد سے روایت کیا ہے یہ جھوٹ موضوع ہے اور زمخشری رح نے کشاف میں اسے حضرت علی کی جانب منسوب کیا ہے

فِي الْكَشَّافِ لِعَلِيٍّ بِلَفْظِ التَّرْجَمَةِ وَكَانَ الْمَأْخَذُ قَوْلُهُ تَعَالَى صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ ٭

اور اس کا ماخذ اللہ تعالے کا یہ قول ہے اس گلئے کا رنگ گہرا زرد ہونا چاہیئے۔ جو دیکھنے والوں کو بھی خوش کر دے ٭

۵۱۹ - حَدِيثُ مَنْ لَعِبَ بِالشِّطْرَنْجِ فَهُوَ مَلْعُونٌ قَالَ النَّوَوِيُّ لَا يَصِحُّ بَلْ هُوَ كَذِبٌ لَمْ يَثْبُتْ مِنَ الْمَرْفُوعِ فِي هَذَا الْبَابِ شَيْءٌ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ قُلْتُ وَقَدْ وَرَدَ مَلْعُونٌ مَنْ لَعِبَ بِالشِّطْرَنْجِ وَالنَّاظِرُ إِلَيْهَا كَالْآكِلِ لَحْمَ الْخِنْزِيرِ رَوَاهُ ابْنُ عَبْدَانَ وَأَبُو مُوسَى وَابْنُ حَزْمٍ عَنْ حَبَّةَ بْنِ مُسْلِمٍ مُرْسَلًا كَذَا فِي جَامِعِ الصَّغِيرِ لِلسُّيُوطِيِّ وَهُوَ مُلْتَزِمٌ أَنْ لَا يَذْكُرَ فِيهِ مَوْضُوعًا وَالْمُرْسَلُ حُجَّةٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ فَغَايَةُ الْأَمْرِ فِيهِ أَنَّ سَنَدَهُ ضَعِيفٌ وَيَتَقَوَّى بِأَحَادِيثَ ثَابِتَةٍ وَرَدَتْ فِي ذَمِّ الشِّطْرَنْجِ ٭

جو شطرنج کھیلے وہ ملعون ہے۔ نووی فرماتے ہیں یہ صحیح نہیں بلکہ جھوٹ اور مرفوعاً اس باب میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ ایک حدیث وارد ہے کہ جو شطرنج کھیلے یا شطرنج کی جانب دیکھے وہ ملعون ہے اور ایسا ہی ہے جیسا کہ سور کا گوشت کھانے والا۔ ابن عبدان۔ ابو موسیٰ۔ اور ابن حزم نے اسے حبۃ بن مسلم ؒ سے مرسلاً روایت کیا ہے۔ جیسا کہ سیوطی ؒ کی جامع الصغیر میں ہے۔ اور انہوں نے قاعدہ کے مطابق اس کے موضوع ہونے کا ذکر نہیں کیا۔ اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے۔ غایت امر یہ ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے۔ اور شطرنج کی برائی میں جو احادیث ثابت ہیں وہ اسے تقویت پہنچاتی ہیں ٭

فائدہ ۔ ابو موسیٰ اشعری ؓ سے مسلم ؒ، ابو داؤد ؒ۔ ابن ماجہ ؒ۔ ابن حبان ؒ۔ اور حاکم وغیرہ نے یہ روایت کی ہے کہ جو چوسر کھیلے اس نے اپنے ہاتھ سور کے خون میں رنگے ہیں۔ چوسر کی حرمت میں بہت سی احادیث

صحیح وارد ہیں۔ لیکن حافظ عبد العظیم المنذری نے اپنی ترغیب ترہیب میں اس روایت میں لفظ شطرنج کا بھی اضافہ کیا ہے، اگرچہ وہ حفاظ کے نزدیک زیادت راوی ہے لیکن دیگر احادیث سے اس کی حرمت ثابت ہوتی ہے ایک تو ابن عبدان وغیرہ کی روایت اوپر گذر چکی۔ ابن حجر المکیؒ نے زواجر میں ابو موسیٰؓ سے یہ روایت کی ہے کہ شطرنج سوائے گناہگار کے کوئی نہیں کھیل سکتا۔ ابن حجر المکی نے ابن عمرؓ سے یہ روایت کیا ہے کہ شطرنج بدترین جوا ہے۔ اسی طرح ابن عباسؓ۔ ابراہیم نخعیؒ۔ مجاہدؒ۔ اسحٰق بن راہویہ وغیرہ سے بھی اس کی ممانعت ثابت ہے اشرم نے اپنی جامع میں واثلہ بن الاسقع سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر روز مخلوق کی جانب تین سو ساٹھ بار نظر کرتا ہے۔ اس میں شطرنج کھیلنے والے کا کوئی حصہ نہیں ہوتا ابو بکر الآجری نے ابو ہریرہؓ سے یہ روایت کیا ہے کہ جب تم ان جوا کھیلنے والوں یعنی چوسر اور شطرنج کھیلنے والوں کے پاس سے گزرو۔ تو انہیں سلام نہ کرو۔ اور ایک روایت میں ابو ہریرہؓ سے یہ مروی ہے۔ کہ قیامت کے روز سب سے زیادہ عذاب شطرنج کھیلنے والے کو ہو گا ان روایات میں موقوف روایات بطریقہ حسن ثابت ہیں۔ اور اس کی حرمت ابو ہریرہؓ ابو موسیٰ اشعریؓ۔ ابن عمرؓ - ابن عباسؓ۔ اسحٰق بن راہویہ۔ مجاہدؒ۔ ابراہیم نخعیؒ۔ ابو حنیفہؒ مالکؒ۔ احمد بن حنبلؒ وغیرہ سے متفقہ طور پر ثابت ہے۔ صرف امام شافعی اور امام عامر شعبیؒ اس کے جواز کے چند شرائط کے ساتھ قائل ہیں۔ امام شافعیؒ کے نزدیک اس میں جوا اور نماز وغیرہ سے غفلت نہ ہو اور امام شعبیؒ اس میں ایک اور اضافہ فرماتے ہیں۔ کہ گالی گلوچ بھی نہ ہو۔ جیسا کہ حافظ منذری نے ترغیب و ترہیب میں ذکر کیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ مرفوع روایات اگرچہ ضعیف ہیں۔ لیکن ایک دوسری کی تقویت ہی کرتی ہیں۔ اس طرح یہ روایت درجہ حسن لغیرہ

میں داخل ہوئی۔ اور جب صحابہ کرام سے اس کی حرمت اور ممانعت صحیح طور پر ثابت ہے۔ تو اب اگر یہ کہا جائے کہ یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے۔ تو غلط نہ ہوگا۔ اور امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ یہ ثابت نہیں یعنی مرفوعاً ثابت نہیں۔ اور صحابہ کی اقتدار دین کا ایک اہم جزو ہے۔ اسے ترک نہیں کیا جا سکتا۔

۵۲۰ حدیث مَنْ لَمْ يُدَاوِمْ عَلٰى اَرْبَعٍ قَبْلَ الظُّهْرِ لَمْ تَنَلْهُ شَفَاعَتِيْ ذَكَرَهُ السُّيُوْطِيُّ فِيْ اٰخِرِ كِتَابِ الْمَوْضُوْعَاتِ اَنَّ الْحَافِظَ ابْنَ حَجَرٍ يَعْنِي الْعَسْقَلَانِيَّ سُئِلَ عَنْهُ فَاَجَابَ بِاَنَّهُ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَهٗ۔

جو ظہر سے قبل کی چار رکعتوں کی پابندی نہ کرے اسے میری شفاعت نہ پہنچے گی سیوطی نے اسے کتاب الموضوعات کے اخیر میں ذکر کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ حافظ ابن حجر سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔

۵۲۱ حدیث مَنْ لَمْ يَخَفِ اللّٰهَ خِيْفَ مِنْهُ لَمْ يَثْبُتْ مَبْنَاهُ وَصَحِيْحٌ مَعْنَاهُ۔

جو اللہ سے نہ ڈرے۔ اس سے ڈرا جائے۔ یہ لفظاً ثابت نہیں لیکن معنیً صحیح ہے۔

۵۲۲ حدیث مَنْ لَمْ يُصْلِحْهُ الْخَيْرُ يُصْلِحْهُ الشَّرُّ هُوَ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ۔

جس کی بھلائی اصلاح نہ کر سکے اس کی برائی اصلاح کر دیتی ہے۔ یہ بعض سلف کا کلام ہے۔

۵۲۳ حدیث مَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ صَدَقَةٌ فَلْيَلْعَنِ الْيَهُوْدَ

جس کے پاس صدقہ نہ ہو۔ وہ یہود پر لعنت کرے۔ یہ صحیح

لا یصح۔ نہیں ہے۔

۵۲۴۔ حدیث من کانت کلمتہ وجبت محبتہ من کلام علی قالہ الخطیب
جس کی گفتگو نرم ہو اس کی محبت واجب ہے یہ حضرت علیؓ کا قول ہے۔ جیسا کہ خطیبؒ نے روایت کیا ہے۔

۵۲۵ حدیث من لم ینفعہ علمہ ضرہ جھلہ لا اعرفہ۔
جسے علم نفع نہ پہنچائے اسے اس کی جہالت نقصان پہنچائیگی۔ میں اسے نہیں پہچانتا۔

۵۲۶۔ حدیث من نصح جاھلا عاداہ جاء عن بعض السلف و لیس فی شیئ من المسند ات وقال السخاوی لا استحضرہ بل روی الخطیب عن معمر بن المثنی لا تردن علی معجب خطا فیستفید منک علما و یتخذک عدوا۔
جو جاہل کو نصیحت کرے اسے اپنا دشمن بنا تا ہے۔ بعض اسلاف کا کلام ہے، یہ مسند روایت نہیں سخاوی کہتے ہیں میں اسے نہیں جانتا لیکن خطیب نے معمر بن المثنی سے روایت کیا ہے۔ کہ خطا ر کی جگہ پر نہ جاؤ۔ کیونکہ وہ تجھ سے علم کا فائدہ تو اٹھائے گا، اور تجھے اپنا دشمن بنائے گا۔

۵۲۷ حدیث من وسع علی عیالہ فی یوم عاشوراء وسع اللہ علیہ السنۃ کلھا و فی روایۃ سائر سنتہ قال الزرکشی لا یثبت انما ھو من کلام محمد بن المنتشر قال السیوطی کلا بل
جو عاشوراء کے روز اپنے گھر والوں پر وسعت کرے اللہ تعالیٰ اس پر سارا سال وسعت کرتا ہے۔ زرکشی کہتے ہیں یہ ثابت نہیں بلکہ محمد بن المنتشر کا کلام ہے۔ سیوطیؒ کہتے ہیں ہرگز ایسا نہیں۔ بلکہ یہ صحیح ہے ثابت ہے۔ بیہقیؒ نے شعب الایمان میں ابو سعید خدریؓ ابو ہریرہؓ

هُوَ ثَابِتٌ صَحِيحٌ أَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي
الشُّعَبِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ
الْخُدْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ
وَجَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَقَالَ
أَسَانِيدُهُ كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ وَلَكِنْ إِذَا
ضُمَّ بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ قَوَّتْهُ وَقَالَ
الْحَافِظُ أَبُو الْفَضْلِ الْعِرَاقِيُّ فِي أَمَالِيهِ
حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ هٰذَا وَرَدَ مِنْ
طُرُقٍ صَحَّحَ بَعْضَهَا أَبُو الْفَضْلِ بْنِ
نَاصِرٍ وَأَوْرَدَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي
الْمَوْضُوعَاتِ مِنْ طَرِيقِ سُلَيْمَانَ
بْنِ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَنْهُ وَقَالَ
سُلَيْمَانُ مَجْهُولٌ ذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ
فِي الثِّقَاتِ قَالَ فَالْحَدِيثُ حَسَنٌ
عَلَى رَأْيِهِ قَالَ وَلَهُ طُرُقٌ عَنْ جَابِرٍ
عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ أَخْرَجَهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ
فِي الْاِسْتِذْكَارِ مِنْ رِوَايَةِ أَبِي الزُّبَيْرِ
عَنْهُ وَهِيَ أَصَحُّ طُرُقِهِ قَالَ وَقَدْ
وَرَدَ أَيْضًا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ رض

ابن مسعودؓ اور جابرؓ سے روایت کیا ہے
اگرچہ سب کی سندات ضعیف ہیں لیکن ایک
دوسرے کی تقویت کرتی ہیں۔ حافظ ابو الفضل
العراقی اپنی امالی میں فرماتے ہیں۔ ابو ہریرہؓ
کی روایت مختلف اسنادات سے مروی ہے
جس میں سے بعض کو ابو الفضلؒ بن ناصر نے
صحیح قرار دیا ہے۔ ابن الجوزی نے سلیمان بن
ابی عبد اللہ کے ذریعہ اسے ابو ہریرہؓ سے
موضوعات میں روایت کیا ہے اور ابن الجوزی
کہتے ہیں سلیمان مجہول ہے۔ لیکن ابن حبانؒ
نے سلیمان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ تو
حدیث ان کی رائے کے لحاظ سے حسن
ہوئی۔ ابن الجوزیؒ کہتے ہیں یہ روایت جابرؓ
سے مسلم کی شرطوں کے مطابق کئی طریقوں
سے مروی ہے۔ ابن عبد البرؒ نے استذکار
میں ابو الزبیر کے ذریعہ جابرؓ سے روایت کیا ہے
اور یہ سب سے عمدہ طریقہ ہے۔ ابن عبد البرؒ
کہتے ہیں یہ ابن عمرؓ سے بھی مروی ہے اور دارقطنی
نے افراد میں ابن عمرؓ سے موقوفاً روایت

وَاَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ فِي الْاَفْرَادِ مَوْقُوفًا عَلٰى ابْنِ عُمَرَ وَقَدْ اَخْرَجَهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ قَالَ كَانَ يُقَالُ فَذَكَرَهُ وَقَدْ جَمَعْتُ طُرُقَهُ فِي جُزْءٍ هٰذَا الْكَلَامُ الْعِرَاقِيُّ فِي اَمَالِيْهِ نَقَلَهُ السُّيُوطِيُّ وَقَالَ قَدْ لَخَّصْتُ الْجُزْءَ الَّذِي جَمَعَهُ فِي التَّعَقُّبَاتِ عَلَى الْمَوْضُوْعَاتِ ۔

کیا ہے۔ اور اسے ابن عبد البر رحمہ نے ایک عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا ہے بیہقی نے شعب الایمان میں محمد بن المنتشر سے بھی روایت کیا ہے اور وہ کہتے ہیں یہ کہا جاتا تھا اور پھر انہوں نے حدیث ذکر کی اس کے تمام طریقے عراقی کی امالی میں ایک جزو میں جمع ہیں۔ جسے سیوطی نے نقل کیا ہے۔ میں نے اس جزو کو مختصر کر کے تعقبات علی الموضوعات میں جمع کر دیا ہے۔

۵۲۸۔ حَدِيْثُ مَنْ يَخْطُبُ الْحَسْنَاءَ يُعْطِ مَهْرَهَا لَيْسَ بِحَدِيْثٍ وَلَعَلَّ الْحَسْنَاءَ كِنَايَةٌ عَنِ الْحَسَنَةِ الْمُعَبَّرِ عَنْهَا فِي التَّنْزِيْلِ بِالْحُسْنٰى وَمَهْرُهَا كِنَايَةٌ عَنِ الْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ الْمُسْتَحْسَنَةِ ۔

جو حسین عورت کو پیغام دے تو اس کا مہر بھی دے۔ یہ حدیث نہیں ہے۔ اور ہو سکتا ہے حسناء سے مراد وہ نیکی ہو جو قرآن میں حسنیٰ سے تعبیر کی گئی ہے۔ اور مہر سے اعمال صالحہ کی جانب کنایہ ہو۔

۵۲۹۔ حَدِيْثُ مِنْ تَمَامِ الْحَجِّ ضَرْبُ الْجِمَالِ هُوَ مِنْ كَلَامِ الْاَعْمَشِ قَالَهُ ابْنُ الرَّبِيْعِ قُلْتُ فَقَدْ صَحَّ ضَرْبُ الصِّدِّيْقِ جِمَالَهُ فِي حَجَّةٍ

حج کے کمال میں سے اونٹوں کو مارنا ہے۔ یہ اعمش رحمہ کا کلام ہے جیسا کہ ابن الربیع رحمہ کا قول ہے۔ ملا علی قاری رحمہ فرماتے ہیں یہ صحیح طور پر ثابت ہے کہ حضرت

الوداع بحضرة النبي صلى الله عليه وسلم ولم ينكر عليه فدل على ان المراد منه اضافة المصدر الى فاعله وقيل اضافته الى المفعول وهو الاظهر ومعنى التمام اشهر والمعنى انه يحمل في سبيله حتى يضرب وهان والله المستعان ۔

ابوبکر صدیق رضؓ نے حضور کی موجودگی میں اپنے اونٹ کو مارا۔ اور آپ نے کوئی اعتراض نہ فرمایا۔ تو یہ اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ یہاں مصدر کی اضافت فاعل کی جانب ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ اضافت مفعول کی جانب ہو اور یہ زیادہ عمدہ ہے۔ اور تمام کے معنی اشہور ہیں ۔

۵۳۰ - حديث من حسن المرافقة ترجمه السخاوي ولم يتكلم عليه قلت ومعناه ما في المثل لولا الانعام لهلك الانام ۔

موافقت کی دوستی کتنی عمدہ ہے سخاوی نے اس کی سرخی باندھی ہے اور اس پر کوئی کلام نہیں فرمایا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ اس کے معنی ایک مثال میں پائے جاتے ہیں اگر چوپائے نہ ہوتے تو مخلوق تباہ ہو جاتی ۔

۵۳۱ - حديث من علامة الساعة التدافع عن الامامة ليس بحديث ومعناه صحيح ذكره ابن الربيع وقد ورد عن سلامة بنت الحر مرفوعا ان من اشراط الساعة ان يتدافع اهل المسجد

قیامت کی علامت میں سے امامت سے رک جانا ہے۔ یہ حدیث نہیں ہے اس کے معنی صحیح ہیں۔ ابن الربیع نے اس کا ذکر کیا ہے۔ سلامہ رضؓ بنت الحر سے مرفوعاً مروی ہے کہ قیامت کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اہل مسجد رک جائیں گے اور انہیں نماز پڑھانے کے لئے کوئی

لا یجدون اماما یصلی بھم رواہ احمد وابوداؤد وابن ماجۃ ۔

کوئی نہ ملے گا اسے امام احمدؒ، ابوداؤد، اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے ۔

۵۳۲۔ حدیث من فتنۃ العالم ان یکون الکلام احب الیہ من السکوت ذکر الحدیث بطولہ فی الاحیاء وقال العراقی رواہ ابونعیم وابن الجوزی فی الموضوعات وکذا ذکرہ فی المختصر ۔

عالم کا ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ انہیں کلام خاموشی سے زیادہ محبوب ہوگا۔ اسے غزالیؒ نے احیاء میں ایک طویل حدیث میں ذکر کیا ہے عراقیؒ کہتے ہیں ابونعیمؒ اور ابن الجوزیؒ نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے جیسا کہ عراقی نے مختصر میں ذکر کیا ہے ۔

۵۳۳۔ حدیث من الذنوب ذنوب لا یکفرھا الا الوقوف بعرفۃ فی الاحیاء وقال العراقی لم اجد لہ اصلا ۔

گناہوں میں سے بعض گناہ ایسے ہیں، کہ جنہیں سوائے عرفہ کے قیام کے کوئی شے نہیں مٹا سکتی۔ یہ بھی احیاء میں ہے عراقی کہتے ہیں، میں نے اس کی اصل کہیں نہیں پائی ۔

۵۳۴۔ حدیث موتوا قبل ان تموتوا قال العسقلانی انہ غیر ثابت قلت ھو من کلام الصوفیۃ والمعنی موتوا اختیارا قبل ان تموتوا اضطرارا والمراد بالموت الاختیاری ترک الشھوات واللذات وما یترتب علیھا من

مرنے سے پہلے مر جاؤ۔ عسقلانیؒ کہتے ہیں، یہ ثابت نہیں ہے۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں، یہ صوفیاء کا کلام ہے اور مقصد یہ ہے، کہ اضطراری موت سے قبل خود اختیاری موت مر جاؤ۔ اور اختیاری موت سے مراد شہوات، لذات دنیا اور غفلتوں کو

مِنَ الذَّلَّاتِ وَالْغَفَلَاتِ ۔

ترک کر دینا ہے ۔

۳۵ ۵ حَدِيثُ الْمَوْتُ كَفَّارَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ وَلَمْ يُصِبْ فِيهِ كَمَا ذَكَرَهُ الْعِرَاقِيُّ فِي أَمَالِيهِ مِنْ أَنَّهُ وَرَدَ مِنْ طُرُقٍ بَلَغَ بِهَا رُتْبَةَ الْحَسَنِ انْتَهَى وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ وَالْقُضَاعِيُّ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ بِهِ مَرْفُوعًا وَصَحَّحَهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ الْعِرَاقِيِّ

موت ہر مسلم کا کفارہ ہے۔ ابن الجوزیؒ نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔ جیسا کہ عراقیؒ اپنی امالی میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ اتنی سندات سے مروی ہے۔ جو رتبہ حسن تک پہنچتی ہیں بیہقیؒ نے شعب میں اور قضاعی نے انسؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور ابوبکر بن العراقی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۳۶ ۵ حَدِيثُ الْمُؤْمِنُ إِذَا قَالَ صَدَقَ وَإِذَا قِيلَ لَهُ صَدَّقَ لَا يُعْرَفُ بِهَذَا اللَّفْظِ وَكَأَنَّهُ مُقْتَبَسٌ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ وَالْمُرَادُ بِالْمُؤْمِنِ هُوَ الْكَامِلُ وَاسْتَأْنَسَ السَّخَاوِيُّ بِشِقِّهِ الْأَوَّلِ بِمَعْنَى حَدِيثِ يُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَى كُلِّ خَلَّةٍ غَيْرِ الْخِيَانَةِ وَالْكَذِبِ وَالثَّانِي بِحَدِيثِ رَأَى عِيسَى بْنُ

مومن جب بولتا ہے تو سچ بولتا ہے اور جب اس سے کوئی بات بیان کی جاتی ہے تو تصدیق کرتا ہے۔ یہ ان الفاظ کے ساتھ پہچانی نہیں جاتی۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کے قول سے مستنبط ہے جو سچ بات لایا اور سچ کی تصدیق کی یہی متقین لوگ ہیں اور مومن سے مراد مومن کامل ہے سخاوی نے پہلی شق کو اختیار کرتے ہوئے کہا ہے کہ مومن کی عادت ہر بات پر ڈھل جاتی ہے سوائے خیانت اور جھوٹ کے اور دوسرے الفاظ پر نظر رکھتے ہوئے یہ حدیث ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا آپ نے فرمایا تو نے چوری کی اس نے جواب دیا قسم ہے اس ذات

مَرَّ بِرَجُلٍ يَسْرِقُ فَقَالَ لَهُ أَسَرَقْتَ فَقَالَ لَا وَالَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَقَالَ آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَذَّبْتُ عَيْنِي بَلْ رَوَى ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَنْ حَلَفَ بِاللّٰهِ فَلْيَصْدُقْ وَمَنْ حُلِفَ لَهُ بِاللّٰهِ فَلْيَرْضَ وَمَنْ لَمْ يَرْضَ بِاللّٰهِ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ۔

کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے چوری نہیں کی حضرت عیسیٰ نے فرمایا میں اللہ پر ایمان لایا اور میری آنکھوں نے جھوٹ بولا۔ ابن ماجہ نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے جو اللہ کی قسم کھائے اس کی تصدیق کرنی چاہیئے اور جو کسی کیلئے اللہ کی قسم کھائے اسے راضی ہو جانا چاہیئے اور جو اللہ کے ساتھ راضی نہ ہو اسے اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔

۵۳۷۔ حَدِيثُ الْمُؤْمِنُ سَرِيعُ الْغَضَبِ سَرِيعُ الرُّجُوعِ كَذَا أَوْرَدَهُ الْغَزَالِيُّ فِي الْإِحْيَاءِ وَقَالَ مُخَرِّجُهُ أَنَّهُ لَمْ يَجِدْهُ هٰكَذَا قُلْتُ هُوَ مَعْنَى حَدِيثِ الْحِدَّةُ تَعْتَرِي لِخِيَارِ أُمَّتِي وَقَدْ جَاءَ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ إِنَّ الْمُؤْمِنَ قَدْ يَكُونُ سَرِيعَ الْغَضَبِ سَرِيعَ الْفَيْءِ فَتِلْكَ بِتِلْكَ وَقَدْ يَكُونُ بَطِيءَ الْغَضَبِ سَرِيعَ الْفَيْءِ فَهٰذَا هُوَ الْمُؤْمِنُ الْكَامِلُ وَالنَّاقِصُ مَنْ يَكُونُ حَالُهُ بِالْعَكْسِ۔

مومن کو غصہ جلد آتا ہے، اور رجوع بھی جلد کرتا ہے۔ اسے غزالی نے احیاء میں ذکر کیا ہے، اور غزالی کہتے ہیں اس طرح یہ حدیث کہیں نہیں پائی جاتی۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ حدیث حدت کے معنی ہیں اور ایک لمبی حدیث میں آتا ہے کہ مومن کو جلد غصہ آتا ہے اور جلد اترتا ہے اور ایسے ہی کبھی دیر میں غصہ آتا ہے اور جلد اترتا ہے۔ تو یہ مومن کامل ہے اور ناقص وہ ہے جو اس کے برعکس ہو یعنی جلد غصہ آئے اور دیر میں اترے۔

۵۳۸۔ حَدِيثُ الْمُؤْمِنُ يَسِيرُ

مومن بلحاظ مؤنث آسان ہوتا ہے صغانی

المؤمنة. قال الصغاني موضوع.

کہتے ہیں یہ موضوع ہے۔

۵۳۹ - حديث المؤمن غر كريم والمنافق خب لئيم قال الصغاني موضوع من احاديث المصابيح ولم يصب فقد رواه احمد عن ابي هريرة مرفوعا ولفظه الفاجر بدل المنافق و الخب بالكسر وبفتح الخداع و معنى غر كريم انه ليس بذي مكر وهو ينخدع لانقياده ولينه.

مومن مکار نہیں ہوتا بلکہ شریف ہوتا ہے اور منافق دھوکہ باز اور بدبخت ہوتا ہے۔ صغانی کہتے ہیں یہ مصابیح کی احادیث سے ایک موضوع حدیث ہے لیکن صغانی کا قول صحیح نہیں امام احمد نے اسے ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے، اور اس میں منافق کی جگہ لفظ فاجر ہے خب کے معنی دھوکہ کے آتے ہیں اور غر کریم کا مقصد یہ ہے کہ وہ مکار نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنی طبیعت میں اتباع کی عادت کی وجہ سے دھوکہ کھا جاتا ہے (لیکن حضرت عمر کا قول ہے کہ مومن نہ دھوکہ دیتا ہے نہ دھوکہ کھاتا ہے)

۵۴۰ - حديث المؤمن حلوي والكافر خمري قال العسقلاني باطل لا اصل له قلت قد تقدم انه عليه الصلوة والسلام كان يحب الحلواء والعسل وسبق ان قلب المؤمن يحب الحلواء.

مومن حلوا خور اور کافر شراب خور ہوتا ہے عسقلانی فرماتے ہیں یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ پہلے گذر چکا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حلوا اور شہد پسند تھا اور یہ حدیث بھی گذر چکی کہ مومن کامل حلوے کو پسند کرتا ہے:

۵۴۱ - حديث المؤمن ليس بحقود في الاحياء وقال العراقي لم اقف له على اصل قلت و

مومن کینہ پرور نہیں ہوتا۔ یہ احیاء میں ہے عراقی کہتے ہیں میں اس کی اصل سے واقف نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کے معنی صحیح

مَعْنَاهُ صَحِيحٌ وَالْمُرَادُ بِالْمُؤْمِنِ الْكَامِلُ لِقَوْلِهِ تَعَالَىٰ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ اَيْ حَسَدٍ وَحِقْدٍ ۔	ہیں اور مومن سے مراد مومن کامل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور ہم نے ان کے دل سے کینہ نکال پھینکا ۔
۴۲ ۵ ـ حَدِيثُ الْمُؤْمِنُ مُلْقِي وَالْكَافِرُ مُوقِي لَيْسَ بِحَدِيثٍ وَالْمَعْنَى اَنَّ الْمُؤْمِنَ مُلْقِي بِالْبَلَايَا تَكْفِيرًا لِمَا لَهُ مِنَ الْخَطَايَا وَالْكَافِرُ مَحْفُوظٌ عَنِ الْبَلَايَا مَحْفُوفٌ بِالنَّعْمَاءِ لِيَبْقَى عَلَيْهِ الْبَقَايَا وَلِاَنَّ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ ۔	مومن ملاقات کرنے والا اور کافر بچنے والا ہے یہ حدیث نہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ مومن مصیبتوں سے ملنے والا ہے، تاکہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو سکے۔ اور کافر مصائب سے محفوظ رہتا ہے اور نعمتوں میں لگا رہتا ہے تاکہ اس پر وہ گناہ باقی رہیں کیونکہ دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے ۔
۴۳ ۵ ـ حَدِيثُ الْمُؤْمِنُ مُؤْتَمَنٌ عَلَى نَسَبِهِ لَا اَصْلَ لَهُ مَرْفُوعٌ وَاِنَّمَا هُوَ مِنْ قَوْلِ مَالِكٍ وَغَيْرِهِ مِنَ الْعُلَمَاءِ بِلَفْظِ النَّاسُ مُؤْتَمَنُونَ عَلَى اَنْسَابِهِمْ ۔	مومن اپنے نسب پر امین ہوتا ہے اس کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں بلکہ یہ علماء میں سے امام مالک رح وغیرہ کا قول ہے۔ کہ لوگ اپنے نسب پر امین ہوتے ہیں ۔
۴۴ ۵ ـ حَدِيثُ الْمُؤْمِنُ يُخْدَعُ مِنْ كَلَامِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ذَكَرَهُ فِي الشِّفَاءِ وَالْمَعْنَى اَنَّ الْمُؤْمِنَ الْمَحْمُودَ مِنْ طَبْعِهِ الْعِزَّةُ وَقِلَّةُ	مومن کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔ یہ سعید بن جبیر کا قول ہے، جس کا ذکر شفاء میں ہے۔ اور معنی اس کے یہ ہیں کہ مومن طبعاً شرارتوں سے پرہیز کرتا ہے۔ اور

اَوْظَنْمَرِ بِالشَّرِّ وَتَرَكَ الْبَحْثَ عَنْهُ وَ لَيْسَ ذٰلِكَ مِنْهُ جَهْلًا وَلٰكِنْ كَرَمًا وَحُسْنُ خُلُقٍ وَحِلْمًا۔

اس سے احتراز اگرچہ اس سے جاہل نہیں ہوتا لیکن اپنی شرافت اور اخلاق کی بنا پر دھوکہ کھا جاتا ہے۔

۴۵۵۔ حَدِيْثُ اَلْمُؤْمِنُ يُغْبَطُ وَالْمُنَافِقُ يُحْسَدُ مِنْ كَلَامِ الْفُضَيْلِ

مومن سے رشک اور کافر سے حسد کیا جاتا ہے۔ یہ فضیل کا کلام ہے۔

حَرْفُ النُّوْنِ

۴۵۶۔ حَدِيْثُ اَلنَّاسُ بِزَمَانِهِمْ اَشْبَهُ مِنْهُمْ بِآبَائِهِمْ قِيْلَ اَنَّهُ مِنْ كَلَامِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ قِيْلَ اَنَّهُ قَوْلُ عَلِيٍّ وَهُوَ الْاَشْهَرُ الْاَظْهَرُ۔

لوگ اپنے زمانہ کے لحاظ سے اپنے آباء سے زیادہ مشابہ ہوتے ہیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ اور ایک خیال یہ ہے کہ یہ حضرت علیؓ کا قول ہے اور یہی زیادہ مشہور ہے۔

۴۵۷۔ حَدِيْثُ اَلنَّاسُ عَلٰى دِيْنِ مَلِيْكِهِمْ اَوْ مُلُوْكِهِمْ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَعْرِفُهُ حَدِيْثًا وَهُوَ قَرِيْبٌ مِمَّا قَبْلَهُ مَعْنًى۔

لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں۔ سخاوی کہتے ہیں۔ میں اسے بلحاظ حدیث نہیں پہچانتا۔ یہ معنوی لحاظ سے پہلے قول کے قریب ہے۔

۴۵۸۔ حَدِيْثُ اَلنَّاسُ بِالنَّاسِ هُوَ مَعْنَى الْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ اَلْمُؤْمِنُ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا

لوگ لوگوں کے ساتھ ہوتے ہیں یہ حدیث صحیح کے معنی ہیں میری امت عمارت کی طرح ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے کو

الحدیث۔

تقویت پہنچاتا ہے۔

۵۴۹۔ حدیث الناس مجزیون باعمالهم عزاه السخاوی الی النحویین وتمامه ان خیرا فخیر وان شرا فشر وقال الجلال السیوطی فی الدرر ذکره ابن جریر فی تفسیره عن ابن عباس موقوفا قلت وفی التنزیل هل تجزون الا ما کنتم تعملون۔

لوگ اپنے اعمال کا بدلہ دیئے جائیں گے۔ اسے سخاوی نے نحویین کی جانب منسوب کیا ہے اور مقصد یہ ہے کہ اگر وہ اچھے ہیں تو اچھا بدلہ اور برے ہیں تو برا بدلہ۔ جلال الدین سیوطی اپنی درر میں فرماتے ہیں۔ اسے ابن جریر نے اپنی تفسیر میں ابن عباس رض سے موقوفاً روایت کیا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں قرآن میں ہے تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔

۵۵۰۔ حدیث الناس نیام فاذا ماتوا انتبهوا هو من قول علی کرم الله وجهه۔

لوگ سوتے ہیں جب یہ مر جائیں گے تو جاگ اٹھیں گے۔ یہ حضرت علی رض کا قول ہے۔

۵۵۱۔ حدیث نبذ القمل یورث النسیان یروی فی حدیث مرفوع شدید الضعف وفی سنده الحکم بن عبد الله الایلی المتهم بالوضع والکذب کما قاله ابن عدی فی کامله۔

جوں پھینکنا نسیان پیدا کرتا ہے۔ یہ ایک حدیث مرفوع میں روایت کیا جاتا ہے۔ جو شدید ضعیف ہے۔ اور اس کی سند میں حکم بن عبد اللہ الایلی ہے جو کذب وضع کے ساتھ متہم ہے جیسا کہ ابن عدی نے اپنی کامل میں لکھا ہے۔

۵۵۲۔ حدیث النبی لا یولع

نبی زمین کے نیچے ایک ہزار مکمل نہیں کرتا

تحت الارض ای لا یکمل الالف	یعنی مرنے کے بعد ایک ہزار سال مکمل نہیں ہوتے
بعد موته بل یقوم القیامة	بلکہ اس سے قبل قیامت قائم ہو جاتی ہے۔ یہ
قبله وهو باطل لا اصل له و	باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں عز الدین نے
ممن صرح ببطلانه العز الدیرینی	درر الملتقطة میں اس کے بطلان کی تصریح کی
فی الدرر الملتقطة وقال انه	ہے۔ اور وہ کہتے ہیں جو کچھ علماء اہل کتاب
مما نقل عن علماء اهل الکتاب	سے نقل کیا جاتا ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ
ولا یصح بل کلما ورد فیه تحدید	ہر وہ روایت جس میں قیامت کے روز
لوقت یوم القیامة علی التعیین	کا کوئی وقت معینہ ظاہر ہوتا ہو یا تو اس
فاما ان لا یکون له اصل او لا	کی کوئی اصل نہیں یا وہ سنداً ثابت نہیں
یثبت اسناده قلت وقد ضعفه	ملا علی قاری فرماتے ہیں سیوطی نے اسے رسالۃ
السیوطی فی رسالته الکشف عن	الکشف میں ضعیف قرار دیا۔ کیونکہ اس
مجاوزة هذه الامة الالف وقد	امت کو ایک ہزار سال سے زائد گزر چکا۔ اور
تحقق قوله متجاوزون عن الالف	یہ محقق بات ہے کہ اب لوگ ایک ہزار سال
ببضعة عشرة سنة ۔	سے زیادہ گزار چکے ؛
۵۵۳۔ حدیث النساء تنصر	عورتیں ایک دوسرے کی مدد
بعضهن بعضا هو من قول عکرمة	کرتی ہیں۔ یہ عکرمہ رحمہ اللہ کا قول
وقد ادرج فی حدیث صحیح	ہے۔ اور صحیح بخاری کی حدیث میں مدرج
البخاری ۔	ہو گیا ۔
۵۵۴۔ حدیث النسیان طبع	بھول انسان کی طبیعت ہے۔ سخاوی کہتے

الانسان قال السخاوی لا اعرفه	ہیں ہیں اسے ان الفاظ کے ساتھ نہیں پہچانتا، بلکہ
بهذا اللفظ بل فی الطبرانی عن ابن	طبرانی میں ابن عباس سے مرفوعاً مروی ہے، مومن
عباس مرفوعاً المؤمن نساء ان	بہت بھولنے والا ہے، اگر یاد کرتا ہے تو یاد کرتا رہتا ہے
ذکر ذکر قلت وفی التنزیل	ملا علی قاری فرماتے ہیں قرآن میں ہے، جب تو بھول
واذکر ربک اذا نسیت فلا تنسی	جائے تو اپنے خدا کو یاد کر، وہ نہیں بھولتا مگر
الا ما شاء الله ـ وعهدنا الی آدم	جو اللہ چاہے۔ ہم نے آدم سے پہلے عہد لیا تھا مگر
من قبل فنسی ویروی الانسان	وہ بھول گیا، اور یہ بھی کہ انسان نسیان سے مشتق ہے،
مشتق من النسیان فی تحقیقه	اور اس کی تحقیق میں بہت طویل کلام ہے۔ اور یہ بھی
کلام عن بعض البیان وقیل	کہا جاتا ہے کہ پہلا شخص پہلا بھولنے والا ہے
اول الناس اول الناسی ٭	(یعنی آدم علیہ السلام)
۵۵۵ ـ حدیث نصرة الله	اللہ کے بندے کے لئے مدد خود اس
للعبد خیر من نصرته لنفسه من	کی اپنے نفس کی مدد سے بہتر ہوتی ہے، یہ
کلام وهیب بن الورد قال	وہیب بن الورد کا قول ہے، وہ کہتے ہیں اللہ
یقول الله ابن آدم اذا ظلمت	تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم جب تجھ پر ظلم کیا جائے
فاصبر وارض بنصرتی فان نصرتی	تو صبر کر اور میری مدد سے راضی ہو جا کیونکہ میری
لک خیر من نصرتک لنفسک و	مدد جو تیرے لئے ہو گی وہ تیری اپنی ذات کی مدد
عن الامام احمد قال بلغنی انه	سے بہتر ہو گی، امام احمد فرماتے ہیں مجھے یہ خبر
مکتوب فی التوراة فذکره	پہنچی ہے کہ یہ بات تورات میں لکھی ہوئی ہے
قاله السخاوی وقال السیوطی	جیسا کہ سخاوی نے ذکر کیا ہے، سیوطی کہتے ہیں

اَخْرَجَہٗ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَحْمَدَ فِیْ زَوَائِدِ الزُّھْدِ عَنْہُ قَالَ بَلَغَنِیْ ۔	عبد اللہ بن احمد نے زہد میں اپنے والد سے یہ روایت نقل کی ہے ۔
۵۵۰ حَدِیْثُ اَلنَّظْرُ اِلَی الْوَجْہِ الْجَمِیْلِ عِبَادَۃٌ قَالَ ابْنُ الْقَیِّمِ سُئِلَ عَنْہُ شَیْخُنَا یَعْنِیْ اِبْنَ تَیْمِیَّۃَ فَقَالَ ھٰذَا کِذْبٌ بَاطِلٌ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لَمْ یَرْوِہٖ اَحَدٌ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ بَلْ ھُوَ مِنَ الْمَوْضُوْعَاتِ وَقَدْ وَرَدَ اَلنَّظْرُ اِلَی الْوَجْہِ الْحَسَنِ یَجْلُو الْبَصَرَ وَالنَّظْرُ اِلَی الْوَجْہِ الْقَبِیْحِ یُوْرِثُ الْقَلْحَ وَھُوَ بِفَتْحَتَیْنِ صُفْرَۃٌ تَعْلُو الْاَسْنَانَ وَوَسَخٌ یَرْکَبُھَا رَوَاہُ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَۃِ عَنْ جَابِرٍ کُلُّ شَطْرٍ مِنْہُ بِسَنَدٍ وَلٰکِنْ کِلَاھُمَا ضَعِیْفٌ وَالثَّانِیْ اَشَدُّ ضُعْفًا وَیُقَوِّیْ الْاَوَّلَ حَدِیْثُ اَلنَّظْرُ اِلَی الْمَرْاَۃِ الْحَسْنَاءِ وَالْخُضْرَۃِ یَزِیْدَانِ فِی الْبَصَرِ رَوَاہُ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَۃِ عَنْ	اچھے چہرے کی جانب دیکھنا بھی عبادت ہے ، ابن القیم فرماتے ہیں ہمارے شیخ یعنی امام ابن تیمیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا گیا ، انہوں نے فرمایا یہ جھوٹ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان ہے ، کسی نے بھی اسے صحیح سند کے ساتھ روایت نہیں کیا بلکہ یہ موضوع ہے ۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ وارد ہے کہ اچھے چہرہ کی جانب دیکھنا نگاہ کو تیز کرتا ہے اور برے چہرے کی طرف دیکھنا قلح پیدا کرتا ہے (یعنی) جو انسان کو بڑا بنا دیتا ہے (غرور پیدا کرتا ہے) اور میل پیدا کرتا ہے ، جس پر وہ سوار ہو جاتا ہے ۔ ابو نعیم نے حلیہ میں جابر سے سند کے ساتھ اس کا ہر ایک حصہ روایت کیا ہے لیکن دونوں ضعیف ہیں اور دوسری بہت زیادہ ضعیف ہے ، اور پہلی روایت کی یہ حدیث تائید کرتی ہے کہ خوبصورت عورت اور گھاس کی جانب دیکھنا نگاہ کو تیز کرتا ہے اسے ابو نعیم نے حلیہ میں جابر رض سے روایت کیا ہے ،

جابرٍ كما رواه في الجامع الصغير فهو ضعيف ليس بموضوع۔

جیساکہ سیوطی نے اسے جامع الصغیر میں نقل کیا ہے اور یہ روایت ضعیف ہے، موضوع نہیں۔

۵۵۷ - حديث نظرة إلى وجه العالم أحب إلى الله من عبادة ستين سنة صياما وقياما في نسخة سمعان وغيره عن أنس رضي الله عنه مرفوعا بمعناه ولا يصح قال السخاوي وقد ورد النظر على وجه عبادة رواه الطبراني والحاكم عن ابن مسعود وعمران بن الحصين۔

عالم کے چہرہ کی جانب دیکھنا ساٹھ سال کے قیام اور روزوں سے بہتر ہے۔ یہ سمعان رح وغیرہ میں حضرت انس رض سے مرفوعاً مروی ہے۔ اور اس کے معنی بھی مروی ہیں لیکن سخاوی رح کہتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں اور یہ بھی وارد ہوا ہے۔ کہ عالم کے چہرہ کی جانب دیکھنا عبادت ہے۔ اسے طبرانی اور حاکم نے ابن مسعود رض اور عمران بن حصین رض سے روایت کیا ہے۔

۵۵۸ - حديث نعم الصهر القبر قال الزركشي لم يوجد في مسند الفردوس من حديث ابن عباس مرفوعا نعم الكفو القبر للجارية وبيض له في المسند قال السيوطي في الطيوريات بسنده عن علي بن عبد الله قال نعم الأختان القبور۔

آدمی کا اچھا داماد قبر ہے۔ زرکشی رح کہتے ہیں یہ کہیں نہیں پائی جاتی۔ مسند فردوس میں ابن عباس رض سے مرفوعاً مروی ہے قبر عورت کے لئے اچھا خاوند ہے اور مصنف نے مسند میں اسی کی سرخی باندھی ہے سیوطی رح کہتے ہیں طیوریات میں سند کے ساتھ علی بن عبداللہ سے مروی ہے انہوں نے کہا ہاں قبریں اچھی نہیں ہیں

۵۵۹۔ حَدِیْثُ نِعْمَ الْعَبْدُ صُهَيْبٌ لَوْ لَمْ يَخَفِ اللهَ لَمْ يَعْصِهِ اِشْتَهَرَ فِيْ كَلَامِ الْاُصُوْلِيِّيْنَ وَاَصْحَابِ الْمَعَانِيْ وَاَهْلِ الْعَرَبِيَّةِ فَبَعْضُهُمْ يَرْوِيْهِ عَنْ عُمَرَ رض وَبَعْضُهُمْ يَرْفَعُهُ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَرَاَيْتُ بِخَطِّ شَيْخِنَا يَعْنِي الْعَسْقَلَانِيَّ اَنَّهُ ظَفَرَ بِهِ فِيْ مُشْكِلِ الْحَدِيْثِ لِابْنِ قُتَيْبَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ لَهُ ابْنُ قُتَيْبَةَ سَنَدًا وَقَالَ اَرَادَ اَنَّ صُهَيْبًا اِنَّمَا يُطِيْعُ اللهَ حُبًّا لَهُ لَا لِمَخَافَةِ عِقَابِهِ اِنْتَهٰى وَقَالَ السُّبْكِيُّ فِيْ شَرْحِ التَّلْخِيْصِ لَمْ اَرَ هٰذَا الْكَلَامَ فِيْ شَيْئٍ مِنْ كُتُبِ الْحَدِيْثِ لَا مَرْفُوْعًا وَلَا مَوْقُوْفًا وَلَا عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَلَا عَنْ عُمَرَ رض مَعَ شِدَّةِ التَّفَحُّصِ عَنْهُ وَقَالَ الشُّمُنِّيُّ فِيْ حَاشِيَةِ الْمُغْنِيْ عَنْ وَالِدِهٖ اَنَّهُ رَاٰى بِخَطِّهٖ مَا صُوْرَتُهُ رَاَيْتُ الْحَافِظَ اَبَا بَكْرٍ	صہیب اچھا بندہ ہے۔ اگر اللہ سے نہ ڈرتا۔ تو اس کی نافرمانی نہ کرتا۔ یہ اصولیین اصحاب معانی اور اہل عربیہ کے کلام میں بہت مشہور رہے۔ بعض تو اسے حضرت عمر رضہ سے روایت کرتے ہیں اور بعض اسے مرفوعاً بیان کرتے ہیں سخاوی رح کہتے ہیں میں نے اپنے شیخ یعنی عسقلانی رح کے خط میں دیکھا۔ کہ انہوں نے اسے ابن قتیبہ رح کی شکل الحدیث کی جانب منسوب کیا ہے۔ لیکن ابن قتیبہ نے سند ذکر نہیں کی اور ابن قتیبہ کا مقصد یہ ہے کہ صہیبؓ اللہ کی اطاعت اس کی محبت کی بنا پر کرتا ہے، عذاب کے خوف سے نہیں۔ سبکی شرح تلخیص میں فرماتے ہیں۔ میں نے یہ کلام حدیث کی کسی کتاب میں نہیں دیکھا۔ نہ مرفوعاً نہ موقوفاً۔ نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ حضرت عمر رضہ سے۔ اگرچہ بہت تلاش کیا۔ شمنی رح حاشیۃ المغنی میں اپنے والد سے روایت

بن العربي نسبه الى عمر بن الخطاب
الا انه لم يبين له اسنادا وقال
العراقي لا اصل لهذا الحديث
ولم اقف له على اسناد قط
في شيء من كتب الحديث وبعض
النحاة ينسبونه الى عمر بن الخطاب
من قوله ولم ار له اسنادا الى عمر
وقال الدماميني في حاشيته
على المغني وقفت في الحلية
لابي نعيم على حديث في ترجمة
سالم مولى حذيفة من طريق
عمر قال سمعت رسول الله
عليه السلام يقول ان سالما
شديد الحب لله عز وجل
لو كان لا يخاف الله ما عصاه
انتهى ذكره ابن ابي شريف
في حاشية شرح جمع الجوامع
قال وفي مسند ابن لهيعة
انتهى وقال الزركشي لا اصل

کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں۔ میں نے ابو بکرؒ
بن العربی کو اسے حضرت عمرؓ کی جانب
منسوب کرتے دیکھا، لیکن سند ان پر بھی
ظاہر نہ تھی۔ عراقی رحؒ کہتے ہیں اس کی کوئی
اصل نہیں۔ اور نہ میں حدیث کی کسی
کتاب میں اس کی سند سے واقف ہوا۔
بعض نحوی اسے حضرت عمرؓ کی جانب
منسوب کرتے ہیں، لیکن میں نے حضرت عمرؓ
تک اس کی سند نہیں دیکھی۔ دمامینی
حاشیہ علی المغنی میں فرماتے ہیں۔ ابو نعیمؒ کی
حلیہ میں سالمؓ مولی ابی حذیفہؓ کے
ترجمہ میں حضرت عمرؓ سے یہ روایت دیکھی
میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
آپ فرماتے تھے سالمؓ اللہ سے بہت
محبت کرنے والا ہے۔ اگر وہ اللہ سے
نہ ڈرتے تو اس کی نافرمانی نہ کرتے۔ الخ
ابن ابی شریفؒ نے شرح جمع الجوامع میں
نقل کیا ہے اور وہ کہتے ہیں یہ مسند ابن لہیعہ
میں موجود ہے۔ زرکشیؒ کہتے ہیں اس حدیث

لهذا الحديث لكن في الحلية من
حديث ابن عمر مرفوعا ان سالما
شديد الحب لله لو لم يخف الله
ما عصاه وقال الحافظ السيوطي
في شرح نظم التلخيص كثر سؤال
الناس عن حديث نعم العبد
صهيب لو لم يخف الله لم يعصه
ونسبه بعضهم الى النبي عليه
الصلوة والسلام ونسبه ابن مالك
في شرح الكافية وغيره الى عمر رض
قال الشيخ بهاء الدين السبكي لم ار
هذا الكلام في شيء من كتب الحديث
لا مرفوعا ولا موقوفا لا عن عمر رض
ولا عن غيره مع شدة التفحص
عنه انتهى نعم قد ورد في سالم
لا صهيب عن عمر مرفوعا ان
معاذ بن جبل امام العلماء يوم
القيامة لا يحجبه من الله الا
المرسلون وان سالما مولى ابن

کی کوئی اصل نہیں۔ لیکن حلیہ میں ابن عمرؓ سے
سالمؓ والی روایت موجود ہے۔ حافظ سیوطیؒ
شرح نظم التلخیص میں فرماتے ہیں۔ لوگوں کے
سوالات نعم العبد صہیبؓ والی حدیث
کے بارے میں بہت بڑھ گئے ہیں اور
بعض اسے حضور کی جانب منسوب کرتے ہیں
ابن المالک نے شرح کافیہ میں اسے حضرت عمرؓ کی
جانب منسوب کیا ہے۔ شیخ بہاء الدین السبکی فرماتے
ہیں۔ میں نے اس کلام کو کسی حدیث کی کتاب
میں نہیں دیکھا۔ نہ مرفوعاً نہ موقوفاً نہ حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ کسی اور سے
باوجودیکہ کافی تلاش کیا۔ ہاں یہ حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً سالمؓ کے
بارے میں مروی ہے نہ کہ صہیبؓ کے کہ معاذ
بن جبلؓ قیامت کے روز علماء کے امام
ہوں گے۔ اللہ سے ان کے درمیان سوائے
انبیاء کے کوئی حائل نہ ہوگا۔ اور سالم
رضی اللہ عنہ مولیٰ ابی حذیفہ اللہ سے
بہت محبت کرنے والے ہیں۔ اگر وہ

حُنَ يُفِيْدُ تَشْدِيْدَ الْحُبِّ فِي اللّٰهِ لَوْ لَمْ يَخِفِ اللّٰهَ مَا عَصَاهُ اَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ ۔

اللہ سے نہ ڈرتے تو اس کی نافرمانی نہ کرتے ۔ اسے دیلمیؒ نے روایت کیا ہے ۔

۵۶۰۔ حَدِيْثُ نُقْطَةٌ مِنْ دَوَاتِ عَالِمٍ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ عَرَقِ مِائَةِ ثَوْبِ شَهِيْدٍ مَوْضُوْعٌ كَمَا فِي الذَّيْلِ ۔

عالم کی روایت کا ایک نقطہ اللہ تعالیٰ کو سو شہیدوں کے کپڑوں کے عرق سے زیادہ محبوب ہے ۔ یہ موضوع ہے ، جیسا کہ ذیل میں ہے ۔

۵۶۱۔ حَدِيْثُ نَوْمُ الْمُؤْمِنِ سُبَاتٌ اَيْ نَوْمٌ خَفِيْفٌ وَسَمْعُهُ خُبَاتٌ اَيْ ضَعِيْفٌ ذَكَرَهُ فِي النِّهَايَةِ بِلَا اِسْنَادٍ وَذَكَرَهُ الْكُوْرَانِيُّ بِلَفْظِ نَوْمُ الْمُؤْمِنِ سُبَاتٌ وَصَوْتُهُ خُبَاتٌ ۔

مومن کی نیند بھی ہلکی ہوتی ہے اور اس کی قوت سماعت بھی ہلکی ہوتی ہے ۔ اسے صاحب نہایہ نے بلا سند ذکر کیا ہے ، اور کورانی نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ مومن کی نیند بھی ہلکی اور آواز بھی ہلکی ہوتی ہے

۵۶۲۔ حَدِيْثُ نَوْمُ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ لَا اَصْلَ لَهُ فِي الْمَرْفُوْعِ هٰكَذَا بَلْ وَرَدَ نَوْمُ الصَّائِمِ عِبَادَةٌ وَصَمْتُهُ تَسْبِيْحٌ وَعَمَلُهُ مُضَاعَفٌ وَدُعَاؤُهُ مُسْتَجَابٌ وَذَنْبُهُ مَغْفُوْرٌ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ بِسَنَدٍ ضَعِيْفٍ

عالم کا سونا بھی عبادت ہے ۔ اس کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں ، بلکہ روایت یہ ہے کہ روزہ دار کا سونا بھی عبادت ۔ اس کی خاموشی تسبیح اس کا عمل دگنا ۔ اس کی دعا مستجاب اور اس کے گناہ مغفرت شدہ ہیں ۔ یہ بیہقیؒ نے سند ضعیف کے ساتھ عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی لٰکِنْ رَوٰی اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَةِ عَنْ سَلْمَانَ نَوْمٌ عَلٰی عِلْمٍ خَیْرٌ مِّنْ صَلٰوةٍ عَلٰی جَهْلٍ فَفِی الْجُمْلَةِ مَنْ کَانَ عَالِمًا فَنَوْمُهٗ عِبَادَةٌ لِاَنَّهٗ یَنْوِیْ بِهِ النَّشَاطَ عَلَی الطَّاعَةِ وَمِنْ هُنَا قِیْلَ نَوْمُ الظَّالِمِ عِبَادَةٌ لِاَنَّهٗ فِیْ تِلْکَ النِّسْبَةِ عِبَادَةٌ بِالنِّسْبَةِ اِلَیْهِ فِیْ تَرْکِ ظُلْمِهٖ۔

روایت کی ہے۔ لیکن ابو نعیم نے حلیہ میں سلیمانؓ سے روایت کیا ہے۔ علم کی حالت میں سونا جہل کی حالت میں نماز سے بہتر ہے فی الجملہ یہ بات تو ثابت ہوئی کہ عالم کا سونا بھی عبادت ہے اس لئے کہ وہ طاعت کی غرض سے آرام کی نیت کرتا ہے اور اسی بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ظالم کی نیند بھی عبادت ہے اور وہ اس طرح سے کہ سونے کی حالت میں ظلم ختم ہو چکا۔

۵۶۳ ۔ حَدِیْثُ نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ قَالَ ابْنُ دِحْیَةَ لَا یَصِحُّ وَقَالَ الْبَیْهَقِیُّ اِسْنَادُهٗ ضَعِیْفٌ وَرَوَاهُ الْعَسْکَرِیُّ فِی الْاَمْثَالِ عَنْ اَنَسٍ بِهٖ مَرْفُوْعًا وَسَنَدُهٗ ضَعِیْفٌ وَلَهٗ طَرِیْقٌ ضَعِیْفٌ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ کَمَا ذَکَرَهُ الزَّرْکَشِیُّ وَفِی الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ وَعَمَلُ الْمُنَافِقِ خَیْرٌ مِّنْ نِّیَّتِهٖ

مومن کی نیت عمل سے بہتر ہے ابن دحیہ کہتے ہیں یہ صحیح نہیں بیہقی کہتے ہیں اس کی سند ضعیف ہے، عسکریؒ نے اسے امثال میں انس سے مرفوعاً روایت کیا ہے، لیکن اس کی سند بھی ضعیف ہے۔ نواس بن سمعان سے بھی ایک ضعیف سند کے ساتھ یہ مروی ہے جیسا کہ زرکشی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ جامع الصغیر میں یہ ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے، مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر اور منافق کا عمل اس کی نیت سے بہتر، اور ہر ایک اپنی نیت پر عمل

وَكُلٌّ يَعْمَلُ عَلٰى نِيَّتِهٖ فَاِذَا عَمِلَ
الْمُؤْمِنُ عَمَلًا نَارَ فِيْ قَلْبِهٖ نُوْرٌ
رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ
وَاِنَّمَا كَانَتْ نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرًا
مِنْ عَمَلِهٖ لِاَنَّهَا بِاِنْفِرَادِهَا تَصِيْرُ
عِبَادَةً يَتَرَتَّبُ عَلَيْهَا الثَّوَابُ
بِخِلَافِ اَعْمَالِ الْجَوَارِحِ فَاِنَّهَا اِنَّمَا
تَكُوْنُ عِبَادَةً اِذَا صَاحَبَتِ النِّيَّةَ
لِخَيْرٍ مِنْهُمْ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا
كَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً
وَلِاَنَّ مَكَانَهَا مَكَانُ الْمَعْرِفَةِ اَعْنِيْ
قَلْبَ الْمُؤْمِنِ قَالَ سَهْلٌ مَا خَلَقَ
اللّٰهُ تَعَالٰى مَكَانًا اَعَزَّ وَاَشْرَفَ
عِنْدَهٗ مِنْ قَلْبِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ
وَمَا اَعْطٰى كَرَامَةً لِلْخَلْقِ اَعَزَّ عِنْدَهٗ
مِنْ مَعْرِفَةِ الْحَقِّ فَجَعَلَ الْاَعَزَّ
فِي الْاَعَزِّ فَمَا نَشَأَ مِنْ اَعَزِّ الْاَمْكِنَةِ
يَكُوْنُ اَعَزَّ مِمَّا نَشَأَ مِنْ غَيْرِهٖ
قَالَ سَهْلٌ نَفْسُ عَبْدٍ اشْتَغَلَ

کرتا ہے جب مومن بندہ کوئی عمل خیر کرتا ہے
تو اس کے دل میں نور روشن ہوجاتا ہے
طبرانی نے اسے سہل بن سعد سے روایت
کیا ہے ، اور مومن کی نیت کا عمل سے
بہتر ہونا اس لئے ہے کہ اس کے ذریعہ ثواب
کا ارادہ کرتا ہے ، بر خلاف اعضاء کی عبادت
کے کیونکہ وہ عبادت اس وقت شمار ہو گی
جب کہ اس کے ساتھ نیت بھی شامل ہو اور اگر
مومن خالی نیت کرے اور کوئی عمل نہ کرے
تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ ایک نیکی لکھتا ہے
اور مومن کا دل بھی معرفت کا مقام ہوتا ہے
سہل فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مومن کے
دل سے زیادہ کوئی معزز اور اشرف مکان پیدا
نہیں فرمایا ، اور مخلوق کو معرفت حق سے زیادہ
کوئی عزت کی شے نہیں بخشی ۔ تو گویا عزت کو عزت
کی جگہ میں رکھا ۔ تو جو شے معزز مقام میں نشوونما پائے
وہ اس شے سے بہتر ہو گی جس کی تربیت بے مقام
میں ہو ۔ سہل فرماتے ہیں تم اس بات سے اس بندے کو قیاس
کرلو کہ جس نے اس مقام میں پرورش پائی ہو جو اللہ کے

الْمَكَانُ الَّذِيْ هُوَ اَعَزُّ الْاَمْكِنَةِ عِنْدَهٗ تَعَالٰى بِغَيْرِهٖ سُبْحَانَهٗ وَفِيْ اَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ الْمُنْدَرِسَةِ قُبُوْرُهُمْ وَمَا وَسِعَنِيْ اَرْضِيْ وَلَا سَمَائِيْ وَلٰكِنْ وَسِعَنِيْ قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ اِشْعَارٌ بِذٰلِكَ وَلِاَنَّهَا تَبْقٰى بِخِلَافِ الْعَمَلِ وَلِهٰذَا قِيْلَ الْخُلُوْدُ فِي الْجَنَّةِ وَالنَّارِ جَزَاءُ النِّيَّةِ وَلِاَنَّهَا تَسْلَمُ عَنْ رِيَاءٍ بِخِلَافِ الْعَمَلِ ۔

نزدیک ایک معزز مقام ہے اور میں (قول خداوندی) اس حالت میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس ہوتا ہے جن کی قبریں (اجسام) گری ہوئی ہیں اور مجھے زمین و آسمان نے وسعت نہیں دی کہ میں اس میں سما سکتا) لیکن مومن بندے کے دل نے مجھے وسعت دی ہے کہ میں اس میں سما جاتا ہوں) یہ روایت اسی جانب اشارہ کرتی ہے کیونکہ مومن ڈرتا رہتا ہے۔ اسی باعث کہا جاتا ہے جنت میں اور دوزخ میں داخل ہونا نیت کی جزا ہے اور نیت ریاکاری سے سالم رہتی ہے بخلاف عمل کے ۔

۵۶۴۔ حَدِيْثُ نَاكِحِ الْيَدِ مَلْعُوْنٌ لَا اَصْلَ لَهٗ كَمَا صَرَّحَ بِهِ الرَّهَاوِيُّ فِيْ حَاشِيَةٍ عَلَى الْمَنَارِ ۔

ہاتھ کا نکاح کرنے والا ملعون ہے زغالباً جلق مراد ہے اس کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ رہاوی نے حاشیہ علی المنار میں اس کی تصریح کی ہے ۔

حَرْفُ الْوَاوِ

۵۶۵۔ حَدِيْثُ وَصِيِّيْ مَوْضِعُ سِرِّيْ وَخَلِيْفَتِيْ فِيْ اَهْلِيْ وَخَيْرُ مَنْ اَخْلُفُ بَعْدِيْ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ مَوْضُوْعٌ عَلٰى مَا قَالَهٗ

میرا وصی۔ میرے بھید کی جگہ میرے گھر والوں میں میرا خلیفہ اور میرے بعد کے لوگوں میں سب سے بہتر علی ہے۔ یہ موضوع ہے۔ جیسا کہ

الصَّغَانِيُّ فِي الدُّرِّ الْمُلْتَقَطِ قُلْتُ وَهُوَ مِنْ مُفْتَرَيَاتِ الشِّيْعَةِ الشَّنِيْعَةِ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ فَأَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ وَكَيْفَ يَافِكُوْنَ ۔

صغانی نے درر الملتقط میں لکھا ہے، ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ یہ شیعوں کی مفتریات میں سے ہے اللہ تعالیٰ انہیں قتل کرے کیسی کیسی تہمتیں لگاتے ہیں۔

۵۶۶ - حَدِيْثُ الْوَرْدُ الْأَبْيَضُ خُلِقَ مِنْ عَرَقِيْ وَالْأَحْمَرُ مِنْ عَرَقِ جِبْرِيْلَ وَالْأَصْفَرُ مِنْ عَرَقِ بُرَاقِيْ مَذْكُوْرٌ فِيْ مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ وَغَيْرِهِ فَقَالَ النَّوَوِيُّ لَا يَصِحُّ وَقَالَ الْآخَرُوْنَ أَنَّهُ مَوْضُوْعٌ قُلْتُ وَكَذَا ذَكَرَهُ ابْنُ عَدِيٍّ فِيْ تَرْجَمَةِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ زَكَرِيَّا بْنِ صَالِحِ الْعَدَوِيِّ الْبَصْرِيِّ الْمُلَقَّبِ بِالذِّئْبِ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَالَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ إِلَى السَّمَاءِ سَقَطَ إِلَى الْأَرْضِ مِنْ عَرَقِيْ فَنَبَتَ مِنْهُ الْوَرْدُ فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَشُمَّ رَائِحَتِيْ فَلْيَشُمَّ الْوَرْدَ مَوْضُوْعٌ

سپید گلاب میرے عرق سے سرخ جبرئیل کے عرق سے اور زرد میرے براق کے عرق سے پیدا کیا گیا ہے، یہ مسند فردوس وغیرہ میں مذکور ہے۔ نووی کہتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے اور دیگر محدثین کہتے ہیں یہ موضوع ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں ابن عدی رحمہ نے حسن بن علی بن زکریا بن صالح العدوی البصری کے ترجمہ میں جو ذئب سے ملقب تھے حضرت علی سے روایت کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جس رات مجھے آسمانوں کی جانب لیجایا گیا تو میرا پسینہ زمین پر گر گیا اس سے گلاب اگ آیا جو میری خوشبو سونگھنا چاہے وہ گلاب کو سونگھ لے یہ حدیث موضوع ہے۔

۵۶۷ - حَدِيْثُ الْوُضُوْءُ عَلَى

وضو پر وضو کرنا نور علی نور ہے یہ روایت

الوضوء نور على نور في الاحياء	احیاء میں ہے۔ غزالی کہتے ہیں میں اس کے
وقال مخرجه لم اقف عليه و	مخرج سے واقف نہیں۔ اس سے پہلے حافظ
سبقه لذلك المنذري واما	منذری نے بھی یہی تحریر کیا ہے۔ حافظ عسقلانی
الحافظ العسقلاني فقال انه	فرماتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے رزین
حديث ضعيف رواه رزين	نے اسے اپنی مسند میں روایت کی
في مسنده ۰	ہے ۰
۵۶۸۔ حديث ولا راد لما	جب میں فیصلہ کر لوں اسے
قضيت في حديث الذكر بعد	کوئی رد کرنے والا نہیں۔ یہ مسند عبد بن حمید
الصلوة في مسند عبد بن حميد	میں نماز کے بعد ذکر کے بارے میں ہے
واخرجه الطبراني بسند صحيح	طبرانی نے اسے سند صحیح کے ساتھ روایت
قال السخاوي ومن انكره فهو	کیا ہے۔ سخاوی کہتے ہیں جو اس حدیث کا انکار
مقصر ۰	کرے یہ اس کے علم کا قصور ہے ۰
۵۶۹ حديث الولد سر	لڑکا اپنے باپ کا راز ہوتا ہے۔ سخاوی
ابيه قال السخاوي لا اصل له	کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں زرکشی نے
وقد سبقه الزركشي بذلك	ان سے پہلے یہی تحریر کیا تھا ۰
۵۷۰۔ حديث ولد الزنا لا	ولد الزنا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ یہ
يدخل الجنة يدور على الالسنة	لوگوں کی زبان پر بہت مشہور ہے۔ لیکن
ولم يثبت بالسنة بل قال	سنت سے ثابت نہیں، بلکہ مجد الدین
القاضي مجد الدين الشيرازي	شیرازی سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں۔ یہ

فِی سَفَرِ السَّعَادَةِ وَهُوَ بَاطِلٌ ۔ | باطل ہے ۔

۵۷۱ ۔ حَدِیْثُ وُلِدْتُ فِیْ زَمَنِ الْمَلِكِ الْعَادِلِ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَا اَصْلَ لَهُ وَقَالَ الزَّرْکَشِیُّ کَذِبٌ بَاطِلٌ وَقَالَ السُّیُوْطِیُّ قَالَ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ تَکَلَّمَ شَیْخُنَا اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ بُطْلَانَ مَا یَرْوِیْهِ بَعْضُ الْجُهَلَاءِ عَنْ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وُلِدْتُ فِیْ زَمَنِ الْمَلِكِ الْعَادِلِ یَعْنِیْ اَنُوْشَرْوَانَ ۔

میں ملک العادل کے زمانہ میں پیدا ہوا سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ زرکشی کہتے ہیں۔ یہ جھوٹ ہے، باطل ہے سیوطی کہتے ہیں بیہقی شعب الایمان میں فرماتے ہیں ہمارے شیخ ابوعبداللہ الحافظ ان روایات کے بطلان کے قائل تھے۔ کہ جو بعض جہلاء نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ میں ملک العادل یعنی نوشیرواں کے زمانہ میں پیدا ہوا۔

۵۷۲ ۔ حَدِیْثُ وَیْلٌ لِلتَّاجِرِ مِنْ بَلٰی وَاللّٰهِ وَوَیْلٌ لِلصَّانِعِ مِنْ غَدٍ وَبَعْدَ غَدٍ قَالَ الْعِرَاقِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْهِ عَلٰی اَصْلٍ وَذَکَرَ صَاحِبُ مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِیْثِ اَنَسٍ بِغَیْرِ اِسْنَادٍ نَحْوَهُ ۔

تاجر کے لئے مصائب کی تباہی ہے خدا کی قسم دستکار کے لئے کل بھی اور کل کے بعد بھی تباہی ہے۔ عراقی رح کہتے ہیں میں اس کی اصل سے واقف نہیں صاحب مسند فردوس نے اسے حضرت علی رض سے بغیر سند کے روایت کیا ہے۔

۵۷۳ ۔ حَدِیْثُ وَیْهٌ اِسْمُ شَیْطَانٍ یُرْوٰی مِنْ قَوْلِ عُمَرَ

ویہ شیطان کا نام ہے۔ یہ حضرت عمر رض اور ابراہیم نخعی جو تابعین کوفہ میں

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاِبْرَاهِیْمَ النَّخَعِیَّ وَهُوَ مِنْ تَابِعِی الْکُوْفَۃِ فَعَلٰی هٰذَا یُکْرَهُ التَّسْمِیَۃُ بِنَحْوِ سِیْبَوَیْهِ وَنَفْطَوَیْهِ

سے ہے ان سے روایات کیا ہے، اسی وجہ سے اس قسم کے نام رکھنا مکروہ ہے، جیسے سیبویہ، نفطویہ۔

حَرْفُ الْهَاءِ

۵۷۴۔ حَدِیْثُ الْهَدِیَّۃُ لِمَنْ حَضَرَ وَکَذَا الْهَدَایَا یُشْتَرَكُ لَا اَصْلَ لَهُمَا کَذَا لٰکِنْ وَرَدَ بِسَنَدٍ ضَعِیْفٍ مَنْ اُهْدِیَ لَهُ هَدِیَّۃٌ فَجُلَسَاؤُہُ شُرَکَاؤُہُ فِیْهَا کَمَا تَقَدَّمَ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

ہدیہ ان لوگوں کے لئے ہے جو حاضر ہوں اور ایسے ہی یہ حدیث کہ ہدایا مشترک ہوتے ہیں دونوں کی کوئی اصل نہیں۔ لیکن یہ حدیث جسے کوئی ہدیہ کیا جائے تو اس کے پاس بیٹھنے والے اس کے شریک ہوتے ہیں یہ سند ضعیف کے ساتھ مروی ہے جیسا کہ گذر چکا۔ واللہ اعلم

۵۷۵۔ حَدِیْثُ هَلَاكُ اُمَّتِیْ عَالِمٌ فَاجِرٌ وَعَابِدٌ جَاهِلٌ لَمْ یُوْجَدْ کَذَا فِی الْمُخْتَصَرِ۔

میری امت کو ہلاک کرنے والا ایک فاجر عالم اور ایک جاہل عابد ہے، یہ کہیں نہیں پائی جاتی جیسا کہ مختصر میں ہے۔

حَرْفُ اللَّامِ اَلِفٌ

۵۷۶۔ حَدِیْثُ لَا اَدْرِیْ نِصْفُ الْعِلْمِ قَوْلُ الشَّعْبِیِّ کَمَا رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ فِیْ مُسْنَدِہٖ وَالْبَیْهَقِیُّ

میں آدھا علم نہیں جانتا۔ یہ شعبی کا قول ہے جیسا کہ دارمی نے اپنی مسند میں اور بیہقی نے اپنی مدخل میں روایت کیا ہے۔ لیکن سعید بن منصور کی

فِي مَدْخَلِهِ لٰكِنْ فِي سُنَنِ سَعِيْدِ بْنِ مَنْصُوْرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ لَا اَدْرِيْ ثُلُثُ الْعِلْمِ ذَكَرَ السُّيُوْطِيُّ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ بَلْ فِي صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض مِنْ قَوْلِهِ مَنْ عَلِمَ فَلْيَقُلْ وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ فَاِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ تَقُوْلَ لِمَا لَا تَعْلَمُ اللّٰهُ اَعْلَمُ قُلْتُ وَقَدْ ثَبَتَ اَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَالَ لَا اَدْرِيْ عُزَيْرًا نَبِيٌّ اَمْ لَا وَفِي التَّنْزِيْلِ لَا اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ الْاٰيَۃَ

سنن میں ابن مسعودؓ سے مروی ہے، میں تہائی علم نہیں جانتا۔ اسے سیوطی نے ذکر کیا ہے سخاوی رح کہتے ہیں صحیح بخاری میں ابن مسعودؓ سے مروی ہے۔ جو جانتا ہو جو وہ کہہ لے اور نہ جانتا ہو اسے یہ کہنا چاہیے۔ اللہ جانتا ہے۔ کیونکہ جس بات کو نہ جانتا ہو اس پر یہ کہنا کہ اللہ زیادہ جانتا ہے۔ یہ بھی ایک علم ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے کہ میں نہیں جانتا کہ عزیر نبی تھے یا نہیں۔ اور قرآن میں ہے وہ میں نہیں جانتا کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔

۵۷۷۔ حَدِيْثُ لَا بَأْسَ بِبَوْلِ الْحِمَارِ وَكُلِّ مَا اُكِلَ لَحْمُهُ مَوْضُوْعٌ كَمَا فِي اللَّآلِيْ ۔

گدھے کے پیشاب اور ہر اس جانور کے پیشاب میں جس کا گوشت کھایا جاتا ہے کوئی حرج نہیں یہ موضوع ہے جیسا کہ لآلی میں ہے۔

۵۷۸۔ حَدِيْثُ لَا بَأْسَ بِالذَّوَاقِ عِنْدَ الْمُشْتَرِيْ لَا اَصْلَ لَهٗ ۔

خریدتے وقت چکھ لینے میں کوئی حرج نہیں اس کوئی اصل نہیں۔

۵۷۹۔ حَدِيْثُ لَا تَتَوَضَّأُ فِي الْكَنِيْفِ الَّذِيْ تَبُوْلُوْنَ فِيْهِ

اس برتن میں وضو کرو جس میں پیشاب کرتے ہو۔ کیونکہ مومن کے وضو کا پانی

فَإِنَّ وُضُوْءَ الْمُؤْمِنِ يُوْزَنُ مَعَ حَسَنَاتِهِ وَضَعَهُ يَحْيَى بْنُ عَنْبَسَةَ

بھی وزن کیا جائے گا اسے یحیی بن عنبسہ نے وضع کیا ہے۔

۵۸۰۔ حَدِيْثُ لَا تُسَوِّدُوْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ۔

مجھے نماز میں سردار نہ بناؤ۔ سخاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے

۵۸۱۔ حَدِيْثُ لَا تَكْرَهُوا الْفِتْنَةَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ فَإِنَّهَا تُبِيْرُ أَيْ تُهْلِكُ الْمُنَافِقِيْنَ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوْعًا كَمَا قَالَ الزَّرْكَشِيُّ وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ أَنْكَرَهُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِي شَرْحِ الْبُخَارِيِّ وَنَقَلَهُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْهُ فَقَالَ إِنَّهُ بَاطِلٌ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ وَلٰكِنْ أَخْرَجَهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ وَفِي سَنَدِهِ ضُعَفٌ وَمَجْهُوْلٌ وَسُئِلَ عَنْهُ ابْنُ وَهْبٍ فَقَالَ إِنَّهُ بَاطِلٌ وَقِيْلَ لِابْنِ وَهْبٍ إِنَّ فُلَانًا حَدَّثَ عَنْكَ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَا تَكْرَهُوا الْفِتَنَ فَإِنَّ

آخیر زمانہ میں فتنہ کو برا نہ سمجھو۔ کیونکہ وہ منافقین کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اسے دیلمی نے حضرت علیؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے جیسا کہ زرکشیؒ کہتے ہیں۔ سیوطیؒ کہتے ہیں حافظ ابن حجر نے شرح بخاری میں اس کا انکار کیا ہے اور انہوں نے ابن وہب سے نقل کیا ہے کہ وہ اسے باطل قرار دیتے تھے۔ سخاوی کہتے ہیں اسے ابو نعیم نے بھی روایت کیا ہے لیکن اس کی سند میں راوی ضعیف بھی ہے اور مجہول بھی۔ ابن وہب سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ انھوں نے اسے باطل قرار دیا۔ ابن وہب سے ذکر کیا گیا کہ فلاں شخص آپ کے ذریعہ حضور سے یہ روایت کرتا ہے کہ فتنوں کو برا نہ سمجھو وہ منافقوں

فِيْهَا حِصَادُ الْمُنَافِقِيْنَ فَقَالَ
ابْنُ وَهْبٍ أَعْمَاهُ اللّٰهُ إِنْ كَانَ
كَاذِبًا فَعَمِيَ الرَّجُلُ ۔

کو کاٹتا ہے۔ ابن وہب نے فرمایا۔ اگر
وہ جھوٹا ہے۔ تو لے اللہ اندھا کرے
وہ اسی وقت اندھا ہو گیا۔

۵۸۲۔ حَدِيْثُ لَا تَعُدْ مَنْ لَا
يَعُوْدُكَ قَوْلُ ابْنِ وَهْبٍ وَيُقَوِّيْهِ
مَا يُرْوٰى مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا
مَنْ عَادَ مَرْضَانَا عُدْنَا مَرْضَاهُ
وَسَنَدُهُ ضَعِيْفٌ وَقَدْ قَالَ
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ لِأَبِيْهِ يَا أَبَتِ
جَارُنَا مَرِضَ فَمَا نَعُوْدُهُ فَقَالَ
لَهُ يَا بُنَيَّ مَا عَادَنَا فَنَعُوْدُهُ قُلْتُ
وَلَعَلَّهُ مَحْمُوْلٌ عَلَى التَّأْدِيْبِ
لِمَا فِي حَدِيْثٍ ضَعِيْفٍ رَوَاهُ
الدَّيْلَمِيُّ عَنْ أَنْصَارِيٍّ يُقَالُ لَهُ
قَيْسٌ قَالَ أُخْبِرْتُ عَنِ النَّبِيِّ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ
عُدْ مَنْ لَا يَعُوْدُكَ وَلَعَلَّ الْأَوَّلَ
مَحْمُوْلٌ عَلَى الْعَدْلِ وَهٰذَا عَلَى
الْفَضْلِ ۔

تو اس کی عیادت نہ کر جو تیری عیادت
نہ کرے۔ یہ ابن وہب کا قول ہے۔ اور اس کی
تائید وہ حدیث کرتی ہے جو جابرؓ سے مرفوعًا
مروی ہے کہ جو ہمارے بیماروں کی عیادت کریگا
ہم اس کے بیمار کی عیادت کریں گے لیکن اس کی
سند ضعیف ہے۔ عبد اللہ بن احمد نے اپنے والد سے
عرض کیا۔ کہ ہمارا پڑوسی بیمار رہے۔ آپ اس کی
عیادت نہیں کرتے۔ امام احمد نے فرمایا جب اس نے
ہماری عیادت نہیں کی۔ تو ہم اس کی عیادت
کیوں کریں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ شاید یہ استحبابًا
فرمایا کیونکہ ایک حدیث ضعیف میں جسے دیلمی
نے ایک انصاری سے روایت کیا ہے جس کا نام
قیس تھا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ
خبر پہنچی کہ اس کی عیادت کر جو تیری عیادت نہ کرے
تو ہو سکتا ہے۔ پہلی عدل پر اور دوسری
فضیلت پر محمول ہو۔

۵۸۳۔ حَدِیْثُ لَا تُعَظِّمُوْنِیْ فِی الْمَسْجِدِ لَا یُعْرَفُ لَہٗ اَصْلٌ۔ | مسجد میں میری عظمت نہ کرو۔ اس کی کوئی اصل نہیں پہچانی جاتی۔

۵۸۴۔ حَدِیْثُ لَا تَلِدُ الْحَیَّۃُ اِلَّا الْحَیَّۃَ مِنْ اَمْثَالِ الْعَرَبِ۔ | سانپ سانپ ہی جنتا ہے۔ یہ عرب کی ایک مثال ہے۔

۵۸۵۔ حَدِیْثُ لَا تَمَارَضُوْا فَتَمْرَضُوْا وَلَا تَحْفِرُوْا قُبُوْرَکُمْ فَتَمُوْتُوْا ذَکَرَہٗ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ فِی الْعِلَلِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا وَقَالَ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ مُنْکَرٌ وَاَسْنَدَہُ الدَّیْلَمِیُّ اِلٰی وَھْبِ بْنِ قَیْسٍ بِہٖ مَرْفُوْعًا وَعَلٰی کُلِّ حَالٍ فَلَا یَصِحُّ وَاَمَّا مَا یَزِیْدُہُ الْعَوَامُّ مِنْ قَوْلِھِمْ فَتَمُوْتُوْا فَتَدْخُلُوا النَّارَ فَلَا اَصْلَ لَہٗ اَصْلًا۔ | تم جان کر بیمار نہ بنو ورنہ بیمار ہو جاؤ گے اور اپنی قبریں نہ کھودو ورنہ مر جاؤ گے، اسے ابن ابی حاتم نے کتاب العلل میں ابن عباس سے روایت کیا ہے اور فرماتے ہیں میں نے اس حدیث کے بارے میں اپنے والد سے دریافت کیا انہوں نے فرمایا یہ منکر ہے۔ دیلمی نے اسے وہب بن قیس سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور کسی حالت میں بھی یہ صحیح نہیں اور عوام جو اس میں یہ زیادتی کرتے ہیں کہ تم مر جاؤ گے تو دوزخ میں داخل ہو جاؤ گے، اس کی قطعاً کوئی اصل نہیں۔

۵۸۶۔ حَدِیْثُ لَا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ وَانْظُرْ اِلٰی مَا قَالَ قَالَ عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ کَمَا رَوَاہُ ابْنُ السَّمْعَانِیِّ فِیْ تَارِیْخِہٖ عَنْہُ ذَکَرَہُ السُّیُوْطِیُّ۔ | کہنے والے کی جانب نہ دیکھو یہ دیکھو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے جیسے کہ سمعانی رحمہ اللہ نے اس کو اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے، اور اس سے سیوطی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔

۵۸۷۔ حَدِیْثُ لَا سَلَامَ عَلٰی | کھانے والے پر سلام نہیں، اس کی لفظاً

اكل لا اصل له في مبناه وهو صحيح في معناه حديث لا عذر من اكل وقال العسقلاني لا اصل له وليس معناه على اطلاقه صحيحا

کوئی اصل نہیں اور معنوی لحاظ سے یہ صحیح ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ کھانے والے کے لئے کوئی عذر نہیں عسقلانی فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں لیکن معنوی لحاظ سے اس کا اطلاق صحیح نہیں۔

۵۸۷ - حديث لا غيبة لفاسق قال احمد منكر وقال الدارقطني والخطيب والحاكم باطل لكن قال الزركشي له طرق كثيرة وقد رواه البيهقي في سننه من حديث انس رضي الله عنه بلفظ من القى جلباب الحياء فلا غيبة له وقال في اسناده ضعف وقال الهروي في ذم الكلام هو حديث حسن وساق عن طرق عن بهز بلفظ ليس لفاسق غيبة.

فاسق کے لئے کوئی غیبت نہیں، امام احمد فرماتے ہیں یہ منکر ہے، دارقطنی، خطیب اور حاکم کہتے ہیں، یہ باطل ہے، لیکن زرکشی رح کہتے ہیں اس کی بہت سندات ہیں بیہقی رح نے اپنی سنن میں حضرت انس رض سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جو حیا کی چادر اتار پھینکے اس کے لئے غیبت نہیں، اور بیہقی رح فرماتے ہیں اس کی سند میں ضعف ہے، ہروی رح ذم الکلام میں فرماتے ہیں، یہ حدیث حسن ہے اور انہوں نے مختلف طریقوں سے اسے بہز سے روایت کیا ہے۔

۵۸۹ - حديث لا فتى الا علي لا سيف الا ذو الفقار لا اصل له مما يعتمد عليه نعم يروى في اثر واه عن الحسن بن عرفة

علی کے علاوہ کوئی جوان نہیں، اور ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار نہیں، اس کی کوئی اصل نہیں جس پر اعتماد کیا جا سکے، یہ ایک بیکار اثر میں حسن بن عرفہ سے مروی ہے

العید ا ومن حدیث ابی جعفر
محمد بن علی بن الباقر قال نادی
ملک من السماء یوم بدر یقال
له رضوان لا سیف الا ذو الفقار
لا فتی الا علی وذکره وکذا فی
ریاض النضرة وقال ذو الفقار
اسم سیف النبی علیه الصلوة
والسلام وسمی بذلک لانه کانت
فیه حفر صغار اقول ومما یدل
علی بطلانه انه لو نودی بهذا
من السماء فی بدر لسمعه الصحابة
الکرام ولنقل عنهم ائمة العظام
وهذا شبیه ما ینقل من ضرب
النقارة حوالی بدر وینسبونه
الی الملئکة علی وجه الاستمرار
من زمنه علیه الصلوة والسلام
الی یومنا هذا وهو باطل عقلا
ونقلا وان کان ذکره ابن المرزوق
وتبعه القسطلانی فی مواهبه و

اور ابوجعفر محمد بن علی الباقر سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں، بدر کے روز ایک فرشتہ نے آسمان سے یہ ندا دی جس کا نام رضوان تھا، ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار نہیں، اور علیؓ کے علاوہ کوئی جوان نہیں، جیسا کہ ریاض النضرہ میں ہے، اور وہ فرماتے ہیں ذوالفقار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کا نام ہے، اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا تھا کہ اس میں ایک چھوٹا سا گڑھا تھا، ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کا بطلان انہی الفاظ سے ظاہر ہے کہ اگر بدر کے روز آسمان سے ندا کی جاتی تو اسے صحابہ کرام سنتے اور ان سے بڑے بڑے ائمہ نقل کرتے، یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ بدر کے روز نقاروں کی آواز کو اب زمانہ زیادہ گذر جانے کے باعث فرشتوں کی جانب منسوب کیا جاتا ہے، اور یہ عقلاً بھی باطل ہے اور نقلاً بھی، اگرچہ اس کا ابن المرزوق نے ذکر کیا ہے اور عسقلانی رحمہ نے ان کی متابعت کی ہے اسی طرح مجعول کی بدترین

كذا من مفتريات الشيعة الشنيعة حديث ناد عليا مظهر العجائب ، تجده عونا لك في النوائب ، بنبوتك يا محمد وبولايتك يا علي ۔

٥٩٠۔ حديث لا مهر اقل من عشرة دراهم قال السخاوي رواه الدارقطني عن جابر به مرفوعا في حديث ولكن سنده واه لان فيه بشر بن عبيد وهو كذاب قد كان الامام احمد يقول سمعت سفيان بن عيينة يقول لم اجد لهذا اصلا يعني العشرة في المهر ويعارضه حديث سهل بن سعد في الواهبة نفسها التمس ولو خاتما من حديد قلت المعارضة تندفع بحمل الاول على اقل المسمى من المهر اجلا وعاجلا والثاني على المعجل

مفتریات میں سے یہ بھی ہے کہ علی رض کو پکار جو عجائب کا مظہر ہے۔ تو اسے مصائب میں مددگار پائے گا اے محمد تیری نبوت کے ذریعہ اور اے علی تیری ولایت کے ذریعہ (اس کا کہنے والا مشرک اور واجب القتل ہے)

دس درہم سے کم مہر نہیں۔ سخاوی کہتے ہیں اسے دار قطنی رح نے جابر رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے لیکن اس کی سند بیکار ہے۔ کیونکہ اس میں بشر بن عبید کذاب ہے۔ امام احمد فرمایا کرتے تھے۔ میں نے سفیان بن عیینہ سے سنا کہ میں نے اس حدیث کی کوئی اصل نہیں پائی اور سہل بن سعد کی حدیث جس میں ہے۔ کہ تلاش کر چاہے لوہے کی انگوٹھی کیوں نہ ہو، اس کے معارض ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ یہ تضاد اس شکل سے ختم ہو جائے گا۔ اگر ہم اول کو اقل مہر آجل قرار دیں۔ اور دوسری روایات کو مہر عاجل پر محمول کریں۔ اور پہلی روایات

عَنْ فَارْ تَوْ يُؤَيِّدُ الْاَوَّلَ مَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ الْكُبْرٰى مِنْ طُرُقٍ ضَعِيْفَةٍ لٰكِنَّهَا يَتَقَوّٰى بَعْضُهَا بِبَعْضٍ عَنْ جَابِرٍ فَيَرْتَقِيْ اِلٰى مَرْتَبَةِ الْحَسَنِ وَهُوَ كَافٍ فِي الْحُجَّةِ عَلٰى مَا بَيَّنْتُهُ فِيْ شَرْحِ مُخْتَصَرِ الْوِقَايَةِ وَهُوَ اللّٰهُ وَلِيُّ اٰتِهٖ اٰيَتِهٖ۔

کی تائید وہ روایت کرتی ہے جو بیہقی رح نے سنن الکبری میں مختلف سندات کے ساتھ اگرچہ وہ ضعیف ہیں جابر سے روایت کی ہیں لیکن یہ سندات ایک دوسرے کی تقویت کرتی ہیں تو گویا کہ یہ روایت درجہ حسن الغیرہ تک پہنچ گئی جو حجت کے لئے کافی ہے۔ جیسا کہ ہم نے شرح مختصر الوقایہ میں بیان کیا ہے۔

فائدہ ۔ لا مہر اقل من عشرۃ دراہم سخاوی کہتے ہیں اسے دار قطنی نے جابر رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ لیکن اس کی سند بیکار ہے۔ کیونکہ اس کا ایک راوی بشر بن عبید ہے جو کذاب ہے امام احمد فرماتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ فرمایا کرتے تھے میں نے اس کی کوئی اصل نہیں پائی اور یہ حدیث سہل بن سعد رض والتمس ولو خاتما من حدید کے بھی خلاف ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں بشر کی تمام احادیث موضوع ہیں۔ دار قطنی کہتے ہیں وہ کذاب ہے۔ دار قطنی نے حضرت علی سے روایت کیا ہے۔ نہ تو دس درہم سے کم میں ہاتھ کاٹا جائے اور نہ دس درہم سے کم مہر ہو۔ ابن حبان رح فرماتے ہیں اس میں جائز ضعیف ہے اور شعبی نے علی سے روایت نہیں سنی دار قطنی نے اس سند سے بھی یہ روایت کی ہے عن جویبر عن الضحاک عن النزال بن سبرۃ عن علی رض۔ اس میں جویبر ضعیف ہے ایک اور سند سے بھی دار قطنی نے اسے ضحاک سے روایت کیا ہے۔ لیکن اس میں محمد بن مروان ابو جعفر مجہول ہے۔ ابو یعلی الموصلی نے اپنی مسند میں یہ حدیث عن مبشرۃ عن ابی الزبیر عن جابر رض وابی لیلی سے روایت کی ہے ابن حبان نے اسے کتاب الضعفاء میں شمار کیا ہے ملا علی قاری الحنفی فرماتے ہیں اگرچہ سب کی سندات ضعیف ہیں لیکن ایک دوسرے کی تقویت کرتی

ہیں اس لئے یہ روایت درجہ حسن تک پہنچ گئی لیکن مولانا عبدالحی لکھنوی اپنی تعلیق الممجد میں
فرماتے ہیں کثرت حدیث اس بات پر دال ہیں کہ مہر ہونا چاہیئے۔ اور اس کی مقدار
کتنی ہونی چاہیئے، یہ احادیث سے ثابت نہیں۔ اور قرآنی آیات بھی اس کی تائید کرتی ہیں
اگرچہ ہمارے حنفیہ حضرات اس کا یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ اس تقلیل مہر سے مراد مہر معجل
ہے جیسا کہ ہدایہ میں ہے۔ لیکن اس جواب کو ہرگز قبول نہ کرنا۔ کیونکہ اس سے یہ
لازم آجائے گا۔ کہ حکم قرآن عام تھا۔ وہ خبر واحد کے ذریعہ خاص ہو جائے گا۔ شاہ ولی
اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ ان تبتغوا باموالکم
محصنین۔ پس اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وجوب مہر کو بدستور باقی رکھا اور اس
میں کوئی ایسی حد جس میں کوئی کمی بیشی نہ ہو سکے مقرر نہیں فرمائی۔ کیونکہ اظہار اہتمام میں
لوگوں کی عادات مختلف اور رغبتوں کے درجات مختلف ہیں اور مال کی حرص میں
ان کے جدا جدا طبقات ہیں۔ پس ان پر ان کی حد معین کرنا ناممکن ہے جس طرح اشیاء
مرغوبہ کی قیمت ایک حد معین کے ساتھ منضبط کرنا ناممکن ہے۔ اسی وجہ سے آپ نے ایک
شخص سے فرمایا تلاش کر چاہے لوہے کی انگوٹھی کیوں نہ ہو اور فرمایا جس شخص نے اپنی بیوی کے
مہر میں مٹھی بھر ستو یا چھوارے دے دیے۔ تو اس نے اس عورت کو اپنے اوپر حلال کر لیا
لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج اور صاحبزادیوں کے مہر میں بارہ اوقیہ
متعین کیے۔ حضرت عمر فرمایا کرتے تھے۔ عورتوں کے مہر زیادہ مقرر نہ کرو۔ اگر یہ دنیا
میں عزت یا پرہیزگاری کا ذریعہ ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ حقدار
تھے۔ برہان الدین الحلبی فرماتے ہیں بغوی اس حدیث کو حسن قرار دیتے ہیں۔ مولانا
شبیر احمد عثمانی فتح الملہم میں تحریر فرماتے ہیں۔ ابن ابی حاتم نے اس روایت کی

یہ سند بیان کی ہے۔ عمرو بن عبداللہ الاودی۔ وکیع۔ عباد بن منصور۔ قاسم بن محمد۔ جابر۔ اور حافظ ابن حجر اسے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ یہ سند حسن ہے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں۔ بروایت حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ۔ عامر شعبی رح۔ اور ابراہیم نخعی سے بھی مروی ہے۔ اگرچہ بہت یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ دس درہم سے کم مہر متعین نہ کیا جائے۔ اور موجودہ دور میں تو اس کی بھی کوئی حیثیت نہیں۔ لیکن چونکہ احادیث صحیحہ سے اس کی مقدار ثابت نہیں ہوتی اس لئے اسے محدود کرنا جائز نہ ہوگا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرآن کے بدلے نکاح پڑھانا یہ آپ کی خصوصیت ہے۔

۵۹۱۔ حَدِیْثُ لَا هَمَّ اِلَّا هَمُّ الدَّیْنِ وَلَا وَجَعَ اِلَّا وَجَعُ الْعَیْنِ قَالَ الزَّرْکَشِیُّ قَالَ اَحْمَدُ لَا اَصْلَ لَہٗ وَاَخْرَجَہُ الْبَیْهَقِیُّ فِی الشُّعَبِ مِنْ حَدِیْثِ جَابِرٍ رَفَعَہٗ بِہٖ وَقَالَ اِنَّہٗ مُنْکَرٌ وَقَالَ السُّیُوْطِیُّ هُوَ فِی مُعْجَمِ الطَّبْرَانِیِّ الصَّغِیْرِ مِنْ حَدِیْثِ جَابِرٍ وَذَکَرَ الزَّرْکَشِیُّ عَنِ ابْنِ الْمَدِیْنِیِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ یَقُوْلُ خَمْسَۃُ اَحَادِیْثَ تَرْوُوْنَهَا وَلَیْسَ لَهَا اَصْلٌ وَذَکَرَ

دین کی کوشش کے علاوہ کوئی کوشش نہیں اور آنکھ کے درد کے علاوہ کوئی درد نہیں زرکشی کہتے ہیں امام احمد کا قول ہے اسکی کوئی اصل نہیں بیہقیؒ نے شعب میں اسے جابرؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں یہ منکر ہے سیوطی کہتے ہیں یہ معجم الطبرانی الصغیر میں جابرؓ سے مروی ہے۔ زرکشیؒ ابن المدنی سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد فرماتے پانچ حدیثیں ہم ایسی روایت کرتے ہیں جس کی کوئی اصل نہیں جن میں سے ایک روایت یہ بھی ہے اور انہوں نے اسے

مِنْهَا هٰذَا الْحَدِيْثَ بِلَفْظِ لَا غَمَّ اِلَّا غَمُّ الدِّيْنِ ۔

ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ دین کے غم کے علاوہ کوئی غم نہیں ۔

۵۹۲۔ حَدِيْثُ لَا يَأْبَى الْكَرَامَةَ اِلَّا حِمَارٌ هُوَ مِنْ قَوْلِ عَلِيٍّ عَلٰى مَا يُقَالُ ذَكَرَهُ الدَّيْلَمِيُّ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَهُوَ كَذٰلِكَ فِيْ سُنَنِ سَعِيْدِ بْنِ مَنْصُوْرٍ اَنَّ عَلِيًّا اُلْقِيَتْ لَهٗ وِسَادَةٌ فَجَلَسَ عَلَيْهَا وَقَالَ ذٰلِكَ وَقَدْ اَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِهٖ مَرْفُوْعًا قَالَ السُّيُوْطِيُّ اَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ عَنْ عَلِيٍّ رض مَوْقُوْفًا ۔

عزت کا سوائے گدھے کے کوئی انکار نہیں کر سکتا ۔ یہ حضرت علی رض کا قول ہے جیسا کہ دیلمی ؒ نے ذکر کیا ہے ۔ سخاوی کہتے ہیں ۔ سنن سعید بن منصور میں ہے کہ حضرت علی رض کے لئے فرش بچھایا وہ اس پر بیٹھ گئے ۔ اور یہ بات فرمائی ۔ دیلمی نے اسے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً روایت کیا ہے ۔ سیوطی کہتے ہیں اسے بیہقی نے شعب میں حضرت علی رض سے موقوفاً روایت کیا ہے ۔

۵۹۳۔ حَدِيْثُ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ جَهْلُ الْفَرَائِضِ وَالسُّنَنِ وَيَحِلُّ لَهٗ جَهْلُ مَا سِوٰى ذٰلِكَ مَوْضُوْعٌ كَمَا فِي الذَّيْلِ ۔

کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ فرائض اور سنن سے جاہل رہے اور باقی تمام چیزوں سے جاہل رہنا جائز ہے ۔ یہ موضوع ہے ۔ جیسا کہ ذیل میں ہے

۵۹۴۔ حَدِيْثُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَلَدُ زِنْيَةٍ زَعَمَ ابْنُ طَاهِرٍ وَابْنُ الْجَوْزِيِّ اَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ مَوْضُوْعٌ

جنت میں زنا کرنے والی کا لڑکا داخل نہ ہوگا ابن طاہر اور ابن جوزی کہتے ہیں یہ موضوع ہے لیکن ابو نعیم نے حلیہ میں مجاہد کے ذریعہ ابو ہریرہ رض سے

لَكِنْ رَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهِ مَرْفُوعًا وَأَعَلَّهُ الدَّارَقُطْنِيُّ بِأَنَّ مُجَاهِدًا لَمْ يَسْمَعْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۔

روایت کیا ہے دارقطنی نے اس پر جرح کی ہے کہ مجاہد نے ابوہریرہ سے کوئی روایت نہیں سنی تو یہ روایت مرسل ہوئی اور مجاہد کی مرسلات قابل قبول ہیں۔

۵۹۵۔ حَدِيثُ لَا يَسْتَحِي الشَّيْخُ أَنْ يَتَعَلَّمَ الْعِلْمَ كَمَا لَا يَسْتَحِي أَنْ يَأْكُلَ الْخُبْزَ غَيْرُ مَعْرُوفٍ ۔

شیخ علم حاصل کرنے سے نہیں شرماتا جیسے روٹی کھانے سے نہیں شرماتا ہے غیر معروف ہے۔

۵۹۶۔ حَدِيثُ لَا يَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ مُسْتَحِي وَلَا مُتَكَبِّرٌ قَوْلُ مُجَاهِدٍ كَمَا فِي صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ عَنْهُ تَعْلِيقًا ۔

شرم کرنے والا اور متکبر علم حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ مجاہد کا قول ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں معلقاً مروی ہے۔

۵۹۷۔ حَدِيثُ لَا يَسْتَدِيرُ الرَّغِيفُ وَيُوضَعُ بَيْنَ يَدَيْكَ حَتَّى يَعْمَلَ فِيهِ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَسِتُّونَ صَانِعًا أَوَّلُهُمْ مِيكَائِيلُ قَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ أَجِدْ لَهُ أَصْلًا ۔

چپاتی تیار ہو کر اس وقت تک تیرے سامنے نہیں رکھی جاتی جب تک تین سو ساٹھ کاریگر اس میں کام نہیں کر لیتے سب سے پہلے ان میں میکائیل ہیں، عراقی کہتے ہیں اس کی اصل کہیں نہیں پائی جاتی۔

۵۹۸۔ حَدِيثُ لَا يُعَذِّبُ اللهُ بِمَسْئَلَةٍ اخْتُلِفَ فِيهَا قَالَ السَّخَاوِيُّ أَظُنُّهُ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ قُلْتُ وَسَمِعْتُ بَعْضَ

اللہ تعالیٰ اس مسئلہ پر عذاب نہ دے گا جس میں اختلاف ہو سخاوی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ یہ بعض سلف کا قول ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں میں نے اپنے بعض مشائخ

مَشَائِخِی یَقُوْلُ مَنْ تَبِعَ عَالِمًا لَقِیَ اللّٰهَ سَالِمًا وَیُقَوِّیْهِ قَوْلُهٗ تَعَالٰی فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ وَحَدِیْثُ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اقْتَدَیْتُمْ اهْتَدَیْتُمْ وَقَدْ تَقَدَّمَ زِیَادَةُ کَلَامٍ عَلٰی هٰذَا فِیْ حَدِیْثِ اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ ۔

۵۹۹ حدیث لَا اٰلَا اٰلَا دَکَ یَا اللّٰهُ اَنْتَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ مُحِیْطٌ بِهٖ عِلْمُکَ کَعْسَهْلُوْنَ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ قَالَ السَّخَاوِیُّ هٰذِهِ الْاَلْفَاظُ اشْتَهَرَتْ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنَ الْبِلَادِ بِاَنَّهَا حَفَظَةُ رَمَضَانَ یَحْفَظُ مِنَ الْغَرَقِ وَالسَّرَقِ وَالْحَرَقِ وَسَائِرِ الْاٰفَاتِ وَیَکْتُبُ فِیْ اٰخِرِ جُمُعَةٍ مِنْهُ وَالْخَطِیْبُ یَخْطُبُ عَلَی الْمِنْبَرِ وَهِیَ بِدْعَةٌ لَا اَصْلَ لَهَا وَکَانَ الْعَسْقَلَانِیُّ یُنْکِرُهَا وَهُوَ قَائِمٌ عَلَی الْمِنْبَرِ

سے سنا کہ جو عالم کی اتباع کرے اللہ تعالیٰ سے سالم ملے گا، اور قرآن بھی اس کی تائید کرتا ہے، اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے دریافت کرلو، اور حدیث ہے میرے صحابہ ستاروں کے طرح ہیں جس کی بھی اقتدا کروگے ہدایت پاجاؤگے، اور اس میں اچھی طرح کلام اس حدیث کے تحت گزر چکا کہ میری امت کا اختلاف بھی رحمت ہے

لا الا الا دک انہ سمیع علیم محیط بہ علمک کعسھلون بالحق وانزلناہ وبالحق نزل سخاوی کہتے ہیں میرا خیال ہے، یہ خیال اکثر شہروں میں لوگوں کے زبان پر عام ہے، ان کا خیال ہے، کہ یہ رمضان کے محافظ ہیں، غرق، چوری اور جلنے سے محفوظ رہتے ہیں، اور رمضان کے اخیر جمعہ میں اسے لکھا جائے جس وقت خطیب منبر پر خطبہ دے رہا ہو۔ یہ بدعت ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ حافظ عسقلانی رح نے اس کا انکار اس وقت کیا تھا جب وہ منبر پہ کھڑے خطبہ دے رہے، اور اثنائے خطبہ میں لوگوں کو یہ لکھتے، دیکھا ملا علی قاری رح

حتّٰی فِی اَثْنَاءِ الْخُطَبِ حِیْنَ یَرٰی مَنْ یَکْتُبُهَا قُلْتُ وَکَلِمَةُ کَعْسَهْلُوْنَ مَجْهُوْلَةٌ لَایُدْرٰی مَعْنَاهَا فَیُحَرَّمُ رُقْیَاهَا اَوْ یُحْتَمَلُ اَنْ یَکُوْنَ کَلِمَةَ کُفْرٍ یَکْفُرُ بِهَا مُتَکَلِّمُهَا۔	فرماتے ہیں کعسہلون کا جملہ مجہول ہے اس کے معنی معلوم نہیں، اس سے جھاڑ پھونک حرام ہے، ہو سکتا ہے کہ یہ کلمہ کفر ہو اس صورت میں اس کا بولنے والا کافر ہو گا۔

حَرْفُ الْیَاءِ اٰخِرُ الْحُرُوْفِ

۶۰۰۔ حَدِیْثُ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ اِذَا تَوَضَّأْتَ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاِنَّ حَفَظَتَكَ لَایَسْتَرِیْحُ یَکْتُبُوْنَ لَكَ الْحَسَنَاتِ حَتّٰی تُحْدِثَ مِنْ ذٰلِكَ الْوُضُوْءِ مُنْکَرٌ۔	اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب تو وضو کیا کرے تو یوں کہا کر بسم اللہ والحمد للہ فان حفظتک لا یستریح۔ تیرے لئے اس وقت تک نیکیاں لکھی جائیں گی جب تک تیرا وضو نہ ٹوٹے گا، یہ منکر ہے۔
۶۰۱۔ حَدِیْثُ یَا اَحْمَدُ بِطُوْلِهٖ مَوْضُوْعٌ کَمَا صَرَّحَ بِهِ الصَّغَانِیُّ۔	اے احمد، یہ لمبی حدیث ہے اور موضوع ہے جیسا کہ صغانی کہتے ہیں۔
۶۰۲۔ حَدِیْثُ یَا حُمَیْرَاءُ قَالَ الْمِزِّیُّ کُلُّ حَدِیْثٍ فِیْهِ یَا حُمَیْرَاءُ فَهُوَ مَوْضُوْعٌ۔	اے حمیرا۔ مزنی رح کہتے ہیں جس حدیث میں یہ لفظ ہو وہ موضوع ہے۔
۶۰۳۔ حَدِیْثُ یَا خَیْلَ اللّٰهِ ارْکَبِیْ رَوَاهُ الْعَسْکَرِیُّ فِی الْاَمْثَالِ	اے اللہ کے لشکر سوار ہو جا۔ اسے عسکری نے امثال میں انس بن مالک سے

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّ حَارِثَۃَ	روایت کیا ہے، حارثہ بن النعمان نے
بْنَ النُّعْمَانِ قَالَ یَا نَبِیَّ اللہِ اُدْعُ	عرض کیا یارسول اللہ میرے لئے شہادت
اللہَ لِیْ بِالشَّهَادَةِ فَدَعَا لَہٗ فَنَالَ	کی دعا فرمائے آپ نے ان کے لئے دعا
فَنُوْدِیَ یَوْمًا یَا خَیْلَ اللہِ ارْکَبِیْ	فرمائی، انس کہتے ہیں ایک روز اعلان کیا گیا
فَکَانَ اَوَّلَ فَارِسٍ رَکِبَ وَاَوَّلَ	اے اللہ کے لشکر سوار ہو جا تو سب سے پہلے
فَارِسٍ اُسْتُشْهِدَ ذَکَرَہُ الزَّرْکَشِیُّ	سوار ہونے والے اور سب سے اول شہید ہونے
وَقَالَ السَّخَاوِیُّ رَوَاہُ ابْنُ عَائِذٍ فِی	والے حارثہ بن النعمان تھے، زرکشی نے اس کا
الْمَغَازِیْ عَنِ الْوَلِیْدِ بْنِ مُسْلِمٍ	ذکر کیا ہے، سخاوی کہتے ہیں، ابن عائذ نے
عَنْ سَعِیْدِ بْنِ بَشِیْرٍ عَنْ قَتَادَۃَ	مغازی میں ولید بن مسلم کے ذریعہ قتادہ سے
قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللہِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ	روایت کیا ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وَالسَّلَامُ یَوْمَئِذٍ یَعْنِیْ یَوْمَ بَنِیْ	نے بنو قریظہ کے روز جنگ احزاب کے بعد ایک
قُرَیْظَۃَ بَعْدَ یَوْمِ الْاَحْزَابِ مُنَادِیًا	منادی بھیجا، جو یہ ندا کر رہا تھا، اے اللہ کے
یُنَادِیْ یَا خَیْلَ اللہِ ارْکَبِیْ وَعَنِ	لشکر سوار ہو جا، سہیلی نے اپنی روضۃ الانف
السُّهَیْلِیْ فِی الرَّوْضِ فِیْ غَزْوَۃِ	میں غزوہ حنین کے بارے میں ان الفاظ کو
حُنَیْنٍ هٰذِہِ اللَّفْظَۃُ لِصَحِیْحِ مُسْلِمٍ	صحیح مسلم کی جانب منسوب کیا ہے، وہاں دیکھ
فَلْیَنْظُرْ۔	لینا چاہیے۔
۴۱۰۔ حَدِیْثُ یَا شَیْخُ اِنْ	اے شیخ اگر تو سلامتی چاہتا ہے تو اپنے
اَرَدْتَّ السَّلَامَۃَ فَاطْلُبْهَا فِیْ	غیر کی سلامتی تلاش کر، یہ شیخ ابو اسحٰق الشیرازی
سَلَامَۃِ غَیْرِکَ مِنْکَ یُرْوٰی عَنْ	سے مروی ہے کہ میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ

عَنِ الشَّيْخِ اَبِيْ اِسْحَاقَ الشِّيْرَازِيِّ اَنَّهٗ
قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ فِي الْمَنَامِ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ
حَدِيْثٍ اَسْمَعُهٗ مِنْهُ وَاَرْوِيْهِ عَنْهُ
فَقَالَ لِيْ يَا شَيْخُ وَذَكَرَهٗ وَكَانَ يَفْتَخِرُ
بِذٰلِكَ وَيَقُوْلُ سَمَّانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ شَيْخًا
كَذَا ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ وَقَالَ الْمَنُوْفِيُّ
لَا اِنْكَارَ فِيْ رِوَايَةِ مِثْلِ هٰذَا عَنْهُ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِي الْمَنَامِ
وَلَا فِي الْعَمَلِ بِهٖ فَاِنَّهٗ لَيْسَ حُكْمًا
يَاْتِيْ فِيْهِ الْخِلَافُ الَّذِيْ ذَكَرَهٗ
اَصْحَابُنَا فِي الْخَصَائِصِ وَقَالَ
النَّوَوِيُّ فِيْ شَرْحِ مُسْلِمٍ اَنَّ مَا تَقَرَّرَ
فِي الشَّرْعِ لَا يَتَغَيَّرُ بِسَبَبِ مَا يَرَاهُ
النَّائِمُ ثُمَّ قَالَ وَهٰذَا فِيْ مَنَامٍ
يَتَعَلَّقُ بِاِثْبَاتِ حُكْمٍ عَلٰى خِلَافِ
يَحْكُمُ بِهِ الْوُلَاةُ اَمَّا اِذَا رَاٰهُ يَاْمُرُهٗ
بِمَا هُوَ مَنْدُوْبٌ اَوْ يَنْهَاهُ عَنْ

علیہ وسلم کو دیکھا۔ میں نے آپ سے ایک
حدیث سننے کی خواہش کی تاکہ میں اوروں سے
روایت کرسکوں، آپ نے مجھ سے فرمایا اے
شیخ۔ اور انہوں نے پھر یہ روایت بیان کی
ابواسحق اسے بیان کرکے بہت خوش ہوئے اور
فرماتے کہ میرا نام شیخ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
رکھا ہے، جیسا کہ سخاوی نے اس کا ذکر کیا ہے
منوفی کہتے ہیں اس قسم کی روایات کا جو نبی کریم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خواب میں مروی
ہیں چاہے وہ عمل کے بارے میں ہوں انکار نہیں
مگر جس معاملہ میں ہمیں نقلاً روایت اس کے خلاف
پہنچی ہو، وہاں یہ حکم نہیں ہو سکتی، جیسا کہ ہمارے
اصحاب نے خصائص میں ذکر کیا ہے، نووی شرح مسلم
میں فرماتے ہیں جو شئے شریعت میں متعین ہو چکی
تو سونے والے کی خواب کی بنا پر اس میں تغیر نہیں ہو سکتا
پھر آگے چل کر فرماتے ہیں ہر وہ حکم خواب سے ثابت ہو
اور وہ احکام ظاہریہ کے خلاف ہو تو تین حال سے
خالی نہیں، یا تو اس کا ارادہ امر مستحب کا ہے یا اس کام
سے روکنے کا ہے جس سے منع کیا گیا ہے، یا کسی فعل کی

مَنْ رَوٰی عَنْہُ اَوْ اَرْشَدَہٗ اِلٰی فِعْلِ مَصْلِحَۃٍ فَلَا خِلَافَ فِیْ اِسْتِحْبَابِ الْعَمَلِ عَلٰی وَفْقِہٖ لِاَنَّ ذٰلِکَ لَیْسَ حُکْمًا بِالْمَنَامِ بَلْ مِمَّا تَقَرَّرَ مِنْ اَصْلِ ذٰلِکَ الشَّیْءِ۔

جانب ہدایت کا ہے۔ تو ان پر عمل کے استحباب میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ یہ خواب میں حکم نہیں۔ بلکہ اس کی اصل کا تقرر تو عمل میں آچکا تھا۔

۶۰۵۔ حَدِیْثٌ یَا صَفْرَاءُ یَا بَیْضَاءُ غُرِّیْ غَیْرِیْ قَالَہٗ عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ اِذَا جَاءَہُ ابْنُ الْقَیَّاحِ فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِمْتَلَأَ بَیْتُ الْمَالِ مِنْ صَفْرَاءَ وَبَیْضَاءَ فَقَالَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَقَامَ مُتَوَکِّئًا عَلَی ابْنِ الْقَیَّاحِ حَتّٰی قَامَ عَلٰی بَیْتِ الْمَالِ وَنُوْدِیَ فِی النَّاسِ فَاَعْطَاہُمْ جَمِیْعَ مَا فِیْ بَیْتِ مَالِ الْمُسْلِمِیْنَ وَھُوَ یَقُوْلُ یَا صَفْرَاءُ یَا بَیْضَاءُ غُرِّیْ غَیْرِیْ ھَا وَھَا حَتّٰی مَا بَقِیَ مِنْہُ دِرْھَمٌ وَلَا دِیْنَارٌ ثُمَّ اَمَرَ بِنَضْحِہٖ اَوْ بِرَشِّہٖ وَصَلّٰی فِیْہِ رَکْعَتَیْنِ ذَکَرَہٗ غَیْرُ وَاحِدٍ مِنَ

یا زرد (دینار) یا سپید (درہم) میرے علاوہ کسی اور کی عزت کر یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے جب ان کے پاس ابن القیاح آیا اور اس نے عرض کیا اے امیر المومنین بیت المال زرد اور سپید سے بھر گیا انہوں نے فرمایا اللہ اکبر اور ابن القیاح پر ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے حتی کہ بیت المال پر گئے اور لوگوں میں اعلان کرا دیا بیت المال میں جتنا بھی مال تھا سب لوگوں میں تقسیم کرا دیا اور یہ فرماتے جاتے تھے۔ اے صفرا۔ اے بیضا میرے علاوہ کسی اور کی عزت کرحتی کہ بیت المال میں نہ کوئی درہم باقی رہا۔ نہ دینار پھر بیت المال میں جھاڑ دینے کا حکم دیا۔ اور اس میں دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کا

الْاَئِمَّۃِ ۔	بہت سے ائمہ نے ذکر کیا ہے ۔
۶۰۶ ۔ حَدِیْثُ یَا عَلِیُّ اِذَا تَزَوَّدْتَ فَلَا تَنْسَ الْبَصَلَ قَالَ السَّخَاوِیُّ هُوَ کِذْبٌ بُحْتٌ وَکَذَا مَا اَوْرَدَہٗ الدَّیْلَمِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْحَارِثِ الْاَنْصَارِیِّ اَخْرَجَہٗ مَرْفُوْعًا عَلَیْکُمْ بِالْبَصَلِ فَاِنَّہٗ یُطَیِّبُ النُّطْفَۃَ وَیُصَحِّحُ الْوَلَدَ ۔	اے علی جب تو زاد سفر میں جائے ۔ تو پیاز کو نہ بھول سخاوی رح کہتے ہیں یہ صاف جھوٹ ہے ۔ اسی طرح دیلمی رح نے عبد اللہ بن الحارث الانصاری سے مرفوعاً روایت کیا ہے ۔ کہ تم پیاز کو لازم پکڑ لو ۔ کیونکہ وہ نطفوں کو صاف کرتا اور اولاد صحیح پیدا کرتا ہے ۔
۶۰۷ ۔ حَدِیْثُ یَا عَلِیُّ اِتَّخِذْ لَکَ النَّعْلَیْنِ مِنْ حَدِیْدٍ وَاَفْنِهِمَا فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ قَالَ ابْنُ تَیْمِیَّۃَ مَوْضُوْعٌ وَفِی الذَّیْلِ هُوَ کَمَا قَالَ ۔	اے علی اپنے لئے لوہے کے دو جوتے بنالے اور انہیں طلب علم میں فنا کر دے ابن تیمیہ رح کہتے ہیں ۔ یہ موضوع ہے ۔ ذیل میں بھی ایسا ہی قول ہے ۔
۶۰۸ ۔ حَدِیْثُ یَا عَلِیُّ اُدْعُ بِصَحِیْفَۃٍ وَدَوَاۃٍ فَاَمْلٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَتَبَ عَلِیٌّ وَشَهِدَ جِبْرِیْلُ ثُمَّ طُوِیَتِ الصَّحِیْفَۃُ قَالَ الرَّاوِیُّ فَمَنْ حَدَّثَکُمْ اَنَّہٗ یَعْلَمُ مَا فِی الصَّحِیْفَۃِ اِلَّا مُمْلِیْهَا وَکَاتِبُهَا وَشَاهِدُهَا فَلَا تُصَدِّقُوْہُ وَهٰذَا	اے علی کاغذ اور دوات لا ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بولنا شروع فرمایا ۔ علی رض نے لکھا ۔ اور جبرائیل ع نے شہادت دی پھر کاغذ لپیٹ دیا گیا ۔ راوی کہتا ہے ۔ جو شخص تجھ سے کہتا ہے کہ وہ یہ بات جانتا ہے کہ صحیفہ میں کیا تھا ۔ سوائے لکھوانے والے اور شاہد کے علاوہ اس کی تصدیق نہ کرنا

فِي الْمَرَضِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ قَالَ الصِّغَانِيُّ فِي الدُّرِّ الْمُلْتَقَطِ اَنَّهُ مَوْضُوْعٌ اِنْتَهٰى وَقَدْ قَالَ بَعْضُ الْمُحَقِّقِيْنَ اِنَّ وَصَايَا عَلِيٍّ الْمُصَدَّرَةَ بِيَا لِلنِّدَاءِ كُلُّهَا مَوْضُوْعَةٌ غَيْرَ قَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَا عَلِيُّ اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى اِلَّا اَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ

اور یہ واقعہ اس مرض میں پیش آیا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ صغانی در الملتقط میں فرماتے ہیں یہ موضوع ہے۔ بعض محققین کہتے ہیں کہ علیؓ کے بارے میں وہ وصیتیں جس میں کلمہ ندائیہ ہے بسبب کی سب موضوع ہیں سوائے اس حدیث کے یا علی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الخ۔

۶۰۹۔ حَدِيْثُ يَا وَيْحَ مَنْ نَالَ الْغِنٰى بَعْدَ فَاقَةٍ كَلَامُ بَعْضِ الْكِرَامِ وَلَيْسَ عَلٰى اِطْلَاقِهِ فِي الْمَرَامِ۔

افسوس ہے اس شخص پر جسے غنی فاقہ کے بعد حاصل ہوا۔ بعض بزرگوں کا قول ہے۔ اور اس کی مراد بھی ظاہر نہیں۔

۶۱۰۔ حَدِيْثُ يُجَرُّ الْمَرْءُ عَلٰى رَغْمِ اَنْفِهِ هُوَ مَعْنٰى حَدِيْثِ عَجِبَ رَبُّنَا مِنْ قَوْمٍ يُقَادُوْنَ لِلْجَنَّةِ بِالسَّلَاسِلِ وَهُمْ لَهُ كَارِهُوْنَ وَفُسِّرَ السَّلَاسِلُ بِالْقُيُوْدِ لِلْاُسَارٰى وَفِيْ مَعْنَاهُ الْفَقْرُ وَالْمَرَضُ وَسَائِرُ الْبَلَايَا۔

آدمی کو ناک رگڑنے پر اجر دیا جاتا ہے یہ معنی ہیں اس حدیث کے جس میں آتا ہے ہمارا رب اس قوم سے متعجب ہوتا ہے جو زنجیروں کے ساتھ جنت کی جانب مجبوراً کھینچے جائیں گے۔ زنجیروں سے مراد قیدیوں کی زنجیریں ہیں۔ اور مراد فقر و مرض و مصائب بھی ہیں۔

۶۱۱۔ حَدِيْثُ يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَحْسَنُهُمْ وَجْهًا مَوْضُوعٌ كَمَا فِي اللَّآلِي مَعَ أَنَّهُ لَيْسَ عَلَى إِطْلَاقِهِ ۔ لوگوں کی امامت خوبصورت چہرے والا کرے۔ یہ موضوع ہے اور اپنے اطلاق پر بھی نہیں ۔

۶۱۲۔ حَدِيْثُ يَدُ عَدُوِّكَ إِذَا لَمْ تَقْدِرْ عَلَى قَطْعِهَا قَبِّلْهَا ذَكَرَ فِي الْمَجَالِسِ عَنِ الْمَنْصُوْرِ إِذَا مَدَّ إِلَيْكَ عَدُوُّكَ يَدَهُ فَإِنْ قَدَرْتَ عَلَى قَطْعِهَا اقْطَعْهَا وَإِلَّا فَقَبِّلْهَا قُلْتُ هُوَ يَقْرُبُ مِنْ حَدِيْثِ يَتَرَقَّصُ لِلْقِرْدِ فِي دَوْلَتِهِ وَتَقَدَّمَ اسْجُدْ لَهُ فِي صَوْلَتِهِ ۔ اگر تو اپنے دشمن کا ہاتھ کاٹنے پر قادر نہ ہو، تو اس کے ہاتھ چوم لے یہ مجالس میں منصور سے مروی ہے۔ اگر تیری جانب تیرا دشمن ہاتھ بڑھائے تو اسے کاٹ سکتا ہو تو کاٹ دے ورنہ اسے چوم لے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں، یہ اس حدیث کے زیادہ قریب ہے، جو مال دار کی بڑائی کے بیان میں آتی ہے ۔

۶۱۳۔ حَدِيْثُ يٰسٓ لِمَا قُرِأَتْ لَهُ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَهُوَ بَيْنَ جَمَاعَةِ الشَّيْخِ إِسْمٰعِيْلَ الْجَبَرْتِيِّ بِالْيَمَنِ قَطْعِيٌّ بِالتَّجْرِبَةِ قُلْتُ وَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ شِيْعِيًّا قَرَأَ الْقِرَاءَاتِ السَّبْعَ عَلَى شَيْخٍ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَسَافَرَ إِلَى بِلَادِهِ فَقِيْلَ لَهُ مَا أَحْسَنَكَ إِلَّا سورۃ یٰسٓ جس کام کے لئے بھی پڑھی جائے سخاوی کہتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ اس کی کوئی اصل نہیں اور شیخ اسماعیل الجبرتی کی جماعت میں تجربہ کی بنا پر یمن میں زیادہ مشہور ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے۔ کہ ایک شیعہ نے اہل سنت والجماعت کے ایک شیخ سے قرأت سبعہ پڑھی جب وہ اپنے شہر واپس گیا تو اس سے لوگوں نے کہا تو نے بہت

عيبك إلا أن شيخك سني فقال ما يضرني إنما أحببت العسل وتركت الظرف فوصل كلامه إلى الشيخ فنادى أصحابه من القراء وقرأوا يس إلى دعاء عليهم فلما تموها سلب القراءة عن قلب الشيعي فرجع إلى الشيخ وتاب من بدعته وخلص من غفلته وأفاض الله عليه من رحمته۔

اچھا کیا۔ لیکن تجھ میں ایک عیب ہے کہ تیرا شیخ سنی ہے۔ اس نے جواب دیا مجھے اس سے کوئی ضرر نہیں پہنچتا۔ کیونکہ میں نے شہد چاٹ لیا اور برتن چھوڑ دیا۔ یہ بات شیخ تک پہنچی۔ تو انہوں نے اپنے قاری شاگردوں کو آواز دی انہوں نے سورت یٰسٓ شیعہ واپس لوٹنے کے لئے پڑھی جب انہوں نے اسے مکمل کیا تو اس شیعہ کے دل سے قرات سلب ہو چکی تھی سو وہ شیخ کے پاس لوٹ کر آیا اور اپنی بدعت سے توبہ کی۔ اپنی غفلت سے چھٹکارا پایا اور اللہ نے اس پر رحمتیں نازل فرمائیں

۶۱۴۔ حديث يصوم أهل فياهن يقال حين يرى الهلال بمكان دون مكان إذا اختلفت المطالع قال السخاوي وهو شيء ما علمته يعني في الحديث وإلا ففي الفقه معروف وبالاختلاف موصوف۔

روزہ رکھے جس پر چاند ظاہر ہو جائے۔ یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کہ چاند مطالع کے مختلف ہونے کی بنا پر ہر ایک جگہ نظر آئے اور دوسری جگہ نظر نہ آئے۔ سخاوی کہتے ہیں میں نے اسے باعتبار حدیث کہیں نہیں پایا۔ ورنہ یہ فقہ میں معروف ہے اور اختلاف میں مشہور ہے۔

۶۱۵۔ حديث يساق إلى مصر كل قصير العمر أخرجه أبو نعيم

ہر چھوٹی عمر والا مصر کی طرف چلایا جائیگا اور ابو نعیم نے اور طبرانی نے کبیر میں۔ ابن شاہین

وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَابْنُ شَاهِينَ وَابْنُ السَّكَنِ فِي الصَّحَابَةِ وَابْنُ يُونُسَ وَغَيْرُهُمْ كُلُّهُمْ مِنْ طَرِيقِ مُوسَى بْنِ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَبَاحٍ رَفَعَهُ أَنَّ مِصْرَ سَيُفْتَحُ بَعْدِي فَانْتَفِعُوا خَيْرَهَا أَيِ اطْلُبُوا نَفْعَهَا وَلَا تَتَّخِذُوهَا دَارًا فَإِنَّهُ يُسَاقُ إِلَيْهَا أَقَلُّ النَّاسِ أَعْمَارًا هٰذَا لَفْظُ الْأَوَّلِ وَلِلْبَاقِينَ بِمَعْنَاهُ قَالَ ابْنُ يُونُسَ أَنَّهُ مُنْكَرٌ جِدًّا وَقَالَ أَعَاذَ اللّٰهُ مُوسٰى أَنْ يُحَدِّثَ بِمِثْلِ هٰذَا فَإِنَّهُ كَانَ أَتْقَى لِلّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ وَتَبِعَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فَأَوْرَدَهُ فِي الْمَوْضُوعَاتِ وَقَالَ الْبُخَارِيُّ إِنَّهُ لَا يَصِحُّ۔

اور ابن السکن نے صحابہ میں اور ابن یونس وغیرہ نے وغیرہ نے موسیٰ بن علی بن رباح عن ابیہ عن جدہ کے واسطے سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ مصر عنقریب میرے بعد فتح ہو جائے گا۔ اس کی بھلائی سے تو فائدہ حاصل کرو اور اسے گھر نہ بناؤ کیونکہ اس کی جانب وہ لوگ کھینچے جائیں گے۔ جن کی عمریں کم ہوں گی۔ ابن یونس کہتے ہیں یہ بہت منکر ہے اور میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ موسیٰ اس جیسی حدیث بیان کریں۔ کیونکہ وہ اللہ تعالے سے اس بارے میں بہت ڈرنے والے تھے۔ ابن الجوزی رحمہ اللہ تعالے نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ بخاری کہتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے:

۶۱۶ - حَدِيثُ يَقِي الْحَرَّ الَّذِي يَقِي الْبَرْدَ مَعْنَاهُ صَحِيحٌ وَلَيْسَ بِحَدِيثٍ ذَكَرَهُ ابْنُ الرَّبِيعِ قُلْتُ هُوَ مُسْتَفَادٌ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى وَسَرَابِيلَ تَقِيكُمُ

گرمی سے وہی چیز بچاتی ہے جو سردی سے بچاتی ہے اس کے معنی صحیح ہیں لیکن یہ صحیح نہیں جیسا کہ ابن الربیع نے ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے مستفاد ہے وہ اور پاجامے

الحراة والبرد فهو من باب الاكتفاء بذكر احد الضدين عن الآخر فتأمل وتدبر.

تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں اور سردی سے بھی یہ باب اکتفا سے تعلق رکھتی ہے یعنی ایک ضد ذکر کر کے دوسری مراد لی گئی ہے خوب غور کرلو۔

٦١٧ - حديث اليقين الايمان كله موضوع على ما ذكره الصغاني

یقین پورا ایمان ہے یہ موضوع ہے جیسا کہ صغانی نے ذکر کیا ہے۔

٦١٨ - حديث يوم الاربعاء يوم نحس مستمر اخرجه الطبراني في الاوسط عن جابر رضي الله عنه قال السخاوي لا اصل له وفي فضيلة ولتنفير منه احاديث كلها واهية قلت وعلى تقدير صحة هذا الحديث اربعة فهو تفسير لقوله تعالى يوم نحس مستمر بانه يوم الاربعاء وقد كان نحسا وشؤما على الاعداء وكان سعدا ومباركا على الاحباء قال ولكن اما يروى في ايام الاسبوع مرفوعا يوم السبت يوم مكر وخديعة ويوم الاحد

بدھ کا دن برابر منحوس ہے اسے طبرانی نے اوسط میں جابر سے روایت کیا ہے سخاوی ؒ کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں اس کی فضیلت یا اس کے منحوس ہونے کے بارے میں جتنی روایات ہیں سب کی سب واہیات ہیں، ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کی صحت کو چار باتیں ثابت کرتی ہیں۔ ایک تو اللہ تعالے کے اس قول یوم نحس مستمر کی تفسیر کہ وہ بدھ کا روز اور وہ دشمنوں کے لئے نحس تھا لیکن دوستوں کے لئے مبارک اور سعد تھا۔ ایسے ہی ہفتہ کے دنوں کے بارے میں مرفوع روایت ہے کہ ہفتہ کا روز مکر اور دھوکہ کا دن ہے، اتوار کا دن درخت لگانے اور تعمیر کا دن ہے، پیر کا دن سفر اور طلب رزق کے لئے ہے منگل کا دن لڑائی اور

يَوْمُ غَرْسٍ وَبِنَاءٍ وَالْاِثْنَيْنِ يَوْمُ
سَفَرٍ وَطَلَبِ رِزْقٍ وَالثُّلَاثَاءُ
يَوْمُ حَدِيدٍ وَبَأْسٍ وَالْاَرْبِعَاءُ
يَوْمٌ لَا أَخْذَ وَلَا إِعْطَاءَ وَالْخَمِيسُ
يَوْمُ طَلَبِ الْحَوَائِجِ وَالْجُمُعَةُ
يَوْمُ خِطْبَةِ النِّكَاحِ أَخْرَجَهُ أَبُو يَعْلَى
مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَهُوَ ضَعِيفٌ
أَيْضًا لَكِنْ يُرْوَى عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا
قَالَتْ إِنَّ أَحَبَّ الْأَيَّامِ الَّتِي يَخْرُجُ
فِيهِ مُسَافِرِيْ وَأَنْكِحُ فِيهِ وَأَخْتِنُ
فِيهِ صَبِيِّ يَوْمُ الْأَرْبِعَاءِ انْتَهَى كَلَامُ
السَّخَاوِيِّ وَتَقَدَّمَ بَعْضُ الْكَلَامِ
عَلَى حَدِيثِ مَا بُدِئَ شَيْئٌ يَوْمَ
الْأَرْبِعَاءِ إِلَّا وَتَمَّ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ
وَتَعَالَى أَعْلَمُ ۔

تکلیف کا دن ہے۔ اور بدھ کا دن وہ ہے
جس میں نہ کوئی شئے لی جاتی ہے نہ دی جاتی
ہے۔ جمعرات کا دن حاجت طلب کرنے
کا دن ہے اور جمعہ کا دن نکاح کا دن ہے
اسے ابو یعلی نے ابن عباس رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے۔ لیکن یہ بھی ضعیف
ہے لیکن حضرت عائشہ رض سے یہ روایت
ہے۔ کہ مجھے تمام دنوں میں سب سے
زیادہ محبوب جس میں مسافر سفر کو جائے
اسی میں نکاح پڑھا جائے۔ اور بچہ کی ختنہ
کی جائیں وہ بدھ کا روز ہے۔ یہاں تک
کہ سخاوی کا کلام تھا اور کچھ کلام اس بارے
میں پہلے اس حدیث کے تحت گذر چکا کہ جو
کام بدھ کے روز شروع کیا جاتا ہے وہ پورا
ہوتا ہے۔

٤١٩۔ حَدِيثُ يَوْمُ صَوْمِكُمْ
يَوْمُ نَحْرِكُمْ لَا أَصْلَ لَهُ كَمَا قَالَ
أَحْمَدُ وَغَيْرُهُ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ وَ
ذَكَرَهُ الزَّرْكَشِيُّ بِلَفْظِ غُرَّكُمْ يَوْمَ

تمہارے روزہ کا دن تمہاری قربانی کا
روز ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ جیسا
کہ امام احمد وغیرہ کا قول ہے۔ اسے سخاوی
نے ذکر کیا ہے۔ زرکشی اسے نقل کرتے ہوئے

صَوْمِكُمْ ثُمَّ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ لَا اَصْلَ لَهٗ قُلْتُ وَلَوْ صَحَّ يُحْمَلُ عَلَى الْغَالِبِ اَوْ عَلٰى سُنَّةٍ وُرُوْدِهٖ وَهُوَ عَامُ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اَوْ غَيْرِهٖ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ۔

بعد کہتے ہیں۔ امام احمد رح فرمایا کرتے تھے۔ اس کی کوئی اصل نہیں ملا علی قاری فرماتے ہیں اسے اغلب یا سنت پر محمول کیا جائے۔ جیسا کہ عام حجۃ الوداع وغیرہ میں وارد ہے۔

فَصْلٌ

قَالَ شَيْخُ مَشَائِخِنَا الْحَافِظُ شَمْسُ الدِّيْنِ السَّخَاوِيُّ فِيْ خَاتِمَةِ الْمَقَاصِدِ الْحَسَنَةِ فِيْ بَيَانِ الْاَحَادِيْثِ الْمُشْتَهِرَةِ عَلَى الْاَلْسِنَةِ وَاِذَا انْتَهٰى مَا اَوْرَدْنَاهُ مِمَّا اسْتَحْضَرْنَاهُ فَلْنُلْحِقْ بِذٰلِكَ مَا اشْتَهَرَ مِنْ لِقَاءِ بَعْضِ الْاَئِمَّةِ وَنَحْوِهِمْ بِبَعْضٍ وَكَذَا التَّصَانِيْفُ الْمُضَافَةُ لِاُنَاسٍ وَقُبُوْرٌ لِاَقْوَامٍ ذَوِيْ جَلَالَةٍ مَعَ بُطْلَانِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ وَ لِنَاسٍ مُنْكَرُوْنَ بَيْنَ كَثِيْرٍ مِنَ الْعَوَامِّ بِالْعِلْمِ اِمَّا مُطْلَقًا اَوْ فِيْ

ہمارے شیخ حافظ شمس الدین السخاوی اپنی کتاب مقاصد الحسنہ فی بیان الاحادیث کے خاتمہ میں فرماتے ہیں کہ وہ روایات جو آئمہ کی ایک دوسرے سے ملاقات کے بارے میں اور ایسے ہی وہ تصانیف جو بڑے بڑے لوگوں کی قبروں کے بارے میں لکھی گئیں یہ سب کی سب باطل ہیں۔ اور عوام میں علم کے ساتھ بہت تذکرہ ہے۔ وہ علم مطلق ہو یا خصوصی۔ بعض اوقات جس کا صحیح علم نہیں ہوتا۔ اس میں تقلید سے بھی کام لیا جاتا ہے۔ جو لوگ صفات کے ساتھ متصف تھے وہ اس قسم کی روایات

خُصُوْصِ عِلْمٍ مُعَيَّنٍ وَرُبَّمَا تَسَاهَلَ
فِيْ ذٰلِكَ مَنْ لَا مَعْرِفَةَ لَهُ بِذٰلِكَ
تَغْلِيْطًا أَوْ اسْتَصْحَبَ مَا كَانَ
مُتَّصِفًا بِهٖ ثُمَّ زَالَ بِالتَّرْكِ أَوْ
تَشَاغَلَ بِمَا انْسَلَخَ بِهٖ عَنِ الْوَصْفِ
الْأَوَّلِ وَهُوَ فِيْ جَمِيْعِ هٰذَا كَثِيْرٌ
لَا يَنْحَصِرُ فَمِنَ الْأَوَّلِ قَوْلُ ابْنِ
تَيْمِيَّةَ مَا اشْتَهَرَ مِنْ أَنَّ الشَّافِعِيَّ
وَأَحْمَدَ اجْتَمَعَ بِشَيْبَانَ الرَّاعِيْ
وَسَأَلَاهُ فَبَاطِلٌ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ
الْمَعْرِفَةِ لِأَنَّهُمَا لَمْ يُدْرِكَاهُ قَالَ
وَكَذٰلِكَ مَا ذَكَرُوْهُ مِنْ أَنَّ الشَّافِعِيَّ
اجْتَمَعَ بِأَبِيْ يُوْسُفَ عِنْدَ الرَّشِيْدِ
بَاطِلٌ فَلَمْ يَجْتَمِعِ الشَّافِعِيُّ بِالرَّشِيْدِ
إِلَّا بَعْدَ مَوْتِ أَبِيْ يُوْسُفَ وَقَالَ
الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ وَكَذَا الرِّحْلَةُ الْمَنْسُوْبَةُ
لِلشَّافِعِيِّ إِلَى الرَّشِيْدِ وَأَنَّ مُحَمَّدًا
ابْنَ الْحَسَنِ حَرَّضَهُ عَلٰى قَتْلِهٖ وَأَنَّ
أَخْرَجَهَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ مَنَاقِبِ الشَّافِعِيِّ

کے ترک میں مشغول رہے، اس کے باوجود
یہ لوگوں میں بہت عام ہیں جن کا انحصار
بھی ممکن نہیں۔ پہلی قسم کی روایات میں
یہ بہت مشہور ہے کہ امام شافعیؒ
اور امام احمد بن حنبل رح شیبان راعی
کے پاس جمع ہوئے اور ان سے سوالات
کئے۔ ابن تیمیہ رح فرماتے ہیں یہ باتفاق
رائے باطل ہے۔ کیونکہ ان دونوں حضرات
نے شیبان رح کا زمانہ نہیں پایا ایسے
ہی یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ امام شافعیؒ
امام ابو یوسف کے ساتھ رشید کے پاس
جمع ہوئے۔ یہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ امام
امام شافعی رشید کے پاس ابو یوسفؒ کی
وفات کے بعد پہنچے تھے۔ حافظ ابن حجرؒ
فرماتے ہیں ایسے ہی یہ واقعہ جو امام شافعیؒ
کی جانب منسوب ہے کہ وہ سفر کر کے رشید کے
پاس گئے اور امام محمد بن الحسن الشیبانی نے
رشید کو ان کے قتل پر ابھارا۔ اور اسے بیہقیؒ نے
مناقب شافعیؒ میں روایت کیا ہے یہ بھی موضوع

وَغَيْرِهِ فَهُوَ مَوْضُوْعٌ مُكَذَّبٌ وَبِهٖ
وَمِنَ الثَّانِيْ قَوْلُ الْمَيْمُوْنِ سَمِعْتُ
أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُوْلُ ثَلَاثَةُ
كُتُبٍ لَيْسَ لَهَا أُصُوْلٌ الْمَغَازِيْ
وَالْمَلَاحِمُ وَالتَّفْسِيْرُ قَالَ الْخَطِيْبُ
فِيْ جَامِعِهٖ هٰذَا مَحْمُوْلٌ عَلٰى كُتُبٍ
مَخْصُوْصَةٍ فِيْ هٰذِهِ الْمَعَانِي الثَّلَاثَةِ
غَيْرِ مُعْتَمَدٍ عَلَيْهَا لِعَدَمِ عَدَالَةِ
نَاقِلِيْهَا وَزِيَادَةِ الْقُصَّاصِ فِيْهَا
وَأَمَّا كُتُبُ الْمَلَاحِمِ فَجَمِيْعُهَا
بِهٰذِهِ الصِّفَةِ وَلَيْسَ يَصِحُّ فِيْ
ذِكْرِ الْمَلَاحِمِ الْمُرْتَقَبَةِ وَالْفِتَنِ
الْمُنْتَظَرَةِ غَيْرُ أَحَادِيْثَ يَسِيْرَةٍ
وَأَمَّا كُتُبُ التَّفْسِيْرِ فَمِنْ أَشْهَرِهَا
كِتَابَا الْكَلْبِيِّ وَمُقَاتِلِ بْنِ سُلَيْمَانَ
وَقَدْ قَالَ أَحْمَدُ فِيْ تَفْسِيْرِ الْكَلْبِيِّ
مِنْ أَوَّلِهٖ إِلٰى آخِرِهٖ كَذِبٌ قِيْلَ لَهٗ
فَيَحِلُّ النَّظَرُ فِيْهِ قَالَ لَا قُلْتُ وَقَدْ
قَالَ الزَّرْكَشِيُّ وَكِتَابُ مُقَاتِلٍ

ہے اور جھوٹ ہے حالانکہ امام محمد امام شافعی کے
استاد اور سوتیلے باپ ہیں اور امام شافعی انکے بارے
میں فرماتے ہیں میں نے محمد بن الحسن سے اونٹ کے
بوجھ کے برابر علم حاصل کیا) اور ایسے ہی میمون کا یہ
قول کہ امام احمد فرمایا کرتے تھے کہ تین قسم کی کتابوں کا
کوئی اصول نہیں مغازی، ملاحم اور تفسیر، خطیب اپنی
جامع میں فرماتے ہیں یہ ان مضامین کی ان خاص کتب
کے بارے میں ہے کہ جن پر کوئی اعتماد نہیں کیا جا سکتا،
اس لیے کہ ان کے ناقل صاحب عدالت نہ تھے، اور
اسمیں قصوں کی بھرمار تھی، ملاحم کا جہاں تک تعلق ہے
تو اس مضمون کی تمام کتب اس صفت کے ساتھ موصوف
ہیں اور آیندہ آنیوالے فتنوں کے بارے میں چند
احادیث کے علاوہ کوئی صحیح نہیں اور جہاں تک کتب
تفسیر کا تعلق ہے تو اس میں سب سے زیادہ مشہور
کلبی اور مقاتل بن سلیمان کی کتابیں ہیں، امام
احمد بن حنبل تفسیر کلبی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ
وہ از اول تا آخر جھوٹ ہے ان سے دریافت
کیا گیا کہ اسے دیکھنا بھی جائز ہے یا نہیں،
انہوں نے فرمایا نہیں، زرکشی کہتے ہیں مقاتل

قَرِیْبٌ مِنْہُ قَالَ السُّیُوْطِیُّ وَمِنْہُ کُتُبٌ صَحِیْحَۃٌ وَنُسَخٌ مُعْتَبَرَۃٌ بَیَّنْتُ حَالَہَا فِیْ اٰخِرِ کِتَابِ الْاِتْقَانِ فِیْ عُلُوْمِ الْقُرْاٰنِ وَسَطَرْتُہَا کُلَّہَا فِیْ تَفْسِیْرِ الْمُسْنَدِ اِنْتَہٰی وَاَمَّا الْمَغَازِیُّ فَمِنْ اَشْہَرِہَا کِتَابُ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ وَکَانَ یَاْخُذُ مِنْ اَہْلِ الْکِتَابِ وَقَدْ قَالَ الشَّافِعِیُّ کُتُبُ الْوَاقِدِیِّ کَذِبٌ وَلَیْسَ فِی الْمَغَازِیْ اَصَحُّ مِنْ مَغَازِیْ مُوْسَی بْنِ عُقْبَۃَ اِنْتَہٰی ۔

کی تفسیر بھی اسی کے قریب قریب ہے سیوطی کہتے ہیں تفسیر کا جہاں تک تعلق ہے اسمیں صحیح کتابیں اور معتبر نسخے بھی موجود ہیں جن کا حال میں نے کتاب الاتقان فی علوم القرآن کے اخیر میں کیا ہے، مغازی کا جہاں تک معاملہ ہے اس میں مشہور محمد بن اسحاق کی کتاب ہے اور وہ اہل کتاب سے نقل کرتا ہے، امام شافعی رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں واقدی کی کتابیں جھوٹی ہیں، اور مغازی میں موسےٰ بن عقبہ کی مغازی کے علاوہ کوئی کتاب صحیح نہیں ؛

وَمِنَ الْقُبُوْرِ مَا بَیَّنَ ذِکْرَ بِجَبَلِ لُبْنَانَ مِنَ الْبِقَاعِ اَنَّہٗ قَبْرُ نُوْحٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاِنَّمَا حَدَثَ فِیْ اَثْنَاءِ الْمِائَۃِ السَّابِعَۃِ وَالْمَشْہَدُ الَّذِیْ یُنْسَبُ لِاُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ بِالْجَانِبِ الشَّرْقِیِّ مِنْ دِمَشْقَ مَعَ اِتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ اَنَّہٗ لَمْ یَقْدَمْ دِمَشْقَ فَضْلًا عَنْ دَفْنِہٖ فِیْہَا وَالْمَکَانُ

ایسے ہی قبروں کا معاملہ ہے یہ جو کہا جاتا ہے کہ جبل لبنان کی ایک گھاٹی میں حضرت نوح ؑ کی قبر ہے، اور یہ بات ساتویں صدی میں بیان کی گئی ایسے ہی دمشق کی جانب شرقی میں ایک مشہد ابی بن کعب کے نام سے منسوب ہے حالانکہ تمام علماء متفق ہیں کہ ابی رضؓ دمشق تشریف ہی نہیں لائے کجا کہ وہاں دفن ہونا ایسے

لابن عمر من الجبل الذي بالمعلاة لا يصح من وجه لانهم اتفقوا على ان ابن عمر توفي بمكة والمكان الذي ينسب لعقبة بن عامر من قرافة مصر انما هو بناء رآه بعضهم بعد مدة متطاولة والمكان المنسوب لابي هريرة بعسقلان انما هو قبر حيدرة بن خيشنة كما جزم به بعض الحفاظ الشاميين ولكن لم يجزم ابن حبان وتبعه شيخنا بالاول والمكان المعروف بالمشهد الحسيني من القاهرة ليس الحسين مدفونا به بالاتفاق وانما فيه رأسه فيما ذكره بعض المصريين ونفاه بعضهم قاله شيخنا يعني العسقلاني واما التقي بن تيمية فقد رأيت له جوابا بالغ في انكار ذلك واطال فيه والمكان المعروف بالسيدة

جبل معلات میں ایک مکان ابن عمرؓ کی جانب منسوب ہے، وہ بھی کسی طرح صحیح نہیں کیونکہ تمام علماء متفق ہیں۔ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی وفات مکہ معظمہ میں ہوئی۔ ایسے ہی ایک مصر میں ایک مکان عقبہ بن عامر کی جانب منسوب کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ایک طویل مدت کے بعد بعض لوگوں نے یہ بات خواب میں دیکھی تھی اسی طرح عسقلان میں جو مکان ابو ہریرہؓ کی جانب منسوب ہے وہ حیدر بن خیشنہ کی قبر ہے۔ جیسا کہ بعض شامی حفاظ نے اس کی تصریح کی ہے۔ اگرچہ ابن حبان اور ہمارے شیخ نے قول اول کو تسلیم کیا ہے۔ قاہرہ میں وہ مقام جو مشہد حسینؓ کے نام سے مشہور رہا ہے۔ وہاں حضرت حسینؓ بالاتفاق دفن نہیں۔ بلکہ وہاں صرف ان کا سر ہے۔ اس کا بعض مصریین نے ذکر کیا ہے۔ اور بعض مصریین منکر ہیں۔ جیسا کہ ہمارے شیخ ابن حجر العسقلانی نے اس کا ذکر کیا ہے میں نے امام تقی الدین بن تیمیہ کا ایک

نفيسة ابنة الحسن بن زيد بن الحسن بن علي بن ابي طالب رض فقد ذكره بعض اهل المعرفة ان خصوص هذا المحل الذي الذي يزار ليس هو قبرها و لكنها في تلك البقعة بالاستفاضة واستيفاء ذلك مع ما بعده يطول وهو جدير بافراده في تاليف انتهى۔

جواب دیکھا ہے جس میں انہوں نے اس کا شدت سے انکار کیا ہے اور کافی طویل جواب ہے۔ نفیسہ بنت حسن بن علی بن ابی طالب کی جانب جو مکان مشہور ہے جس کا بعض اہل معرفت نے اس کی زیارت کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے۔ یہ ان کی قبر نہیں۔ اگرچہ وہ اسی گھاٹی میں مدفون ہیں۔

فصل

اقول ومما يلحق به ما قاله العلامة الشيخ محمد بن الجزري لا يصح تعيين قبر نبي غير قبر نبينا عليه الصلوة والسلام نعم سيدنا ابراهيم عليه السلام في تلك القرية لا بخصوص تلك البقعة انتهى وكان فيه اشارة الى ان لا وجود لنور القمر و

ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ وہ بات بھی پیش نظر رکھنی چاہیئے جو علامۃ الشیخ محمد بن الجزری نے فرمائی ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی نبی کی قبر کی تعیین صحیح نہیں۔ ہاں سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام اس گاؤں میں مدفون ہیں نہ کہ خاص اس مکان میں جس کی جانب ان کی نسبت ہے۔ اور گویا کہ یہ اشارہ اسی امر کی جانب ہے کہ سورج کی روشنی جب ظاہر ہو گئی تو چاند

الكواكب بعد ظهور ضياء الشمس وايماء الى نسخ سائر الاديان في جميع الاماكن والازمان ولئلا يشارك احد في زيارته لتعظم له الشان كما ذكر من الحكمة في دفنه عليه السلام بالمدينة لئلا ينقص رتبته لو دفن بمكة في جنب بيت الله الحرام ودفن بمكة كثير من الصحابة الكرام واما مقابرهم فغير معروفة كما ذكره الاعلام حتى قبر خديجة انما بني على ما وقع لبعضهم من المنام ثم اختلفوا في مكان مولده عليه الصلوة والسلام وان اشتهر عند اهل مكة بالموضع المعروف عند الانام ۰

اور ستاروں کی چمک کا وجود کہاں باقی رہا اور یہ چیز خود اس بات کی جانب اشارہ کرتی ہے کہ اب تمام مقامات اور تمام زبانوں میں کل ادیان ومذاہب کا نسخ ہو چکا۔ ورنہ آپ کی زیارت میں کوئی نہ کوئی اور بھی اسی عظمت وشان کے ساتھ شریک ہوتا۔ اور یہی حکمت تھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ میں دفن کیا گیا کیونکہ اگر مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ کے پہلو میں دفن کیا جاتا۔ تو آپ کے رتبہ میں کمی آتی۔ اگرچہ مکہ معظمہ میں بہت سے صحابہ کرام دفن کئے گئے لیکن ان کی قبریں غیر معروف ہیں جیسا کہ خود نشانات ظاہر کرتے ہیں۔ حتی کہ حضرت خدیجہ کی قبر بھی بعض لوگوں کے خواب پر بنائی گئی۔ پھر اس امر میں بھی اختلاف ہے۔ کہ حضور کی جائے پیدائش کون سی ہے اگرچہ اہل مکہ کے نزدیک اس سلسلہ میں ایک مقام مشہور ہے ۰

اما ما احدثوا من مواليد ابي بكر وعمر وعلي رضي الله عنهم

اسی طرح ابوبکر وعمر اور علی رضی اللہ عنہم کی جائے پیدائش کا کچھ لوگ ذکر کرتے ہیں حالانکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں تو ان کی جائے

مع عدم ثبوتها فلا يظهر وجه التبرك بأرضها إلا باعتبار مآل أمرهم وعلو قدرهم في آخر عمرهم والأفحش ولادتهم لم يكن لهم شيء من ولا ترجح نعم ظهر في الأحوال اللاحقة أنهم سبقت لهم الحسنى في الأحوال السابقة.

پیدائش کے ساتھ تبرک کی کوئی صورت ہی نہیں کیونکہ اعتبار تو ان کے انجام کا اور آخر عمر میں ان کی قدر و منزلت کا ہے اور پیدائش کے وقت انہیں کوئی ولایت حاصل نہ تھی (کیونکہ پیدائش بھی کفار کے گھر میں ہوئی اور نشوونما بھی اور خود بھی ایک مدت تک کافر رہے) ہاں اس لحاظ سے کہ ان کے لئے مستقبل میں نیکی سبقت کر چکی تھی۔ جیسا کہ مستقبل کے واقعات نے ثابت کیا۔

ومن جملة مفتريات الشيعة الشنيعة جعل صورة قبر آدم ونوح عليهما السلام بجنب قبر علي رضي الله عنه مع أن قبره أيضاً ليس بثابت وإنما بني على أمر المنام ونحوه من الكلام ولعل الباعث على ما فعلوه أنهم لما رأوا مقام الشيخين من الصحابة الكرام في ضريحه عليه السلام فقصدوا بالتزويد جبر علي رضي الله عنه عن تفرده في

اسی طرح شیعوں کی بیہودگیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ علیؓ کی قبر کے پہلو میں آدم اور نوح علیہ السلام کی قبر بھی بنا دی حالانکہ خود حضرت علی کی قبر ثابت نہیں وہ بھی ایک خواب کی بنیاد پر بنائی گئی تھی۔ اور غالباً انہوں نے یہ فعل اس لئے اختیار کیا کہ جب انہوں نے یہ دیکھا کہ صحابہ کرام میں ابوبکرؓ و عمرؓ کو جو مقام حضور کے پہلو میں دفن ہونے سے حاصل ہے، وہ اور کسی کو حاصل نہیں تو انہوں نے جھوٹی قبریں بنانے کا ارادہ کر لیا۔ تاکہ حضرت علی کو بھی کوئی مقام حاصل

ذٰلِكَ الْمَقَامِ۔	حاصل ہو سکے۔
وَكَذَا مَا يَنْسِبُوْنَ مِنْ اِبْرَاءِ الْاَعْمٰى وَالْاَشَلِّ وَالْمُقْعَدِ وَنَحْوِهِمْ فِيْ مَقْبَرَةِ الْاِمَامِ عَلِيِّ بْنِ مُوْسَى الرِّضَاءِ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰبَائِهِ التَّحِيَّةُ وَالثَّنَاءُ فَاِنَّهٗ زُوْرٌ وَبُهْتَانٌ وَكَذَا مَا ادَّعَاهُ جَهَلَةُ اَهْلِ الْحَرَمَيْنِ بِرُؤْيَةِ النُّوْرِ عِنْدَ قَبْرِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِخُصُوْصِ لَيْلَةِ الْمِعْرَاجِ فَاِنَّهٗ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَمَلِ اَهْلِ الْبُطْلَانِ وَالزُّوْرِ۔	اسی طرح یہ باتیں جو منسوب کی جاتی ہیں، کہ علی بن موسیٰ الرضاء کے مقبرہ میں اندھا بینا اور بیکار ہاتھ والا کارآمد ہو جاتا ہے یہ سب جھوٹ اور بہتان ہے اسی طرح اہل مکہ اور اہل مدینہ کے جہلاء کا یہ دعویٰ کہ لیلۃ المعراج میں حضور کی قبر مبارک کے قریب نور نظر آتا ہے، یہ بھی جھوٹ ہے اور جھوٹے آدمیوں کی باتیں ہیں (کیونکہ معراج کے بارے میں حدیث وتاریخ معینہ ثابت نہیں۔
وَاَمَّا نُوْرُهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَهُوَ فِيْ غَايَةٍ مِنَ الظُّهُوْرِ شَرْقًا وَغَرْبًا وَاَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرُهٗ وَسَمَّاهُ فِيْ كِتَابِهٖ نُوْرًا وَفِيْ دُعَائِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ نُوْرًا وَفِي التَّنْزِيْلِ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّا اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَقَالَ تَعَالٰى اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ	رہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک وہ تو شرقاً اور غرباً ظاہر ہی ہے، سب سے پہلے اللہ نے آپ کے نور کو پیدا کیا، اور اپنی کتاب میں بھی آپ کا نام نور رکھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں فرماتے اے اللہ میرے لئے نور پیدا فرما دیجئے، اور قرآن میں ہے یہ لوگ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھانا چاہتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالےٰ اپنے نور کو مکمل فرما کر رہیں گے، دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ زمین وآسمان کا نور ہے اس کے نور

وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهِ فِيْ قَلْبِ
مُحَمَّدٍ وَقَالَ عَزَّوَجَلَّ وَمَنْ لَّمْ
يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهُ نُوْرًا فَمَا لَهُ مِنْ نُّوْرٍ
لٰكِنْ هٰذَا النُّوْرُ لَيْسَ لَهُ الظُّهُوْرُ
اَمَّا فِيْ عَيْنِ اَهْلِ الْبَصِيْرَةِ فَاِنَّهَا
لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى
الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ.
وَفِي الْخُلَاصَةِ قَالَ الشَّيْخُ
قَدْ صُنِّفَ كُتُبٌ فِي الْحَدِيْثِ
وَجَمِيْعُ مَا احْتَوَتْ عَلَيْهِ مَوْضُوْعٌ
كَمَوْضُوْعَاتِ الصَّغَانِيْ وَمِنْهَا
الْاَرْبَعُوْنَ الْوَدْعَانِيَّةُ وَمِنْهَا
وَصَايَا عَلِيٍّ كُلُّهَا مَوْضُوْعَةٌ سِوَى
الْحَدِيْثِ الْاَوَّلِ وَهُوَ يَا عَلِيُّ اَنْتَ
مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى
غَيْرَ اَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ قَالَ الصَّغَانِيْ
وَمِنْهَا وَصَايَا عَلِيٍّ كُلُّهَا الَّتِيْ اَوَّلُهَا
يَا عَلِيُّ لِفُلَانٍ ثَلَاثُ عَلَامَاتٍ
وَفِيْ اٰخِرِهَا النَّهْيُ عَنِ الْمُجَامَعَةِ فِيْ

کی مثال اس طاق کی طرح ہے (طاق سے
مراد حضور کا دل) ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً
فما لہ من نور۔ لیکن یہ نور وہ ہے
جس کا ظہور نہیں (بالفاظ دیگر یہ
نور قلب ہے یا نور ایمان ہے۔ اہل
بصیرت کو وہ نظر آجاتا ہے، لیکن جن کے
دل اندھے ہیں، وہ کیا دیکھیں گے۔

خلاصہ میں ہے شیخ فرماتے ہیں حدیث کی
وہ کتابیں اور دیگر قسم کی وہ کتب جو اس نور
کے ظہور کے بارے میں تصنیف کی گئیں سب
موضوع ہیں جیسا کہ موضوعات صغانی۔ اسی
طرح ابن ودعان کی اربعون۔ اور کتاب
وصایا علیؓ تمام کی تمام موضوع ہے سوائے
پہلی حدیث یا علیؓ انت منی بمنزلۃ ہارون
من موسیٰ غیر انہ لا نبی بعدی۔ صغانی فرماتے
ہیں وصایا علیؓ سب کی سب موضوع ہے
اس کی پہلی روایت یہ ہے کہ فلاں کے لیے
تین علامتیں ہیں اور اخیر میں خاص خاص
اوقات میں صحبت سے منع کیا گیا، اور آخری

أَوْقَاتٍ مَخْصُوصَةٍ كُلُّهَا مَوْضُوعَةٌ وَ	وصیت یہ ہے کہ میں اے علی تجھے اس وصیت
آخِرُ هٰذِهِ الْوَصَايَا يَا عَلِيُّ أَعْطَيْتُكَ	میں اولین وآخرین کا علم عطا کرتا ہوں اسے
فِي هٰذِهِ الْوَصِيَّةِ عِلْمَ الْأَوَّلِيْنَ وَ	حماد بن عمرو النصیبی نے وضع کیا تھا۔ سیوطی
الْآخِرِيْنَ وَضَعَهَا حَمَّادُ بْنُ عَمْرٍو	لآلی میں فرماتے ہیں اسی طرح وصایا علی بھی
نِ النَّصِيْبِيُّ وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ فِي اللَّآلِي	سب موضوع ہیں۔ اور ان کی وضع کی تہمت
وَكَذَا وَصَايَا عَلِيٍّ مَوْضُوعَةٌ وَاتُّهِمَ	حماد بن عمرو پر ہے۔ اسی طرح وہ وصایا علی
بِهِ حَمَّادُ بْنُ عَمْرٍو وَكَذَا وَصَايَاهُ	جو عبداللہ بن زیاد بن سمعان یا اس کے
الَّتِي وَضَعَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادِ	شیخ نے وضع کی تھیں سب موضوع ہیں۔
بْنِ سِمْعَانَ أَوْ شَيْخُهُ قَالَ الصَّغَانِيُّ	صغانی کہتے ہیں۔ اس کی اول روایت یہ ہے
وَأَوَّلُ هٰذِهِ الْوَدَعَاتِ كَأَنَّ	کان الموت فیها علی غیرنا۔ اور آخری ودعات
الْمَوْتَ فِيْهَا عَلَى غَيْرِنَا كُتِبَ وَقَدْ	یہ ہے۔ کہ کوئی گھر ایسا نہیں جہاں فرشتہ
ذَكَرْنَاهُ مَعَ غَيْرِهِ مِنْ مَوْضُوعَاتِ	پانچ بار دروازے پہ نہ ٹھہرتا ہو جب انسان
الشِّهَابِ وَآخِرُهَا مَا مِنْ بَيْتٍ إِلَّا	کا رزق ختم ہو جاتا۔ اور اس کی مدت
وَمَلَكٌ يَقِفُ عَلَى بَابِهِ خَمْسَ مَرَّاتٍ	پوری ہو جاتی ہے۔ تو اس پر موت کا غم ڈال
فَإِذَا وَجَدَ الْإِنْسَانَ قَدْ نَفَدَ	دیا جاتا ہے۔ تو اس کی مصیبت اسے
أُكُلُهُ وَانْقَطَعَ أَجَلُهُ أَلْقَى عَلَيْهِ	بے ہوش کر دیتی ہے۔ اور اس کی عمر میں
غَمَّ الْمَوْتِ فَغَشِيَتْهُ كُرُبَاتُهُ وَ	سکرات پیدا ہو جاتے ہیں۔ سیوطی ذیل میں
غَمَرَتْهُ سَكَرَاتُهُ قَالَ السُّيُوطِيُّ فِي	فرماتے ہیں ان اربعین ودعانیہ میں سے اس
الذَّيْلِ إِنَّ الْأَرْبَعِيْنَ الْوَدَعَانِيَّةَ	طریقے کے ساتھ کوئی حدیث مرفوع صحیح نہیں

لا يصح فيها حديث مرفوع قلت هذا النسق في هذه الأسانيد وإنما يصح منها ألفاظ يسيرة وإن كان كلامها حسنا وموعظة فليس كل ما هو حق حديثا بل عكسه وهي مسروقة سرقها ابن ودعان من واضعها زيد بن رفاعة ويقال إنه الذي وضع رسائل إخوان الصفا وكان من أجهل خلق الله في الحديث وأقلهم حياء وأجرؤهم على الكذب قال الصغاني ومنها كتاب فضل العلماء للمحدث شرف البلخي وأوله من تعلم مسألة من الفقه فله كذا ومن الأحاديث الموضوعة بإسناد واحد أحاديث الشيخ المعروف بابن أبي الدنيا وهو الذي يزعمون أنه أدرك عليا وعمر طويلا وأخذ بركابه فركب وأصابه ركابه فشجه فقال مد الله

ہاں ان میں سے کچھ تھوڑے سے الفاظ صحیح ہیں۔ اگرچہ کلام عمدہ اور ناصحانہ ہے لیکن یہ تو ضروری نہیں کہ جو بات حق ہو وہ حدیث بھی ہو۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ ہر حدیث حق ضرور ہو گی، اور یہ سب روایات چوری ہیں اسے ابن ودعان نے زید بن رفاعہ کی وضع بنانے والے سے چوری کیا تھا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہی وہ شخص ہے جس نے رسائل اخوان الصفا وضع کئے۔ یہ حدیث کے معاملہ میں تمام مخلوق میں سب سے زیادہ جاہل سب سے زیادہ بے حیا اور سب سے زیادہ جھوٹ پر جری تھا۔ صغانی فرماتے ہیں، اسی قسم کی کتب میں سے کتاب فضل العلماء بھی ہے جسے محدث شرف البلخی نے تصنیف کیا ہے اور اس کی پہلی روایت یہ ہے کہ جو فقہ کا ایک مسئلہ بھی حاصل کرے اس کیلئے اتنا اجر ہے اسی طرح شیخ ابن ابی الدنیا کے بارے میں جو لوگوں میں روایت مشہور ہے وہ بھی موضوع ہے کہ ابن ابی الدنیا علی اور عمر کے ساتھ کافی مدت تک رہے اور گھوڑے کی رکاب پکڑ کر سوار ہوئے۔ تو عمر کی رکاب نے انہیں زخمی کر دیا۔ حضرت عمر نے انہیں عمر کی برکت کی دعا دی

فِي مَعْنًى لِهٰذَا وَأَحَادِيثُ ابْنِ نَسْطُورٍ الرُّومِيِّ وَأَحَادِيثُ بِشْرٍ وَنُعَيْمِ بْنِ سَالِمٍ وَخِرَاشٍ عَنْ أَنَسٍ وَأَحَادِيثُ دِينَارٍ عَنْهُ وَأَحَادِيثُ أَبِي هُدْبَةَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هُدْبَةَ الْقَيْسِيِّ۔

وَمِنْهَا كِتَابٌ يُدْعَى بِمُسْنَدِ أَنَسٍ الْبَصْرِيِّ مِقْدَارُ ثَلَاثِمِائَةٍ يَرْوِيهِ سِمْعَانُ بْنُ الْمَهْدِيِّ عَنْ أَنَسٍ وَأَوَّلُهُ أُمَّتِي فِي سَائِرِ الْأُمَمِ كَالْقَمَرِ فِي النُّجُومِ وَفِي الذَّيْلِ سِمْعَانُ بْنُ الْمَهْدِيِّ عَنْ أَنَسٍ رض لَا يَكَادُ يُعْرَفُ أُلْصِقَتْ بِهِ نُسْخَةٌ مَكْذُوبَةٌ قَطَعَ اللّٰهُ مَنْ وَضَعَهَا وَفِي لِسَانِ الْمِيزَانِ هِيَ مِنْ رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ مُقَاتِلٍ الرَّازِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ هَارُونَ عَنْ سِمْعَانَ فَذَكَرَ النُّسْخَةَ وَهِيَ أَكْثَرُ مِنْ ثَلَاثِمِائَةِ حَدِيثٍ أَكْثَرُ مُتُونِهَا مَوْضُوعَةٌ انْتَهٰى قَالَ الصَّغَانِيُّ وَمِنْهَا الْأَحَادِيثُ الَّتِي

اسی طرح ابن نسطور الرومی بشر اور نعیم بن سالم کی احادیث ایسے ہی خراش کی ہے وہ احادیث جو اس نے انس رضؓ سے روایت کی ہیں۔ ایسے ہی دینار کی انس رضؓ سے روایتیں اور ابو ہدبہ ابراہیم بن ہدبہ القیسی کی احادیث سب موضوع ہیں۔

اسی طرح وہ کتاب جو مسند انس رضؓ کے نام سے مشہور ہے اور انس سے اسے سمعان بن المہدی نے روایت کیا ہے جس میں تین سو کے قریب روایات ہیں اور پہلی حدیث اس کی یہ ہے۔ کہ میری امت تمام امتوں میں ایسی ہی ہے جیسے کہ چاند تاروں میں ذیل میں ہے سمعان بن المہدی پہچانا نہیں جاتا اس نے ایک جھوٹا نسخہ انس سے منسوب کر دیا ہے اللہ تعالیٰ اس کے وضع کرنے والے کو قطع کرے لسان المیزان میں ہے یہ نسخہ محمد بن مقاتل الرازی کی روایت سے منقول ہے اور وہ اسے جعفر بن ہارون کے واسطے سمعان سے ایک نسخہ کی روایت کرتا ہے جس میں تین سو سے زیادہ روایتیں ہیں۔ اور ان کے اکثر متون موضوع ہیں صغانی

فی عشر لک من احادیث ابن نسطور الرومی و احادیث بشر و نعیم بن سالم و خراش عن انس و احادیث دینار عنہ و احادیث ابی ھدبۃ ابراھیم بن ھدبۃ القیسی۔	اسی طرح ابن نسطور الرومی بشر اور نعیم بن سالم کی احادیث ایسے ہی خراش کی ہے وہ احادیث جو اس نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہیں۔ ایسے ہی دینار کی انس سے روایتیں اور ابو ہدبہ ابراہیم بن ہدبہ القیسی کی احادیث سب موضوع ہیں۔
و منھا کتاب یسمی بمسند انس البصری بقدر ثلث مائۃ یرویہ سمعان بن المھدی عن انس و اولہ امتی فی سائر الامم کالقمر فی النجوم و فی الذیل سمعان بن المھدی عن انس لا یکاد یعرف الصقۃ بہ نسخۃ مکذوبۃ قطع اللہ من وضعھا و فی لسان المیزان ھی من روایۃ محمد بن مقاتل الرازی عن جعفر بن ھارون عن سمعان فذکر النسخۃ و ھی اکثر من ثلاث مائۃ حدیث اکثر متونھا موضوعۃ انتھی قال الصغانی و منھا الاحادیث المکی	اسی طرح وہ کتاب جو مسند انس رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہے اور انس سے اسے سمعان بن المہدی نے روایت کیا ہے جس میں تین سو کے قریب روایات ہیں اور پہلی حدیث اس کی یہ ہے کہ میری امت تمام امتوں میں ایسی ہی ہے جیسے کہ چاند تاروں میں ذیل میں ہے سمعان بن المہدی پہچانا نہیں جاتا اس نے ایک جھوٹا نسخہ انس سے منسوب کر دیا ہے اللہ تعالیٰ اس کے وضع کرنے والے کو قطع کرے لسان المیزان میں ہے یہ نسخہ محمد بن مقاتل الرازی کی روایت سے منقول ہے اور وہ اسے جعفر بن ہارون کے واسطے سمعان سے ایک نسخہ کی روایت کرتا ہے جس میں تین سو سے زیادہ روایتیں ہیں۔ اور ان کے اکثر متون موضوع ہیں صغانی

تُرْوٰی فِی تَسْمِیَتِهَا یَا اَحْمَدُ لَا تَثْبُتُ شَیْئٌ مِنْهَا ۔

کہتے ہیں اسی طرح وہ احادیث جن میں یا احمدؐ کا لفظ آئے ایک بھی ثابت نہیں۔

وَمِنْهَا خُطْبَةُ الْوَدَاعِ مِنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَفَعَهُ وَاَوَّلُهُ لَا یَرْکَبُ اَحَدُکُمُ الْبَحْرَ عِنْدَ ارْتِجَاجِهِ قُلْتُ وَمِنْهَا مَسَائِلُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ فِی امْتِحَانِهِ النَّبِیَّ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَهِیَ قَدْرُ کُرَّاسَةٍ مِنْ مُهْمَلَاتِ الْکَلَامِ وَفِی اللَّاٰلِی الْخُطْبَةُ الْاَخِیْرَةُ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِطُوْلِهَا مَوْضُوْعَةٌ اُتُّهِمَ بِهٖ مَیْسَرَةُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهٖ لَا بُوْرِکَ فِیْهِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهٖ ۔

اسی قسم کی روایات میں سے خطبۃ حجۃ الوداع بھی ہے جو ابو الدرداؓ سے مرفوعاً مروی ہے جسکی ابتداء یہ ہے کہ کوئی تم میں سے سمندر کا سفر تموج کے وقت نہ کرے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ اسی طرح وہ سوالات ہیں جو عبداللہ بن سلام نے حضور کا امتحان لیتے وقت سنے تھے اور وہ ایک اچھا خاصہ رسالہ ہے جو مہملات سے پر ہے لآلی میں ہے اخیر خطبہ میں ابوہریرہؓ اور ابن عباسؓ سے ایک لمبی روایت مروی ہے جو موضوع ہے اسے میسرہ بن عبد ربہ نے وضع کیا تھا خدا کے سامنے اسے برکت عطا نہ ہو۔

وَفِی الْوَجِیْزِ قَالَ ابْنُ عَدِیٍّ کَتَبْتُ جُمْلَةً عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْاَشْعَثِ عَنْ مُوْسٰی بْنِ اِسْمٰعِیْلَ وَابْنِ مُوْسٰی بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ اٰبَائِهٖ اِلٰی عَلِیٍّ رَفَعَهَا اَخْرَجَ اِلَیْنَا نُسْخَةً قَرِیْبًا مِنْ اَلْفِ حَدِیْثٍ عَنْ مُوْسَی الْمَذْکُوْرِ

وجیز میں ہے ابن عدی کہتے ہیں میں نے محمد بن اشعث سے احادیث لکھیں جنہیں وہ موسیٰ بن اسمٰعیل اور ابن موسیٰ بن جعفر سے بواسطہ آباء حضرت علی سے مرفوعاً روایت کرتا تھا اس نے ہمارے سامنے ایک نسخہ نکالا جس میں ایک ہزار سے زائد موسیٰ المذکور سے روایات مروی تھیں اور عام روایات اس کی منکر تھیں دار قطنی فرماتے ہیں یہ بھی ایک

مِنْ اٰبَائِهٖ بِخَطٍّ طَرِيٍّ عَامَّتُهَا مَنَاكِيْرُ
قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ اِنَّهٗ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ
وَضَعَ ذٰلِكَ الْكِتَابَ يَعْنِيْ
الْعَلَوِيَّاتِ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ وَ
سَمَّاهُ السُّنَنَ وَكُلُّهٗ بِسَنَدٍ وَاحِدٍ
مِنْهُ لَا خَيْلَ اَبْقٰى عَنْ اَوْلَادِهِمْ
لِامْرَاَةٍ كَابْنَةِ الْعَمِّ وَعَبْدِ اللّٰهِ
وَابْنِ اَحْمَدَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ
الرِّضَاءِ وَاَبِيْهِ غَيْرُ مَرْضِيَّةٍ وَكَذَا
نِسْبَتُهٗ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَحْمَدَ
غَيْرُ صَحِيْحَةٍ اِنْ كَانَ الْمُرَادُ بِهٖ
الْاِمَامُ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فَتَامَّلْ
فَاِنَّهٗ مَحَلُّ زَلَلٍ ثُمَّ اسْتَحَقَّ الْمُطْلَقَ
لِاَبَاطِيْلَ وَمِنْهَا لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ
تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ اَنْ تَضَعَ الْفَرْجَ عَلَى
السَّرْجِ وَمَنْ مَنَعَ الْمَاعُوْنَ لَزِمَهٗ
طُوْفُ الْبُخْلِ قُلْتُ وَالثَّانِيْ مُسْتَفَادٌ
مِنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ
وَمِنْهَا لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ

اللہ کا عذاب ہے۔ کیونکہ یہ کتاب یعنی علویات وضع کی گئی
عسقلانی فرماتے ہیں اس کا نام انہوں نے سنن رکھا
ہے اور سب کی سب ایک ہی سند سے مروی ہیں،
اس میں سے ایک روایت یہ بھی ہے کوئی سیاہ و سرخ
گھوڑا باقی نہ رہے گا، اور یہ احادیث ایک عورت سے
جو چچا زاد بہن ہے اور عبداللہ بن احمد، احمد، علی الرضا
کے ذریعہ ایک نسخہ روایت کیا جاتا ہے جو موضوع ہے
اور باطل ہے اس کے وضع کی نسبت عبداللہ یا احمد
کی جانب تو ہو نہیں سکتی جیسا کہ بعض اصحاب کو غلط
فہمی ہے اسی طرح وضع کی نسبت رضا یا ان کے والد
کی جانب یہ بھی بہتر نہیں اور عبداللہ بن احمد کی جانب تو
ہرگز بھی صحیح نہیں ہو سکتی کیونکہ اگر اس سے مراد امام احمد بن
حنبل ہیں تو یہ تو تباہی کا مقام ہے پھر غلطی کی باطل روایات
بھی اسی کی مستحق ہیں جس کی ایک روایت یہ ہے کہ وہ
عورت جو اللہ پر ایمان رکھتی ہو یہ حلال نہیں کہ وہ اپنی
شرمگاہوں کو چراغوں پر رکھے اور جو مانگنے والے کو روکے
اس کے لئے بخل لازم ہو گیا، ملا علی قاری فرماتے ہیں
یہ دوسری روایت اللہ تعالیٰ کے قول ویمنعون
الماعون سے مستفاد ہے ایسے ہی یہ روایت کہ اللہ

الیه ومنها لا تقولوا مسیجد ولا مصیحف ونهی عن تصغیر الاسماء ای المعظمة وان تسمی حمدون او علوان او یعموش وغیرها و روی عن ابن جریج عن عطاء عن ابی سعید الوصیة لعلی فی الجماع وکیف یجامع فانظر الی هذا الدجال ما اجراه قلت اراد بالدجال الراوی عن ابن جریج والا فهو امام جلیل.

تعالیٰ دیکھنے والے پر اور جس شئے کی جانب دیکھا جائے اس پر لعنت فرماتا ہے ایسے ہی یہ روایت کہ مسیجد اور مصیحف نہ کہا کرو اور مصغر نام نہ رکھا کرو اور نہ حمدون، علوان اور یعموش وغیرہ نام رکھو۔ ابن جریج عطاء ابو سعید کے ذریعہ جماع کے بارے میں حضرت علیؓ کیلئے وصیت روایت کی جاتی ہے۔ کہ کس طرح جماع کیا جائے اس دجال کو دیکھئے کہ جھوٹ میں کتنا جری ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہاں دجال سے مراد ابن جریج نہیں ورنہ وہ تو بہت بڑے امام ہیں۔ بلکہ ابن جریجؒ سے روایت کرنے والا مراد ہے

وقال الدیلمی اسانید کتاب العروس لابی الفضل جعفر بن محمد بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین واهیة لا یعتمد علیها واحادیثه منکرة.

دیلمیؒ کہتے ہیں کتاب العروس کی اسناد جو ابو الفضل جعفر بن محمد بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی تک پہنچتی ہیں، سب واہیات ہیں ان پر کوئی اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور روایات بھی سب منکر ہیں۔

قلت ومن القواعد الکلیة ان نقل الاحادیث النبویة و المسائل الفقهیة والتفاسیر القرآنیة لا یجوز الا من الکتب المتداولة

ملا علی قاری فرماتے ہیں اسی باعث قاعدہ کلیہ ہے کہ احادیث نبویہ فقہی مسائل اور تفسیر قرآنیہ بجز کتب متداولہ کے کسی سے روایت کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ دیگر کتب پر کوئی اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اسلئے کہ ناقد

لِعَدَمِ الاعْتِمَادِ عَلَى غَيْرِهَا مِنْ
وَضْعِ الزَّنَادِقَةِ وَالْحَاقِ الْمَلَاحِدَةِ
بِخِلَافِ كُتُبِ الْمَحْفُوظَةِ فَإِنَّ
نُسَخَهَا يَكُونُ صَحِيحَةً مُتَعَدِّدَةً وَ
قَدْ حَكَى السُّيُوطِيُّ عَنِ ابْنِ الْجَوْزِيِّ
أَنَّ مَنْ وَقَعَ فِي حَدِيثِهِ الْمَوْضُوعُ
وَالْكِذْبُ وَالْمَقْلُوبُ أَنْوَاعٌ مِنْهُمْ
مَنْ غَلَبَ عَلَيْهِ الزُّهْدُ فَغَفَلَ
عَنِ الْحِفْظِ أَوْ ضَاعَتْ كُتُبُهُ
فَحَدَّثَ عَنْ حِفْظِهِ فَغَلِطَ فِي
نَقْلِهِ وَمِنْهُمْ قَوْمٌ ثِقَاتٌ لَكِنْ
اخْتَلَطَ عُقُولُهُمْ أَوَاخِرَ أَعْمَارِهِمْ
وَمِنْهُمْ مَنْ رَوَى الْخَطَأَ سَهْوًا فَلَمَّا
رَأَى الصَّوَابَ وَأَيْقَنَ لَمْ يَرْجِعْ
أَنَفَةً أَنْ يَنْسُبُوهُ إِلَى الْغَلَطِ وَ
مِنْهُمْ زَنَادِقَةٌ وَضَعُوهُ قَصْدًا
إِلَى إِفْسَادِ الشَّرِيعَةِ وَإِيقَاعِ
الشَّكِّ وَالتَّلَاعُبِ بِالدِّينِ وَ
قَدْ كَانَ بَعْضُ الزَّنَادِقَةِ يَتَغَفَّلُ

اور ملاحدہ نے اس میں بہت کچھ الحاق کیا ہے بخلاف
کتب محفوظہ کے کیونکہ ان کے نسخے صحیح اور متعدد ہوتے
ہیں سیوطی نے ابن الجوزی سے روایت کیا ہے کہ احادیث
میں جو موضوع، جھوٹ اور دیگر مختلف قسم کی روایات داخل
ہوئیں یہ ان لوگوں کی جانب سے داخل ہوئیں جن پر زہد غالب
تھا یا تو ان کا حافظہ کمزور ہو گیا۔ یا ان کی کتابیں ضائع ہو گئیں
اور انہوں نے اپنے حافظہ سے احادیث بیان کرنی شروع کیں
اور اسے روایت کرنے میں غلطی کھائی۔ ایسے ہی اس قوم سے
بھی نقصان پہنچا جو خود ثقہ تھے لیکن اخیر عمر میں ان کی
عقلیں جواب دے گئیں۔ بعض رواۃ اس قسم کے بھی
ہیں جنہوں نے بھول سے غلط روایت بیان کی، جب انہیں
صحت کا علم ہوا تو انہوں نے صحیح جانب اس خیال سے رجوع
نہ کیا کہ لوگ انہیں غلط بیانی کی طرف منسوب کریں گے ان
میں سے زنادقہ بھی ہیں۔ جنہوں نے قصداً حدیثیں وضع کیں
ان کا مقصد دین میں فساد، اختلاف باہمی اور دین
کو ایک کھیل کی حیثیت دینا تھا بعض زنادقہ شیخ کی
فضیلت بیان کرتے جس کے باعث شیخ درس میں وہ
شئے بھی بیان کر جاتا جو حدیث میں نہ تھی بعض اشخاص
وہ بھی تھے جنہوں نے دین کی نفرت کے لئے حدیثیں وضع

الشيخ فيما رأيت في كتابه ما ليس عن حديثه ومنهم من يضع نصرة لمذهبه ومنهم من يضع حسبة ترغيبا وترهيبا ومنهم من اجاز وضع الاسانيد لكلام حسن ومنهم من قصد التقرب الى السلطان ومنهم القصاص لانهم يريدون احاديث ترقق وتنفق انتهى ۔

کیں، بعض وہ لوگ بھی تھے جو ترغیب و ترہیب کی احادیث ثواب سمجھ کر وضع کرتے، بعض وہ بھی تھے جنہوں نے ہر عمدہ بات کے لئے سند وضع کرنا جائز سمجھا تھا، بعضوں کا مقصد وضع حدیث سے بادشاہوں کا تقرب تھا۔ انہیں میں سے قصہ گو بھی تھے جن کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں سے ایسی روایات بیان کی جائیں جس سے لوگوں کے دل نرم ہوں اور پھر وہ ہم پر مال خرچ کریں ؛

وروى عن مالك قال دخلت على المامون والمجلس خاص باهله فاذا بين الخليفة والوزير فرجة فجلست بينهما فحدثته مرفوعا اذا ضاق المجلس باهله فبين كل سيدين مجلس عالم في الذيل هو منكر ومالك لم يبق الا زمن المامون ۔

امام مالک سے روایت کیا جاتا ہے کہ جب میں مامون کے پاس گیا اور وہ اپنی مجلس خاص میں بیٹھا ہوا تھا تو خلیفہ اور وزیر کے مابین کچھ جگہ باقی تھی، میں ان دونوں کے درمیان بیٹھ گیا اور میں نے مامون سے یہ مرفوع روایت بیان کی کہ جب جگہ تنگ ہو تو عالم کی جگہ دو سرداروں کے درمیان ہوتی ہے، ذیل میں ہے یہ روایت منکر ہے۔ اور امام مالک مامون کی خلافت سے قبل ہی وفات پا گئے تھے ۔

وفي الذيل اخرج الحارث بن اسامة في مسنده عن داود

ذیل میں ہے حارث بن اسامہ نے اپنی مسند میں داؤد بن المحبر سے تیس سے زائد روایتیں نقل

المختبر بضعاً وثلاثين حديثاً قال العسقلاني كلها موضوعة.

کی ہیں، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں، یہ تمام کی تمام موضوع ہیں۔

منها ان الاحمق يصيب بحمقه اعظم من فجور الفاجر وانما يرتفع العباد غداً في الدرجات وينالون الزلفى من ربهم على قدر عقولهم.

اسی قسم کی روایات میں سے یہ بھی ہے، کہ جب کوئی احمق اپنی کسی بڑی حماقت کی بنا پر کوئی بڑائی کر بیٹھتا، تو وہ لوگوں کے درجے بلند کرتا اور خدا سے اپنی بدعقلی کی بنا پر رحمت کا بھی طالب رہتا۔

ومنها افضل الناس اعقل الناس.

اسی قسم کی ایک روایت یہ ہے کہ لوگوں میں سب سے افضل وہ ہے جو سب سے زیادہ عاقل ہو۔

ومنها قيل يا رسول الله ما اعقل هذا النصراني فزجره فقال مه ان العاقل من عمل بطاعة الله.

اسی طرح یہ روایت کہ آپ سے عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ یہ نصرانی کتنا عاقل ہے تو آپ نے اسے ڈانٹا اور فرمایا کہ عاقل وہ ہے، جو اللہ کی اطاعت کرے۔

ووضع سليمان بن موسى بضعاً وعشرين حديثاً منها قيل لعلقمة ما اعقل النصارى فقال مه فلان ابن مسعود كان ينهانا ان نسمي الكافر عاقلاً و منها ركعتان من العاقل افضل

سلیمان بن موسیٰ نے بیس سے زیادہ روایات وضع کیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ علقمہ سے عرض کیا گیا کہ نصاریٰ کتنے عقلمند ہیں، انہوں نے کہا ہمیں ابن مسعود کسی نصرانی کو عاقل کہنے سے منع کرتے تھے، اسی سلیمان کی موضوع روایتوں میں سے یہ بھی ہے کہ عاقل کی دو رکعت نماز جاہل کی ستر رکعت

مِنْ سَبْعِيْنَ رَكْعَةً مِنَ الْجَاهِلِ وَ
لَوْ قُلْتَ سَبْعَمِائَةِ رَكْعَةٍ لَكَانَ
كَذٰلِكَ وَمِنْهَا أَنَّ عَدِيَّ بْنَ
حَاتِمِ الطَّائِيِّ أَبَاهُ ذَكَرَ مِنْ سُؤْدُدِهِ
وَشَرَفِهِ وَعَقْلِهِ فَقَالَ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ إِنَّ الشَّرَفَ
وَالسُّؤْدُدَ وَالْعَقْلَ فِي الدُّنْيَا وَ
الْآخِرَةِ لِلْعَامِلِ بِطَاعَةِ اللهِ فَقَالَ
يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّهُ كَانَ يَقْرِي
الضَّيْفَ وَيُطْعِمُ الطَّعَامَ وَيَصِلُ
الْأَرْحَامَ وَيُعِيْنُ النَّوَائِبَ وَيَفْعَلُ
وَيَفْعَلُ فَهَلْ يَنْفَعُهُ ذٰلِكَ شَيْئًا
قَالَ لَا إِنَّ أَبَاكَ لَمْ يَقُلْ قَطُّ رَبِّ
اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ
وَفِي الذَّيْلِ أَيْضًا أَنَّ قِصَّةَ رَحِيْلِ
بِلَالٍ ثُمَّ رُجُوْعِهِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ
بَعْدَ رُؤْيَتِهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
فِي الْمَنَامِ وَأَذَانِهِ بِهَا وَارْتِجَاجِ
أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَا أَصْلَ لَهُ وَهِيَ

نمازوں سے بہتر ہے، اگر میں سات سو بھی کہوں، تو
کوئی بات نہیں، اس کی ایک روایت یہ بھی ہے
کہ عدی بن حاتم الطائی نے اپنے والد کی سرداری
اس کی عزت و شرف اور عقل حضور کے سامنے بیان
کی، آپ نے فرمایا، سرداری، عزت اور عقل دنیا و
آخرت میں اللہ کی اطاعت کرنے والے کے
لئے ہے عدی نے عرض کیا یا رسول اللہ
وہ مہمان داری کرتا، لوگوں کو کھانا کھلاتا، صلہ
رحمی کرتا، اور مصائب میں مدد کرتا اور اسی قسم کے
دیگر امور انجام دیتا تو کیا اسے کوئی شے بھی فائدہ
نہ پہنچائے گی؟ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں، تیرے باپ نے
کبھی نہیں کہا کہ اے میرے خداوند قیامت کے روز
میرے گناہ معاف کرنا، معنوی لحاظ سے اتنی بات تو صحیح
ہے کہ بحالت کفر کوئی بھلائی بھی فائدہ نہیں پہنچاتی (ذیل
میں ہے، اسی طرح بلال کے کوچ کر جانے اور
پھر مدینہ واپس آنے کا واقعہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کے بعد وہ مدینہ
واپس آ گئے، وہاں اذان دی جس سے اہل مدینہ
کانپ گئے، اس کی کوئی اصل نہیں، اور یہ موضوع

بنيته الموضع انتهى وكان ابن
حجر المكي ما اطلع عليه وذكره
في كتابه الموضوع للزيادة وفي
الذيل ايضا انه عليه الصلوة
والسلام لما اراد ان يبني مسجد
المدينة اتاه جبرئيل عليه السلام
فقال ابنه سبعة اذرع طولا في
السماء غير مزخرفة ولا منقشة
لم يوجد وفيه ايضا انه عليه
الصلوة والسلام اذا كان يصلي
ظن الظان انه جسد لا روح فيه

وفي المختصر الرجلان
من امتي ليقومان الى الصلوة
وركوعهما وسجودهما واحد وانما
بين صلوتيهما كما بين السماء
والارض موضوع وفيه ايضا كان
عليه الصلوة والسلام لا يجلس
اليه احد يصلي الا خفف صلوته
واقبل عليه فقال الك حاجة فاذا

ہے۔ ابن حجر المکی نے اس پر مطلع کیا ہے
اور اپنی کتاب الموضوع میں کچھ زیادتی
کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے ذیل میں ہے سلیمان
کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی بنانے کا ارادہ فرمایا
تو جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے فرمایا
اسے سات گز اونچی بناؤ۔ اور اس میں کسی
قسم کے نقش ونگار نہ ہوں اس کی ایک
ذیل میں یہ بھی ہے۔ کہ جب حضور نماز پڑھتے
تو دیکھنے والا یہ خیال کرتا کہ یہ ایسا جسم ہے
کہ جس میں روح نہیں؛

مختصر میں ہے کہ میری امت میں دو آدمی ایسے ہونگے
کہ جب وہ نماز کو کھڑے ہوں گے تو ان کے رکوع وسجود
برابر ہوں گے اور ان دونوں کی نمازوں کے مابین
اتنا ہی فرق (باعتبار درجہ) ہوگا جتنا زمین وآسمان
کے مابین، یہ روایت موضوع ہے۔ مختصر میں ہے
کہ جب حضور نماز پڑھتے ہوتے اور کوئی آپ کے
پاس آکر بیٹھتا۔ تو آپ نماز ہلکی کر دیتے اور اس
کی جانب متوجہ ہو کر اس کی حاجت دریافت

فرغ من حاجتہ عاد الی صلوتہ
لم یوجد۔
وفیہ ایضا لا یصح فی
صلوۃ الاسبوع شئ وفی لیلۃ
الجمعۃ اثنتی عشرۃ رکعۃ بالاخلاص
عشر مرات باطل لا اصل لہ و
کذا ارکعات باذا زلزلت خمسۃ
عشرۃ مرۃ وفی روایۃ خمسین
مرۃ والکل منکر باطل ویوم
الجمعۃ رکعتان والاربع والاثنا
عشر لا اصل لہ وقیل الجمعۃ
اربع رکعات بالاخلاص خمسین
مرۃ لا اصل لہ وکذا صلوۃ
عاشوراء وصلوۃ الرغائب
موضوع بالاتفاق وکذا بقیۃ
صلوات لیالی رجب ولیلۃ
السابع والعشرین من رجب و
لیلۃ النصف من شعبان مائۃ
رکعۃ فی کل رکعۃ عشر مرات

فرماتے اور اسے پورا کرنے کے بعد نماز شروع
فرماتے، یہ کہیں نہیں پائی جاتی۔
نیز مختصر میں ہے کہ ہفتہ کی نمازوں کے بارے میں جو
روایات آتی ہیں وہ بھی صحیح نہیں، ایسے ہی جمعہ کی رات
کو بارہ رکعت نماز پڑھنا اور ہر رکعت میں دس دس
بار سورت اخلاص پڑھنا یہ باطل ہے، اس کی کوئی اصل
نہیں، ایسے ہی وہ رکعتیں جن میں اذا زلزلت پندرہ
پندرہ بار پڑھی جائے، اور ایک روایت میں پچاس
بار کا ذکر ہے، یہ سب کی سب منکر ہیں اور باطل ہیں ایسے
ہی جمعہ کے دن میں دو چار اور بارہ رکعتوں کی
روایات ہیں ان کی بھی کوئی اصل نہیں، ایسے
ہی یہ روایت کہ جمعہ کے روز چار رکعت نماز پڑھی
جائے اور ہر ایک میں سورت اخلاص پچاس پچاس
بار پڑھی جائے اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔ اسیطرح
عاشورہ کی نماز اور صلوۃ الرغائب بالاتفاق موضوع
ہیں اسی طرح بقیہ وہ نمازیں جو رجب کی راتوں میں
اور علی الخصوص ستائیسویں رجب کی رات میں اور اسی
طرح شعبان کی پندرھویں رات میں سو رکعت نماز پڑھنا
اور ہر ایک میں سورت اخلاص دس بار پڑھنا اور نمازوں

بِالْاِخْلَاصِ وَلَا تَغْتَرَّ بِذِكْرِهِمَا لَهٗ فِي قُوْتِ الْقُلُوْبِ وَاِحْيَاءِ الْعُلُوْمِ وَلَا بِذِكْرِ الثَّعْلَبِيِّ فِي تَفْسِيْرِهٖ وَكَذَا فِي شَرْحِ الْاَوْرَادِ۔

کا جو ذکر قوت القلوب یا احیاء العلوم میں ہے اس سے کوئی دھوکہ نہ کھائے ایسے ہی ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اور شرح الاوراد میں جو اس کا ذکر ہے اس سے بھی کوئی دھوکہ نہ کھائے۔

ثُمَّ فِي الْمَوَاهِبِ مَا يَذْكُرُهُ الْقُصَّاصُ مِنْ اَنَّ الْقَمَرَ دَخَلَ فِي جَيْبِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَخَرَجَ مِنْ كُمِّهٖ لَيْسَ لَهٗ اَصْلٌ كَمَا حَكَاهُ الشَّيْخُ بَدْرُ الدِّيْنِ الزَّرْكَشِيُّ عَنْ شَيْخِهِ الْعِمَادِ بْنِ كَثِيْرٍ فِي حَيٰوةِ الْحَيَوَانِ لِلدَّمِيْرِيِّ قَالَ الْقُرْطُبِيُّ يُقَالُ لِلصُّرَدِ الصُّوَّامُ وَرُوِّيْنَا فِي مُعْجَمِ عَبْدِ الْبَاقِي بْنِ قَانِعٍ عَنْ اَبِي غَلِيْظٍ اُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ الْجُمَحِيِّ قَالَ رَآنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى يَدَيَّ صُرَدٌ فَقَالَ هٰذَا اَوَّلُ طَائِرٍ صَامَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَالْحَدِيْثُ مِثْلُ اِسْمِهٖ غَلِيْظٌ فَقَدْ قَالَ الْحَاكِمُ هُوَ مِنْ

مواہب میں ہے کہ قصہ گو جو یہ ذکر کرتے ہیں کہ چاند نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کے گریبان میں سے داخل ہو کر آپ کی آستین سے نکل گیا۔ اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔ جیسا کہ شیخ بدر الدین الزرکشی نے شیخ عماد بن کثیر سے نقل کیا ہے۔ حیوٰۃ الحیوان للدمیری میں ہے۔ قرطبی رح کہتے ہیں صرد (ایک پرندہ) کو بہت روزہ رکھنے والا بولا جاتا ہے۔ اور معجم عبد الباقی القانع میں یہ روایت موجود ہے کہ ابو غلیظ امیہ بن خلف الجمحی کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا اور میرے ہاتھ پر صرد پرندہ تھا۔ آپ نے فرمایا یہ پہلا پرندہ ہے جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا تھا۔ اور یہ حدیث غلیظ نام کی طرح غلط ہے۔ حاکم فرماتے ہیں

الأحاديث التي وضعها قتلة الحسين رضي الله عنه وهو حديث باطل ورواته مجهولون انتهى وقد اشتهر بين العلماء أن زمان الرؤيا في أيام الوحي كان ستة أشهر فقد صرح التوربشتي بأنه ليس له أصل ووافقه النووي في شرح مسلم.

وأما ما أخرجه الدولابي عن الحسين بن علي قال كان رأس رسول الله عليه الصلوة والسلام في حجر علي وهو يوحى إليه فلما سري عنه قال يا علي صليت العصر قال لا قال اللهم إنك تعلم أنه كان في حاجتك وحاجة رسولك فرد عليه الشمس فردها عليه فصلى وغابت الشمس فقد قال العلماء إنه حديث موضوع ولم ترد الشمس لأحد وإنما

یہ حدیث حضرت حسین کے قاتلوں نے وضع کی تھی۔ یہ حدیث باطل ہے۔ اور اس کے رواۃ مجہول ہیں۔ اور یہ جو علماء میں مشہور ہے کہ خواب کا زمانہ ایام وحی میں چھ ماہ رہا۔ توربشتی رحؒ نے تصریح کی ہے۔ کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور نووی نے بھی شرح مسلم میں ان کی موافقت کی ہے۔

اور دولابی رحؒ نے جو یہ حضرت حسین سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک علی کی گود میں تھا اور آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی جب وحی ختم ہوئی تو آپ نے دریافت فرمایا اے علی رضؓ تم نے عصر کی نماز پڑھی۔ انہوں نے عرض کیا۔ نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ تو جانتا ہے کہ علی تیرے اور تیرے رسول کے کام میں تھا تو سورج لوٹا دیا گیا۔ علیؓ نے نماز پڑھی اور سورج غروب ہو گیا۔ علماء کہتے ہیں۔ یہ حدیث موضوع ہے اور سورج بجز یوشع بن نون

خَبِيْثٌ لِيُوْشَعَ بْنِ نُوْنٍ كَذَا فِيْ رِيَاضِ النَّضْرَةِ فِيْ مَنَاقِبِ الْعَشَرَةِ إِلَّا أَنَّهُ ذَكَرَهُ فِي الشِّفَاءِ مِنَ الرِّوَايَةِ الطَّحَاوِيِّ وَبَيَّنْتُ وَجْهَهُ فِيْ شَرْحِهِ وَكَذَا فِي السِّيَرِ عَلٰى وَجْهِ الْاِسْتِيفَاءِ۔

کے کسی کے لئے نہیں لوٹایا گیا۔ جیسا کہ ریاض النضرہ فی مناقب العشرہ میں ہے مگر اس واقعہ کو قاضی عیاض نے شفاء میں طحاوی کے ذریعہ روایت کیا ہے، میں نے اس کی شرح میں اس کی وجہ بیان کر دی ہے یہ واقعہ سیر میں بھی پورے طور پر موجود ہے۔

وَقَالَ الشَّيْخُ الْجَزَرِيُّ فِيْ شَرْحِ الْمَصَابِيْحِ وَأَمَّا مَا يُزَادُ بَعْدَ قَوْلِهِ اللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ مِنْ نَحْوِ وَإِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَأَدْخِلْنَا دَارَكَ دَارَ السَّلَامِ فَلَا أَصْلَ لَهُ بَلْ هُوَ مُخْتَلَقُ بَعْضِ الْقُصَّاصِ۔

شیخ جزری شرح مصابیح میں فرماتے ہیں اور یہ جو لوگ حضور کے اس قول اللھم انت السلام ومنک السلام کے بعد جو یہ زیادتی کرتے ہیں۔ والیک یرجع السلام حینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔ بلکہ یہ بعض قصہ گویوں کی داخل کی ہوئی ہے۔

وَحَكَى الشَّيْخُ الْعَلَّامَةُ الزَّيْنُ الْعِرَاقِيُّ أَنَّهُ اشْتَهَرَ بَيْنَ الْعَوَامِّ أَنَّ مَنْ قَطَعَ صَلٰوةَ الضُّحٰى يَتْرُكُهَا أَحْيَانًا يَعْمٰى فَصَارَ كَثِيْرٌ مِنْهُمْ يَتْرُكُهَا أَصْلًا لِذٰلِكَ وَلَيْسَ لِمَا قَالُوْهُ أَصْلٌ بَلِ الظَّاهِرُ أَنَّهُ مِمَّا

شیخ علامہ الزین العراقی فرماتے ہیں لوگوں میں مشہور ہے جو چاشت کی نماز قطع کرے گا یعنی گاہے گاہے چھوڑ دیگا وہ اندھا ہو جائے گا ایسے لوگوں نے اسی باعث بالکل ترک کر رکھی ہے اور جیسا کہ ان کا خیال ہے اس کی کوئی اصل نہیں بلکہ ظاہر شئے یہ ہے کہ شیطان نے ان کی زبان سے

أَلْقَاهُ الشَّيْطَانُ عَلَى أَلْسِنَتِهِمْ لِيَحْرِمَهُمُ الْخَيْرَ الْكَثِيرَ قُلْتُ وَمِنْ هُنَا تَرْكُ النِّسَاءِ صَلٰوةَ الضُّحٰى وَنَحْوِهَا بِحُدُوثِ الْحَيْضِ فِيهِنَّ وَقَدْ تَقَدَّمَ بُطْلَانُ حَدِيثِ تَارِكِ الْوِرْدِ مَلْعُونٌ ۔

یہ بات جاری کرائی ہے تاکہ وہ خیر کثیر سے محروم رہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں عورتیں اسی باعث چاشت کی نماز نہیں پڑھتیں کیونکہ ایام کے زمانہ میں وہ پڑھنے سے مجبور رہیں اور اس حدیث کا مدکہ ورد ترک کرنے والا ملعون ہے، بطلان گزر چکا۔

وَقَالَ ابْنُ أَمِيرِ الْحَاجِّ وَفِي ذِي الْحُلَيْفَةِ آبَارٌ يُسَمِّيهَا الْعَوَامُّ آبَارَ عَلِيٍّ وَأَنَّهُ قَاتَلَ الْجِنَّ فِي بَعْضِ تِلْكَ الْآبَارِ وَهُوَ كَذِبٌ مِنْ قَائِلِهِ ۔

ابن ابی الحاج کہتے ہیں۔ ذوالحلیفہ میں کچھ کنوئیں ہیں جو حضرت علی رضہ کے نام سے موسوم ہیں اور کہا جاتا ہے کہ حضرت نے ان کنووں میں جنات سے جنگ کی تھی۔ یہ کہنے والے کا جھوٹ ہے۔

فَصْلٌ

وَقَدْ سُئِلَ ابْنُ قَيِّمِ الْجَوْزِيَّةِ هَلْ يُمْكِنُ مَعْرِفَةُ الْحَدِيثِ الْمَوْضُوعِ بِضَابِطٍ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْظَرَ فِي سَنَدِهِ فَقَالَ هٰذَا سُؤَالٌ عَظِيمُ الْقَدْرِ وَإِنَّمَا يَعْرِفُ ذٰلِكَ مَنْ تَضَلَّعَ فِي مَعْرِفَةِ السُّنَنِ الصَّحِيحَةِ

امام ابن القیم الجوزی سے دریافت کیا گیا، کیا کسی موضوع حدیث کے بغیر سند کے کسی قاعدہ سے اس کا پہچاننا ممکن ہے یا نہیں؟ انہوں نے فرمایا یہ تو بڑا سوال ہے۔ اور اس کو وہی شخص پہچان سکتا ہے جو سنن صحیحہ کی معرفت اتنے درجہ کی رکھتا ہو کہ سنن صحیحہ اس کے گوشت اور خون تک میں سرایت کر چکی ہو اور اسے اس میں ملکہ پیدا ہو گیا ہو

وَخَالَطَتْ لَحْمَهُ وَدَمَهُ وَصَارَ لَهُ فِيهَا مَلَكَةٌ وَاخْتِصَاصٌ شَدِيدٌ بِمَعْرِفَةِ السُّنَنِ وَالْآثَارِ وَمَعْرِفَةِ سِيرَةِ رَسُولِ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَهَدْيِهِ فِيمَا يَأْمُرُ بِهِ وَيَنْهَى عَنْهُ وَيُخْبِرُ عَنْهُ وَيَدْعُو إِلَيْهِ وَيُحِبُّهُ وَيَكْرَهُهُ وَيَشْرَعُهُ لِلْأُمَّةِ بِحَيْثُ كَأَنَّهُ مُخَالِطٌ لَهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بَيْنَ أَصْحَابِهِ الْكِرَامِ فَمِثْلُ هٰذَا يَعْرِفُ مِنْ أَحْوَالِهِ وَهَدْيِهِ وَكَلَامِهِ وَأَقْوَالِهِ وَأَفْعَالِهِ وَمَا يَجُوزُ أَنْ يُخْبِرَ بِهِ وَمَا لَا يَجُوزُ مَا لَا يَعْرِفُهُ غَيْرُهُ وَهٰذَا شَأْنُ كُلِّ مَتْبُوعٍ مَعَ تَابِعِهِ فَلِلْأَخَصِّ بِهِ الْحَرِيصِ عَلَى تَتَبُّعِ أَقْوَالِهِ وَأَفْعَالِهِ مِنَ الْعِلْمِ بِهَا وَالتَّمْيِيزِ بَيْنَ مَا يَصِحُّ أَنْ يُنْسَبَ إِلَيْهِ وَمَا لَا يَصِحُّ لَيْسَ لِمَنْ لَا يَكُونُ كَذٰلِكَ وَهٰذَا شَأْنُ الْمُقَلِّدِينَ

اور اس امر کی خصوصیت پیدا ہو گئی ہو۔ کہ وہ سنن آثار اور سیرت رسول سے واقف ہونے کے علاوہ اس امر کو بھی خوب جانتا ہو کہ حضور کن باتوں کا حکم دیتے اور کن امور سے منع فرماتے کونسی کونسی خبریں بیان فرمائیں، کیا کیا دعا فرمائی، کس بات کو پسند فرماتے اور کس بات کو برا سمجھتے اور امت کے لئے کونسی بات مشروع فرمائی۔ گویا کہ اسے اتنا ملکہ ہو کہ جیسا کہ وہ خود صحابہ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر وقت اختلاط رکھتا ہو۔ اسی طرح آپ کے احوال، آپ کی عادات و شمائل آپ کے اقوال و افعال کس بات کے جائز ہونیکی خبر بیان فرمائی اور کس شے کے ناجائز ہونے کی، اور ان امور سے وہ اس حد تک واقف ہو کہ اس کے علاوہ دوسرا انہیں نہ پہچان سکے کیونکہ ہر مقتدا کی اپنے مقتدی کے ساتھ یہی شان ہوتی ہے۔ اور اس میں یہ تخصیص ہونی چاہیئے کہ وہ آپ کے اقوال و افعال کا علم حاصل کرنے پر حریص ہو اور اس بات کی تمیز کر سکے کہ کونسی شئے کی حضور کے ساتھ نسبت صحیح ہے اور کس شئے کی غلط ہے کیونکہ

مَعَ ائمّتِهم يعرفون من اقوالهم ونصوصهم ومذاهبهم واساليبهم ومشاربهم مالا يعرفه غيرهم.

فمن ذلك ما روى جعفر بن حسن عن ابيه عن ثابت عن انس مرفوعًا من قال سبحان الله وبحمده غرس الله له الف الف نخلة في الجنة اصلها ذهب فجعفر هذا هو جعفر بن حسن بن فرقد ابو سليمان القصازي البصري قال ابن عدي احاديثه منكرة وقال الازدي يتكلمون فيه واما ابوه فقال يحيى بن معين لا شيء ولا يكتب حديثه قال النسائي والدارقطني ضعيف وقال ابن حبان خرج من حد العدالة وقال ابن عدي عامة احاديثه غير محفوظة.

آپ اور لوگوں کی طرح نہیں ہیں۔ مقلدین کا بھی اپنے ائمہ کے ساتھ یہی قاعدہ ہے کہ وہ اپنے ائمہ کے اقوال۔ ان کی نصوص، مذہب، طریقہ کار اور ان کا مشرب اس حد تک پہچانتے ہیں کہ کوئی دوسرا انہیں پہچانتا۔

اس قسم کی مثالوں میں سے وہ روایت بھی ہے جو جعفر بن حسن نے حسن ثابت کے واسطے سے انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ جو سبحان اللہ وبحمدہ کہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک لاکھ درخت لگا دیتا ہے جس کی جڑ سونے کی ہوتی ہے۔ تو یہ جعفر جعفر بن حسن بن فرقد ابو سلیمان القصازی البصری ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں اس کی احادیث منکر ہیں۔ ازدی کہتے ہیں محدثین کو اس میں کلام ہے۔ رہا اس کا باپ حسن تو اس کے بارے میں یحیی بن معین فرماتے ہیں کوئی شے نہیں اور اس کی احادیث نہ لکھی جائیں۔ نسائی اور دار قطنی فرماتے ہیں۔ یہ ضعیف ہے۔ ابن حبان رح کہتے ہیں۔ وہ حد عدالت سے باہر ہے ابن عدی رح کہتے ہیں اس کی عام احادیث غیر محفوظ ہیں۔

وَمِنْ ذٰلِكَ مَا رَوَاهُ ابْنُ
مُنْدَةَ وَغَيْرُهُ مِنْ حَدِيْثِ أَحْمَدَ
بْنِ عَبْدِ اللهِ الْجُوْيْبَارِيِّ الْكَذَّابِ
عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ أَدْهَمَ
عَنْ يَزِيْدَ عَنْ اُوَيْسٍ الْقَرْنِيِّ عَنْ
عُمَرَ وَعَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ مَنْ دَعَا بِهٰذِهِ الْاَسْمَاءِ
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ حَيٌّ لَا تَمُوْتُ وَغَالِبٌ
لَا تُغْلَبُ وَبَصِيْرٌ لَا تَرْتَابُ وَ
سَمِيْعٌ لَا تَشُكُّ وَصَادِقٌ لَا تَكْذِبُ
وَصَمَدٌ لَا تَطْعَمُ وَعَالِمٌ لَا تُعَلَّمُ
اِلٰى اَنْ قَالَ فَوَالَّذِيْ بَعَثَنِيْ
بِالْحَقِّ لَوْ دَعٰى بِهٰذِهِ الدَّعَوَاتِ
عَلٰى صَفَائِحِ الْحَدِيْدِ لَذَابَتْ
وَعَلٰى مَاءٍ جَارٍ لَسَكَنَ وَمَنْ دَعَا
عِنْدَ مَنَامِهٖ بِهَا بُعِثَ بِكُلِّ
حَرْفٍ مِنْهَا سَبْعُمِائَةِ اَلْفِ مَلَكٍ
يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لَهٗ وَ
تَابَعَهٗ كَذَّابٌ اٰخَرُ سُلَيْمَانُ بْنُ

ان روایات میں سے وہ بھی ہے جو ابن
مندہ وغیرہ نے احمد بن عبداللہ الجوئباری
الکذاب سے اس سند کے ساتھ شقیق ابراہیم
بن ادہم، یزید، اویس قرنی حضرت عمرؓ
اور حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ کے ساتھ دعا فرمائی
اللہم انت حی لا تموت وغالب لا تغلب و
بصیر لا ترتاب وسمیع لا تشک وصادق لا
کذب وصمد لا تطعم وعالم لا تعلم۔ اس کے
بعد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے
حق دے کر بھیجا ہے، جو ان کلمات کے ساتھ
دعا کرے گا۔ تو لوہے کے تختے بھی پگھل جائیں گے
پانی ساکن ہو جائے گا۔ اور جو اسے سوتے وقت
پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے ہر حرف کے بدلے
سات لاکھ فرشتے بھیجے گا۔ جو اس کے لئے تسبیح
واستغفار کریں گے۔ اس کی متابعت ایک
دوسرے کذاب، سلیمان بن عیسیٰ نے بھی
کی ہے۔ وہ اسے ثوری کے ذریعہ ابراہیم
بن ادہم سے روایت کرتا ہے۔ یہ اور اسی

بن عيسى عن الثوري عن ابراهيم بن ادهم وهذا وامثاله مما لا يرتاب من له ادنى معرفة بالنبي عليه الصلوة والسلام وكلامه انه موضوع مختلف وافك مفترى عليه۔

قسم کی دیگر مثالیں ایسی ہیں۔ کہ جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام سے ادنیٰ معرفت بھی حاصل ہو گی وہ اسے قبول نہیں کر سکتا. کیونکہ یہ کلام موضوع اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمت ہے ؛

ومن ذلك ما رواه عباس بن الضحاك البلخي كذاب اشر عن عمر بن ضحاك مجهول لا يعرف عن ابن معاوية عن الاعمش عن ابي صالح عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم من كتب بسم الله الرحمن الرحيم لم يقم الهاء التي في الله الا كتب الله له الف الف حسنة ومحا عنه الف الف سيئة ورفع له الف الف درجة

اسی قسم کی ایک روایت وہ بھی ہے۔ جو عباس بن الضحاک البلخی اشر نے اس سند کے ذریعہ۔ عمر بن الضحاک المجہول لا یعرف ابن معاویہ، اعمش۔ ابو صالح۔ ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ جو شخص بسم اللہ الرحمان الرحیم لکھے تو اللہ کی ہا ابھی پوری نہ ہو گی۔ کہ اللہ اس کے لئے ایک لاکھ نیکیاں لکھے گا۔ اور ایک لاکھ برائیاں مٹائے گا۔ اور ایک لاکھ درجے بلند فرمائے گا۔

ومن ذلك ما رواه ابو العلاء عن نافع عن ابن عمر يرفعه من كفن ميتا فان له بكل شعرة

انہی روایات میں سے وہ بھی ہے جو ابو العلاءؒ نے نافع کے ذریعہ ابن عمر سے مرفوعاً روایت کی ہے جو میت کو کفن دے تو اس کے لئے ہر بال

نَصِيبُ كَفَنِهِ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَ	کے بدلے جو کفن کو لگے۔ دس نیکیاں ہوں گی
أَبُو الْعَلَاءِ هٰذَا يَرْوِي عَنْ نَافِعٍ	یہ ابو العلاء جو نافع سے روایت کرتا ہے
مَا لَيْسَ فِي حَدِيثِهِ وَلَا يَجُوزُ	اس کا حدیث میں کوئی درجہ نہیں اور نہ
الْاِحْتِجَاجُ بِهِ وَهٰذَا الْحَدِيثُ قَدْ	اس سے احتجاج جائز ہے۔ اس حدیث
رَوَاهُ الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا	کو حسن بن سفیان نے اس سند کے ساتھ
أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا	ابو الربیع الزہرانی صلت بن الحجاج، ابو
الصَّلْتُ بْنُ الْحَجَّاجِ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَلَاءِ	العلاء روایت کیا ہے۔ دارقطنی رح کہتے
قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ يُقَالُ إِنَّ أَبَا	ہیں یہ ابو العلاء خفاف الکوفی ہے اور اس کا نام
الْعَلَاءِ هُوَ الْخَفَّافُ الْكُوفِيُّ وَاسْمُهُ	خالد بن طہمان ہے یحیی بن معین فرماتے ہیں
خَالِدُ بْنُ طَهْمَانَ انْتَهَى وَقَالَ	یہ ضعیف ہے اور وفات سے دس سال قبل
يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ هُوَ ضَعِيفٌ خَلَطَ	اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ اگرچہ اس سے
قَبْلَ مَوْتِهِ بِعَشْرِ سِنِينَ وَكَانَ	قبل یہ ثقہ تھا۔ خرابی حافظہ کے بعد جو الفاظ
قَبْلَ ذٰلِكَ ثِقَةً وَكَانَ فِي تَخْلِيطِهِ	بھی لوگ اس کے سامنے پڑھ دیتے وہ اسے
كُلَّ مَا جَاءُوا بِهِ يَقْرَؤُهُ ۔	حدیث میں داخل کر دیتا۔
وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيثٌ يَرْوِيهِ	اسی قسم کی وہ روایت بھی ہے جو محمد بن
مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْبَيْلَمَانِيُّ	البیلمانی نے ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت کی
عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ	ہے جو عید کے دن صبح روزہ رکھے گویا
وَالسَّلَامُ مَنْ صَامَ يَوْمَ صَبِيحَةِ	اس نے ساری زندگی کے روزے رکھے
يَوْمِ الْفِطْرِ فَكَأَنَّمَا صَامَ الدَّهْرَ	یہ حدیث باطل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ

وَهٰذَا حَدِيثٌ بَاطِلٌ مَوْضُوعٌ
عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَابْنُ الْبَيْلَمَانِيْ يَرْوِيْ الْمَنَاكِيْرَ
قَالَ الْبُخَارِيُّ وَاَبُوْحَاتِمٍ الرَّازِيُّ وَ
النَّسَائِيُّ هُوَ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ وَقَالَ
يَحْيٰى بْنُ مَعِيْنٍ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَقَالَ
الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْحُمَيْدِيُّ ضَعِيْفٌ
وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ حَدَّثَ عَنْ اَبِيْهِ
بِنُسْخَةٍ سَرَدَ فِيْهَا ثَمَانِيْنَ حَدِيْثًا
كُلُّهَا مَوْضُوْعَةٌ لَا يَجُوْزُ الْاِحْتِجَاجُ بِهٖ
وَلَا ذِكْرُهٗ اِلَّا عَلٰى وَجْهِ التَّعَجُّبِ بِهٖ

وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيْثُ مَنْ صَامَ
يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عِبَادَةَ
سِتِّيْنَ سَنَةً فَهٰذَا بَاطِلٌ يَرْوِيْهِ
حَبِيْبُ بْنُ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ
الصَّائِغِ عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَحَبِيْبٌ هٰذَا
غَيْرُ حَبِيْبٍ كَانَ يَضَعُ الْاَحَادِيْثَ

وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيْثٌ يَرْوِيْهِ

علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ ہے ابن البیلمانی
منکر روایات بیان کیا کرتا تھا۔ بخاری رح
ابو حاتم رازی اور نسائی کہتے ہیں اس کی
حدیث منکر ہے۔ یحیی بن معین کہتے ہیں
یہ کوئی شئے نہیں۔ دار قطنی رح اور حمیدی رح
کہتے ہیں یہ ضعیف ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں
یہ اپنے والد کے ایک نسخہ سے روایت
کیا کرتا تھا جس میں اسی حدیثیں تھیں اور
سب کی سب موضوع تھیں۔ ان میں سے
کسی کے ساتھ احتجاج جائز نہیں، ہاں تعجب
کے طور پر اسے ذکر کر سکتا ہے۔

ایسے ہی روایت جو عاشورہ کے روز روزہ
رکھے، اللہ تعالے اس کے لئے ساٹھ سال
کی عبادت لکھتا ہے۔ یہ باطل ہے۔ اسے
حبیب بن ابی حبیب۔ ابراہیم الصائغ میمون
بن مہران، ابن عباس کے ذریعہ روایت کرتا ہے
اور یہ حبیب وہ حبیب نہیں جو احادیث
وضع کیا کرتا تھا۔

اسی قسم کی ایک روایت وہ بھی ہے جو کربلا

زكريا بن دويل الكندي الكذاب الأشر عن حميد الطويل عن أنس عن النبي عليه السلام من داوم على صلوة الضحى ولم يقطعها إلا من علة كنت أنا وهو في الجنة في زورق من نور في بحر من نور حتى نزور رب العلمين ۔

بن دویل الکندی الکذاب الاشر نے حمید کے ذریعہ انس سے مرفوعاً روایت کی ہے، جو نماز چاشت پر مداومت کرے اور اسے درمیان میں قطع نہ کرے تو وہ اور میں جنت میں نور کی ایک کشتی میں نور کے سمندر میں ساتھ سوار ہوں گے۔ اور رب العلمین کی ایک ساتھ زیارت کریں گے۔

ومن ذلك حديث يرويه عمر بن راشد عن يحيى بن أبي كثير عن أبي سلمة عن أبي هريرة قال قال رسول الله عليه الصلوة والسلام من صلى بعد المغرب ست ركعات لم يتكلم بينهن يعدلن له عبادة اثنتي عشرة سنة وعمر هذا قال فيه الإمام أحمد ويحيى بن معين والدارقطني ضعيف وقال أحمد أيضا لا يساوي حديثه شيئا وقال البخاري هذا حديث منكر

انہی روایات میں سے وہ روایت بھی ہے جو عمر بن راشد نے یحیی بن ابی کثیر، ابوسلمہ کے ذریعہ ابوہریرہ سے کی ہے۔ جو شخص بعد المغرب چھ رکعت نماز پڑھے اور ان میں درمیان میں کوئی بات نہ کرے۔ تو اس کی یہ چھ رکعتیں بارہ سال کی عبادت کے برابر ہوں گی (یہ روایت ابن ماجہ میں ہے) امام احمد یحیی بن معین اور دارقطنی اس عمر بن راشد کے بارے میں فرماتے ہیں یہ ضعیف ہے امام احمد یہ بھی فرماتے ہیں اس کی حدیث کسی شئے کی بھی مساوی نہیں امام بخاری فرماتے ہیں یہ حدیث منکر ہے اور انہوں نے اسے بہت ضعیف قرار دیا۔ ابن حبان فرماتے

ضَعَّفَهُ جِدًّا وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ لَا يَحِلُّ ذِكْرُهُ إِلَّا عَلَى سَبِيلِ الْقَدْحِ فَإِنَّهُ يَضَعُ الْحَدِيثَ عَلَى مَالِكٍ وَ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ وَغَيْرِهِمَا مِنَ الثِّقَاتِ

وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيثُ مَنْ صَلَّى يَوْمَ الْأَحَدِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ بِتَسْلِيمَةٍ وَاحِدَةٍ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ اَلْحَمْدُ وَآمَنَ الرَّسُولُ إِلَى آخِرِهَا كَتَبَ لَهُ أَلْفَ حَجَّةٍ وَأَلْفَ عُمْرَةٍ وَأَلْفَ غَزْوَةٍ وَبِكُلِّ رَكْعَةٍ أَلْفَ أَلْفَ صَلٰوةٍ وَجَعَلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ أَلْفَ خَنْدَقٍ فَقَبَّحَ اللّٰهُ وَاضِعَهُ مَا أَجْرَأَهُ عَلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ

وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيثُ مَنْ صَلَّى لَيْلَةَ الْأَحَدِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ مَرَّةً وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ خَمْسَةَ عَشَرَ مَرَّةً أَعْطَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثَوَابَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ عَشَرَ مَرَّاتٍ

ہیں اس کا ذکر بھی جائز نہیں بجز اس کے کہ اس روایت پر جرح مقصود ہو کیونکہ عمر بن راشد امام مالک اور ابن ابی ذئب وغیرہ جیسے ثقات پر احادیث وضع کیا کرتا تھا۔

اسی قسم کی یہ روایت ہے جو اتوار کے دن ایک سلام سے چار رکعت پڑھے اور ہر ایک میں سورت فاتحہ اور آمن الرسول سے آخر سورت تک پڑھے تو اسکے لئے اللہ تعالیٰ ایک ہزار حج، ایک ہزار عمرہ اور ایک ہزار غزوہ کا ثواب لکھتا ہے اور ہر رکعت کے بدلے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب دو اسکے اور دوزخ کے مابین ایک ہزار خندق حائل کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس روایت کو وضع کرنے والے کی صورت بگاڑ دے وہ اللہ اور رسول پر جھوٹ بولنے میں کتنا جری ہے۔

اسی طرح یہ حدیث کہ جو اتوار کی شب میں چار رکعت پڑھے، اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایکبار اور سورت اخلاص پندرہ پندرہ بار تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز دس بار قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اور جب وہ قبر سے نکالا

وَعَمِلَ بِمَا فِي الْقُرْآنِ وَيُخْرِجُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ قَبْرِهِ وَوَجْهُهُ مِثْلُ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَيُعْطِيهِ اللّٰهُ بِكُلِّ رَكْعَةٍ أَلْفَ مَدِينَةٍ مِنْ لُؤْلُؤٍ فِي كُلِّ مَدِينَةٍ أَلْفَ قَصْرٍ مِنْ زَبَرْجَدٍ فِي كُلِّ قَصْرٍ أَلْفَ دَارٍ مِنَ الْيَاقُوتِ وَفِي كُلِّ دَارٍ أَلْفَ بَيْتٍ مِنَ الْمِسْكِ فِي كُلِّ بَيْتٍ أَلْفَ سَرِيرٍ وَاسْتَمَرَّ هٰذَا الْكَذَّابُ الْأَشِرُ عَلَى الْأُلُفِ۔

جلائے گا تو اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔ اور اللہ تعالے اسے ہر رکعت کے بدلے ایک ہزار موتیوں کے شہر عطا فرمائے گا۔ اور ہر شہر میں ایک ہزار زبرجد کے محل ہوں گے اور ہر قصر میں ایک ہزار یاقوت کے مکان اور ہر مکان میں ایک ہزار مشک کے کمرے اور ہر کمرے میں ایک ہزار تخت ہونگے علی ہذا القیاس اسی طرح یہ کذاب اور بدمعاش ایک ہزار کی قید لگاتا چلا گیا۔

وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيثُ مَنْ صَلّٰى يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ سِتَّ رَكَعَاتٍ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ مَرَّةً وَعِشْرِينَ مَرَّةً قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ بَعْدَ ذٰلِكَ عَشْرَ مَرَّاتٍ أَعْطَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثَوَابَ أَلْفِ صِدِّيقٍ وَأَلْفِ عَابِدٍ وَأَلْفِ زَاهِدٍ فَقَبَّحَ اللّٰهُ وَاضِعَهُ وَمُخْتَلِقَهُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ عَلَيْهِ

بعینہ یہ روایت جو دوشنبہ کی رات میں چھ رکعت نماز پڑھے ہر ایک میں سورت فاتحہ ایک بار اور سورت اخلاص بیس بار پڑھے اور بعد میں دس بار استغفار کرے تو اللہ تعالے اسے قیامت کے روز ایک ہزار صدیق۔ ایک ہزار عابد اور ایک ہزار زاہدوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالے اس کے واضع اور حضور پر جھوٹ بولنے والے کی صورت بگاڑے

الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَھُوَ مِنْ عَمَلِ
الجُوْبَارِیِّ الْخَبِیْثِ ۔
وَمِنْ ذٰلِکَ حَدِیْثُ مَنْ
صَلّٰی لَیْلَۃَ الْاِثْنَیْنِ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ
یَقْرَأُ فِیْ کُلِّ رَکْعَۃٍ فَاتِحَۃَ الْکِتَابِ
مَرَّۃً وَاٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ مَرَّۃً وَقُلْ ھُوَ
اللّٰہُ اَحَدٌ مَرَّۃً وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ
الْفَلَقِ مَرَّۃً وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ
مَرَّۃً غُفِرَتْ ذُنُوْبُہٗ کُلُّھَا وَاَعْطَاہُ
اللّٰہُ قَصْرًا فِی الْجَنَّۃِ مِنْ دُرَّۃٍ بَیْضَاءَ
فِیْ جَوْفِ الْقَصْرِ سَبْعَۃُ اَبْیَاتٍ
طُوْلُ کُلِّ بَیْتٍ ثَلَاثَۃُ اٰلَافِ ذِرَاعٍ
وَعَرْضُہٗ مِثْلُ ذٰلِکَ وَاسْتَقَرَّ ھٰذَا
الْکَذَّابُ الْخَبِیْثُ عَلٰی حَدِیْثٍ
طَوِیْلٍ فِیْہِ مِنْ ھٰذِہِ الْمُجَازَفَاتِ
وَھُوَ مِنْ عَمَلِ الْحُسَیْنِ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ
الْکَذَّابِ دَجَّالٍ یَرْوِیْ عَنْ مُحَمَّدِ
بْنِ طَاھِرٍ وَوَضَعَ مِنْ ھٰذَا الضَّرْبِ
اَحَادِیْثَ صَلٰوۃِ یَوْمِ الْاَحَدِ لَیْلَۃَ

یہ احمد بن عبداللہ الجوئباری الکذاب
الخبیث کا کام ہے۔
یہ بھی ایک روایت ہے۔ جو دو
شنبہ کی رات کو چار رکعت نماز پڑھے
ہر رکعت میں سورت فاتحہ ایک بار
آیت الکرسی ایک بار۔ قل ہو اللہ۔
ایک بار قل اعوذ برب الفلق ایک
بار قل اعوذ برب الناس ایک
بار پڑھے۔ تو اللہ تعالٰے اس کے
تمام گناہوں کا کفارہ فرما دے گا
اور اس کے لئے اللہ تعالے جنت
میں ایک محل بنائے گا۔ جو سپید
موتیوں کا ہوگا۔ ہر محل میں سات گھر
ہوں گے۔ جن کا طول و عرض تین
ہزار گز ہوگا۔ اسی طرح اس
کذاب خبیث نے ایک لمبی حدیث
بیان کی۔ جس میں یہی خرافات بھری
ہوئی ہیں۔ اور یہ تمام شرارت
حسین بن ابراہیم کذاب و دجال کی

الْاَحَدِ وَيَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَلَيْلَةِ	کی ہے۔ جو محمد بن طاہر سے روایت کرتا
الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمِ الثَّلَاثَاءِ وَلَيْلَةِ	ہے۔ اسی طرح اس نے ہفتے کے تمام
الثَّلَاثَاءِ وَهٰكَذَا فِىْ سَائِرِ اَيَّامِ	ایام کے لئے اس نے احادیث
الْاُسْبُوْعِ وَلَيَالِيْهِ ٭	وضع کیں ؛
وَهٰذَا بَابٌ وَاسِعٌ جِدًّا	یہ باب بہت وسیع ہے ہم نے اس
وَاِنَّمَا ذَكَرْنَا مِنْهُ جُمْلَةً يَسِيْرَةً لِتَعْرِفَ	میں سے کچھ تھوڑا ساجزو بیان کیا ہے
بِهٖ اَنَّ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثَ وَاَمْثَالَهَا	تاکہ اس قسم کی احادیث کی پہچان پیدا ہو
مِمَّا فِيْهِ هٰذِهِ الْمُجَازَفَاتُ الْقَبِيْحَةُ	جائے کہ جن روایات میں اس قسم کی خرافات
الْبَارِدَةُ كُلُّهَا كَذِبٌ عَلٰى رَسُوْلِ	قبیحہ ہوں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِ اعْتَنٰى	پر جھوٹ ہے۔ اور اسی قسم کی احادیث
بِهَا كَثِيْرٌ مِنَ الْجُهَّالِ بِالْحَدِيْثِ مِنَ	ان جہلا نے وضع کی ہیں۔ جو زہد، فقر اور
الْمُنْتَسِبِيْنَ اِلَى الزُّهْدِ وَالْفَقْرِ وَ	تصوف کے ساتھ منسوب ہیں (اور اس کی
كَثِيْرٌ مِنَ الْمُنْتَسِبِيْنَ اِلَى الْفُقَرَاءِ	تصدیق کرنا چاہیں تو آجکل پیروں کو دیکھ لیں
وَالْاَحَادِيْثُ الْمَوْضُوْعَةُ عَلَيْهَا	وہ صحیح طور پر اپنے ان شیاطین آباد کے
ظُلْمَةٌ وَرَكَاكَةٌ وَمُجَازَفَاتٌ بَارِدَةٌ	جانشین ہیں) اور بہت سی روایات وہ
تُنَادِىْ عَلٰى وَضْعِهَا وَاخْتِلَاقِهَا	ہیں جو فقر کی جانب منسوب ہیں۔ اور ان
مِثْلَ حَدِيْثِ مَنْ صَلَّى الضُّحٰى	موضوع روایات پر ایک ظلمت و رکاکت
كَذَا وَكَذَا رَكْعَةً اُعْطِىَ ثَوَابَ	اور خرافات ظاہر ہوتی ہے۔ جو خود اس
سَبْعِيْنَ نَبِيًّا وَكَانَ هٰذَا الْكَذَّابُ	کے موضوع ہونے کو بیان کر دیتی ہے مثلاً

الخبيث لم يعلم أن غير النبي لو صلى عمر نوح لم يعط ثواب نبي واحد وكقوله من اغتسل يوم الجمعة بنية وخشية كتب الله بكل شعرة نورا يوم القيامة ورفع الله له بكل قطرة درجة في الجنة من الدر والياقوت والزبرجد بين كل درجتين مسيرة مائة عام وهو في حديث طويل قبح الله واضعه وهو من عمل عمر بن صبيح الكذاب الخبيث والله أعلم۔

یہ روایت جو چاشت کی اتنی اتنی رکعت نماز پڑھے تو اسے ستر انبیاء کا ثواب دیا جاتا ہے اور یہ خبیث کذاب اتنی بات نہیں جانتا کہ اگر کوئی شخص نبی کے علاوہ عمر نوح کے برابر بھی نماز پڑھے تو اسے ایک نبی کی نماز کا ثواب نہیں مل سکتا ایسے ہی یہ قول کہ جو جمعہ کے روز ڈرتے ہوئے غسل کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر بال کے بدلے قیامت کے روز نور اور ہر قطرہ کے بدلے جنت میں موتی یاقوت اور زبرجد کا ایک درجہ عطا فرمائے گا اور ہر دو درجوں کے درمیان سو سال کی مسافت ہوگی اس طرح اس نے ایک لمبی حدیث روایت کی اللہ تعالیٰ اس کے واضع کی صورت خراب کرے اور یہ روایت عمر بن صبیح الکذاب الخبیث کی وضع کردہ ہے

فصل

ونحن ننبه على أمور كلية يعرف بها كون الحديث موضوعا۔

اب ہم ان امور کلیہ کو بتانا چاہتے ہیں جن کے ذریعہ حدیث کے موضوع ہونے کا علم حاصل ہو جائے۔

فمنها اشتماله على أمثال

اول یہ ہے کہ حدیث ایسی امثال و خرافات

هٰذِهِ الْمُجَازَفَاتُ الَّتِيْ لَا يَقُوْلُ	پر مشتمل ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و
مِثْلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ	وسلم نے اس جیسی بات نہ فرمائی ہو
وَالسَّلَامُ وَهِيَ كَثِيْرَةٌ كَقَوْلِهٖ فِيْ	اور یہ مکذوبین کی روایات میں بکثرت
الْحَدِيْثِ الْمَكْذُوْبِ مَنْ قَالَ	پایا جاتا ہے۔ مثلاً یہ روایت جو شخص
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ تِلْكَ	لا الہ الا اللہ کہے، تو اللہ تعالے اس
الْكَلِمَةِ طَائِرًا لَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ	کلمہ سے ایک پرندہ پیدا فرماتا ہے۔
لِسَانٍ لِكُلِّ لِسَانٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ	جس کی ستر زبانیں ہوتی ہیں اور ہر زبان
لُغَةٍ يَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَهٗ وَمَنْ	میں ستر لغت ہوتے ہیں۔ اور وہ اللہ
فَعَلَ كَذَا وَكَذَا اُعْطِيَ فِي الْجَنَّةِ	سے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں
سَبْعِيْنَ اَلْفَ مَدِيْنَةٍ فِيْ كُلِّ	یا اسی قسم کی دیگر روایات جن میں
مَدِيْنَةٍ سَبْعِيْنَ اَلْفَ قَصْرٍ فِيْ	یہ آتا ہے کہ جو فلاں فلاں عمل کرے۔ تو
كُلِّ قَصْرٍ سَبْعِيْنَ اَلْفَ حَوْرَاءَ	جنت میں اسے ستر شہر عطا کئے جائیں گے
وَاَمْثَالُ هٰذِهِ الَّتِيْ لَا يَخْلُوْ حَالُ	ہر شہر میں ستر ہزار قصر اور ہر قصر میں ستر
وَاضِعِهَا مِنْ اَحَدِ الْاَمْرَيْنِ اِمَّا	ہزار حوریں ہوں گی۔ اور اس قسم کی
اَنْ يَكُوْنَ فِيْ غَايَةٍ مِنَ الْجَهْلِ	مثالیں دو حال سے خالی نہیں، یا تو ان
وَالْحُمْقِ وَاِمَّا اَنْ يَكُوْنَ زِنْدِيْقًا	کا واضع انتہائی درجہ جاہل اور احمق ہے
قَصَدَ التَّنْقِيْصَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ	یا زندیق ہے، کہ اس قسم کے کلمات حضور
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِاِضَافَةِ	کی جانب منسوب کرکے آپ کی تنقیص
مِثْلِ هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ اِلَيْهِ ۔	کا ارادہ مقصود تھا ۔

ومنها أن يكذب الحس له
كحديث الباذنجان لما أكل له
وحديث الباذنجان شفاء من
كل داء، قبح الله واضعهما فإنه لو
قاله بعض جهلة الأطباء ليسخر
الناس منه ولو أكل الباذنجان
للحمى السوداء الغالبة وكثير
من الأمراض لم يزدها إلا شدة
ولو أكله فقير ليستغني لم يفد
الغني أو جاهل ليتعلم لم يفده
العلم وكذلك حديث إذا عطس
الرجل عند الحديث فهو صدق
وهذا وإن صحح بعض الناس
سنده فالحس يشهد بوضعه
لأنا نشاهد العطاس والكذب
يعمل عمله ولو عطس مائة
ألف رجل عند حديث يروى
عن النبي عليه الصلوة والسلام
لم يحكم بصحته بالعطاس ولو

دوسری قسم کی روایات وہ ہیں جنہیں حس
جھوٹ تصور کرے۔ جیسا کہ یہ حدیث کہ بینگن
جس شئے کے لئے بھی کھایا جائے۔ اور یہ روایت کہ
بینگن ہر بیماری کی شفاء ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے
واضع کی صورت خراب کرے۔ یہ حدیث بعض جاہل
حکماء نے لوگوں کو مسخر کرنے کیلئے یہ وضع
کی ہے۔ (بینگن سوداوی بخار)
اور بہت سے امراض ایسے ہیں کہ بینگن سے مرض میں اور
شدت واقع ہو جاتی ہے۔ اگر اسے فقیر کھائے تو غنی
ہو جائے اور اسکا غنا کبھی ختم نہ ہو۔ اگر جاہل کھائے تو
عالم بن جائے۔ اور اسکا علم کبھی ختم نہ ہو۔ اسی طرح یہ
روایت کہ جب کسی کو بات کرتے وقت چھینک آجائے
تو سمجھو وہ بات سچی ہے۔ اگرچہ اس روایت کی سند بعض
لوگوں سے صحیح بھی ہو لیکن حس اسکے موضوع ہونے کی گواہی
دے رہی ہے۔ کیونکہ ہمارا مشاہدہ یہ بات ثابت کرتا ہے
کہ چھینک اور جھوٹ بیک وقت بھی واقع ہو جاتے ہیں۔ اور
جھوٹ جھوٹ ہے چاہے ایک لاکھ آدمی کیوں نہ چھینکیں
اور حضور سے جو احادیث ثابت ہیں انمیں کسی ایک پر
بھی چھینک کے ذریعہ صحت کا حکم نہیں لگایا گیا۔ اور اگر

عطسوا عنده شهادة رجل لم
يحكم بصدقه قلت وقد روى
أبو نعيم عن أبي هريرة رضي الله
عنه بلفظ العاطس عند الدعاء
شاهد صدق كذا في الجامع
الصغير ولا يخفى أنه إذا ثبت
شيء في العقل فلا عبارة
بمخالفة الحس من العقل و
كذلك حديث عليكم بالعدس
فإنه مبارك يرق القلب ويكثر
الدمعة قدس فيه سبعون
نبيا وقد سئل عبد الله بن
مبارك عن هذا الحديث وقيل
له إنه يروى عنك فقال
وعني ما أرفع شيئا في العدس
إنه شهوة اليهود ولو قدس فيه
نبي واحد لكان شفاء من الأدواء
فكيف بسبعين نبيا وقد سماه
الله تعالى أدنى وذم من اختاره

کسی کی شہادت کیوقت تمام لوگ چھینکیں تب بھی
اسکی صداقت کا حکم جاری نہیں کیا جاتا۔ ملا علی قاری
فرماتے ہیں ابو نعیم نے ابو ہریرہؓ سے ان الفاظ کیساتھ
روایت کیا ہے کہ بلاشبہ وقت دعا کیوقت چھینک
آجانا سچا گواہ ہے۔ جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے۔ اور یہ بات
مخفی نہیں کہ اگر کوئی بات عقلاً ثابت ہو جائے تو اگر
حس عقل کی مخالفت کرے تو اس کی کوئی حیثیت
باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح یہ روایت کہ مسور کی دال کو
لازم پکڑو کیونکہ یہ مبارک ہے دل کو نرم کرتی اور آنسوؤں
کو زیادہ کرتی ہے اس میں ستر انبیاء کے ذریعے پاکی داخل کی
گئی ہے۔ عبداللہ بن المبارک سے اس روایت کے بارے
میں دریافت کیا گیا اور ان سے سوال کیا گیا کہ یہ روایت
آپ سے کی جاتی ہے انہوں نے فرمایا میرا نام نہ لو۔ میں
مسور کا کوئی درجہ بھی بلند نہیں کر سکتا یہ تو یہود کی خواہشات
کا نتیجہ ہے اور اگر اسے ایک نبی بھی پاک بنا تا تو یہ
تمام بیماریوں کی شفا بن جاتی۔ کجا کہ ستر انبیاء۔ اللہ تعالیٰ نے
اسے معمولی شے قرار دیا ہے اور ان لوگوں کی مذمت
کی جنہوں نے من و سلویٰ کے مقابلے میں اسے ترجیح دی
اور اسے پیاز اور لہسن کے برابر قرار دیا۔ اسی باعث

مِنَ الْمَنِّ وَالسَّلْوٰى وَجَعْلَهُ قَرِيْنَ
الثُّوْمِ وَالْبَصَلِ افْتَرٰى اَنْبِيَاءَ
بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ مَعَ سَوَائِهِ لِهٰذِهِ
الْعِلَّةِ وَالْمَضَارِّ الَّتِيْ فِيْهِ مِنْ تَهْيِيْجِ
السَّوْدَاءِ وَالنَّفْخِ وَالرِّيَاحِ الْغَلِيْظَةِ
وَضِيْقِ النَّفْسِ وَالدَّمِ الْفَاسِدِ
وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْمَضَارِّ الْمَحْسُوْسَةِ
وَكَثِيْرًا اَنْ يَكُوْنَ هٰذَا الْحَدِيْثُ
مِنْ وَضْعِ الَّذِيْنَ اخْتَارُوْهُ عَلَى
الْمَنِّ وَالسَّلْوٰى وَاَشْبَاهُهُمْ قُلْتُ
وَقَدْ تَقَدَّمَ مَا يُقَوِّيْ كَلَامَهُ
وَكَذٰلِكَ حَدِيْثُ اِنَّ اللّٰهَ
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ يَوْمَ
عَاشُوْرَاءَ وَكَذٰلِكَ حَدِيْثُ اَشْرِبُوْا
عَلَى الطَّعَامِ تَشْبَعُوْا فَاِنَّ الشُّرْبَ
عَلَى الطَّعَامِ يُفْسِدُهُ وَيَمْنَعُ مِنْ
اِسْتِقْرَارِهِ فِي الْمَعِدَةِ وَمِنْ كَمَالِ
نُضْجِهِ وَكَذٰلِكَ حَدِيْثُ اَكْذَبُ
النَّاسِ الصَّبَّاغُوْنَ وَالصَّوَّاغُوْنَ

ان یہود نے انبیاء بنی اسرائیل پر یہ افترا باندھا
کہ انہوں نے اسے اس عیب سے پاک کر دیا حالانکہ
اس میں مختلف نقصانات ہیں۔ سوداء کو زیادہ
کرنا، نفخ اور ریاح غلیظہ پیدا کرتی ہے۔ نیز
سانس کو روکتی اور خون فاسد پیدا کرتی ہے
اس کے علاوہ اور بہت سے محسوس نقصانات
موجود ہیں۔ اور یہ حدیث ان لوگوں نے وضع کی
ہے جنہوں نے اسے من وسلوی پر ترجیح دی ہے
یا انہی جیسے دیگر اشخاص۔ ملا علی قاری فرماتے
ہیں، پہلے دیگر علماء کے اقوال گزر چکے، جو ابن
المبارک کی تائید کرتے ہیں
اسی طرح یہ حدیث کہ اللہ تعالے نے
زمین و آسمان عاشوراء کے روز پیدا
فرمائے۔ اسی طرح یہ حدیث کہ کھانے پر
پانی پیا کرو، ایک تو اس سے تمہارا پیٹ
بھر جائے گا۔ نیز کھانے پر پانی پینا کھانے کو
تحلیل کر دیتا ہے۔ اور کھانے کو معدہ میں
ٹھہرنے نہیں دیتا۔ اسی طرح یہ حدیث کہ لوگوں
میں سب سے جھوٹے رنگریز ہیں۔ تو حس اس

فَالْحِسُّ يَرُدُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَاِنَّ الْكِذْبَ فِيْ غَيْرِهِمْ اَضْعَافُهُ فِيْهِمْ كَالرَّافِضَةِ فَاِنَّهُمْ اَكْذَبُ خَلْقِ اللّٰهِ وَالْكُهَّانِ وَالطُّرُقِيَّةِ وَالْمُنَجِّمُوْنَ وَقَدْ تَاَوَّلَهُ بَعْضُهُمْ عَلٰى اَنَّ الْمُرَادَ بِالصَّبَّاغِ الَّذِيْ يَزِيْدُ فِي الْحَدِيْثِ اَلْفَاظًا تُزَيِّنُهُ وَالصَّوَّاغَ الَّذِيْ يَصُوْغُ الْحَدِيْثَ لَيْسَ لَهٗ اَصْلٌ وَهٰذَا تَكَلُّفٌ بَارِدٌ الْحَدِيْثُ بَاطِلٌ قُلْتُ وَهٰذَا اَغْرَبُ مِنْهُ فَاِنَّ الْحَدِيْثَ بِعَيْنِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ۔

حدیث کا انکار کرتی ہے۔ کیونکہ ان کے علاوہ دیگر طبقوں میں ان سے بہت زیادہ جھوٹ پایا جاتا ہے۔ جیسے رافضی کہ اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ جھوٹے ہیں۔ کاہن اور نجومی وغیرہ۔ بعض علماء نے اس کی یہ تاویل کی ہے۔ کہ یہاں صباغ سے مراد وہ لوگ ہیں جو حدیث میں بطور زینت الفاظ کی زیادتی کرتے ہیں۔ حدیث میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ بلکہ یہ حدیث میں زبردستی کی تاویل ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ قول غریب ہے کیونکہ اس حدیث کو احمد، ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا سَمَاجَةُ الْحَدِيْثِ وَكَوْنُهٗ مِمَّا يُسْخَرُ مِنْهُ كَحَدِيْثِ لَوْ كَانَ الْاَرُزُّ رَجُلًا لَكَانَ حَلِيْمًا مَا اَكَلَهٗ جَائِعٌ اِلَّا اَشْبَعَهٗ وَهٰذَا مِنْ

معرفت حدیث میں سماجۃ الحدیث بھی داخل ہے اور اس میں وہ روایات داخل ہیں۔ جن کے ذریعہ لوگوں کو مسخر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ یہ روایت اگر چاول انسان ہوتا تو بہت حلیم الطبع

النَّسِیْجِ الْبَارِدِ الَّذِیْ یُصَانُ عَنْہُ
الْفُضَلَاءُ فَضْلًا عَنْ سَیِّدِ
الْاَنْبِیَاءِ وَحَدِیْثُ الْجَوْزِ دَوَاءٌ
وَالْجُبْنُ دَاءٌ فَاِذَا دَخَلَ فِی الْجَوْفِ
صَارَ شِفَاءً فَلَعَنَ اللّٰہُ وَاضِعَہٗ
عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ
حَدِیْثُ لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی
الْحِلْبَۃِ لَاشْتَرَوْھَا بِوَزْنِھَا ذَھَبًا
وَحَدِیْثُ اَحْضِرُوْا مَوَائِدَکُمُ
الْبَقْلَ فَاِنَّہٗ مَطْرَدَۃٌ لِلشَّیَاطِیْنِ وَ
حَدِیْثُ مَا مِنْ وَرَقَۃِ الْھِنْدَبَاءِ
اِلَّا عَلَیْھَا قَطْرَۃٌ مِنْ مَاءِ الْجَنَّۃِ
وَحَدِیْثُ بِئْسَتِ الْبَقْلَۃُ الْجِرْجِیْرُ
مَنْ اَکَلَ مِنْھَا لَیْلًا بَاتَ وَنَفْسُہٗ
تُنَازِعُہٗ وَتَضْرِبُ عِرْقَ الْجُذَامِ
مِنْ اَنْفِہٖ فَکُلُوْہُ نَھَارًا وَکُفُّوْا عَنْھَا
لَیْلًا وَحَدِیْثُ فَضْلُ دُھْنِ
الْبَنَفْسَجِ عَلَی الْاَدْھَانِ کَفَضْلِ
اَھْلِ الْبَیْتِ عَلٰی سَائِرِ الْخَلْقِ وَ

ہوتا جب بھی اسے بھوکا کھائیگا تو اس کا پیٹ بھر جائیگا
اور یہ اس قسم کی فضولیات ہیں کہ جن سے فضلاء بھی بری ہیں
کجا کہ سید الانبیاءؐ، اور یہ حدیث اخروٹ دوا ہے اور
اور پھٹا ہوا دودھ بیماری ہے لیکن پیٹ میں داخل
ہونیکے بعد شفاء بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے وضع کرنے والے
پر جس نے اسے حضور کی جانب منسوب کیا ہے لعنت فرمائے
اسی طرح یہ روایت اگر لوگ یہ جان لیں کہ عادات
میں کیا خوبی ہے تو اسے سونے سے وزن کر کے خریدیں
اسی طرح یہ روایت کہ اپنے دسترخوانوں پر ترکاری ضرور
رکھا کرو کیونکہ وہ شیطان کو دور کرتی ہے ایسے ہی
یہ روایت کہ ہندبا (ایک ترکاری) کے پتوں پر جنت کے
پانی کا ایک قطرہ ہے، اسی طرح یہ حدیث کہ جرجیر ترکاری
بہت بری ہے جو اسے رات کو کھانے لگا، اس کا سانس
رکتا رہے گا، اور جذام کا عرق اس کی ناک سے گرتا رہیگا
اسے دن میں کھاؤ اور رات میں اسے نہ کھاؤ، ایسے ہی
یہ روایت کہ بنفشہ کا تیل تمام تیلوں پر ایسی ہی فضیلت
رکھتا ہے جیسا کہ اہل بیت تمام مخلوق پر اسی طرح
یہ روایت کہ ککڑی تمام ترکاریوں سے اتنی ہی افضل
ہے جیسا کہ گندم تمام دانوں سے افضل ہے اور یہ

حَدِيْثُ فَضْلِ الْكُرَّاثِ عَلٰى سَائِرِ
الْبُقُوْلِ كَفَضْلِ الْبُرِّ عَلَى الْحُبُوْبِ
وَحَدِيْثُ الْكَمَاةِ وَالْكَرَفْسِ
طَعَامُ اِلْيَاسَ وَالْيَسَعَ وَحَدِيْثُ
مَا مِنْ رُمَّانٍ اِلَّا وَيُلْقَحُ بِحَبَّةٍ مِنْ
مِنْ رُمَّانِ الْجَنَّةِ وَحَدِيْثُ رَبِيْعُ
اُمَّتِيْ اَلْعِنَبُ وَالْبِطِّيْخُ وَحَدِيْثُ
عَلَيْكُمْ بِمُدَاوَمَةِ اَكْلِ الْعِنَبِ
مَعَ الْخُبْزِ وَحَدِيْثُ عَلَيْكُمْ بِالْمِلْحِ
فَاِنَّ فِيْهِ شِفَاءً مِنْ سَبْعِيْنَ
دَاءٍ وَحَدِيْثُ مَنْ اَكَلَ فُوْلَةً
بِقِشْرِهَا اَخْرَجَ اللهُ مِنْهُ مِنَ الدَّاءِ
مِثْلَهَا لَعَنَ اللهُ وَاضِعَهَا قُلْتُ
اَوْرَدَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الضُّعَفَاءِ
مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا وَ
حَدِيْثُ لَا تَسُبُّوا الدِّيْكَ فَاِنَّهُ
صَدِيْقِيْ وَلَوْ يَعْلَمُ بَنُوْ اٰدَمَ مَا فِيْ
صَوْتِهٖ لَاشْتَرَوْا رِيْشَهٗ وَلَحْمَهٗ
بِالذَّهَبِ قُلْتُ لٰكِنْ صَدْرُ الْحَدِيْثِ

روایت کماۃ اور کرفس ہر امیر و غریب کا کھانا ہے
اور یہ روایت کوئی انار ایسا نہیں کہ اس کے
دانوں کے ساتھ جنت کے انار کے دانے نہ ہوں
میری امت کا موسم بہار انگور اور بطیخ ہے (ایک
گھاس ہے جس کے پتے روٹی کی طرح ہوتے ہیں اور
زمین پر پھیلتے ہیں۔ اور اس میں پھل آتا ہے) اور یہ
روایت روٹی کے ساتھ انگور کھانے پر مداومت کیا
کرو۔ اور یہ روایت نمک کو لازم پکڑو کیونکہ اس
میں ستر بیماریوں سے شفا رہے۔ اور جو لوبھیا کو مع
چھلکوں کے کھائے اللہ تعالیٰ اس سے اتنی ہی
بیماریاں دور فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان روایات
کے وضع کرنے والے پر لعنت فرمائے ملا علی قاری
فرماتے ہیں اس روایت کو ابن حبان نے ضعفاء میں
حضرت عائشہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور یہ
حدیث مرغ کو برا نہ کہو۔ کیونکہ وہ میرا دوست ہے
اگر بنی آدم اس بات کو جان لیں کہ اس کی آواز میں
کیا خوبی ہے تو اس کے پر اور گوشت کو سونے کے
بدلے خریدیں ملا علی قاری فرماتے ہیں اس روایت کا
شروع حصہ صحیح ہے۔ کیونکہ ابوداؤدؒ نے سند

ثابت فقد رواه ابو داود مرفوعا
بسند حسن عن زيد بن خالد
بلفظ لا تسبوا الديك فانه يوقظ
للصلوٰة وروى ابن قانع عن ايوب
بن عتبة بسند ضعيف الديك
الابيض صديقي زاد ابو بكر البرقي
عن ابي زيد الانصاري وصديق
صديقي وعدو عدو الله وفي
رواية الحارث عن عائشة وانس
بلفظ وعدو عدوي وزاد الحارث
عن ابي زيد الانصاري يحرس
دار صاحبه وتسع دور حولها
ورواه البغوي عن خالد بن معدان
وقال سبع ادر جمع دار وفي
رواية العقيلي وابي الشيخ في العظمة
عن انس ولفظه الديك الابيض
الافرق حبيبي وحبيب حبيبي
جبرئيل يحرس بيته وستة عشر
بيتا من جيرانه اربعة عن اليمين

حسن کے ساتھ زید بن خالد رضؓ سے مرفوعاً
روایت کیا ہے مرغ کو برا نہ کہو کیونکہ وہ نماز
کے لئے جگاتا ہے۔ ابن قانع نے ایوب بن عتبہ
سے سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے، کہ
سپید مرغ میرا دوست ہے۔ ابوبکر البرقی نے ابوزید
انصاری سے اس میں کچھ الفاظ زیادہ کئے
ہیں، اور میرے دوست کا دوست اور اللہ کے
دشمن کا دشمن ہے۔ اور حارث کی روایت میں عائشہ رضؓ
اور انس رضؓ سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے،
کہ میرے دشمن کا دشمن ہے۔ اور حارث نے
ابوزید انصاری رضؓ سے یہ زیادتی بھی روایت کی
ہے کہ گھر والوں کا پہرہ دیتا اور اس کے اردگرد
گھومتا رہتا ہے بغوی نے خالد بن معدان رضؓ سے
سات مکانوں کا ذکر کیا ہے۔ اور عقیلی اور ابو الشیخ
کی روایت میں انس رضؓ سے ان الفاظ کے ساتھ
مروی ہے کہ سپید مرغ میرا بھی دوست اور میرے
دوست جبرائیل کا بھی دوست ہے۔ مالک کے
گھر کا بھی پہرہ دیتا ہے اور اس کے سولہ پڑوسیوں
کے مکانوں کا بھی۔ چار دائیں، چار بائیں، چار آگے

وَاَرْبَعَۃٌ مِّنَ الشِّمَالِ وَاَرْبَعَۃٌ مِّنْ قُدَّامِہٖ وَاَرْبَعَۃٌ مِّنْ خَلْفِہٖ اَلْحَکَلُ فِی الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ وَمَعَ وُجُوْدِ ھٰذِہِ الرِّوَایَاتِ وَکَوْنِھَا ضَعِیْفَۃً وَّتَتَقَوّٰی بِکَثْرَۃِ الطُّرُقِ لَمْ یَحْسُنِ الْحُکْمُ عَلَیْہِ بِالْوَضْعِ اِلَّا بِاعْتِبَارِ اٰخِرِ مَاذُکِرَ فِی الْحَدِیْثِ وَحَدِیْثُ مَنِ اشْتَرٰی دِیْکًا اَبْیَضَ لَمْ یَقْرَبْہُ الشَّیْطَانُ وَلَا سِحْرٌ قُلْتُ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِلَفْظِ الدِّیْکُ یُؤَذِّنُ بِالصَّلٰوۃِ مَنِ اتَّخَذَ دِیْکًا اَبْیَضَ حُفِظَ مِنْ ثَلٰثَۃٍ مِّنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّسَاحِرٍ وَّکَاھِنٍ وَحَدِیْثُ اِنَّ لِلّٰہِ دِیْکًا عُنُقُہٗ مَطْوِیَّۃٌ تَحْتَ الْعَرْشِ وَرِجْلَاہُ فِی التُّخُوْمِ فَبِالْجُمْلَۃِ کُلُّ اَحَادِیْثِ الدِّیْکِ کَذِبٌ اِلَّا حَدِیْثُ اِذَا سَمِعْتُمْ صِیَاحَ الدِّیْکَۃِ فَاسْئَلُوا اللّٰہَ مِنْ فَضْلِہٖ فَاِنَّھَا رَاَتْ مَلَکًا ○

اور چار پیچھے۔ یہ تمام روایات جامع الصغیر میں ہیں۔ اگرچہ یہ سب روایات ضعیف ہیں لیکن ایک دوسرے کی تقویت کے باعث ہیں ان پر وضع کا حکم جاری نہیں کیا جا سکتا۔ مگر آخری روایت جو ذکر کی گئی ہے اور یہ حدیث جو سپید مرغ خریدے۔ تو شیطان اور جادو اس کے پاس نہیں پھٹک سکتے بیہقی نے اس روایت کو ابن عمرؓ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ مرغ نماز کے لئے اذان دیتا ہے جو سپید مرغ رکھے وہ تین باتوں سے محفوظ رہتا ہے۔ شیطان جادوگر اور کاہن سے۔ اور یہ حدیث کہ اللہ کے لئے ایک مرغ ہے جس کی گردن عرش کے نیچے لپٹی ہوئی ہے۔ اور اس کے پیر تحت الثریٰ میں ہیں۔ تو مرغ کے بارے میں جتنی روایات ہیں سب جھوٹ ہیں سوائے اس حدیث کے کہ جب تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالےٰ سے اس کے فضل کا سوال کرو۔ کیونکہ اس نے فرشتے کو دیکھا ہے ○

فَصْلٌ

وَمِنْهَا مُنَاقَضَةُ الْحَدِيْثِ
لِمَا جَاءَتْ بِهِ السُّنَّةُ الصَّرِيْحَةُ مُنَاقَضَةً
بَيِّنَةً فَكُلُّ حَدِيْثٍ يَشْتَمِلُ عَلٰى فَسَادٍ
أَوْ ظُلْمٍ أَوْ عَبَثٍ أَوْ مَدْحِ بَاطِلٍ أَوْ
ذَمِّ حَقٍّ أَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ فَرَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ بَرِيْءٌ وَ
مِنْ هٰذَا الْبَابِ أَحَادِيْثُ مَنِ اسْمُهُ
مُحَمَّدٌ أَوْ أَحْمَدُ وَأَنَّ كُلَّ مَنْ يُسَمّٰى
بِهٰذَا الْاِسْمِ لَمْ يَدْخُلِ النَّارَ فَهٰذَا
يُنَاقِضُ مَا هُوَ مَعْلُوْمٌ مِنْ دِيْنِهٖ
أَنَّ النَّارَ لَا يُجَارُ مِنْهَا بِالْأَسْمَاءِ وَالْأَلْقَابِ
وَإِنَّمَا النَّجَاةُ مِنْهَا بِالْإِيْمَانِ وَالْأَعْمَالِ
الصَّالِحَةِ وَمِنْ هٰذَا الْبَابِ أَحَادِيْثُ
كَثِيْرَةٌ عُلِّقَتِ النَّجَاةُ مِنَ النَّارِ بِهَا
وَأَنَّهَا لَا تَمَسُّ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَغَايَتُهَا
أَنْ يَكُوْنَ مِنْ صِغَارِ الْحَسَنَاتِ وَ
الْمَعْلُوْمُ مِنْ دِيْنِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ خِلَافُ

ایک اصول یہ بھی ہے کہ اس قسم کی روایات
سنت صریحہ کے مخالف ہوں، تو جو حدیث
فساد، ظلم، کار عبث، باطل کی تعریف اور
حق کی برائی پر مشتمل ہو یا اسی قسم کے دیگر
مضامین سے تعلق رکھتی ہو۔ تو نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم اس سے بری ہیں۔ اس قسم کی
روایات میں سے ایک روایت یہ بھی ہے
جو میرے نام پر محمد یا احمد نام رکھے گا، تو وہ
دوزخ میں داخل نہ ہوگا، کیونکہ دین کے
ذریعہ یہ بات ثابت ہے کہ کوئی شخص نام و
لقب کے ذریعہ دوزخ سے نجات نہیں پا سکتا
نجات صرف ایمان اور اعمال صالحہ کے ذریعہ
ہو سکتی ہے۔ اسی قسم کی اور بہت سی روایات
ہیں کہ جن میں یہ ذکر ہے کہ فلاں کام کرے گا
وہ دوزخ سے نجات پائے یا آگ اسے نہ
چھوئے گی، یا چھوٹے چھوٹے اعمال پر اتنے بڑے
اجر کے وعدے ہوں تو یہ سب نبی کریم ﷺ

ذلك وانه انما ضمن ذلك لمن حقق التوحيد.

کے دین کے خلاف ہیں۔ اور اس کی ضمانت مرد اس کیلئے ہے جس نے توحید کو محقق کیا۔

فصل

ومنها ما يدعى على النبي عليه السلام انه فعل امرا ظاهرا بحضور من الصحابة كلهم وانهم اتفقوا على كتمانه ولم يفعلوه كما يزعمه اكذب الطوائف انه عليه الصلوة والسلام اخذ بيد علي بحضر الصحابة كلهم وهم راجعون من حجة الوداع فاقامه بينهم حتى عرفه الجميع ثم قال هذا وصيي واخي والخليفة من بعدي فاسمعوا له واطيعوا له ثم اتفق الكل على كتمان ذلك وتغييره ومخالفته فلعنة الله على الكاذبين وكذلك روايتهم ان الشمس ردت له بعد العصر و

اور اسی قسم کی یہ روایات بھی ہیں جن میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عام صحابہ کے سامنے اس امر کا اظہار فرمایا لیکن تمام صحابہ نے اسے چھپایا اور اس پر عمل نہ کیا جیسا کہ سب سے جھوٹا طبقہ (یعنی شیعہ) کا خیال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت تمام صحابہ کے سامنے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر انہیں کھڑا کیا یہاں تک کہ تمام لوگوں نے پہچان لیا پھر آپ نے فرمایا یہ میرا وصی میرا بھائی اور میرے بعد میرا خلیفہ ہے اس کی بات سننا اور اطاعت کرنا پھر یہ کذاب اس امر کے قائل ہیں کہ تمام صحابہ نے اس بات کو چھپایا اور اسے بدل دیا اور سب کے سب مخالفت پر متفق ہو گئے تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو ایسے ہی ان کی یہ روایت کہ حضرت علی کے لئے عصر کے بعد سورج لوٹا دیا گیا اور تمام لوگ اس کا مشاہدہ کرتے تھے اور آنی

النَّاسُ یُشَاهِدُوْنَهَا وَلَا یُشْتَهَرُ هٰذَا اَعْظَمُ اِشْتِهَارًا وَلَا یَعْرِفُهُ اِلَّا اُمُّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا ۔	بڑی بات کے باوجود بھی لوگوں میں اس واقعہ کی شہرت نہ ہوسکی۔ اور ام سلمہ کے علاوہ کسی کو معلوم نہ ہوا۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا اَنْ یَكُوْنَ الْحَدِیْثُ بَاطِلًا فِیْ نَفْسِهٖ فَیَدُلُّ بُطْلَانُهٗ عَلٰی اَنَّهٗ لَیْسَ مِنْ كَلَامِهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَحَدِیْثِ الْمَجَرَّةِ الَّتِیْ فِی السَّمَاءِ مِنْ عَرَقِ الْاَفْعٰی الَّتِیْ تَحْتَ الْعَرْشِ وَحَدِیْثِ اِذَا غَضِبَ الرَّبُّ اَنْزَلَ الْوَحْیَ بِالْفَارِسِیَّةِ وَاِذَا رَضِیَ اَنْزَلَهٗ بِالْعَرَبِیَّةِ وَحَدِیْثِ سِتُّ خِصَالٍ تُوْرِثُ النِّسْیَانَ سُؤْرُ الْفَارِ وَاِلْقَاءُ الْقَمْلِ فِی النَّارِ وَالْبَوْلُ فِی الْمَاءِ الرَّاكِدِ وَمَضْغُ الْعِلْكِ وَاَكْلُ التُّفَّاحِ الْحَامِضِ وَحَدِیْثُ الْحِجَامَةِ عَلَی الْقَفَاءِ تُوْرِثُ النِّسْیَانَ وَحَدِیْثُ یَا حُمَیْرَاءُ	ایک اصول یہ بھی ہے کہ حدیث فی نفسہ باطل ہو۔ اور اس کے بطلان پر خود دلالت کرتی ہو اور اسی سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام نہیں جیسا کہ یہ روایت کہ وہ مجرہ (ایک منطقہ کا نام ہے) جو آسمان میں واقعہ ہے ان شاخوں سے متعلق ہے جو عرش کے نیچے ہیں اور یہ روایت کہ جب خدا غضبناک ہوتا ہے تو فارسی میں وحی نازل فرماتا ہے اور جب خوش ہوتا ہے تو عربی میں اور یہ روایت چھ عادات نسیان پیدا کرتی ہے، چوہے کا جھوٹا جوں کو آگ میں ڈالنا۔ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا۔ مصطگی کا چبانا۔ خراب سیب کا کھانا۔ اور گدی پر پچھنے لگوانا یہ چیزیں بھول پیدا کرتی ہیں۔ اور یہ روایت اے حمیرا!

لا تغتسلي بالماء المشمس فإنه
يورث البرص وكل حديث فيه
يا حميراء أو ذكر الحميراء فهو
كذب مختلق وكذا يا حميراء
لا تأكلي الطين فإنه يورث كذا
وكذا وحديث خذوا شطر دينكم
عن الحميراء قلت وقد تعقبه
الشيخ جلال الدين السيوطي بأنه
جاء في حديث صحيح يا حميراء و
هو ما رواه الحاكم ثنا عبد الجبار
بن الورد عن عمار الذهبي عن
سالم بن أبي الجعد عن أم سلمة
قالت ذكر النبي عليه الصلاة
والسلام خروج أمهات المؤمنين
فضحكت عائشة رضي الله عنها
فقال انظري يا حميراء أن لا تكوني
أنت ثم التفت إلى علي فقال
إن وليت من أمرها شيئا فارفق
بها فقال في المستدرك صحيح على

(عائشہؓ) دھوپ کے گرم پانی سے غسل نہ کیا کرو کیونکہ
یہ برص پیدا کرتا ہے اور ہر وہ حدیث جس میں
یا حمیرا کا ذکر ہو وہ جھوٹ ہے۔ اسی طرح یہ روایت
اے حمیرا مٹی نہ کھا وہ فلاں فلاں چیز پیدا کرتی ہے
اور یہ روایت کہ اپنا آدھا دین حمیرا سے حاصل
کرو۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ اس بات پر جلال الدین
سیوطی نے اعتراض کیا کہ ایک حدیث صحیح میں یا
حمیرا کا لفظ موجود ہے جسے حاکم نے اس سند سے
روایت کیا ہے۔ عبد الجبار بن الورد، عمار الذہبیؒ
سالم بن ابی الجعد ام سلمہؓ فرماتی ہیں حضورؐ کے
سامنے بعض ازواج کے خروج کا تذکرہ کیا گیا حضرت
عائشہ ہنسنے لگیں۔ آپ نے فرمایا اے حمیرا
تم ایسی نہ ہو جانا۔ پھر حضرت علیؓ کی طرف
متوجہ ہو کر فرمایا اے علیؓ اگر تجھے امارت
سونپی جائے تو اس کے ساتھ نرمی کرنا۔
حاکم مستدرک میں فرماتے ہیں یہ بخاری اور
مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے امام ذہبی
فرماتے ہیں عبد الجبار بن الورد سے بخاری اور
مسلم نے کوئی روایت نہیں لی ایسے ہی یہ

شرط البخاري ومسلم قال الذهبي عبد الجبار لم يخرج له وحديث من لم يكن له مال يتصدق به فليلعن اليهود والنصارى فان اللعنة لا تقوم مقام الصدقة ابدا وحديث آليت على نفسي ان لا ادخل النار من كان اسمه احمد ومحمدا وحديث من ولد له مولود فسماه محمدا تبركا كان هو ووالده في الجنة و حديث ما من مسلم دنا من زوجته وهو ينوي ان حملت منه يسميه محمدا الا رزقه الله ولدا ذكرا وفي ذلك جزء كله كذاب مكذب وفي رواية الطبراني وابن عدي عن ابن عباس رضي الله عنهما من ولد له ثلثة اولاد فلم يسم احدهم محمدا فقد جهل كذا في جامع الصغير۔

روایت کہ جس کے پاس صدقہ کرنے کے لئے مال نہ ہو۔ وہ یہود ونصارای پر لعنت کرے کیونکہ لعنت کبھی صدقہ کے قائم مقام نہیں ہو سکتی اور یہ روایت کہ میں اپنے لئے پسند کرتا ہوں، کہ جس کا نام احمدؐ یا محمدؐ ہو۔ اسے دوزخ میں داخل نہ کروں گا۔ اور یہ روایت کہ جس کے کوئی بچہ پیدا ہو۔ اور وہ تبرکاً اس کا نام محمد رکھے تو وہ اور اس کے والد جنت میں ہوں گے اور یہ روایت جو مسلم اپنی بیوی سے صحبت کرتے وقت یہ ارادہ کرے کہ اس سے کوئی لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کا نام محمد رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے لڑکا عطا فرمائے گا۔ اس قسم کی روایات کا ایک جزو ہے جو سب کا سب جھوٹ ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں طبرانی اور ابن عدی کی روایت میں ابن عباسؓ سے روایت ہے جس کے تین لڑکے ہوں اور ان میں سے کسی کا نام بھی محمد نہ رکھے تو وہ جاہل ہے۔ یہ روایت جامع الصغیر میں ہے۔

فصل

وَمِنْهَا اَنْ يَكُوْنَ الْحَدِيْثُ لَا يُشْبِهُ كَلَامَ الْاَنْبِيَاءِ بَلْ لَا يُشْبِهُ كَلَامَ الصَّحَابَةِ كَحَدِيْثِ ثَلٰثَةٌ تَزِيْدُ فِي الْبَصَرِ اَلنَّظَرُ اِلَى الْخُضْرَةِ وَالْمَاءِ الْجَارِيْ وَالْوَجْهِ الْحَسَنِ وَهٰذَا الْكَلَامُ مِمَّا يَجِلُّ عَنْهُ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ بَلْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَالْحَسَنُ بَلْ اَحْمَدُ وَمَالِكٌ قُلْتُ وَقَدْ سَبَقَ اَنَّهُ ضَعِيْفٌ لَا مَوْضُوْعٌ وَحَدِيْثُ اَلنَّظَرُ اِلَى الْوَجْهِ الْحَسَنِ يَجْلِي الْبَصَرَ وَهٰذَا وَنَحْوُهُ مِنْ وَضْعِ الزَّنَادِقَةِ قُلْتُ وَفِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ اَلنَّظْرَةُ اِلَى الْمَرْاَةِ الْحَسْنَاءِ وَالْخُضْرَةِ تَزِيْدَانِ فِي الْبَصَرِ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ جَابِرٍ وَحَدِيْثُ عَلَيْكُمْ بِالْوُجُوْهِ الْمِلَاحِ وَالْحَدَقِ السُّوْدِ فَاِنَّ اللّٰهَ يَسْتَحْيِيْ اَنْ يُعَذِّبَ مَلِيْحًا بِالنَّارِ

ایک اصول یہ بھی ہے کہ اس قسم کی روایات انبیاء کرام بلکہ صحابہ کرام کے کلام سے بھی مشابہت نہ رکھتی ہو۔ جیسا کہ یہ روایت کہ تین چیزیں نگاہ کو تیز کرتی ہیں، سبزہ، جاری پانی اور حسین چہرہ کی جانب دیکھنا اور یہ کلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عباس تو کجا بلکہ سعید بن المسیب حسن بصری، بلکہ مالک اور احمد کا بھی نہیں ہو سکتا، ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ روایت ضعیف ہے موضوع نہیں، اسی طرح یہ روایت کہ حسین چہرہ کی جانب دیکھنا نگاہ کو تیز کرتا ہے، اسی قسم کی روایات ہیں وہ زنادقہ کی وضع کردہ ہیں، ملا علی قاری فرماتے ہیں جامع الصغیر میں حسین چہرے اور سبزے کی جانب دیکھنا نگاہ کو تیز کرتا ہے، اسے ابو نعیم نے حلیہ میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے! اور یہ روایت کہ تم نمکین چہروں اور سیاہ آنکھوں کو لازم پکڑ لو، کیونکہ اللہ نمکین چہرے والے کو دوزخ کا عذاب دینے سے شرماتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے

فلعنة الله على واضعه الخبيث و
حديث النظر الى الوجه الجميل
عبادة قلت وقد تقدم انه
ضعيف لا موضوع وحديث ان الله
طهر قوما من الذنوب بالصلعة
في رؤسهم وان عليا اولهم
وحديث نبات الشعر في الانف
امان من الجذام فقد سئل عنه
الامام احمد فقال ليس ذا بشيء
قلت رواه ابو يعلى والطبراني
في الاوسط بسند ضعيف عن
عائشة رضي الله عنها كما في الجامع
الصغير وحديث من اتاه الله
وجها حسنا واسما حسنا وجعله
في موضع غير شائن فهو من صفوة
الله في خلقه وكل حديث فيه
مدح حسان الوجوه والثناء
عليهم او الامر بالنظر اليهم او
التماس الحوائج منهم او ان النار لا

خبیث واضع پر لعنت فرمائے۔ اور یہ روایت کہ
حسین چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے، ملا علی
قاری فرماتے ہیں یہ پہلے گذر چکا، کہ یہ ضعیف ہے
موضوع نہیں۔ اور یہ روایت کہ اللہ تعالیٰ قوم کو گناہوں
سے سر کے بال منڈانے کے ذریعہ پاک کر دیتا ہے
اور علی ان میں سب سے پہلے ہیں اور یہ روایت
کہ ناک میں بال اگنا جذام سے بچاتا ہے۔ امام احمدؒ
سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا گیا
آپ نے فرمایا یہ کچھ نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے
ہیں اس حدیث کو ابو یعلی اور طبرانیؒ نے حضرت
عائشہؓ سے سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے
جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے۔ اور یہ روایت کہ
جسے اللہ تعالیٰ حسین چہرہ اور اچھا نام عطا
فرمائے تو ایسی جگہ رکھے گا۔ جو اس کی شان
کے خلاف نہ ہو گی۔ کیونکہ یہ اللہ کی مخلوق کے
لئے عادت ہے اور ہر وہ حدیث جس میں
حسین چہرے کی تعریف یا ان کی جانب دیکھنے
کا حکم یا ان کی حاجت روائی کرنے کا حکم یا کہ
انہیں آگ نہ چھوئے گی یہ سب جھوٹ ہے اور خدا

وكذب مختلق وافك مفترى
وفي هذا الباب أحاديث كثيرة
وأقرب شيء في الباب حديث
إذا بعثتم إلى بريد فابعثوه
حسن الوجه حسن الاسم وفيه عمر
بن راشد قال ابن حبان كان
يضع الحديث وذكر أبو الفرج
هذا الحديث في الموضوعات.
قلت وأما حديث اطلبوا
الخير عند حسان الوجوه فرواه
البخاري في تاريخه وابن أبي الدنيا
في قضاء الحوائج وأبو يعلى والطبراني
عن عائشة والطبراني والبيهقي
عن ابن عباس وابن عدي وابن
عساكر عن أنس والطبراني في
الأوسط عن جابر وتمام والخطيب
ورواة مالك عن أبي هريرة وتمام
عن أبي بكرة والدارقطني في
الأفراد عن أبي هريرة بلفظ ابتغوا

اور رسول پر تہمت ہے، اور اس مضمون
میں بہت سی احادیث ہیں۔ اور اسی
مضمون کے قریب قریب یہ روایت بھی ہے
کہ جب تم قاصد بنا کر بھیجا کرو تو حسین چہرے
والوں کو بھیجا کرو۔ اس کا راوی عمر بن راشد ہے
ابن حبان کہتے ہیں یہ احادیث وضع کیا کرتا تھا
ابو الفرج نے اس روایت کو موضوعات
میں شمار کیا ہے۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ حدیث کہ بھلائی
اچھے چہرے والوں کے پاس تلاش کرو۔ تو
اسے بخاری نے اپنی تاریخ میں ابن ابی
الدنیا نے قضاء الحوائج میں ابو یعلیٰ اور طبرانی
نے عائشہؓ سے نیز طبرانی اور بیہقیؒ نے ابن عباسؓ
سے۔ نیز ابن عدیؒ اور ابن عساکرؒ نے انسؓ
سے۔ طبرانی نے اوسط میں جابرؓ سے تمام۔ خطیب
اور مالک نے ابوہریرہ سے۔ نیز تمام نے ابوبکرؓ سے
اور دارقطنی نے افراد میں ابوہریرہ سے ان الفاظ
کے ساتھ روایت کیا ہے۔ بھلائی اچھے چہرے
والوں کے پاس تلاش کرو۔ جیسا کہ ان تمام

الْخَيْرَ عِنْدَ حِسَانِ الْوُجُوْهِ كَمَا ذَكَرَهُ السُّيُوْطِيُّ فِيْ جَامِعِ الصَّغِيْرِ فَالْحَدِيْثُ اَقَلُّ مَرَاتِبِهِ اَنْ يَكُوْنَ حَسَنًا اَوْ ضَعِيْفًا وَاَمَّا كَوْنُهُ مَوْضُوْعًا فَلَا وَكَلَّا

روایات کو سیوطی نے جامع الصغیر میں ذکر کیا ہے۔ تو بلحاظ مرتبہ یہ حدیث کم از کم حسن یا ضعیف ہوگی۔ رہا اس کا موضوع ہونا تو یہ ہرگز نہیں ہوسکتا ۔

فصل

وَمِنْهَا اَنْ يَكُوْنَ فِي الْحَدِيْثِ تَارِيْخُ كَذَا وَكَذَا مِثْلَ قَوْلِهِ اِذَا كَانَ سَنَةُ كَذَا وَكَذَا وَقَعَ كَيْتَ وَكَيْتَ وَاِذَا كَانَ شَهْرُ كَذَا وَكَذَا وَقَعَ كَيْتَ وَكَيْتَ كَقَوْلِ الْكَذَّابِ الْاَشِرِ اِذَا انْكَسَفَ الْقَمَرُ فِي الْمُحَرَّمِ كَانَ الْغَلَاءُ وَالْقِتَالُ وَشُغْلُ السُّلْطَانِ وَاِذَا انْكَسَفَ فِيْ صَفَرٍ كَانَ كَذَا وَكَذَا وَاسْتَمَرَّ الْكَذَّابُ فِي الشُّهُوْرِ كُلِّهَا وَاَحَادِيْثُ هٰذَا كُلُّهَا كَذِبٌ مُفْتَرًى ۔

ایک اصول معرفت حدیث کا یہ بھی ہے۔ کہ حدیث میں تاریخ واقع ہو مثلاً فلاں فلاں سال یا فلاں فلاں ماہ میں ایسا ایسا واقعہ پیش آئیگا جیسا کہ ایک بدمعاش کذاب کا قول ہے کہ جب محرم میں چاند گہن ہو تو قتل و قتال زیادہ ہوگا اور بادشاہ فتنوں میں مشغول رہے گا۔ اسی طرح یہ قول کہ جب صفر میں چاند گہن ہو تو ایسا ایسا ہوگا۔ اسی طرح اس کذاب نے تمام مہینوں میں جھوٹ کا طومار باندھ دیا اور یہ تمام کی تمام روایت جھوٹ اور خدا و رسول پر تہمت ہے۔

فصل

وَمِنْهَا اَنْ يَكُوْنَ الْحَدِيْثُ بِنَعْتِ

ایک اصول یہ بھی ہے کہ حدیث اطبا اور

يوصف الأطباء والطرقية أشبه والبق كحديث الهريسة تشد الظهر وحديث أكل السمك يذهب الجسد وحديث الذي شكى إلى النبي عليه الصلوة والسلام قلة الولد فأمره أن يأكل البيض والبصل وحديث أتاني جبرئيل بهريسة من الجنة فأكلتها فأعطيت قوة أربعين رجلا في الجماع وحديث المؤمن حلو يحب الحلاوة ورواه الكذاب الأشر بلفظ المؤمن حلوي والكافر خمري قلت وقد تقدم الكلام عليهما وحديث كلوا التمر على الريق فإنه يقتل الدود قلت أخرجه أبو بكر في الغيلانيات والديلمي في مسند الفردوس عن ابن عباس رضي الله عنهما على ما في الجامع الصغير وحديث أطعموا نساءكم

حکماء کے اوصاف سے تعلق رکھتی ہو۔ جیسا کہ حدیث ہریسہ کہ وہ کمر کو مضبوط کرتا ہے۔ یا یہ روایت کہ مچھلی کھانا گرمی کو ختم کرتا ہے اور یہ روایت کہ کسی نے حضور سے اولاد کم ہونے کی شکایت کی آپ نے اسے انڈے اور لہسن کھانے کا حکم دیا۔ اسی طرح یہ روایت کہ میرے پاس جبرائیل ہریسہ لے کر آئے میں نے اسے کھایا۔ تو مجھے جماع میں چالیس آدمیوں کی قوت عطا کی گئی۔ اور یہ روایت کہ مومن میٹھا ہے، میٹھاس کو پسند کرتا ہے۔ اور ایک کذاب شیطان نے اسے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ کہ مومن حلوہ خور اور کافر شرابی ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس پر کلام پہلے گذر چکا۔ اور یہ حدیث کہ کھجور لعاب دہن کے ساتھ کھاؤ کیونکہ وہ کیڑے کو مارتا ہے۔ اسے ابوبکر نے غیلانیات میں دیلمی نے مسند فردوس میں ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے۔ اور یہ روایت کہ اپنی عورتوں کو نفاس میں کھجور کھلایا کرو۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے

فِیْ نِفَاسِهِنَّ التَّمْرَ قُلْتُ هٰذَا لَا
يَصِحُّ فَقَدْ اَخْرَجَ اَبُوْيَعْلٰى وَابْنُ اَبِیْ
حَاتِمٍ وَابْنُ السُّنِّيِّ وَاَبُوْنُعَيْمٍ مَعًا
فِی الطِّبِّ النَّبَوِيِّ وَالْعُقَيْلِيُّ وَ
ابْنُ عَدِيٍّ وَابْنُ مَرْدُوَيْهِ وَابْنُ
عَسَاكِرَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَطْعِمُوْا
نِسَائَكُمُ الْوُلَّدَ الرُّطَبَ فَاِنْ لَّمْ
يَكُنْ رُطَبٌ فَتَمْرٌ فَلَيْسَ مِنَ الشَّجَرِ
شَجَرَةٌ اَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَجَرَةٍ
نَزَلَتْ تَحْتَهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ
وَاَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ سَلَمَةَ
بِنْتِ قَيْسٍ مَرْفُوْعًا اَطْعِمُوْا نِسَائَكُمْ
فِیْ نِفَاسِهِنَّ التَّمْرَ فَاِنَّهٗ مَنْ كَانَ
طَعَامُهَا فِیْ نِفَاسِهَا التَّمْرَ خَرَجَ
وَلَدُهَا وَلَدًا حَلِيْمًا فَاِنَّهٗ كَانَ طَعَامَ
مَرْيَمَ حِيْنَ وَلَدَتْ عِيْسٰى وَلَوْ
عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّ شَيْئًا لِلنُّفَسَاءِ خَيْرٌ
مِنَ الرُّطَبِ لَاَمَرَ مَرْيَمَ بِهٖ وَاَخْرَجَ

اسے ابو یعلی، ابن ابی حاتم، ابن السنی اور
ابو نعیم نے طب نبوی میں۔ نیز عقیلی، ابن عدی
ابن مردویہ، اور ابن عساکر نے حضرت علیؓ
سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ اپنی بچوں والی
عورتوں کو رطب کھلایا کرو (رطب ایک خاص
قسم کی کھجور ہے) اگر رطب نہ ہو تو تمر، کیونکہ کوئی
درخت اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ محبوب
نہیں، کیونکہ مریم بنت عمران اسی کے نیچے ٹھہریں
تھیں، ابن عساکر نے سلمۃ بنت قیس سے مرفوعاً
روایت کیا ہے۔ اپنی عورتوں کو نفاس میں
کھجور کھلایا کرو۔ کیونکہ جس کا کھانا نفاس میں
کھجور ہو تو اولاد حلیم الطبع ہو گی (یہاں نفاس
سے مراد حالت حمل ہے) کیونکہ مریم نے جب
عیسیٰ م کو جنا تو ان کا کھانا بھی یہی تھا، اگر اللہ
تعالے ان کے لئے کھجور سے زیادہ بہتر کسی کھانے
کو سمجھتا تو وہ انہیں عطا فرماتا عبد بن حمید نے
شقیق سے روایت کیا ہے کہ اگر اللہ نفاس
والی عورت کے لئے کھجور سے بہتر کسی کھانے
کو سمجھتا۔ تو مریم کو اس کے کھانے کا حکم دیتا

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ لَيْسَ	نیز عبد بن حمید نے عمرو بن میمون سے روایت کیا ہے
لِلنُّفَسَاءِ شَيْءٌ خَيْرٌ مِنَ الرُّطَبِ وَ	نفاس والی عورت کیلئے کھجور سے بہتر کوئی شے نہیں
التَّمْرِ وَقَرَأَ الْآيَةَ وَهُزِّي إِلَيْكِ	پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی وہزی الیک
بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا	بجذع النخلة تساقط علیک رطبا جنیا جیسا کہ در المنثور
جَنِيًّا كَذَا فِي الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ وَحَدِيْثُ	میں ہے۔ اور یہ روایت جو اپنے بھائی کو حلوے کا
مَنْ لَقَّمَ أَخَاهُ لُقْمَةَ حَلْوَةٍ صَرَفَ	ایک لقمہ کھلائے اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی تلخی
اللّٰهُ عَنْهُ مَرَارَةَ الْمَوْقِفِ وَحَدِيْثُ	دور فرمائے گا۔ اور یہ روایت جو شخص پاخانہ یا پیشاب
مَنْ أَخَذَ لُقْمَةً مِنْ مَجْرَى الْغَائِطِ	کی جگہ سے لقمہ اٹھا کر اسے دھو کر کھائے تو اس کی
أَوِ الْبَوْلِ فَغَسَلَهَا ثُمَّ أَكَلَهَا غُفِرَ لَهٗ	مغفرت کردی جاتی ہے اور یہ روایت کہ کھانے
وَحَدِيْثُ النَّفْخِ فِي الطَّعَامِ يُذْهِبُ	میں پھونک مارنا برکت دور کردیتا ہے، ملا علی قاری
الْبَرَكَةَ قُلْتُ رَوَاهُ أَحْمَدُ بِسَنَدٍ	فرماتے ہیں اس حدیث کو امام احمد نے سند حسن کے
حَسَنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهٗ عَلَيْهِ	ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، کہ
السَّلَامُ نَهٰى عَنِ النَّفْخِ فِي الطَّعَامِ	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے و پینے میں پھونک
وَالشَّرَابِ ۔	مارنے سے منع فرمایا ہے ۔

فائدہ ۔ ابن عباس کی حدیث کو امام ترمذی نے بھی روایت کیا ہے ۔ نیز امام مالک نے موطا میں مسلم نے اپنی صحیح میں اور ترمذی نے اپنی جامع میں ابو سعید خدری سے مرفوعاً روایت کیا ہے ۔ کہ حضور نے پینے کی شئے میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے ۔ نیز مسلم اور ترمذی نے ابو قتادہ انصاری سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضور نے برتن میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے اور امام ترمذی نے اس

حدیث کو بھی حسن صحیح قرار دیا ہے۔

وَحَدِيثُ إِذَا طَنَّتْ أُذُنُ أَحَدِكُمْ فَلْيُصَلِّ عَلَيَّ وَلْيَقُلْ ذَكَرَ اللهُ مَنْ ذَكَرَنِي بِخَيْرٍ وَكُلُّ حَدِيثٍ فِي طَنِينِ الْأُذُنِ كَذِبٌ قُلْتُ رَوَاهُ الْحَكِيمُ وَابْنُ السُّنِّيِّ وَالطَّبَرَانِيُّ وَالْعُقَيْلِيُّ وَابْنُ عَدِيٍّ عَنْ أَبِي رَافِعٍ كَذَا فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ لِلسُّيُوطِيِّ وَالْتَزَمَ أَنْ لَا يَكُونَ فِيهِ مَوْضُوعًا وَذَكَرَهُ الْجَزَرِيُّ أَيْضًا فِي الْحِصْنِ وَالْتَزَمَ أَنْ لَا يَكُونَ فِيهِ إِلَّا صَحِيحًا

اور یہ روایت جس کے کان بجنے لگیں وہ مجھ پر درود پڑھے اور جو میرا بھلائی سے ذکر کرتا ہے وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے، تو طنین اذن والی روایات سب جھوٹی ہیں ملا علی قاری فرماتے ہیں الحدیث کو حکیم ابن السنی طبرانی عقیلی اور ابن عدی نے ابو رافع سے اسیطرح روایت کیا ہے جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے اور سیوطی نے یہ التزام کر رکھا ہے کہ جامع الصغیر میں کوئی موضوع روایت نقل نہ کریں گے، اسیطرح جزری نے اسے حصن میں نقل کیا ہے اور انہوں نے یہ التزام کر رکھا ہے کہ وہ اس میں صرف صحیح روایت نقل کریں گے۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا أَحَادِيثُ الْعَقْلِ كُلُّهَا كَذِبٌ كَقَوْلِهِ لَمَّا خَلَقَ اللهُ الْعَقْلَ قَالَ لَهُ أَقْبِلْ فَأَقْبَلَ ثُمَّ قَالَ لَهُ أَدْبِرْ فَأَدْبَرَ فَقَالَ مَا خَلَقْتُ خَلْقًا أَكْرَمَ عَلَيَّ مِنْكَ بِكَ آخُذُ وَبِكَ أُعْطِي تَمَّتْ مُحَمَّدٌ مُسْتَقِيمٌ عَنْ

معرفت وضع حدیث میں سے ایک یہ بھی ہے کہ احادیث عقل سب جھوٹ ہیں جیسا کہ راوی کا یہ قول کہ جب اللہ نے عقل کو پیدا فرمایا تو اس سے کہا آگے آ وہ آگے آئی پھر حکم دیا پیچھے ہٹ وہ پیچھے ہٹ گئی خدا تعالیٰ نے فرمایا میں نے تجھ سے زیادہ عزت دار کوئی شئے پیدا نہیں کی میں تیرے ہی ذریعے لیتا

العراقي أنه أخرجه الطبراني في
الكبير والأوسط وأبو نعيم بإسنادين
ضعيفين انتهى ورواه عبد الله
بن الإمام أحمد في زوائد الزهد
عن الحسن مرفوعاً بسند جيد
كما ذكره بعض المتأخرين قال
وحديث لكل شيء معدن
ومعدن التقوى قلوب العارفين
قلت رواه الطبراني عن ابن عمر
والبيهقي عن عمر على ما في الجامع
الصغير وحديث أن الرجل
ليكون من أهل الصلوة والجهاد
وما يجزى إلا على قدر عقله
قلت رواه الترمذي الحكيم في
النوادر ما يؤدي معناه من حديث
أنس بن أثنى قوم على رجل عند
النبي عليه السلام حتى بالغوا
في الثناء فقال كيف عقل الرجل
ثم ذكر ابن القيم عن الخطيب

اور تیرے ہی ذریعہ دیتا ہوں۔ ملا علی قاری فرماتے
ہیں یہ عراقی سے پہلے گذر چکا کہ اسے طبرانی نے کبیر و
اوسط میں ابو نعیم نے دو ضعیف سندات کے ساتھ
روایت کیا ہے اور عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد
میں حسن سے عمدہ سند کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے
جیسا کہ بعض متاخرین نے اس کا ذکر کیا ہے لگے ابن
القیم الجوزی فرماتے ہیں اسی طرح یہ روایت کہ ہر بات
کی ایک کان ہوتی ہے اور تقوے کی کان عارفین کے
دل ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس حدیث کو طبرانی
نے ابن عمرؓ سے اور بیہقی نے حضرت عمرؓ سے، جیسا کہ
جامع الصغیر میں ہے روایت کیا ہے اور یہ روایت کہ
آدمی نمازی اور مجاہد ہوتا ہے، لیکن اسے جزا اس کی
عقل کے مطابق دی جاتی ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں
حکیم ترمذی نے نوادر میں اسی معنی کی ایک روایت انسؓ
سے نقل کی ہے۔ حضور کے سامنے لوگوں نے بہت زیادہ
تعریف کی تو آپ نے فرمایا اس آدمی کی عقل کیسی ہے
پھر ابن القیم جوزی خطیب سے روایت کرتے ہیں
انہوں نے اس سند کے ساتھ۔ ثوری۔ حافظ عبد الغنی
نے دارقطنی کا قول نقل کیا ہے کہ کتاب العقل کو سب سے

حدثنا الثوري قال سمعت الحافظ عبد الغني يقول أخبرنا الدارقطني بأن كتاب العقل وضعه أولهم ميسرة بن عبد ربه ثم سرق منه داود بن المحبر وركبه بإسناد وسرقه سليمان بن عيسى السجزي بإسناد من آخر قلت يريد كتاب العقل للأودي المختلق الكذاب وهو سفر وقال أبو الفتح الأزدي لا يصح في العقل حديث قاله أبو جعفر العقيلي وأبو حاتم بن حبان انتهى وابن المحبر كما قال السخاوي ليس بكذاب ولا يلزم من عدم الصحة وجود الوضع كما لا يخفى.

اول میسرہ بن عبد ربہ نے وضع کیا تھا پھر اسے داؤد بن المحبر نے چرا کر سند کے ساتھ بیان کیا۔ اور داؤد سے سلیمان بن عیسی الشجری نے مختلف اسناد کے ساتھ چوری کی۔ ملا علی رح قاری فرماتے ہیں غالباً ابن القیم رح کی کتاب العقل سے مراد اودی کی کتاب ہے۔ اور وہ ایک سفر ہے۔ ابو الفتح الازدی فرماتے ہیں عقل کے بارے میں کوئی روایت صحیح نہیں۔ اور یہی قول ابو جعفر رح العقیلی اور ابو حاتم بن حبان رح کا ہے۔ ابن المحبر کے بارے میں سخاوی کا قول ہے۔ کہ وہ کذاب نہیں۔ اور کسی شے کے صحیح نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ موضوع ہو رہو سکتا ہے کہ وہ ضعیف ہو۔

فصل

ومنها الأحاديث التي يذكر فيها الخضر وحياته كلها كذب ولا يصح في حياته حديث

معرفت حدیث کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ جن احادیث میں خضر اور ان کی زندگی کا تذکرہ ہو وہ سب کی سب جھوٹ ہے اور ان کی زندگی

وَاحِدٌ كحديث اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَانَ فِي الْمَسْجِدِ فَسَمِعَ كَلَامًا مِنْ وَرَائِهٖ فَذَهَبُوْا يَنْظُرُوْنَ فَاِذَا هُوَ الْخَضِرُ وَحَدِيْثُ يَلْتَقِي الْخَضِرُ وَالْاِلْيَاسُ كُلَّ عَامٍ وَحَدِيْثُ يَجْتَمِعُ بِعَرَفَةَ جِبْرَئِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ وَالْخَضِرُ الْحَدِيْثُ الْمُفْتَرٰى الطَّوِيْلُ قُلْتُ اَمَّا الْحَدِيْثُ الثَّانِيْ فَقَدْ سَبَقَ اَنَّهٗ اَخْرَجَهُ الْعُقَيْلِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ فِي الْاَفْرَادِ وَابْنُ عَسَاكِرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا وَاَمَّا الْحَدِيْثُ الثَّالِثُ فَكَذَا لَا اَصْلَ لَهٗ ذَكَرْتُهٗ فِيْ رِسَالَتِي الْمُسَمَّاةِ بِكَشْفِ الْحَذَرِ عَنْ اَمْرِ الْخَضِرِ مَعَ الرَّدِّ عَلٰى مَا ذَكَرَ هُنَا مِنَ الْاَدِلَّةِ النَّقْلِيَّةِ وَالْعَقْلِيَّةِ عَلٰى عَدَمِ بَقَائِهٖ۔

کے بارے میں ایک حدیث بھی صحیح نہیں، مثلاً یہ روایت کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے تو اپنے پیچھے سے آواز سنی لوگ دیکھنے کے لئے گئے تو وہ خضرؑ تھے اسی طرح یہ روایت کہ خضر اور الیاس سال بھر میں ایک بار ملتے ہیں اسی طرح یہ روایت کہ عرفہ میں جبرئیلؑ میکائیلؑ اور خضر جمع ہوتے ہیں ایک گھڑی ہوئی لمبی روایت ہے، ملا علی قاری فرماتے ہیں دوسری حدیث یعنی خضرؑ اور الیاسؑ سال میں ایک بار جمع ہوتے ہیں، تو پہلے گذر چکا کہ اسے عقیلیؒ، دار قطنیؒ نے افراد میں اور ابن عساکرؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے، جہاں تک تیسری روایت کا تعلق ہے اس کی کوئی اصل نہیں، میں نے اس کا ذکر اپنے ایک رسالہ کشف الحذر عن امر الخضر میں ذکر کیا ہے اور دلائل عقلیہ ونقلیہ کے ساتھ خضر کے عدم وجود کو ثابت کیا ہے۔

فصل

وَمِنْهَا اَنْ يَكُوْنَ الْحَدِيْثُ

انہی اصولوں میں سے ایک اصول یہ بھی ہے کہ

مِمَّا تَقُومُ الشَّوَاهِدُ الصَّحِيحَةُ عَلَى بُطْلَانِهِ كَحَدِيثِ عَوْجِ بْنِ عُنُقٍ الطَّوِيلِ الَّذِي قَصَدَ وَاضِعُهُ الطَّعْنَ فِي أَخْبَارِ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ طُولَهُ كَانَ ثَلَاثَةَ أَلْفِ ذِرَاعٍ وَثَلَاثَمِائَةٍ وَثَلَاثَةً وَثَلَاثِينَ وَأَنَّ نُوحًا لَمَّا خَوَّفَهُ الْغَرَقَ قَالَ احْمِلْنِي فِي قَصْعَتِكَ هَذِهِ وَإِنَّ الطُّوفَانَ لَمْ يَصِلْ إِلَى كَعْبِهِ وَأَنَّهُ خَاضَ الْبَحْرَ فَوَصَلَ إِلَى حُجْزَتِهِ وَأَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُ الْحُوتَ مِنْ قَرَارِ الْبَحْرِ فَيَشْوِيهِ فِي عَيْنِ الشَّمْسِ وَأَنَّهُ قَلَعَ صَخْرَةً عَظِيمَةً عَلَى قَدْرِ عَسْكَرِ مُوسَى وَأَرَادَ أَنْ يَرْضَخَهُمْ بِهَا فَقَوَّرَهَا اللهُ عَلَى عُنُقِهِ مِثْلَ الطَّوْقِ وَلَيْسَ الْعَجَبُ مِنْ جُرْأَةِ مِثْلِ هَذَا الْكَذَّابِ عَلَى اللهِ إِنَّمَا الْعَجَبُ مِمَّنْ يُدْخِلُ هَذَا الْحَدِيثَ فِي كُتُبِ الْعِلْمِ مِنَ التَّفْسِيرِ وَغَيْرِهِ وَلَا يُبَيِّنُ أَمْرَهُ وَهَذَا

شواہد صحیحہ حدیث کے بطلان پر دلالت کرتے ہیں جیسا کہ عوج بن عنق کی طویل روایت کہ اس کے واضع نے انبیاء کرام کے قصص پر طعن کا ارادہ کیا ہے کیونکہ اس روایت میں یہ بھی کہ عوج بن عنق کا قد تین ہزار تین سو تینتیس گز تھا۔ اور نوح کو جب غرق ہوجانے کا خوف لاحق ہوا۔ تو اس سے کہا اپنے اس پیالے میں مجھے بھی اٹھا لے اور طوفان اس کے ٹخنوں تک بھی نہ پہنچا تھا۔ جب دریا نے موجیں مارنی شروع کیں تو وہ بھٹ کی طرف چلا گیا۔ اور دریا کے کنارے سے مچھلیاں پکڑ پکڑ کر انہیں سورج میں بھونتا تھا۔ اور اس نے ایک بڑا پتھر جو موسیٰ کے لشکر کے مقدار کے مطابق تھا ان پر پھینکنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اسے طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا۔ اس کذاب کے جھوٹ بولنے پر ہمیں تعجب نہیں بلکہ تعجب ان لوگوں سے ہے جنہوں نے اس واقعہ کو اپنی علمی کتابوں اور تفسیر وغیرہ میں بیان کیا ہے اور اس روایت کا کذب ظاہر نہیں کیا۔ اور عوج بن عنق اس کذاب کے نزدیک نوح کی اولاد سے نہ تھا حالانکہ اللہ

عنده لیس من ذریة نوح وقد
قال الله تعالی وجعلنا ذریته
هم الباقین فاخبر ان کل من
بقی علی وجه الارض فهو من ذریة
نوح فلو کان لعوج وجود لم یبق
بعد نوح وایضا فان النبی علیه
الصلوة والسلام قال خلق الله
آدم وطوله فی السماء ستون ذراعا
فلم یزل الخلق ینقص حتی الآن
وایضا فان ما بین السماء والارض
خمسمائة عام وسمکها کذلک
واذا کانت الشمس فی السماء
الرابعة فبیننا وبین هذه المسافة
العظیمة فکیف یصل الیها طوله
ثلثة آلاف ذراع حتی یشوی
فی عینها الحوت ولا ریب ان هذا
وامثاله من وضع زنادقة اهل
الکتاب الذین قصدوا السخریة
والاستهزاء بالرسل واتباعهم

تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے نوح ہی کی ذریت کو
باقی رکھا۔ تو خدا تعالیٰ نے یہ خبر بیان فرمادی
کہ اس زمین کے طبقہ پر نوح کی اولاد کے علاوہ کوئی
باقی نہ رہا اگر عوج بن عنق کا وجود بھی تھا تو نوح
کے بعد وجود بھی ختم ہو گیا۔ اور جب کہ نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے آسمان میں
جب آدم کو پیدا فرمایا تو ان کا قد ساٹھ گز تھا پھر
مخلوق کا قد کم ہوتا رہا حتی کہ اب اس مقدار معلوم
کو پہنچ گیا ہے۔ نیز یہ بھی فرمان رسول ہے کہ زمین
و آسمان کے مابین پانچ سو سال کا فاصلہ ہے تو
اس کی مچھلی کس طرح بھنی جبکہ سورج متکلمین کے
نزدیک چوتھے آسمان میں ہے جب ہمارے
اور سورج کے مابین اتنی مسافت ہے تو تین ہزار
سے کچھ زائد کا طول وہاں تک کیسے پہنچ گیا تھی کہ
اس نے سورج میں رکھ کر مچھلی بھی بھون لی ہے اور اس
میں کوئی شک نہیں کہ یہ روایت اور اس قسم کی دیگر
روایات اہل کتاب میں سے زنادقہ کی وضع
کردہ ہیں۔ اور انہوں نے اس قسم کی روایات
سے انبیاء کرام اور ان کے متبعین کا مذاق اڑانا

قلت وفي تفسير المعالم للبغوي
ان اصح الاقاويل باتفاق العلماء
ان عوج بن عنق قتله موسى
عليه السلام ولم يزد على هذا
الكلام فدل على ان لوجوده اصلا
في الجملة عند العلماء الاعلام
غايته ان الكذابين زادوا ونقصوا
ترويجا لغرضهم الفاسد عند
العوام من الانام ثم نقل عن
ابن عباس في قوله تعالى واذ قلنا
ادخلوا هذه القرية هي اريحاء
هي قرية الجبارين كان فيها قوم
من بقية عاد يقال لهم العمالقة
ورأسهم عوج بن عنق وفي الدر
المنثور في تفسير المأثور للسيوطي
اخرج ابن جرير وابن المنذر عن
قتادة في قوله تعالى ان فيها
قوما جبارين قال ذكر لنا انهم
كانت لهم اجسام وخلق ليست

چاہا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں بغوی کی تفسیر معالم
میں ہے کہ سب سے عمدہ قول جس پر علماء متفق ہیں
یہ ہے کہ عوج بن عنق کو حضرت موسیٰ نے قتل کیا اور
اس پر بغوی نے کوئی زیادتی نہیں کی۔ اس سے معلوم
ہوا کہ علماء کے نزدیک عوج بن عنق کی کوئی نہ کوئی
اصل ضرور تھی لیکن ان کذابین نے اپنی مرضی کے
مطابق اس میں اضافہ کیا اور اپنی غرض فاسد کو
عوام میں پھیلانے کے لئے کچھ کمی بھی کی، پھر بغوی نے
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے خدا تعالیٰ کے اس قول واذ قلنا
ادخلوا ہذہ القریہ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ قریہ سے
سے مراد اریحا ہے جو بہت زبردست لوگوں کا
گاؤں تھا، اور اس میں قوم عاد کے کچھ بقیہ لوگ
موجود تھے جنہیں عمالقہ کہا جاتا تھا اور ان کا سردار
عوج بن عنق تھا۔ سیوطی کی در المنثور فی تفسیر
الماثور میں ہے کہ ابن جریر اور ابن المنذر نے قتادہؒ
سے خدا تعالیٰ کے اس قول ان فیہا قوما جبارین کی تفسیر
میں نقل کیا ہے۔ قتادہ کہتے ہیں ہم سے یہ ذکر کیا گیا ہے
کہ ان کے اجسام اور ان کی خلقت ایسی تھی جو
اوروں کو حاصل نہ تھی عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے

لغيرهم واخرج عبد الرزاق وعبد
بن حميد عن قتادة قال هم اطول منا
اجساما واشد قوة واخرج ابن
عبد الحكم في فتوح مصر عن ابن
حجيرة قال استظل سبعون رجلا
من قوم موسى في قحف عظم
رأس رجل من العماليق واخرج
البيهقي في شعب الايمان عن زيد
بن اسلم قال بلغني انه رؤيت
ضبع واولادها رابضة في فجاج
عين رجل من العمالقة واخرج
ابن ابي حاتم عن انس بن مالك
انه اخذ عصا فذرع فيها بشيء
ثم قاس في الارض خمسين او
خمسا وخمسين ثم قال هكذا
طول العماليق واخرج ابن جرير
وابن ابي حاتم عن ابن عباس رضي الله عنهما
قال امر موسى ان يدخل مدينة
الجبارين فسار من معه حتى نزل

قتادہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے اجسام
ہم سے طویل تھے اور قوت بھی زیادہ تھی ابن عبد الحکم
نے فتوح مصر میں ابن حجیرہ سے نقل کیا ہے موسیٰ
کی قوم کے ستر آدمیوں نے عمالیق کے ایک شخص کے
کے دماغ کی ہڈی میں سایہ حاصل کر لیا تھا اعوذ با
للہ من ہذہ الافتراء) بیہقی نے شعب الایمان میں
زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی
ہے کہ وہ بجھوں کی طرح دکھائے گئے تھے اور ان
کی اولاد عمالقہ کے ایک انسان کی آنکھ گھڑے میں
پناہ لئے ہوئے تھی۔ ابن ابی حاتم نے انس سے
روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک لاٹھی لی پھر اسے
کسی شے سے ناپا پھر پچاس یا پچپن لاٹھی کے برابر
زمین پر کھینچا اور اس کے بعد فرمایا یہ عمالیق کا قد
تھا۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس
سے روایت کیا ہے جب حضرت موسیٰ نے
جبارین کے شہر میں داخل ہونے کا حکم دیا تو
ان کے ساتھی ان کے ساتھ چلے جب شہر کے
قریب اترے اور وہ شہر اریحا تھا۔ تو حضرت
موسیٰ نے بارہ آدمی ہر قبیلے میں سے ان کی خبر

قَرِیْبًا مِنَ الْمَدِیْنَةِ ذَهَبًا كَانَ يَمْحَا فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ اِثْنَيْ عَشَرَ عَيْنًا مِنْ كُلِّ سِبْطٍ مِنْهُمْ عَيْنٌ لِيَأْتُوْهُ بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَدَخَلُوا الْمَدِيْنَةَ فَرَأَوْا أَمْرًا عَظِيْمًا مِنْ هَيْئَتِهِمْ وَجِسْمِهِمْ وَعِظَمِهِمْ فَدَخَلُوْا حَائِطًا لِبَعْضِهِمْ فَجَاءَ صَاحِبُ الْحَائِطِ لِيَجْتَنِيَ الثِّمَارَ مِنْ حَائِطِهِ فَجَعَلَ يَجْتَنِي الثِّمَارَ فَنَظَرَ إِلَى آثَارِهِمْ فَتَتَبَّعَهُمْ فَكُلَّمَا أَصَابَ وَاحِدًا مِنْهُمْ أَخَذَهُ فَجَعَلَهُ فِي كُمِّهِ مَعَ الْفَاكِهَةِ حَتَّى الْتَقَطَ الْاِثْنَيْ عَشَرَ كُلَّهُمْ فَجَعَلَهُمْ فِي كُمِّهِ مَعَ الْفَاكِهَةِ وَذَهَبَ إِلَى مَلِكِهِمْ فَنَثَرَهُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ الْحَدِيْثَ قَالَ وَمِنْ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ أَنَّ قَافَ جَبَلٌ مِنْ زُمُرُّدَةٍ خَضْرَاءَ مُحِيْطَةٍ بِالدُّنْيَا كَإِحَاطَةِ الْحَائِطِ بِالْبُسْتَانِ وَالسَّمَاءُ وَاضِعَةٌ أَكْنَافَهَا عَلَيْهِ فَزُرْقَتُهَا مِنْهُ قُلْتُ قَدْ ذَكَرَهُ

لانے کے لئے بھیجے۔ وہ شہر میں داخل ہوئے تو انہوں نے ان کے بہت بڑے جسم اور بہت بڑی ہیئت دیکھی وہ ایک باغ میں داخل ہو گئے اتنے میں باغ والا پھل چننے کے لئے آیا تو وہ پھل چننے لگا۔ اور ان کے نشان قدم دیکھتا جاتا تھا اور جب ان میں سے کوئی اسے ہاتھ آجاتا تو پھل کے ساتھ اسے بھی اپنے آستین میں ڈال لیتا۔ حتی کہ اس نے ان تمام بارہ آدمیوں کو پھل کے ساتھ آستین میں ڈال لیا۔ اور انہیں اپنے سامنے پھیلا دیا۔ اس طرح یہ روایت بہت لمبی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کذابین میں باہم کوئی کذب کا مقابلہ پیش آیا تھا جس کے نتائج ہمارے مفسرین نے نقل کئے ہیں۔ ابن القیم الجوزی فرماتے ہیں اسی قسم کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ قاف سبز زمرد کا پہاڑ ہے جو دنیا کا ایسے ہی احاطہ کئے ہوئے ہے، جیسے چار دیواری باغ کا احاطہ کرتی ہے یا جیسے آسمان کے کنارے زمین پر رکھے ہوئے ہیں، ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ بغوی نے اپنی معالم میں عکرمہ اور ضحاک سے اور در منثور میں ہے

البغوی فی معالمہ عن عکرمۃ و
الضحاک وفی الدر المنثور اخرج
عبد الرزاق عن مجاھد قال
قاف جبل محیط بالارض اخرج
ابن المنذر وابو الشیخ فی العظمۃ
والحاکم وابن مردویۃ عن عبد اللہ
بن بریدۃ فی قولہ تعالیٰ ق جبل
من زمرد محیط بالدنیا علیہ کنفہ
السماء قال ومن ھذا حدیث
ان الارض علی صخرۃ والصخرۃ
علی قرن ثور فاذا حرک الثور قرنہ
تحرکت الصخرۃ قلت اخرج ابو
الدنیا وابو الشیخ عن ابن عباس رض
رضی اللہ عنہما قال خلق اللہ جبلا
یقال لہ قاف محیط بالعالم وعروقہ
الی الصخرۃ التی علیہا الارض فاذا
اراد اللہ ان یزلزل قریۃ امر
ذلک الجبل فحرک العرق الذی
یلی تلک القریۃ فیزلزل ویحرکہا

عبد الرزاق نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ قاف ایک
پہاڑ ہے جو زمین کو گھیرے ہوئے ہے ابن المنذر اور
ابو الشیخ نے عظمہ میں حاکمؒ اور ابن مردویہؒ نے عبد اللہ بن
بریدہؓ سے اللہ تعالیٰ کے قول ق کی تفسیر میں روایت
کیا ہے کہ یہ ایک زمرد کا پہاڑ ہے جو دنیا کو گھیرے ہوئے
ہے اور اس پر آسمان کے کنارے ٹکے ہوئے ہیں ابن قیم
فرماتے ہیں اور اسی قسم کی یہ روایت بھی ہے کہ زمین
ایک پتھر پر ٹکی ہوئی ہے اور پتھر بیل کے سینگ پر
جب بیل اپنا سینگ ہلاتا ہے تو پتھر کو حرکت پیدا ہو
جاتی ہے اور بقول عوام اس میں زلزلہ پیدا ہوتا ہے
ملا علی قاری فرماتے ہیں ابو الدنیا اور ابو الشیخ نے
ابن عباس سے روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ایک پہاڑ
پیدا کیا ہے جس کا نام قاف ہے جو عالم کو گھیرے ہوئے
ہے اور اس کی رگیں ایک پتھر پر ختم ہو جاتی ہیں جس
پر زمین قائم ہے جب اللہ تعالیٰ کسی گاؤں میں زلزلہ
پیدا فرمانا چاہتے ہیں تو اس پہاڑ کو حکم دیتے ہیں تو وہ
پہاڑ اس رگ کو حرکت دیتا ہے جو اس گاؤں کے
قریب ہوتی ہے اس باعث اسی گاؤں میں زلزلہ
آتا ہے دوسری جگہ نہیں سو ایسا معلوم ہوتا ہے یہ

فَجِئْنَ ثُمَّ تَحَرَّكَ الْقَرْيَةُ دُوْنَ الْقَرْيَةِ
قَالَ وَمِنْ هٰذَا حَدِيْثُ كَانَ جِنِّيَّةٌ
تَأْتِي النَّبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
فَأَبْطَأَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا أَبْطَأَ بِكِ
قَالَتْ مَاتَ لِي مَيِّتٌ بِالْهِنْدِ
فَذَهَبْتُ فِي تَعْزِيَتِهِ فَرَأَيْتُ فِي
طَرِيْقِي إِبْلِيْسَ يُصَلِّي عَلَى صَخْرَةٍ
فَقُلْتُ مَا حَمَلَكَ أَنْ أَضْلَلْتَ
آدَمَ قَالَ دَعِيْ عَنْكِ هٰذَا قُلْتُ
تُصَلِّي وَأَنْتَ أَنْتَ قَالَ يَا فَارِعَةُ
إِنِّي لَأَرْجُو مِنْ رَبِّي إِذَا أَبَرَّ قَسَمَهُ
أَنْ يَغْفِرَ لِي فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ ضَحِكَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ
قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ فِي الْكَامِلِ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْمُؤْمِنِ بْنُ أَحْمَدَ حَدَّثَنَا
ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ
جَابِرٍ فَذَكَرَهُ اللهُ أَعْلَمُ مِمَّا دَسَّ
فِي كُتُبِ ابْنِ لَهِيْعَةَ وَإِلَّا فَهُوَ أَعْلَمُ
بِالْحَدِيْثِ مِنْ أَنْ يَرُوْجَ عَلَيْهِ مِثْلُ

روایت اس وقت وضع کی گئی جبکہ پہلی روایت پر عقلاً
یہ اعتراض وارد ہوا کہ سینگ ہلانے کے باعث زلزلہ
سب مقامات پر آنا چاہیے اور ایسا وقوع میں نہیں آتا
تو کذابین نے اس کا جواب بھی تیار کرلیا۔ علامہ ابن
القیم الجوزی فرماتے ہیں کہ اس قسم کی روایات میں سے
ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک جنیہ حضور کی خدمت میں آیا
کرتی تھی ایک بار اسے دیر ہو گئی آپ نے دیر ہونے کی وجہ
دریافت کی اس نے عرض کیا ہندوستان میں ایک میت کا
انتقال ہو گیا تھا میں اس کی تعزیت کے لئے گئی تھی،
میں نے راہ میں ابلیس کو ایک پتھر پر نماز پڑھتے
دیکھا میں نے اس سے کہا تو کیوں آدم کو گمراہ کرتا پھرتا ہے
اس نے کہا اس بات کو چھوڑ میں نے کہا تو نماز کیسے پڑھ
رہا ہے اس نے جواب دیا اے فارغہ مجھے خدا سے یہ امید ہے
کہ اگر میں اپنی قسم پوری کردوں گا۔ تو وہ میری مغفرت
فرمادے گا۔ اور نماز میں اس لئے پڑھ رہا ہوں کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آج ہنستے
نہیں دیکھا۔ ابن عدی نے کامل میں اس سند کے
سلسلہ عبدالمومن بن احمد۔ ابو لہیعہ۔ ابو الزبیر
جابر سے اسے روایت کیا ہے اللہ بہتر جانتا ہے کہ ابن

هٰذَا وَمِنْ هٰذَا حَدِيْثُ حَامَةَ بْنِ النُّعَيْجِ بْنِ الْاَقْيَسِ بْنِ اِبْلِيْسَ الْحَدِيْثُ الطَّوِيْلُ وَنَحْوُهٗ۔

لہیعہ کی کتابوں میں کیا غلط ملط ہوا اور نہ ابن لہیعہ حدیث کو بہت زیادہ جاننے والے تھے کجا کہ ان پر اس قسم کی تہمت لگائی جائے۔

فائدہ: امام ذہبی ابن لہیعہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ اس سے ابن المبارکؒ، ابن وہبؒ، ابن عجلانؒ اور ابو عبدالرحمان بن المزی نے روایت کی ہے۔ اور اخیر میں انہیں وہم ہونے لگا تھا اور ان کی کتابیں جل گئیں تھیں۔ تو جن لوگوں نے ان سے ان کی کتابیں جلنے سے قبل روایت کی تو ان کی روایت صحیح ہے اور قدماء میں سے اوزاعیؒ، شعبہؒ، سفیانؒ، عمرو بن الحارث اور اسحاق بن موسیٰؒ ہیں۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں۔ مصر میں ابن لہیعہؒ جیسا کثرت حدیث، ضبط اور اتقان میں کوئی نہ تھا۔ احمد بن صالح رحؒ کہتے ہیں۔ کہ وہ صحیح روایت کرنے والے اور علم کے طلبگار تھے۔ سفیان ثوری فرماتے ہیں۔ ابن لہیعہؒ کے پاس اصول ہیں اور ہمارے پاس فروع۔ عثمان بن صالح کہتے ہیں ان کا گھر اور کتابیں جل گئیں۔ لیکن ان کے اصول باقی رہے۔ لیکن ایک جماعت ان کی تضعیف کرتی ہے سعید بن ابی مریم کہتے ہیں۔ ان کی کوئی کتاب نہیں جلی۔ بلکہ وہ ضعیف تھے۔ بخاریؒ مسلم رحؒ اور نسائی نے ان کی کوئی روایت نہیں لی۔ یحییٰ بن سعید رحؒ القطان انہیں ضعیف قرار دیتے ہیں۔ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں یہ قوی نہیں۔ ابو زرعہ ان کی شروع اور اخیر روایات کو برابر قرار دیا کرتے تھے۔ امام ذہبی رحؒ فرماتے ہیں متابعات میں ان کی حدیث روایت کی جاتی ہے۔ لیکن ان کی حدیث حجت نہیں۔

وحديث زرنب بن برثعمر تملا قال ابن الجوزي حديث زرنب باطل۔

اسی طرح زرنب بن برثعمر تملا کی روایت ابن الجوزی رح فرماتے ہیں۔ حدیث زرنب باطل ہے۔

فصل

ومنها مخالفة الحديث لصريح القرآن كحديث مقدار الدنيا وأنها سبعة آلاف سنة ونحن في الألف السابعة وهذا من أبين الكذب لأنه لو كان صحيحا لكان كل أحد عالما أنه قد بقي للقيامة من وقتنا هذا مائتان وإحدى وخمسون سنة والله تعالى يقول يسألونك عن الساعة أيان مرساها الآية قلت تحقيق هذا الحديث قد تصدى الجلال السيوطي في رسالة سماها الكشف عن مجاوزة هذه الأمة الألف وحاصلها أنه يستفاد

ایک اہم اصول یہ بھی ہے کہ حدیث صریح قرآن کے مخالف ہو جیسا کہ وہ حدیث جس میں مقدار دنیا کو بیان کیا گیا ہے کہ اس کی مقدار سات ہزار سال ہے اور ہم ساتویں ہزار میں ہیں یہ نہایت صاف طور پر جھوٹ ہے کیونکہ اگر یہ بات صحیح ہوتی تو ہر ایک اس بات کو جان لیتا کہ قیامت میں کتنا وقت باقی ہے کیونکہ اس وقت سات ہزار دو سو اکیاون سال گذر چکے (یہ علامہ ابن القیم الجوزی اپنا وقت ظاہر فرماتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یسئلونک عن الساعة ایان مرسٰها الآیۃ لوگ آپ سے آکر دریافت کرتے ہیں کہ قیامت کا وقوع کب ہوگا آپ فرما دیجیے کہ اس کا علم تو میرے خدا ہی کے پاس ہے وہ اسے اپنے وقت پر ہی ظاہر فرمائے گا ملا علی قاری فرماتے ہیں اس حدیث کی تحقیق سیوطی نے ایک رسالہ میں جس کا نام الکشف عن مجاوزة ہذه الامۃ

مِنَ الْحَدِيثِ إِثْبَاتُ قُرْبِ الْقِيَمَةِ	الالف ہے اس میں خوب وضاحت کی ہے وہ
وَمِنَ الْآيَاتِ نَفْيُ تَعْيِينِ تِلْكَ	فرماتے ہیں قرب قیامت تو احادیث سے ثابت ہے
السَّاعَةِ فَلَا مُنَافَاةَ وَزُبْدَتُهُ	لیکن آیات قرآنیہ تعیین وقت کی نفی کرتی ہیں اور ان میں
أَنَّهُ لَا يَتَجَاوَزُ عَنِ الْخَمْسِ مِائَةٍ	باہم کوئی منافات نہیں اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ پندرہ
بَعْدَ الْأَلْفِ ۔	سو سال سے متجاوز نہ ہوگی ۔

فائدہ: سیوطی کا یہ خیال کہ ۱۵۰۰ھ سے متجاوز نہ ہوگی ۔ یہ صریحاً باطل ہے ۔ اس لئے کہ جن آیات قرآنیہ اور احادیث سے تعین وقت کی نفی کر رہے ہیں ۔ تو یہ پندرہ سو کی تعیین کیسے ثابت ہوئی ۔ اور جب ہم قیامت کی ان بڑی علامات پر نظر ڈالتے ہیں جو کہ اکثر احادیث میں آتی ہیں ۔ تو سب سے پہلی علامت قسطنطنیہ کا ہاتھ سے نکل جانا اور حرمین تک کفار کا قابض ہو جانا ہے ۔ اس کے بعد مہدی کا ظہور ، دجال کا ظہور اور حضرت عیسٰی کی آمد اور روئے زمین پر بجز اسلام کے کسی مذہب کا باقی نہ رہنا ، یاجوج و ماجوج کا ظہور یہ سب قیامت کی اولین علامات ہیں ۔ حضرت عیسٰی کے انتقال کے بعد دوبارہ فسق و فجور کا شروع ہونا ۔ حتیٰ کہ کفر اور بت پرستی کا عام ہونا یہ دوسری علامات ہیں ۔ بالکل آخری علامات ہیں ۔ دابۃ الارض کا ظہور ۔ روئے زمین پر کسی مسلم کا وجود باقی نہ رہنا ۔ اور پھر مغرب سے سورج نکلنا کہ اس کے بعد توبہ قبول نہ ہوگی ۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم نے فرمایا ۔ اس کے سو سال بعد قیامت قائم ہوگی ۔ بقول جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اب زائد سے زائد قیامت میں ۱۲۱ سال

باقی رہ گئے ہیں، اور ابھی پہلی علامت بھی ظاہر نہیں ہوئی تو یہ تعلیل عقلاً و نقلاً ہر طرح باطل ہے۔

قَالَ وَقَدْ جَاهَرَ بِالْكَذِبِ بَعْضُ مَنْ يَدَّعِي فِي زَمَانِنَا الْعِلْمَ وَهُوَ مُتَشَبِّعٌ بِمَا لَمْ يُعْطَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْلَمُ مَتٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ قِيْلَ لَهُ فَقَدْ قَالَ فِي حَدِيْثِ جِبْرَئِيْلَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ فَحَرَّفَهُ عَنْ مَوْضِعِهِ وَقَالَ مَعْنَاهُ اَنَا وَاَنْتَ نَعْلَمُهَا وَهٰذَا مِنْ اَعْظَمِ الْجَهْلِ وَاَقْبَحِ التَّحْرِيْفِ وَالنَّبِيُّ اَعْلَمُ بِاللّٰهِ مِنْ اَنْ يَقُوْلَ لِمَنْ كَانَ يَظُنُّهُ اَعْرَابِيًّا اَنَا وَاَنْتَ نَعْلَمُ السَّاعَةَ اِلَّا اَنْ يَقُوْلَ هٰذَا الْجَاهِلُ اَنَّهُ كَانَ يَعْرِفُ اَنَّهُ جِبْرَئِيْلُ فَرَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ هُوَ الصَّادِقُ فِي قَوْلِهِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا جَاءَنِي فِي صُوْرَةٍ اِلَّا عَرَفْتُهُ غَيْرَ هٰذِهِ

ابن القیم الجوزی فرماتے ہیں ان لوگوں نے تو جھوٹ پر کمر باندھ لی جنہوں نے یہ دعوی کیا ہے کہ ہمارے زمانہ میں اس کا علم حاصل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ قیامت کب واقع ہوگی جب ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ کیسے ممکن ہے حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث جبرئیل میں تو یہ فرمایا ہے جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا انہوں نے اس کے مقصد میں تحریف کی اور بولے اسکے معنی یہ ہیں کہ میں بھی جانتا ہوں اور تو بھی جانتا ہے یہ بہت بڑی جہالت اور بہت بڑی تحریف ہے حالانکہ حضور صلعم نے سائل کو جسے اعرابی تصور کیا جاتا تھا۔ تو آپ کو یہ جواب دینا چاہیئے تھا کہ میں بھی جانتا ہوں اور تو بھی جانتا ہے مگر یہ جاہل کہتا ہے کہ حضور یہ جانتے تھے کہ وہ سائل جبرئیل ہے، تو آنحضور اپنے اس سوال میں فی الواقع سچے ہیں قسم ہے اس ذات کی جبرئیل

الصورة وفي اللفظ الآخر ما شبه
علی غیر هذه المرة وفي اللفظ
الآخر ردوا علی الاعرابي فذهبوا
فالتمسوا فلم يجدوا شيئا وإنما
علم النبي صلى الله عليه وسلم
أنه جبرئيل بعد مدة كما قال
عمر فلبثت مليا فقال عليه
الصلوة والسلام يا عمر أتدري
من السائل والمخرف يقول
علم وقت السؤال أنه جبرئيل
ولم يخبر الصحابة بذلك إلا بعد
مدة ثم قوله في الحديث ما
المسئول عنها بأعلم من السائل
يعم كل سائل ومسئول فكل
سائل ومسئول عن الساعة
هذا شأنهما ولكن هؤلاء الغلاة
عندهم أن علم رسول الله
منطبق على علم الله سواء بسواء
فكل ما يعلمه الله يعلمه رسوله

جب بھی میرے پاس کسی صورت میں آئے لیکن
میں نے انہیں ضرور پہچان لیا بجز اس صورت کے
اور دوسری روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ سوائے
اس بار کے میں کبھی شبہ میں نہیں پڑا اور ایک
روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ میرے پاس اس اعرابی
کو لوٹا کر لاؤ صحابہ تلاش کرنے کے لئے گئے لیکن
اسے نہ پا سکے اور ایک مدت کے بعد آنحضور
صلعم کو معلوم ہوا کہ یہ جبرائیل تھے جیسا کہ
حضرت عمر رضؓ فرماتے ہیں حضور کچھ دیر رکے رہے
اور نسائی کی روایت میں ہے کہ اس کا علم آپ
کو تین روز بعد ہوا۔ اور ابن ماجہ کی روایت
میں بھی یہی الفاظ ہیں یا نبی کریم صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا اے عمر رضؓ تم جانتے ہو سائل
کون تھا۔ اور یہ کذاب یہ کہتا ہے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کے وقت ہی جان
لیا تھا کہ یہ جبرئیل ہیں اور صحابہ کو آپ نے ایک
مدت تک خبر نہ کی پھر حدیث میں حضورؐ کا
یہ قول ما المسئول عنہا باعلم من السائل یہ ہر
سائل و مسئول کو عام ہے تو قیامت کے بارے

واللہ تعالیٰ یقول وممن حولکم
من الاعراب منافقون ومن اہل
المدینۃ مردوا علی النفاق لا
تعلمہم وھذا فی براءۃ وھی من
اواخر ما نزل من القرآن فھذا و
المنافقون جیرانہ فی المدینۃ
انتہی ومن اعتقد تسویۃ علم
اللہ ورسولہ یکفر اجماعا کما لا یخفی
قلت ومن ھذا حدیث عقد عائشۃ
لما ارسل فی طلبہ فاثاروا الجمل
ای ومما یؤیدہ ما تقدم مرد
یبطل قول القائل حدیث
عائشۃ رض فقد ذکر العماد بن
کثیر فی تفسیرہ وھو من اکابر
المحدثین قال البخاری حدثنا
عبد اللہ بن یوسف اخبرنا مالک
عن عبد الرحمن بن القاسم عن
ابیہ عن عائشۃ قالت خرجنا
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

میں ہر سائل و مسئول اسی صفت سے متصف
ہوں گے یعنی لا علم ہوں گے۔ اور ابو ہریرہ رض کی
روایت کا یہ کذاب کیا جواب دے گا جس میں
آپ نے آیت قرآنیہ بھی تلاوت کی ان اللہ عندہ
علم الساعۃ الآیۃ لیکن یہ گمراہ کہتے ہیں کہ حضور کا
علم خداوندی پر منطبق ہے اور برابر سرابر ہے تو
جو بات اللہ جانتا تھا وہ بات اس کا رسول بھی
جانتا تھا۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کچھ اعرابی لوگ
تمہارے اردگرد منافق بھی ہیں۔ اور بعض اہل مدینہ
پکے منافق ہیں۔ اے نبی تم انہیں نہیں جانتے ہم
انہیں جانتے ہیں اور یہ آیت سورت برات کی ہے
اور یہ قرآن کے نزول کے لحاظ سے آخری سورت
ہے۔ اور منافقین مدینہ میں آپ کے پڑوسی تھے
تو جو شخص اس بات کا اعتقاد رکھے کہ اللہ اور اس
کے رسول کا علم مساوی ہے، وہ تمام علماء کے
نزدیک متفقہ طور پہ کافر قرار دیا جائے گا۔ جیسا
کہ یہ بات کسی سے مخفی نہیں ابن القیم جوزی فرماتے ہیں
اسکی ثبوت میں حدیث عقد عائشہ بھی ہے جب آپ نے اسے
تلاش کرنے کے لئے آدمی بھیجا اور اونٹ دوڑائے جو

فِی بَعْضِ اَسْفَارِہٖ حَتّٰی اِذَا کُنَّا
بِالْبَیْدَاءِ اَوْ بِذَاتِ الْجَیْشِ اِنْقَطَعَ
عِقْدٌ لِیْ فَاَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی الْتِمَاسِہٖ
وَاَقَامَ النَّاسُ مَعَہٗ وَلَیْسُوْا عَلٰی
مَاءٍ وَلَیْسَ مَعَھُمْ مَاءٌ فَاَتَی النَّاسُ
اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ فَقَالُوْا اَلَا تَرٰی مَا صَنَعَتْ
عَائِشَۃُ اَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ وَ
بِالنَّاسِ وَلَیْسُوْا عَلٰی مَاءٍ وَلَیْسَ
مَعَھُمْ مَاءٌ فَجَاءَ اَبُوْبَکْرٍ وَرَسُوْلُ
اللّٰہِ وَاضِعٌ رَأْسَہٗ عَلٰی فَخِذِیْ قَدْ
نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ
النَّاسَ وَلَیْسُوْا عَلٰی مَاءٍ وَلَیْسَ
مَعَھُمْ مَاءٌ قَالَتْ فَعَاتَبَنِیْ اَبُوْبَکْرٍ
فَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰہُ اَنْ یَّقُوْلَ وَ
جَعَلَ یَطْعَنُ بِیَدِہٖ فِیْ خَاصِرَتِیْ
وَلَا یَمْنَعُنِیْ مِنَ التَّحَرُّکِ اِلَّا مَکَانُ
رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلٰی فَخِذِیْ فَقَامَ عَلَیْہِ
السَّلَامُ حَتّٰی اَصْبَحَ عَلٰی غَیْرِ مَاءٍ

کچھ پہلے تحریر ہو چکا ہے اس کی تائید اور قائل کے
قول کے بطلان میں حدیث عائشہؓ بھی موجود ہے
جو عماد بن کثیر نے اپنی تفسیر میں جو اکابر محدثین سے
ہیں ذکر کی ہے بخاری کہتے ہیں ہم سے عبداللہ بن یوسف
نے یہ حدیث بیان کی انہوں نے مالک سے انہوں نے
عبدالرحمان سے اور عبدالرحمن نے قاسم سے اور قاسم نے
عائشہ سے روایت کی ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم
ایک سفر میں حضور کے ساتھ گئے جب ہم بیداء یا ذات
الجیش میں پہنچے تو میرا ہار گر گیا، آپ اسے تلاش کرنے
کے لئے ٹھہر گئے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ رک گئے
اور وہاں پانی نہ تھا اور نہ صحابہ کے ساتھ پانی تھا، ابوبکرؓ
میرے پاس آئے اور حضور میری ران پر سر رکھے سو رہے
تھے ابوبکرؓ نے فرمایا اے عائشہ تو نے لوگوں کو روک لیا یہاں
پانی نہیں اور ان کے پاس پانی نہیں، اور جو کچھ بھی اللہ
نے چاہا انہوں نے مجھے برا بھلا کہا، اور ابوبکرؓ نے اپنا ہاتھ
میری کوکھ میں مارنا شروع کیا اور میں اس باعث حرکت بھی
نہیں کر سکتی کہ آنحضور کا سر میری ران پر رکھا ہوا تھا۔
جب صبح کو حضور اٹھے تو پانی نہ تھا۔ اللہ تعالے نے
آیت تیمم نازل فرمائی، اسید بن حضیر بولے اسے

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ فَقَالَ
اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ مَا هِيَ بِاَوَّلِ
بَرَكَتِكُمْ يَا اٰلَ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا
الْبَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا
الْعِقْدَ تَحْتَهُ قَالَ وَمِنْ هٰذَا اَيْ
وَمِنْ هٰذَا الْقَبِيْلِ حَدِيْثُ تَلْقِيْحِ
التَّمْرِ وَقَالَ مَا اَرٰى لَوْ تَرَكْتُمُوْهُ لَا
يَضُرُّهُ شَيْئًا فَتَرَكُوْهُ فَجَاءَ شِيْصًا
فَقَالَ اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِدُنْيَاكُمْ رَوَاهُ
مُسْلِمٌ عَنْ عَائِشَةَ رض وَقَدْ قَالَ
تَعَالٰى قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ
خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ فَقَالَ
وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ
مِنَ الْخَيْرِ وَلَمَّا جَرٰى لِاُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ
عَائِشَةَ مَا جَرٰى وَرَمَاهَا اَهْلُ
الْاِفْكِ لَمْ يَكُنْ يَعْلَمُ حَقِيْقَةَ الْاَمْرِ
حَتّٰى جَاءَهُ الْوَحْيُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى
بِبَرَاءَتِهَا وَعِنْدَ هٰؤُلَاءِ الْغُلَاةِ
اَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَانَ

اولاد ابو بکر یہ تمہاری پہلی برکت ہے، حضرت عائشہ
فرماتی ہیں، جب ہم نے اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں
سوار تھی، تو ہم نے ہار اس کے نیچے پایا، ابن القیم
فرماتے ہیں اسی قبیل سے کھجور کے پیوند والی حدیث
ہے آپ نے فرمایا تھا میرا خیال ہے اگر تم یہ کام چھوڑ
تو تمہیں کوئی ضرر نہ پہنچے گا، صحابہ نے اسے ترک
کردیا، اس پر پھل نہ آیا، آپ نے فرمایا تم اپنے دنیوی
کاموں کو زیادہ جانتے ہو اس حدیث کو مسلم نے عائشہ
سے روایت کیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آپ فرما
دیجیے میں تم سے یہ تو نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے
خزانے ہیں، اور نہ میں غیب جانتا ہوں، اور
فرمایا، اگر میں غیب جانتا ہوتا، تو اپنے لئے
بھلائیاں جمع کر لیتا، اور جب ام المومنین عائشہ
کے ساتھ واقعہ افک پیش آیا، اور لوگوں نے
آپ پر تہمت لگائی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
حقیقۃ الامر سے واقف نہ تھے، حتی کہ اللہ تعالےٰ
کی جانب سے وحی نازل ہوئی، اور یہ گمراہ فرقہ
یہ کہتا ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اصل
حال سے واقف تھے، اور نعوذ باللہ حضور نے

يعلموا الحال وأنه غيرها بلا ريب
واستشار الناس في فراقها
ودعا بريرة فسألها وهو يعلم
الحال وقال لها إن كنت ألممت
بذنب فاستغفري الله وهو
يعلم علما يقينا أنها لم تلم
بذنب ولا ريب أن الحال
لهؤلاء على هذا الغلو اعتقادهم
أنه يكفر عنهم سيئاتهم و
يدخلهم الجنة وكلما غلوا
كانوا أقرب إليه وأخص به
فهم أعصى الناس لأمره وأشدهم
مخالفة لسنته وهؤلاء فيهم
شبه ظاهر من النصارى غلوا
على المسيح أعظم الغلو وخالفوا
شرعه ودينه أعظم المخالفة
والمقصود أن هؤلاء يصدقون
بالأحاديث المكذوبة الصريحة
ويحرفون الأحاديث الصحيحة

اس میں تغیر فرمایا۔ حالانکہ حضور نے لوگوں سے
عائشہ رضہ کی جدائی کے بارے میں مشورہ کیا اور
اور بریرہ کو بلا کر اس سے دریافت کیا اور عائشہؓ
سے فرمایا اگر تو نے کوئی گناہ کیا ہے۔ تو اللہ سے
استغفار کر۔ اور بقول ان گمراہوں کے حضورؐ
یقینی طور پر جانتے تھے۔ کہ عائشہؓ نے کوئی
گناہ نہیں کیا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں
کہ ان گمراہوں کا اعتقاد تو یہ ہے۔ کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے گناہوں کو مٹائیں
گے۔ اور انہیں جنت میں داخل کریں گے۔
تو یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے فرمان اور سنت کے دنیا میں سب سے زیادہ
مخالف ہیں اور اس عقیدے میں یہ نصاریٰ
کے مشابہ ہیں۔ جیسے انہوں نے حضرت عیسیٰ کے
بارے میں غلو کیا اور ان کی شریعت اور دین
کی مخالفت کی۔ اسی طرح یہ لوگ جھوٹی حدیثوں
کی تصدیق کرتے اور صحیح روایات میں
تحریف کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے
دین کا والی ہے۔ وہ ان لوگوں کے لیے

وَاللّٰهُ وَلِيُّ دِيْنِهٖ فَيُقِيْمُ مَنْ يَقُوْمُ لَهٗ بِحَقِّ النَّصِيْحَةِ ۔

اسے قائم رکھے گا۔ جو حق پر گامزن ہیں۔

فصل

وَيُشْبِهُ هٰذَا اَمْلُوْ قُوْعَ فِيْهِ الْغَلَطُ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ كَلَامُ خَلَقَ اللّٰهُ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ الْحَدِيْثُ وَهُوَ فِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ لٰكِنْ وَقَعَ فِيْهِ الْغَلَطُ فِيْ رَفْعِهٖ وَاِنَّمَا هُوَ مِنْ قَوْلِ كَعْبِ الْاَحْبَارِ كَذٰلِكَ قَالَ الْاِمَامُ هٰذَا الْحَدِيْثُ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِيُّ فِيْ تَارِيْخِهِ الْكَبِيْرِ وَقَالَهٗ غَيْرُهٗ مِنْ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ اَيْضًا وَهُوَ كَمَا قَالُوْا لِاَنَّ اللّٰهَ اَخْبَرَ اَنَّ خَلْقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَهٰذَا الْحَدِيْثُ يَتَضَمَّنُ اَنَّ مُدَّةَ التَّخْلِيْقِ سَبْعَةُ اَيَّامٍ وَمِنْ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ يُرْوٰى فِيْ

اور اسی کے مشابہ ابوہریرہ کی وہ روایت بھی ہے۔ جس میں غلطی واقع ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مٹی کو ہفتہ کے روز پیدا فرمایا۔ یہ روایت صحیح مسلم میں ہے۔ لیکن اس میں یہ غلطی ہوئی کہ اسے مرفوع قرار دے دیا گیا۔ حالانکہ یہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کا قول نہ تھا۔ بلکہ کعبؓ الاحبار کا قول تھا۔ جیسا کہ امام الحدیث محمد بن اسمٰعیل البخاری نے تاریخ الکبیر میں فرمایا ہے اور اس بات کی دیگر علماء نے بھی وضاحت کی ہے۔ اور چونکہ روایت میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس امر کی خبر دی کہ ہم نے زمین و آسمان اور ان کے درمیان جتنی اشیاء ہیں۔ انہیں چھ روز میں پیدا کیا۔ اور یہ حدیث اس امر کو متضمن ہے کہ مدت تخلیق چھ روز ہے اسی قسم کی روایت میں سے وہ روایت بھی ہے

الصخرة أنها عرش الله الأدنى
تعالى الله عن كذب المفترين
ولما سمع عروة بن الزبير هذا
قال سبحان الله تعالى الذي
وسع كرسيه السموات والأرض
وتكون الصخرة عرشه الأدنى
وكل حديث في الصخرة فهو
كذب مفترى والقدم الذي
فيها كذب موضوع مما عملته
أيدي المزورين وأرفع شيء
في الصخرة أنها كانت قبلة
اليهود وهي في المكان كيوم
السبت في الزمان أبدل الله
بها لهذه الأمة الكعبة البيت
الحرام ولما أراد أمير المؤمنين
عمر بن الخطاب رضي الله عنه
أن يبني المسجد الأقصى استشار
الناس هل يجعله أمام الصخرة
أو خلفها فقال له كعب يا أمير

کہ جو یہ کہا جاتا ہے کہ خدا کا عرش ایک
چھوٹے سے پتھر پر تھا۔ یہ بھی ان تہمت بازوں
کا ایک جھوٹ ہے۔ جب عروہ بن الزبیرؓ نے
اس روایت کو سنا تو فرمایا پاک ہے وہ خدا
جس کی کرسی زمین و آسمان کو وسیع ہے، تو
اس کا عرش ایک پتھر کیسے ہو سکتا ہے، تو جتنی
حدیثیں پتھر کے بارے میں آئی ہیں سب جھوٹ
ہیں اور یہ سب زائرین کا کذب ہے اور صخرہ
کے بارے میں سب سے بلند شئے یہ ہے کہ وہ
یہود کا قبلہ تھا۔ اور اس کی مقام کے طور پر وہی
حیثیت ہے جو دنوں میں ہفتے کی۔ اللہ تعالے
نے اسی صخرہ کو امت محمدیہ کے لئے کعبہ سے
بدل دیا ہے۔ جب امیر المومنین حضرت عمرؓ
نے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کا ارادہ فرمایا۔ تو لوگوں
سے مشورہ کیا کہ مسجد کو صخرہ سے آگے رکھا
جائے یا پیچھے۔ کعب الاحبار نے عرض کیا
اے امیر المومنین مسجد کو صخرہ کے پیچھے
بنائے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے یہودیہ
کے بیٹے۔ تجھ میں اب تک یہودیت باقی ہے

الْمُؤْمِنِيْنَ اَبْنِيْهِ خَلْفَ الصَّخْرَةِ
فَقَالَ يَا ابْنَ الْيَهُوْدِيَّةِ خَالَطَتْكَ
يَهُوْدِيَّةٌ بَلْ اَبْنِيْهِ اَمَامَ الصَّخْرَةِ
حَتّٰى لَا يَسْتَقْبِلَهَا الْمُصَلُّوْنَ
فَبَنَاهُ حَيْثُ هُوَ الْيَوْمَ وَقَدْ
اَكْثَرَ الْكَذَّابُوْنَ مِنَ الْوَضْعِ فِيْ
فَضَائِلِهَا وَفَضَائِلِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ
وَالَّذِيْ صَحَّ فِيْ فَضْلِهٖ قَوْلُهٗ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَا يُشَدُّ الرِّحَالُ
اِلَّا اِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ اَلْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى وَمَسْجِدِيْ
هٰذَا وَهُوَ فِي الصَّحِيْحَيْنِ وَقَوْلُهٗ
مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ ذَرٍّ وَقَدْ سُئِلَ
اَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْاَرْضِ اَوَّلُ
فَقَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قَالَ ثُمَّ
اَيُّ قَالَ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰى الْحَدِيْثُ
وَهُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَحَدِيْثُ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو لَمَّا بَنٰى سُلَيْمَانُ
الْبَيْتَ سَأَلَ رَبَّهٗ ثَلٰثًا سَأَلَهٗ

بلکہ میں مسجد صخرہ کے آگے بناؤں گا۔ تاکہ
کوئی نمازی اس کی جانب منہ نہ کرسکے تو پھر
اسے ویسے بنایا جیسے آج موجود ہے۔ اور اکثر
کذابین نے اس صخرہ اور بیت المقدس کے
فضائل میں احادیث وضع کر ڈالیں اور نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو اس کی تفضیلت
ثابت ہے وہ صرف اتنی ہے کہ سوائے تین مسجدوں
کے قصد رحال (سفر) نہ کیا جائے۔ مسجد حرام،
مسجد اقصیٰ۔ اور میری یہ مسجد۔ یہ روایت
صحیحین میں ہے۔ اور ابوذر کی روایت میں ہے
کہ آپ سے دریافت کیا گیا۔ دنیا میں سب سے
پہلے مسجد کونسی بنائی گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا مسجد حرام۔ عرض کیا گیا اس کے
بعد آپ نے فرمایا مسجد اقصیٰ۔ یہ بھی متفق
علیہ ہے اور عبداللہ بن عمرو کی حدیث
جب سلیمان نے مسجد اقصیٰ بنائی تو تین باتوں
کا خدا سے سوال کیا۔ ایک تو اس امر کا
کہ ان کو ایسا حکم عطا کیا جائے جو دوسرے
کو نہ ہو۔ دوسرے اس حکومت کا سوال کیا

حُكمًا يُصَادِفُ حُكْمَه فَأعْطَاهُ
إيَّاهُ وَسَألَه مُلكًا لَا يَنْبَغِي لِأحدٍ
مِنْ بَعْدِه فَأعْطَاهُ إيَّاهُ وَسَألَه
أنْ لَا يَؤُمَّ أحَدٌ هٰذَا الْبَيْتَ
لَا يُرِيْدُ إلَّا الصَّلوٰةَ فِيْهِ إلَّا رَجَعَ
مِنْ خَطِيْئَتِه كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّه
وَأنَا أرْجُوْ أنْ يَكُوْنَ قَدْ أعْطَاهُ
ذٰلِكَ وَهُوَ فِي مُسْنَدِ أحْمَدَ وَ
صَحِيْحِ الْحَاكِمِ وَفِي الْبَابِ حَدِيْثٌ
أدْوَنُ مِنْ هٰذِهِ الْأحَادِيْثِ
رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ فِي سُنَنِه وَهُوَ
حَدِيْثٌ مُضْطَرِبٌ أنَّ الصَّلوٰةَ
فِيْهِ تُفَضَّلُ خَمْسِيْنَ ألْفَ صَلوٰةٍ
وَهٰذَا مُحَالٌ لِأنَّ مَسْجِدَ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أفْضَلُ
مِنْهُ وَالصَّلوٰةُ فِيْهِ تُفَضَّلُ
عَلٰى غَيْرِه بِألْفِ صَلوٰةٍ وَقَدْ
رُوِيَ فِي مَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ
التَّفْضِيْلُ بِخَمْسِمِائَةٍ وَهُوَ أشْبَهُ

جو ان کے بعد کسی کو حاصل نہ ہو۔ تیسرا سوال
یہ تھا کہ جو اس گھر کی امامت صرف نماز کی
غرض سے کرے تو اسے گناہ سے ایسا پاک کر
دیجیے، جیسا کہ وہ آج ہی جنا گیا ہو۔ حضورؐ
فرماتے ہیں مجھے امید ہے کہ خدا نے انہیں
یہ بات بھی عطا فرمائی۔ یہ حدیث مسند احمدؒ
اور صحیح للحاکم میں ہے۔ اس مضمون میں ایک
اور بھی حدیث ہے، جو ان سے کم درجہ
کی ہے جسے ابن ماجہؒ نے اپنی سنن میں
روایت کیا ہے۔ اور یہ حدیث مضطرب ہے
اس حدیث میں ہے کہ مسجد اقصیٰ میں نماز
پچاس ہزار نماز سے زائد کا درجہ رکھتی ہے
اور یہ محال ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کی مسجد اس سے افضل ہے اور اس میں
نماز پڑھنا دیگر مساجد سے ایک ہزار درجہ زیادہ
ہے۔ اور بیت المقدس کے بارے میں جو حدیث
پانچ سو نمازوں کی ہے وہ زیادہ صحیح ہے
اور یہ بات صحیح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و
سلم کو معراج میں مسجد اقصیٰ لے جایا گیا۔ اور

وصح انه عليه الصلوة والسلام
اسري به اليه وانه صلى فيه
وام المرسلين في تلك الصلوة
وربط البراق بحلقة الباب ثم عرج
منه وصح عنه ان المؤمنين
يتحصنون به من ياجوج وماجوج
فهذا المجموع ما صح فيه من
الاحاديث قلت وكذا ثبت
ان المهدي مع المؤمنين
يتحصنون به من الدجال و
ان عيسى عليه السلام ينزل
من منارة مسجد الشام فياتي
فيقتل الدجال ويدخل
المسجد وقد اقيم الصلوة
فيقول المهدي تقدم يا روح
الله فيقول انما هذه الصلوة
اقيمت لك فيتقدم المهدي
ويقتدي به عيسى عليه السلام
اشعارا بانه من جملة الائمة

آپ نے اس میں نماز پڑھی۔ اور اس نماز میں
تمام انبیاء کی امامت فرمائی۔ اور براق کو دروازے
کے ایک حلقہ سے باندھا اور وہیں سے اوپر
تشریف لے گئے۔ اور یہ بات بھی حضور سے
صحیح طور پر ثابت ہے۔ کہ مسلمان یاجوج
وماجوج سے پناہ لیں گے۔ یہ وہ احادیث
ہیں جو اس بارہ میں صحیح طور پر ثابت ہیں ملا علی
قاری فرماتے ہیں۔ اسی طرح یہ بات بھی ثابت
ہے کہ مہدی مسلمانوں کے ساتھ اسی میں
دجال سے پناہ حاصل کریں گے اور حضرت
عیسیٰ مسجد شام کے منارہ پر نازل ہوں گے
اور وہ آکر دجال کو قتل کریں گے۔ پھر مسجد
اقصیٰ میں داخل ہوں گے۔ اور اس وقت نماز
کی تکبیر ہو چکی ہو گی۔ مہدی ان سے آگے بڑھنے
کے لئے عرض کریں گے۔ حضرت عیسیٰ فرمائیں گے
یہ نماز تمہارے لئے قائم کی گئی ہے
مہدی نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰؑ
ان کی اقتدار کریں گے۔ یہ بات ثابت
کرنے کے لئے کہ مہدی بھی آئمہ میں داخل

ثُمَّ يُصَلِّي عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي سَائِرِ الْاَيَّامِ ۔ ہیں۔ پھر ہمیشہ عیسٰی علیہ السلام نماز پڑھاتے رہیں گے۔

فائدہ ۔ جہاں تک ابن ماجہ کی روایت کا تعلق ہے اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ مسجد اقصٰی مسجد نبوی سے افضل ہے۔ بلکہ اس کے الفاظ یہ ہیں کہ میری مسجد اور مسجد اقصٰی میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کا درجہ رکھتا ہے۔ ہاں ابوالدرداء کی ایک روایت سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسجد نبوی میں ایک ہزار نمازوں کا اور مسجد اقصٰی میں پچاس ہزار کا ثواب ملتا ہے۔ یہ روایت ابن ماجہ میں نہیں۔ بلکہ طبرانی اور مسند بزار میں ہے۔ البزار نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا اَحَادِيْثُ صَلَوَاتِ الْاَيَّامِ وَاللَّيَالِي كَصَلٰوةِ يَوْمِ الْاَحَدِ وَلَيْلَةِ الْاَحَدِ وَيَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَلَيْلَةِ الْاِثْنَيْنِ اِلٰى اٰخِرِ الْاُسْبُوْعِ كُلُّ اَحَادِيْثِهَا كَذِبٌ وَقَدْ تَقَدَّمَ بَعْضُ ذٰلِكَ وَكَذٰلِكَ اَحَادِيْثُ صَلٰوةِ الرَّغَائِبِ اَوَّلَ جُمُعَةٍ مِنْ رَجَبَ كُلُّهَا كَذِبٌ وَاَمْثَلُهَا مَا رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ

معرفت حدیث کا ایک اصول یہ بھی ہے۔ کہ دن رات کی جتنی نمازیں ہیں۔ مثلاً اتوار، پیر، منگل وغیرہ۔ اور ان کی راتوں کی نمازیں۔ حتی کہ پورے ہفتہ کی یہ سب موضوع ہیں۔ ان میں سے بعض پہلے گذر چکیں۔ اسی طرح صلوٰۃ الرغائب جو رجب کے پہلے جمعہ کو پڑھی جاتی ہے۔ یہ سب کی سب جھوٹ ہیں۔ اور اسی طرح وہ روایت جو عبدالرحمان بن منده نے اس سند کے ساتھ ابن جہضم علی بن

مَنْدَهْ وَهُوَ مَوْضُوْعٌ عَنِ ابْنِ
جَهْضَمٍ وَهُوَ وَاضِعُ الْحَدِيْثِ
حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيْدِ
نِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا
خَلَفُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّنْعَانِيُّ
عَنْ حُمَيْدِ بْنِ اَنَسٍ يَرْفَعُهُ
رَجَبُ شَهْرُ اللهِ وَشَعْبَانُ شَهْرِيْ
وَرَمَضَانُ شَهْرُ اُمَّتِيْ الْحَدِيْثَ وَ
فِيْهِ لَا تَغْفَلُوْا عَنْ اَوَّلِ جُمُعَةٍ
مِنْ رَجَبَ فَاِنَّهَا لَيْلَةٌ تُسَمِّيْهَا
الْمَلَائِكَةُ الرَّغَائِبَ وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ
الْمَكْذُوْبَ بِطُوْلِهِ قَالَ ابْنُ
الْجَوْزِيِّ اتَّهَمُوْا بِهِ ابْنَ جَهْضَمٍ
وَنَسَبُوْهُ اِلَى الْكِذْبِ قَالَ وَ
سَمِعْتُ عَبْدَ الْوَهَّابِ الْحَافِظَ
يَقُوْلُ رِجَالُهُ مَجْهُوْلُوْنَ فَتَّشْتُ
عَلَيْهِمْ جَمِيْعَ الْكُتُبِ فَمَا وَجَدْتُهُمْ
قَالَ بَعْضُ الْحُفَّاظِ بَلْ لَعَلَّهُمْ
لَمْ يُخْلَقُوْا قُلْتُ اِمَّا صَدْرُ الْحَدِيْثِ

محمد بن سعید البصری۔ محمد بن سعید خلف
بن عبد اللہ الصنعانی۔ حمید بن انس سے
مرفوعاً روایت کی ہے۔ کہ رجب اللہ کا
مہینہ ہے، شعبان میرا مہینہ اور رمضان میری
امت کا مہینہ ہے۔ لمبی حدیث۔ اور اس
میں یہ بھی ہے کہ رجب کے پہلے جمعہ سے
غفلت نہ برتو، کیونکہ یہ ایسی شب ہے کہ جس
کا نام فرشتوں نے رغائب رکھا ہے۔ اور
ابن مندہ نے ایک لمبی جھوٹی حدیث بیان
کی۔ اس میں ابن مندہ سچے اور ابن جہضم واضع
الحدیث ہے۔ ابن الجوزی فرماتے ہیں لوگوں
نے ابن جہضم پر تہمت لگائی ہے۔ اور اسے
جھوٹ کی جانب منسوب کیا۔ ابن الجوزی رح
فرماتے ہیں، میں نے حافظ عبد الوہاب سے
سنا وہ فرماتے ہیں۔ اس کے تمام راوی
مجہول رجز حمید کے، ہیں۔ میں نے تمام کتب
تلاش کیں، لیکن مجھے ان کا حال کہیں نہ ملا۔
ملا علی قاری فرماتے ہیں اس حدیث کا شروع
کا حصہ کہ رجب اللہ کا مہینہ شعبان میرا

وَهُوَ قَوْلُهُ رَجَبُ شَهْرُ اللّٰهِ وَ
شَعْبَانُ شَهْرِيْ وَرَمَضَانُ شَهْرُ
أُمَّتِيْ نَقَدْ ذَكَرَهُ أَبُو الْفَتْحِ بْنُ
أَبِي الْفَوَارِسِ فِيْ أَمَالِيْهِ عَنِ الْحَسَنِ
مُرْسَلًا كَمَا ذَكَرَهُ السُّيُوْطِيُّ فِيْ
جَامِعِ الصَّغِيْرِ وَأَمَّا قَوْلُهُ وَكُلُّ
حَدِيْثٍ فِيْ ذِكْرِ صَوْمِ رَجَبَ وَ
صَلٰوةِ بَعْضِ اللَّيَالِيْ فِيْهِ فَهُوَ
كِذْبٌ مُفْتَرًى فَفِيْهِ بَحْثٌ إِذْ
قَدْ وَرَدَ فِيْ صِيَامِ رَجَبَ أَحَادِيْثُ
مُتَعَدِّدَةٌ وَلَوْ كَانَتْ ضَعِيْفَةً
لٰكِنَّهَا يَتَقَوّٰى بَعْضُهَا بِبَعْضٍ وَ
قَدْ أَوْرَدْتُ نُبْذًا مِنْهَا فِيْ رِسَالَتِيْ
الْأَدَبِ فِيْ رَجَبَ وَفِي الْقَوَامِ
لِلصُّوَّامِ أَيْضًا نَعَمْ بَعْضُ مَا
وَرَدَ فِيْهِ مَوْضُوْعٌ كَمَا بَيَّنَهُ بِقَوْلِهِ
حَدِيْثُ مَنْ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ
أَوَّلَ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبَ عِشْرِيْنَ
رَكْعَةً جَازَ عَلَى الصِّرَاطِ بِلَا حِسَابٍ

مہینہ اللہ رمضان میری امت کا مہینہ
ہے۔ اسے ابو الفتح بن ابی الفوارس نے
اپنی امالی میں حسن سے مرسلاً روایت کیا
ہے۔ جیسا کہ سیوطی جامع الصغیر میں لکھتے
ہیں۔ رہ گیا سیوطی کا یہ قول کہ رجب کے
روزے اور راتوں میں نمازوں کی جتنی
روایات ہیں سب جھوٹ ہیں۔ اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر تہمت ہیں۔ تو اس میں بحث ہے اس
لئے کہ رجب کے روزوں کے بارے
میں متعدد احادیث موجود ہیں۔ اگرچہ
سب کی سب ضعیف ہیں۔ لیکن ایک
دوسرے کی تقویت کرتی ہیں۔ اور میں
نے انہیں ایک رسالہ میں جس کا نام رسالہ
الادب فی رجب اور القوام للصوام میں
ذکر کیا ہے۔ اگرچہ بعض روایات اس
میں موضوع بھی ہیں۔ اور یہ روایت کہ جو
رجب کی پہلی رات کو مغرب کے بعد بیس
رکعت نماز پڑھے گا۔ وہ پل صراط پر سے

وَحَدِيثُ مَنْ صَامَ يَوْمًا مِنْ	بغیر حساب کے گذر جائے گا۔ اور یہ روایت
رَجَبَ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِي	کہ جس نے رجب کا روزہ رکھا۔ اور دو رکعت
كُلِّ رَكْعَةٍ مِائَةَ مَرَّةٍ آيَةَ الْكُرْسِيِّ	نماز پڑھی۔ اور ہر رکعت میں سو بار سورت
وَفِي الثَّانِيَةِ مِائَةَ مَرَّةٍ قُلْ هُوَ	اخلاص پڑھی ہے۔ وہ اس وقت تک نہ مریگا
اللهُ أَحَدٌ لَمْ يَمُتْ حَتَّى يَرَى	جب تک جنت میں اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لے گے
مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ وَأَقْرَبُ	ابن القیم فرماتے ہیں اس میں سب سے
مَا جَاءَ فِيهِ مَا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ	بہتر وہ روایت ہے۔ جو ابن ماجہ نے اپنی سنن
فِي سُنَنِهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ عَلَيْهِ	میں بیان کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی
السَّلَامُ نَهَى عَنْ صِيَامِ رَجَبَ	اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجب کے روزوں
قُلْتُ وَهُوَ مَحْمُولٌ عَلَى اعْتِقَادِ	سے منع فرمایا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے
وُجُوبِهِ كَمَا كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ	یہ وجوب کے اعتقاد پر محمول ہے جیسا کہ جاہلیت
وَإِلَّا فَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ	میں تھا، ورنہ کوئی عالم رجب میں روزے کی
بِكَرَاهَةِ صَوْمِهِ	کراہت کا قائل نہیں:

فَصْلٌ

وَمِنْ ذَلِكَ أَحَادِيثُ	ابن القیم فرماتے ہیں اسی قسم کی شعبان کی پندرہویں
صَلٰوةِ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ	شب کی نمازیں ہیں، جیسا کہ یہ حدیث اے علی
كَحَدِيثِ يَا عَلِيُّ مَنْ صَلَّى لَيْلَةَ	جو شعبان کی پندرہویں شب میں سو رکعت
النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ مِائَةَ	میں ایک ہزار بار قل ہو اللہ پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ

ركعة بالف قل هو الله احد
قضى الله له كل حاجة طلبها
تلك الليلة وساق خرافات
كثيرة واعطى سبعين الف
حوراء لكل حوراء سبعون الف
غلام وسبعون الف ولدان
الى ان قال ويشفع والداه
كل واحد منهما في سبعين
الفا والعجب ممن شم رائحة
العلم بالسنة ان يغتر بمثل
هذا الهذيان ويصليها وهذه
الصلوة وضعت في الاسلام
بعد الاربع مائة ونشأت
من بيت المقدس فوضع لها
عدة احاديث منها من قرأ
ليلة النصف الف مرة قل
هو الله احد الحديث بطوله
فيه يبعث الله عليه مائة الف
ملك يبشرونه وحديث من

اس کی ہر وہ حاجت جو اس رات میں طلب
کریگا پوری فرمائیگا۔ اسی طرح اس روایت میں
راوی نے کافی خرافات بکی ہیں اور اس روایت
میں یہ بھی ہے کہ اسے خدا ستر حوریں عطا کرے گا
ہر حور کے ساتھ ستر غلام اور ہر غلام کے ساتھ
ستر ہزار لڑکے ہوں گے۔ اور اس کے والدین
کو ستر ستر ہزار کی شفاعت کا اختیار دیا جائے گا
اور تعجب تو ان لوگوں سے ہے جنہیں علم حدیث
کی ذرا سی بھی خوشبو پہنچی ہے کہ وہ اس قسم کی واہیات
پر فخر کرتے اور اس نماز کو پڑھتے ہیں اور یہ
نماز اسلام میں چار سو سال بعد وضع کی گئی اور
اس کی ابتدا بیت المقدس سے ہوئی۔ اور
اسی قسم کی کئی روایات شعبان کی پندرہویں
تاریخ کے بارے میں وضع کی گئیں ان میں سے ایک یہ
بھی ہے کہ جو پندرہویں شعبان کو رات میں ایک
ہزار بار قل ہو اللہ پڑھے، بہت لمبی حدیث
ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ اللہ اس کے پاس
ایک لاکھ فرشتے بشارت دینے کے لئے بھیجتا ہے
اور یہ روایت کہ جو شعبان کی پندرہویں رات

صلى ليلة النصف من شعبان
ثلاث عشرة ركعة يقرأ في كل
ثلاثين مرة قل هو الله احد
شفع في عشرة قد استوجبوا
النار وغير ذلك من الاحاديث
التي لا يصح منها شيء۔

میں تیرہ رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں
تیس بار قل ہو اللہ پڑھے تو اسے دس آدمیوں
کی شفاعت کی اجازت دی جائے گی،
جن کے لئے دوزخ واجب ہو چکی ہو گی،
اور اسی قسم کی دیگر روایات ہیں کہ ان میں
سے ایک بھی صحیح نہیں۔

فصل

ومنها ركاكة الفاظ الحديث
وسماجتها بحيث يمجها السمع
ويدفعها الطبع كحديث اربع
لا يشبع من اربع انثى من ذكر
وارض من مطر وعين من نظر
واذن من خبر رواه ابو
نعيم في الحلية عن ابي هريرة رض
وابن عدي والطبراني عن عائشة
رضي الله عنها كما في الجامع
الصغير الا انه قال وعالم من
علم بدل واذن من خبر

معرفت حدیث کا ایک اصول یہ بھی
ہے کہ حدیث کے الفاظ رکیک اور گرے
درجے کے ہوں کہ جنہیں نہ کان قبول
کریں نہ طبیعت جیسا کہ یہ روایت کہ چار
چیزوں کا چار چیزوں سے پیٹ نہیں بھرتا
عورت کا مرد سے، زمین کا بارش سے،
آنکھ کا دیکھنے سے اور کانوں کا خبر سے
ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ ابو نعیم نے حلیہ
میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابن عدی نے
اور طبرانی نے عائشہ رض سے اسے روایت
کیا ہے۔ جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے

فالحديث ضعيف لا موضوع وحديث ارحموا عزيز قوم ذل وغني قوم افتقر وعالما يتلاعب به الصبيان مثبت و حديث الحاكة والاساكفة و الصواغين او صنعة من الصنائع المباحة مكذوب على رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ كيف يذم الله ورسوله الصنائع المباحة قلت قد يذم لما في بعضها من الامور المكروهة والمحرمة ليجتنب عنها كما بينته في شرح عين العلم من مراتب المكاسب قال ومن ذلك حديث من فارق الدنيا وهو سكران دخل القبر سكران ويبعث سكران ويؤمر به الى النار وهو سكران الى جبل او نهر يقال له سكران وحديث ان لله ملكا

اور اس میں تاخیر الفاظ کی جگہ یہ الفاظ ہیں کہ عالم کا علم سے، تو یہ حدیث ضعیف ہے موضوع نہیں۔ اور یہ حدیث کہ قوم کے عزیز پر رحم کرو اور غنی قوم وہ ہے جو فقیر ہو اور عالم وہ ہے جس سے بچے کھیلتے ہوں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ وہ احادیث جن میں مباح صنعتوں کی برائی آئی ہے وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہے۔ اللہ یا رسول نے کسی مباح صنعت کی برائی بیان نہیں فرمائی۔ اور جن مکروہ اور محرمات کی برائی بیان کی گئی ہے اور ان سے احتراز کا حکم دیا گیا ہے، میں نے انہیں شرح عین العلم من مراتب المکاسب میں بیان کیا ہے ابن القیم فرماتے ہیں اسی طرح یہ روایت کہ جو نشہ کی حالت میں مرے وہ قبر میں بھی حالت نشہ میں داخل ہوگا۔ اور قیامت کے روز بھی اسی طرح اٹھے گا اور حالت نشہ میں اسے دوزخ میں ایک پہاڑ یا نہر کی جانب لے جانے کا حکم دیا جائے گا جس کا نام سکران

اِسْمُہٗ عُمَارَۃُ عَلٰی فَرَسٍ مِنْ یَاقُوْتٍ طُوْلُہٗ مَدَّ بَصَرِہٖ یَدُوْرُ فِی الْبُلْدَانِ وَیَقِفُ فِی الْاَسْوَاقِ یُنَادِیْ یَغْلُوْ کَذَا وَکَذَا وَیَرْخُصُ کَذَا وَکَذَا وَحَدِیْثُ اِنَّ لِلّٰہِ مَلَکًا مِنْ حِجَارَۃٍ یُقَالُ لَہٗ عُمَارَۃُ یَنْزِلُ عَلٰی حِمَارٍ مِنْ حِجَارَۃٍ کُلَّ یَوْمٍ فَیُسَعِّرُ ۔

(نشہ) ہوگا۔ اور یہ حدیث کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایک فرشتہ ہے جس کا نام عمارہ ہے۔ وہ یاقوت کے ایک گھوڑے پر سوار جس کی لمبائی اس کی نگاہ کے برابر ہے شہروں میں گھومتا رہتا ہے اور بازاروں میں ٹھہر ٹھہر کر یہ آواز دیتا ہے۔ کہ فلاں فلاں شے مہنگی ہو اور فلاں فلاں شے سستی ۔

فَصْلٌ

وَمِنْھَا اَحَادِیْثُ ذَمِّ الْحَبْشَۃِ وَالسُّوْدَانِ کُلُّھَا کَذِبٌ کَحَدِیْثِ دَعُوْنِیْ مِنَ السُّوْدَانِ اِنَّمَا الْاَسْوَدُ لِبَطْنِہٖ وَفَرْجِہٖ وَحَدِیْثُ الزَّنْجِیِّ اِذَا شَبِعَ زَنٰی وَاِذَا جَاعَ سَرَقَ قُلْتُ رَوَاہُ ابْنُ عَدِیٍّ بِسَنَدٍ ضَعِیْفٍ عَنْ عَائِشَۃَ وَزَادَ فِیْہِ وَاِنَّ فِیْھِمْ سَمَاحَۃً وَنَجْدَۃً کَمَا فِی الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ وَحَدِیْثُ

اسی طرح حبشہ اور سوڈان کی برائی میں جتنی روایات ہیں سب جھوٹ ہیں جیسا کہ یہ حدیث مجھے سوڈان کے ذکر سے چھوڑ دو۔ ان کا پیٹ بھی اور ان کی فرج بھی سیاہ ہوتی ہے اور زنگی کی روایت کہ جب اس کا پیٹ بھر جاتا ہے۔ تو زنا کرتا ہے اور جب بھوکا ہوتا ہے تو چوری کرتا ہے اور یہ حدیث کہ زنگی سے بچو وہ ایک بگڑی ہوئی مخلوق ہے اور یہ روایت کہ آپ نے کھانا دیکھا

إِيَّاكُمْ وَالزَّنْجِيَّ فَإِنَّهُ خَلْقٌ مُشَوَّهٌ وَحَدِيثُ رَأَى طَعَامًا فَقَالَ لِمَنْ هٰذَا قَالَ الْعَبَّاسُ لِلْحَبَشَةِ أُطْعِمُهُمْ قَالَ لَا تَفْعَلْ إِنْ جَاعُوا سَرَقُوا وَإِنْ شَبِعُوا زَنَوا۔

تو پوچھا یہ کس کے لئے ہے، عباسؓ نے عرض کیا یہ حبشیوں کے لئے ہے میں انہیں کھلاؤں گا آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو، کیونکہ جب وہ بھوکے ہوتے ہیں تو چوری کرتے ہیں اور جب پیٹ بھر جاتا ہے تو زنا کرتے ہیں۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا أَحَادِيثُ ذَمِّ التُّرْكِ وَأَحَادِيثُ ذَمِّ الْخُصْيَانِ وَأَحَادِيثُ ذَمِّ الْمَمَالِيكِ كَحَدِيثِ لَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِي الْخُصْيَانِ خَيْرًا لَأَخْرَجَ مِنْ أَصْلَابِهِمْ ذُرِّيَّةً يَعْبُدُونَ اللّٰهَ قُلْتُ وَقَدْ تَقَدَّمَ وَحَدِيثُ شَرُّ الْمَالِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ الْمَمَالِيكُ قُلْتُ رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى بِسَنَدٍ لَا بَأْسَ بِهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ كَمَا فِي جَامِعِ الصَّغِيرِ وَأَمَّا حَدِيثُ اُتْرُكُوا الْحَبَشَةَ مَا تَرَكُوكُمْ فَإِنَّهُ لَا يَسْتَخْرِجُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ إِلَّا ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ

اسی قسم کی وہ روایات ہیں جو ترکوں کی مذمت یا خصیوں کی مذمت یا غلاموں کی مذمت میں ہیں سب جھوٹ ہیں، مثلاً یہ روایت اگر اللہ یہ بات جان لیتا کہ خصیوں میں کیا خوبی ہے تو ان کی اولاد سے ایک ذریت پیدا فرماتا جو اللہ کی عبادت کرتی (یہ پہلے گذر چکی) اور یہ روایت کہ آخیر زمانہ میں بدترین مال غلام ہوں گے، ملا علی قاری فرماتے ہیں اسے ابو یعلی نے ابن عمرؓ سے ایسی سند کے ساتھ روایت کیا جس میں کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے اور یہ روایت کہ حبشہ کو چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں کیونکہ کعبہ کا خزانہ سوائے سویقتین کے

مِنَ الْحَبْشَةِ فَرَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالْحَاكِمُ	جو حبشہ سے ہوگا۔ کوئی نہ نکالیگا۔ اسے ابوداود
فِي مُسْتَدْرَكِهٖ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَكَذَا	اور حاکم نے مستدرک میں ابن عمرؓ سے روایت
حَدِيْثُ اُتْرُكُوا التُّرْكَ مَا تَرَكُوْكُمْ	کیاہے۔ اسی طرح یہ روایت کہ ترکوں کو اس
فَاِنَّ اَوَّلَ مَنْ يَّسْلُبُ مِنْ اُمَّتِيْ	وقت تک کے لئے چھوڑ دو جب تک وہ تمہیں
مُلْكَهُمْ وَمَا خَوَّلَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى	چھوڑے رکھیں، کیونکہ یہ سب سے پہلے میری
بَنُوْ قَنْطُوْرَا رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ مِنَ ابْنِ	امت کا ملک چھینیں گے اور اللہ نے بنو قنطورا
مَسْعُوْدٍ كَذَا فِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ	کو چھوڑ رکھاہے اسے طبرانی نے ابن مسعودؓ سے
وَقَنْطُوْرَا جَارِيَةٌ اِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلِ	روایت کیاہے۔ اور قنطورا ابراہیم علیہ السلام
وَلَدَتْ لَهٗ اَوْلَادًا مِنْهُمُ التُّرْكُ	کی ایک باندی تھی جس کی اولاد میں ترک اور
وَالصِّيْنُ كَذَا فِي النِّهَايَةِ	اہل چین ہیں جیسا کہ نہایہ میں ہے۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا مَا يَقْتَرِنُ بِالْحَدِيْثِ	اور انہی علامات میں سے ایک علامت
مِنَ الْقَرَائِنِ الَّتِيْ يُعْلَمُ بِهَا اَنَّهٗ	یہ بھی کہ قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ
بَاطِلٌ مِثْلُ حَدِيْثِ وَضْعِ الْجِزْيَةِ	حدیث باطل ہے، مثلاً اہل خیبر سے جزیہ کا
عَلٰى اَهْلِ خَيْبَرَ فَهٰذَا كَذِبٌ مِنْ	معاف کرنا یہ کئی وجوہات سے جھوٹ ہے
عِدَّةِ وُجُوْهٍ اَحَدُهَا اَنَّ فِيْهِ	اول تو اس بنا پر کہ اس میں سعد بن معاذ کی
شَهَادَةَ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَسَعْدٌ	شہادت ہے اور سعد بن معاذ اس کی فتح سے
قَدْ تُوُفِّيَ قَبْلَ ذٰلِكَ فِيْ غَزْوَةِ	قبل غزوہ خندق وغزوہ بنی قریظہ میں

الخندق ، و ثانيها أن فيه و كتبه
معاوية بن ابي سفيان هكذا و
معاوية انما اسلم زمن الفتح
و كان من الطلقاء ، و ثالثها أن
الجزية لم تكن نزلت حينئذ
و لا يعرفها الصحابة و لا العرب
و انما نزلت بعد عام تبوك
و حينئذ وضعها النبي عليه
الصلوٰة والسلام على نصارى
نجران و يهود اليمن و لم تؤخذ
من يهود المدينة لانهم وادعوه
قبل نزولها ثم قتل من قتل
منهم و جلى بقيتهم الى خيبر
و الى الشام و صالحهم عليه الصلوٰة
والسلام اهل خيبر قبل فرض
الجزية فلما نزلت آية الجزية
استقر الامر على ما كان عليه
و ابتدأ ضربها على من لم يتقدم
له معه عليه السلام صلح فمن

میں شہادت پا چکے تھے۔ دوسری بات یہ
ہے۔ کہ جزیہ کی معافی کا حکم نامہ امیر معاویہ
نے لکھا۔ حالانکہ امیر معاویہؓ فتح مکہ کے روز
اسلام لائے۔ اور یہ ان لوگوں میں سے ہیں
جنہیں معاف کر دیا گیا تھا تیسری بات
یہ ہے کہ اس وقت تک جزیہ کا نزول نہ ہوا
تھا صحابہ اور عرب اسے پہچانتے بھی نہ تھے
جزیہ کا نزول تبوک کے بعد ہوا۔ اور
اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے نصاریٰ نجران اور یہود
یمن پر جزیہ متعین فرمایا۔ کیونکہ انہوں
نے نزول جزیہ سے قبل بغاوت کی تھی
ان میں سے کچھ تو قتل کیے گئے، اور کچھ کو
شام اور خیبر کی جانب جلاوطن کر دیا گیا
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر
سے نزول جزیہ سے قبل صلح فرما لی
تھی۔ لہذا اس صلح کو اپنے مقام پر
باقی رہنے دیا گیا۔ اور جن لوگوں نے
ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح

فههنا وقعت الشبهة في أهل خيبر
رابعها أن فيه أنه وضع عنهم
الكلف والسخر ولم يكن في زمانه
عليه السلام لا كلف ولا سخر ولا
مكوس خامسها أنه لم يجعل
لهم عهدا لازما بل قال نقركم
ما شئنا فكيف يضع عنهم الجزية
التي يصير لأهل الذمة بها عهد
لازم مؤبد ثم لا يثبت لهم
أمانا لازما مؤبدا سادسها أن
مثل هذا مما يتوفر الهمم
والدواعي على نقله فكيف يكون
قد وقع ولا يكون علمه عند
حملة السنة من الصحابة و
التابعين وأئمة الحديث وينفرد
بعلمه ونقله اليهود سابعها أن
أهل خيبر لم يتقدم لهم من
الإحسان ما يوجب وضع الجزية
فإنهم حاربوا الله ورسوله وقاتلوه

نہ کی تھی۔ ان پر جزیہ لگا دیا گیا۔ اس طرح
اہل خیبر کے واقع میں شبہ واقع ہو گیا۔
چوتھی بات یہ بھی ہے۔ کہ اس روایت
میں یہ بھی ہے کہ ان سے تکالیف اور تحت
رہنا اٹھا دیا گیا۔ حالانکہ یہ اضافے
حضور کے زمانہ میں نہ تھے۔ پانچویں بات
یہ ہے۔ کہ ان کے لئے کوئی عہد معینہ
نہ تھا۔ بلکہ آپ نے فرمایا تھا ہم جو چاہے
تم سے اقرار کرلیں گے۔ تو آپ ان سے
جزیہ کیسے ہٹا سکتے تھے۔ جو تمام اہل ذمہ
کے لئے تھا۔ اور جب جزیہ نہ ہوا۔ تو ان
کے لئے لازمی امان بھی ثابت نہ ہوئی۔
چھٹی بات یہ ہے کہ اس کے نقل کرنے کے
جو دواعی ہونے چاہئیں تھے، وہ نہیں
پائے جاتے۔ کیونکہ اگر ایسا وقوع میں
آیا تھا تو سنت کے ناقلین یعنی صحابہ
تابعین اور آئمہ حدیث کو اس کا علم
ہونا چاہیے تھا۔ حالانکہ اس بات سے
صرف ایک ہی شخص واقف تھا اور اس

وَقَاتَلُوْا أَصْحَابَهُ وَسَلُّوا السُّيُوْفَ
فِيْ وُجُوْهِهِمْ وَسَمُّوا النَّبِيَّ عَلَيْهِ
السَّلَامُ وَالصَّلٰوةُ ط وَوَاعَدُوْا أَعْدَاءَهُ
الْمُحَارِبِيْنَ لَهُ الْمُحَرِّضِيْنَ عَلٰى قِتَالِهٖ
فَمِنْ أَيْنَ يَقَعُ هٰذَا الْإِعْتِنَاءُ
بِهِمْ وَإِسْقَاطُ هٰذَا الْفَرْضِ جَعَلَهُ
اللّٰهُ عُقُوْبَةً لَمْ يَكُنْ مِنْهُمْ يَدِيْنُ
الْإِسْلَامَ ثَامِنُهَا أَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَمْ يُسْقِطْهَا عَنِ
الْأَبْعَدِيْنَ عَنْهُ مَعَ عَدَمِ مُعَادَاتِهِمْ
لَهُ كَأَهْلِ الْيَمَنِ وَأَهْلِ نَجْرَانَ
فَكَيْفَ يَضَعُ عَنِ الْخَيْبَرِيِّيْنَ
الْأَدْنَيْنَ مَعَ شِدَّةِ مُعَادَاتِهِمْ لَهُ
وَكُفْرِهِمْ وَعِنَادِهِمْ وَمِنَ الْمَعْلُوْمِ
أَنَّهُ كُلَّمَا اشْتَدَّ كُفْرُ الطَّائِفَةِ وَ
تَغَلَّظَتْ عَدَاوَتُهُمْ كَانُوْا أَحَقَّ
بِالْعُقُوْبَةِ لَا بِإِسْقَاطِ الْجِزْيَةِ
تَاسِعُهَا أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
لَوْ أَسْقَطَ عَنْهُمُ الْجِزْيَةَ كَمَا ذَكَرُوْا

واقعہ کو یہود نے نقل کیا۔ ساتویں بات یہ ہے کہ اہل خیبر نے کوئی بھلائی نہ کی تھی جو ان سے جزیہ معاف کیا جاتا۔ بلکہ انہوں نے اللہ اس کے رسول اور صحابہ سے قتال کیا اور تلوار میان سے باہر کی۔ اللہ کے دشمنوں کو پناہ دی اور انہیں جنگ پر ابھارا تو ان سے یہ سلوک کیسے روا رکھا جا سکتا تھا اور یہ فرض کیسے ساقط ہو جاتا۔ اور جب کہ اللہ نے انہیں یہ سزا دی کہ ان میں سے کوئی بھی اسلام نہ لایا۔ آٹھویں بات یہ ہے کہ حضورؐ نے جب اتنے دور کے لوگوں پر جو کہ دشمن بھی نہ تھے جزیہ قائم کیا جیسے اہل یمن اور اہل نجران، تو قریب کے یہ لوگ جو سخت مخالف اور دشمن تھے ان پر سے جزیہ کیسے معاف کیا جا سکتا تھا اور جب کہ یہ معلوم ہے کہ وہ کفر میں بھی سخت تھے اور عداوت میں بھی سب سے آگے تھے۔ تو وہ سزا کے مستحق ہوئے یا کہ معافی جزیہ کے۔ نویں بات یہ ہے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے جزیہ ساقط فرما دیا تھا۔ جیسا کہ ان

لَكَانُوْا مِنْ اَحْسَنِ الْكُفَّارِ حَالًا	کا دعوے ہے، تو ان کا حال اور کفار
وَلَمْ يَحْسُنْ بَعْدَ ذٰلِكَ اَنْ يَّشْتَرِطَ	سے بہتر ہونا چاہیئے تھا۔ تو یہ اقرار نہ
لَهُمْ اِخْرَاجُهُمْ مِنْ اَرْضِهِمْ وَبِلَادِهِمْ	فرماتے کہ ہم جب چاہیں گے تمہارے
مَتٰى شَاءَ فَاِنَّ اَهْلَ الذِّمَّةِ	شہروں اور زمین سے نکال دیں گے، کیونکہ
الَّذِيْنَ يُقِرُّوْنَ بِالْجِزْيَةِ لَا يَجُوْزُ	اہل ذمہ جب جزیہ کا اقرار کر لیتے ہیں۔ تو
اِخْرَاجُهُمْ مِنْ اَرْضِهِمْ وَدِيَارِهِمْ	انہیں شہروں سے نہیں نکالا جاتا، جب تک
مَادَامُوْا مُلْتَزِمِيْنَ لِاَحْكَامِ الذِّمَّةِ	وہ اس ذمہ داری کو ادا کرتے ہیں، تو صحابہ
فَكَيْفَ اِذَا رُوْعِيَ جَانِبُهُمْ بِاِسْقَاطِ	کے اطراف میں جزیہ کیسے معاف کیا جا
الْجِزْيَةِ وَاُعْفُوْا مِنَ الصَّغَارِ الَّذِيْ	سکتا ہے، اور انہیں شہر بدر کرنے سے
يَلْحَقُهُمْ بِاَدَائِهَا فَاَيُّ صَغَارٍ بَعْدَ	زیادہ بڑی بات کیا ہوگی، تو یہ دونوں
ذٰلِكَ اَعْظَمُ مِنْ نَفْيِهِمْ مِنْ بِلَادِهِمْ	باتیں کیسے جمع ہو سکتی ہیں، دسویں بات
وَتَشْتِيْتِهِمْ فِيْ اَرْضِ الْغُرْبَةِ فَكَيْفَ	یہ ہے کہ اگر یہ بات حق تھی، تو تمام صحابہ
يَجْتَمِعُ هٰذَا وَهٰذَا عَاشِرُهَا اَنَّ هٰذَا	کرام، تابعین اور فقہاء اس
لَوْ كَانَ حَقًّا لَمَا اَجْمَعَ الصَّحَابَةُ	کے خلاف فتوی دینے پر کیسے متفق
وَالتَّابِعُوْنَ وَالْفُقَهَاءُ كُلُّهُمْ عَلٰى	ہو گئے، انہیں تو یہ کہنا چاہیئے
خِلَافِهِمْ وَلَيْسَ فِي الصَّحَابَةِ رَجُلٌ	تھا، کہ اہل خیبر پر جزیہ نہیں
وَاحِدٌ قَالَ لَا يَجِبُ الْجِزْيَةُ عَلٰى	حالانکہ انہوں نے یہ تصریح
الْخَيَابِرَةِ وَلَا فِي التَّابِعِيْنَ وَلَا فِي	کی ہے، کہ وہ کتاب جس میں
الْفُقَهَاءِ بَلْ قَالُوْا اَهْلُ خَيْبَرَ وَغَيْرُهُمْ	جزیہ کی معافی کا حکم ہے، وہ

فِی الْجُزْئِیَۃِ سَوَاءٌ وَقَدْ صَرَّحُوْا بِاَنَّ	جھوٹ ہے۔ جیسا کہ ابو حامد رحمہ
ھٰذَا الْکِتَابَ کِذْبٌ مَکْذُوْبٌ	قاضی ابو الطیب رحمہ اللہ تعالےٰ
کَالشَّیْخِ اَبِیْ حَامِدٍ وَالْقَاضِیْ اَبِی	اور قاضی ابو یعلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ
الطَّیِّبِ وَالْقَاضِیْ اَبِیْ یَعْلٰی	وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ خطیب نے
وَغَیْرِھِمْ وَذَکَرَ الْخَطِیْبُ الْبَغْدَادِیُّ	اس کتاب کا ذکر کرکے اسے
ھٰذَا الْکِتَابَ وَبَیَّنَ اَنَّہٗ کِذْبٌ مِّنْ	مختلف وجوہ سے جھوٹ ثابت کیا
عِدَّۃِ وُجُوْہٍ ۔	ہے۔

فَصْلٌ

فِیْ ذِکْرِ جَوَامِعَ وَضَوَابِطَ	معرفت حدیث کے اصول کلیہ
کُلِّیَّۃٍ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ فَمِنْھَا اَحَادِیْثُ	اس قسم کی روایات میں سے کبوتر کی روایات
الْحَمَامِ بِالتَّخْفِیْفِ لَا یَصِحُّ مِنْھَا	ہیں جن میں سے کوئی بھی صحیح نہیں، جیسے یہ
شَیْئٌ کَحَدِیْثٍ کَانَ یُعْجِبُہُ النَّظَرُ	حدیث کہ آپ کبوتر کو دیکھنا پسند فرماتے تھے
اِلَی الْحَمَامِ وَحَدِیْثٍ کَانَ یُحِبُّ	یا یہ روایت کہ آپ سبزہ، سنگترہ اور کبوتر
النَّظَرَ اِلَی الْخُضْرَۃِ وَالْاُتْرُجِّ وَالْحَمَامِ	کی جانب دیکھنا پسند فرماتے تھے، ملا علی
الْاَحْمَرِ قُلْتُ اَخْرَجَ الطَّبَرَانِیُّ وَ	قاری فرماتے ہیں، اسے طبرانی، ابن السنی اور ابو
ابْنُ السُّنِّیِّ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الطِّبِّ	نعیم نے طب میں ابو کبشہ سے ابن السنی اور ابو نعیم
عَنْ اَبِیْ کَبْشَۃَ وَابْنُ السُّنِّیِّ وَاَبُوْ	نے علی سے اور ابو نعیم نے عائشہ سے بھی روایت کیا
نُعَیْمٍ عَنْ عَلِیٍّ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ عَائِشَۃَ	ہے کہ آپ سنگترہ اور سرخ کبوتر کی جانب دیکھنا

أنه عليه السلام كان يعجبه النظر
إلى الأترج وكان يعجبه النظر إلى
الحمام الأحمر، وروى ابن السني
وأبو نعيم عن ابن عباس رض كان
يعجبه النظر إلى الخضرة والماء
الجاري كذا في الجامع الصغير
وحديث شكى رجل إلى رسول
الله صلى الله عليه وسلم الوحدة
فقال له لو اتخذت زوجا من
حمام فآنسك وأصبت عن
فراخه وحديث اتخذوا الحمام
المقاصيص فإنها تلهي الجن
عن صبيانكم رواه الشيرازي
في الألقاب والخطيب والديلمي
عن ابن عباس وابن عدي عن
أنس بلفظ اتخذوا هذه الحمام
المقاصيص في بيوتكم فإنها تلهي
الجن عن صبيانكم كذا في الجامع
الصغير وقال زكريا بن يحيى

پسند فرماتے تھے۔ ابن السنی اور ابونعیم نے ابن عباس
سے روایت کیا ہے کہ سبزہ اور جاری پانی کی طرف
دیکھنا پسند فرماتے۔ جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے۔ ابن
القیم فرماتے ہیں اور یہ حدیث کہ ایک شخص نے آپ سے
تنہائی کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا تو ایک جوڑا کبوتر کا
کا پال لے اور اس کے چوزوں سے کھیل۔ ایسے ہی یہ
روایت کہ مقاصیص کبوتر پالا کرو۔ کیونکہ وہ تمہارے
بچوں سے جنات کو روکتے ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں
اس حدیث کو شیرازی نے القاب میں خطیب اور
دیلمی نے ابن عباس رض سے اور ابن عدی نے انس رض
سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ ان
مقاصیص کبوتروں کو اپنے گھروں میں رکھا
کرو۔ کیونکہ یہ بچوں سے جنات کو روکتے ہیں۔
جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے۔ ابن القیم فرماتے
ہیں زکریا بن یحیی الساجی کہتے ہیں کہ ابوالبختری
ایک روز رشید کے پاس گیا اور وہ کبوتر اڑا
رہا تھا۔ ہارون نے دریافت کیا۔ کیا تمہیں
کبوتروں کے بارے میں کوئی شے یاد ہے
وہ بولا مجھ سے ہشام نے اپنے والد سے

السَّاجِیُّ بَلَغَنِیْ اَنَّ اَبَا الْبَخْتَرِیِّ	واسطے عائشہ رض سے یہ روایت بیان کی
دَخَلَ عَلَی الرَّشِیْدِ وَهُوَ یُطَیِّرُ الْحَمَامَ	ہے، کہ حضور صلعم کبوتر اڑایا کرتے تھے۔ رشید
فَقَالَ هَلْ تَحْفَظُ فِیْ هٰذَا شَیْئًا	بولا میرے پاس سے دفعہ ہو جا۔ پھر بولا اگر
فَقَالَ حَدَّثَنِیْ هِشَامٌ عَنْ اَبِیْهِ	یہ قریش سے نہ ہوتا۔ تو میں اسے قضا سے
عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ عَلَیْهِ السَّلَامُ	معزول کر دیتا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔
كَانَ یُطَیِّرُ الْحَمَامَ فَقَالَ الرَّشِیْدُ	یہ ایک فضول عذر ہے۔ جب ہارون کے
اُخْرُجْ عَنِّیْ ثُمَّ قَالَ لَوْلَا اَنَّهٗ مِنْ	سامنے اس کا جھوٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
قُرَیْشٍ لَعَزَلْتُهٗ مِنَ الْقَضَاءِ قُلْتُ	وسلم پر ثابت ہو چکا تھا۔ تو وہ عدالت سے
هٰذَا عُذْرٌ بَارِدٌ فَاِنَّهٗ اِذَا ثَبَتَ	ساقط ہو گیا۔ اور معزولی کے قابل تھا۔ زکریا
عِنْدَهٗ كِذْبُهٗ لَا سِیَّمَا عَلٰی رَسُوْلِ	بن یحییٰ الساجی کہتے ہیں یہ ابو البختری مہدی
اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ سَقَطَ عَدْلُهٗ	کے پاس گیا۔ اور اسے کبوتروں سے کھیلتے
وَاسْتَحَقَّ عَزْلَهٗ قَالَ وَهُوَ الَّذِیْ	دیکھا۔ تو بولا۔ وہ صرف خف، نصل اور
دَخَلَ الْمَهْدِیَّ فَوَجَدَهٗ یَلْعَبُ	حافر اور پرندے میں ہے (خف سے مراد
بِالْحَمَامِ فَرَوٰی لَهٗ حَدِیْثَ لَا سَبَقَ	اونٹ ہے حافر سے مراد گھوڑا۔ اور نصل تیر کو
اِلَّا فِیْ خُفٍّ اَوْ نَصْلٍ اَوْ حَافِرٍ اَوْ	کہتے ہیں) جب وہ باہر نکلا۔ تو مہدی بولا
جَنَاحٍ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ	میں گواہی دیتا ہوں اس نے جھوٹ بولا۔
قَفَاكَ قَفَا كَذَّابٍ ثُمَّ اَمَرَ بِذَبْحِ	پوری حدیث سوائے لفظ جناح کے صحیح تھی) پھر
الْحَمَامِ وَقَالَ السَّبَبُ كَذَبَ عَلٰی	کبوتروں کے ذبح کرنے کا حکم دیا۔ اور بولا یہ
رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے کا

قَالَ وَأَرْفَعُ شَيْءٍ جَاءَ فِيهِ الْحَدِيثُ
أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يَتْبَعُ حَمَامَةً فَقَالَ
شَيْطَانٌ يَتْبَعُ شَيْطَانَةً قُلْتُ هٰذَا
لَيْسَ بِمَوْضُوعٍ كَمَا قَالَ الْحَافِظُ
الْعَسْقَلَانِيُّ بَلْ يَرْتَقِي إِلَى الْحَسَنِ
وَلَهُ شَوَاهِدُ ۔

سبب ہیں ابن القیم فرماتے ہیں اسمیں سب سے بہتر یہ
روایت ہے کہ آپ نے ایک شخص کو کبوتر پر نگاہ لگائے
دیکھا تو فرمایا ایک شیطان ہے جو شیطانہ پر نگاہ
لگائے ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ موضوع نہیں
بلکہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں یہ درجہ حسن تک پہنچتی ہے
اور اس کے شواہد موجود ہیں۔

فصل

وَمِنْهَا أَحَادِيثُ اتِّخَاذِ
الدَّجَاجِ لَيْسَ فِيهَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ
حَدِيثُ الدَّجَاجُ غَنَمُ فُقَرَاءِ
أُمَّتِي وَحَدِيثُ أَمَرَ الْفُقَرَاءَ بِاتِّخَاذِ
الدَّجَاجِ وَالْأَغْنِيَاءَ بِاتِّخَاذِ الْغَنَمِ
قُلْتُ رَوَى ابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيثِ
أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ
أَمَرَ الْأَغْنِيَاءَ بِاتِّخَاذِ الْغَنَمِ وَأَمَرَ
الْفُقَرَاءَ بِاتِّخَاذِ الدَّجَاجِ وَقَالَ
عِنْدَ اتِّخَاذِ الْأَغْنِيَاءِ الدَّجَاجَ
يَأْذَنُ اللّٰهُ بِهَلَاكِ الْقُرَى قَالَ

اسی قسم کی روایات میں سے مرغی پالنے
کی روایات بھی ہیں جن میں سے کوئی روایت
بھی صحیح نہیں مثلاً یہ روایت کہ مرغی میری
امت کے فقراء کی بکری ہے، اور یہ روایت کہ
میں فقراء کو مرغی پالنے اور امراء کو بکری پالنے
کا حکم دیتا ہوں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں ابن
ماجہ نے اسے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے،
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امراء کو بکری پالنے
اور فقراء کو مرغی پالنے کا حکم دیا، اور فرمایا جب
امراء مرغی پالتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ گاؤں کی تباہی
کی اجازت فرما دیتے ہیں (میری کہتے ہیں) اس کی

النُّمَیْرِیُّ وَفِیْ اِسْنَادِہٖ عَلِیُّ بْنُ عُرْوَۃَ الدِّمَشْقِیُّ قَالَ ابْنُ حِبَّانَ کَانَ یَضَعُ الْحَدِیْثَ اَقُوْلُ وَالظَّاہِرُ اِنَّ الْحَدِیْثَ ضَعِیْفٌ لَا مَوْضُوْعٌ وَقَدْ شَرَحْتُ مَعْنَاہُ فِیْ بَھْجَۃِ الْاِنْسَانِ فِیْ مَھْجَۃِ الْحَیْوَانِ ۔	سند میں علی بن عروۃ الدمشقی ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں یہ حدیث وضع کیا کرتا تھا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ ظاہر یہ ہے۔ کہ یہ موضوع نہیں۔ ضعیف ہے۔ میں نے اس کی تشریح بہجۃ الانسان فی بہجۃ الحیوان میں کی ہے۔

فائدہ: ابن الجوزی نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ زوائد السنن میں ہے کہ علی بن عروہ متروک ہے۔ اس کے علاوہ اس روایت میں ایک اور راوی عثمان بن عبدالرحمن جو مجہول ہے۔ تو یہ روایت اگر موضوع نہیں تو کم از کم متروک و مجہول ضرور ہے ہر طرح روایت ناقابل قبول ہوئی۔

فصل

وَمِنْھَا اَحَادِیْثُ ذَمِّ الْاَوْلَادِ کُلُّھَا کَذِبٌ مِنْ اَوَّلِھَا اِلٰی اٰخِرِھَا کَحَدِیْثِ لَوْ یُرَبِّیْ اَحَدُکُمْ بَعْدَ السِّتِّیْنَ وَمِائَۃٍ جِرْوَ کَلْبٍ خَیْرًا لَہٗ مِنْ اَنْ یُّرَبِّیَ وَلَدًا وَحَدِیْثِ اِذَا کَانَ الْوَلَدُ غَیْظًا وَالْمَطَرُ قَیْظًا وَحَدِیْثِ لَا یُوْلَدُ بَعْدَ سِتِّ مِائَۃٍ	اسی طرح اولاد کی مذمت کی کل روایات از اول تا آخر جھوٹ ہیں مثلاً یہ روایت اگر آدمی ساٹھ یا سو سال کے بعد کتے کا پلا پالے۔ تو وہ اولاد کی پرورش سے بہتر ہے۔ یا یہ روایت کہ جب لڑکا غصہ ہو اور بارش بند ہو جائے۔ ایسے ہی یہ روایت کہ چھ سو لڑکوں کے بعد اللہ کو کسی لڑکے

مَوْلُوْدٍ لِلّٰہِ فِیْہِ حَاجَۃٌ۔

کی حاجت نہیں رہتی۔

فَصْلٌ

وَمِنْھَا اَحَادِیْثُ التَّوَارِیْخِ الْمُسْتَقْبَلَۃِ وَقَدْ تَقَدَّمَتِ الْاِشَارَۃُ اِلَیْھَا وَھُوَ کُلُّ حَدِیْثٍ فِیْہِ اِذَا کَانَتْ سَنَۃُ کَذَا وَکَذَا حَلَّ کَذَا وَکَذَا کَحَدِیْثِ یَکُوْنُ فِیْ رَمَضَانَ ھَدَّۃٌ تُوْقِظُ النَّائِمَ وَتُقْعِدُ الْقَائِمَ وَتُخْرِجُ الْعَوَاتِقَ مِنْ خُدُوْرِھَا وَفِیْ شَوَّالٍ مَھْمَھَۃٌ وَفِیْ ذِی الْقَعْدَۃِ تَمَیُّزُ الْقَبَائِلِ بَعْضِھَا مِنْ بَعْضٍ وَفِیْ ذِی الْحِجَّۃِ تُرَاقُ الدِّمَاءُ وَحَدِیْثُ یَکُوْنُ صَوْتٌ فِیْ رَمَضَانَ اِذَا کَانَتْ لَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْہُ لَیْلَۃَ الْجُمُعَۃِ یَصْعَقُ لَہٗ سَبْعُوْنَ اَلْفًا وَیُصَمُّ سَبْعُوْنَ اَلْفًا قُلْتُ رَوَاہُ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ شَھْرِ بْنِ حَوْشَبٍ مُرْسَلًا اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ

اسی قسم کی روایات میں سے وہ روایات بھی ہیں جن میں آئندہ کی تاریخ بیان کی گئی ہو ہم اس کی طرف پہلے بھی کچھ اشارہ کر چکے ہیں ہر وہ حدیث جس میں یہ ہو کہ فلاں فلاں سنہ میں ایسا ہوگا جیسا کہ یہ روایت کہ رمضان میں بیدار کرنے والے ہوں گے، جو سوتوں کو جگائیں گے بیٹھوں کو اٹھائیں گے اور پردہ دار عورتوں کو پردہ سے باہر نکالیں گے اور شوال میں کوشش کرنے والے ہوں گے، اور ذی القعدہ میں ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کو ممتاز کیا جائے گا، اور ذی الحجہ میں خون بہایا جائیگا، اور یہ روایت کہ رمضان میں ایک آواز ہوتی ہے جب اسکی آدھی رات ہوتی ہے اور جمعہ کی رات ہوتی ہے تو اس کے لئے ستر ہزار بہوش ہوتے اور ستر ہزار شامل ہوتے ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اسے ابو نعیم نے شہر بن حوشب سے مرسلا روایت کیا ہے کہ

يكون في رمضان صوت وفي
شوال همهمة وفي ذي القعدة
تحارب القبائل وفي ذي الحجة
ينتهب الحاج وفي المحرم ينادي
مناد من السماء ألا ان صفوة الله
من خلقه فلان يعني المهدي
فاسمعوا له واطيعوا رواه الحاكم
وغيره عن عمرو بن شعيب عن
أبيه عن جده مرفوعا وفي ذي
القعدة تحاذب القبائل و
عامئذ ينهب الحاج فيكون
ملحمة بمنى حتى يهرب صاحبهم
فيبايع بين الركن والمقام وهو
كاره يبايعه مثل عدة أهل
بدر يرضى عنه ساكن السماء
وساكن الأرض يعني المهدي
وحديث عند رأس مائة يبعث
الله ريحا باردة يقبض الله فيها
روح كل مؤمن وحديث إذا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان میں
ایک آواز ہوتی ہے، شوال میں کوشش، ذی القعد
میں قبائل کا محاربہ، ذالحجہ میں حاجی دوڑتے ہیں
اور محرم میں آسمان سے ایک آواز دینے والا آواز
دیتا ہے کہ اللہ کا برگزیدہ اس کی مخلوق سے فلاں
ہے یعنی مہدی اس کی سنو اور اطاعت کرو،
یعنی حاکم وغیرہ نے عن عمرو بن شعیب عن ابیہ
عن جدہ کے واسطے سے مرفوعاً روایت کیا ہے
ذی القعدہ میں قبائل ایک دوسرے کی جانب
کھینچتے ہیں، اور اسی وقت حاجی دوڑتے ہیں
حتی کہ منا میں ایک جنگ کا سا میدان ہوتا ہے
حتی کہ ایک دوسرے کا ساتھی دوڑتا ہے اور وہ
رکن اور مقام کے درمیان بیعت کے لئے دوڑیگا
اور وہ مجبوراً بیعت کر رہا ہوگا، ان کی تعداد
اہل بدر کے برابر ہوگی۔ اس سے آسمان و زمین کا
ٹھہرنے والا راضی ہوگا، مہدی۔ اور یہ روایت
کہ ہر سو سال کے شروع پر اللہ تعالی ٹھنڈی
ہوا بھیجے گا، اور اس میں ہر مومن کی روح قبض
کر لے گا۔ اور یہ روایت کہ جب ۱۳۰ سنہ ہوگا تو

كانت سنة ثلاثين ومائة كان
الغرباء قرآن في جوف ظالم
ومصحف في بيت قوم لا يقرؤن
فيه ورجل صالح بين قوم سوء
وحديث إذا كانت سنة خمس
وثلاثين ومائة خرجت شياطين
حبسهم سليمان بن داود في
جزائر البحر فذهب منهم تسعة
أعشارهم إلى العراق يجادلونهم
بالقرآن وعشر بالشام وحديث
إذا كانت سنة خمسين ومائة
فخير أولادكم البنات وحديث
إذا كانت سنة ستين ومائة
كان كذا وكذا وحديث أصحابي
أهل إيمان وعمل إلى أربعين
وأهل بر وتقوى إلى الثمانين و
أهل تواصل وتراحم إلى العشرين
ومائة وأهل تدابر وتقاطع
إلى الستين ومائة ثم الهرج

قرآن ظالم کے پیٹ میں ایک مسافر کی طرح
ہوگا۔ اور مصحف لوگوں کے گھروں میں رکھا
ہوگا۔ البتہ اسے وہ پڑھیں گے نہیں اور نیک
آدمی لوگوں کے درمیان برا ہوگا (۱۳۰ھ میں ایسا
ہوا یا نہ ہوا لیکن اس وقت کا ماحول یہی ہے لہٰذا یہ
حدیث صحیح نہیں) اور یہ روایت کہ جب ۱۳۵ھ
ہوگا تو وہ شیاطین جنہیں سلیمان بن داؤد نے
قید کیا تھا نکل آئیں گے۔ ان میں سے نو حصے
عراق کی جانب چلے جائیں گے۔ اور قرآن کے
ذریعہ جنگ کریں گے اور دسواں حصہ شام
چلا جائے گا۔ اور یہ روایت کہ جب ۱۵۰ھ ہوگا
تو تمہاری بہترین اولاد لڑکیاں ہوں گی۔ اور
یہ روایت کہ ۱۶۰ھ ہوگا تو ایسا ایسا ہوگا
اور یہ روایت میرے صحابہ چالیس تک اہل
ایمان اور اہل عمل ہوں گے۔ اسی تک نیکی
اور تقوے والے ہوں گے۔ ایک سو بیس تک
صلہ رحمی کرنے والے ہوں گے۔ ایک سو ساٹھ
تک سرکش اور قطع رحمی کرنے والے ہونگے
پھر فتنہ ہی فتنہ ہوگا۔ اور یہ روایت کہ

اَلْهَرَجُ وَحَدِيْثُ الْآفَاتِ بَعْدَ	دو سو سال بعد آفتیں ہوں گی
الْمِائَتَيْنِ وَحَدِيْثُ إِذَا أَتَتْ عَلٰى	اور یہ روایت جب میری امت
أُمَّتِيْ ثَلٰثُمِائَةٍ وَسِتُّوْنَ سَنَةً	پر ۳۶۰ سنہ آئے گا۔ توان کے لیے
فَقَدْ حَلَّتْ لَهُمُ الْعُزْبَةُ وَالتَّرَهُّبُ	سفر اور پہاڑوں پر بھاگ جانا حلال
عَلٰى رُءُوْسِ الْجِبَالِ ◆	ہو جائے گا ۞

فَصْلٌ

وَمِنْهَا الْاِكْتِحَالُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ	اسی قسم کی روایات میں سے عاشوراء
وَالتَّزَيُّنُ وَالتَّوَسُّعَةُ وَالصَّلٰوةُ	کے دن سرمہ لگانا۔ زینت کرنا۔ خوب خرچ
فِيْهِ وَغَيْرُ ذٰلِكَ مِنْ فَضَائِلِهٖ لَا	کرنا۔ نماز پڑھنا۔ اور دیگر وہ فضائل جو اس کے
يَصِحُّ مِنْهَا شَيْءٌ وَلَا حَدِيْثٌ وَاحِدٌ	بیان کئے جاتے ہیں۔ اس میں سے سوائے
غَيْرَ أَحَادِيْثِ صِيَامِهٖ وَمَا عَدَاهَا	روزے والی حدیث کے کوئی بھی صحیح نہیں اور
فَبَاطِلٌ وَأَمْثَلُ مَا فِيْهَا حَدِيْثُ	روزے والی کے علاوہ سب کی سب
مَنْ وَسَّعَ عَلٰى عِيَالِهٖ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ	باطل ہیں۔ اور اس کے فضائل میں سب سے
وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ سَائِرَ سَنَتِهٖ	بہتر وہ روایت ہے کہ جو عاشوراء کے روز
قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ لَا يَصِحُّ هٰذَا	اپنے گھر والوں پر خوب خرچ کرے گا۔
الْحَدِيْثُ قُلْتُ لَا يَلْزَمُ مِنْ عَدَمِ	اللہ تعالیٰ اس پر سارے سال وسعت
صِحَّتِهٖ ثُبُوْتُ وَضْعِهٖ وَغَايَتُهٗ	رکھے گا۔ امام احمد فرماتے ہیں یہ حدیث
أَنَّهٗ ضَعِيْفٌ فَقَدْ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ	صحیح نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں عدم

فِي الْأَوْسَطِ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ أَبِي
سَعِيدٍ كَمَا فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ وَ
فِيهِ أَيْضًا مَنِ اكْتَحَلَ بِالْإِثْمِدِ
يَوْمَ عَاشُورَاءَ لَمْ تَرْمَدْ أَبَدًا
رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ
انْتَهَى وَقَالَ وَأَمَّا أَحَادِيثُ الْكُحْلِ
وَالْإِدْهَانِ وَالتَّطَيُّبِ فَمِنْ وَضْعِ
الْكَذَّابِينَ وَقَابَلَهُمْ آخَرُونَ
فَاتَّخَذُوهُ يَوْمَ تَأَلُّمٍ وَحُزْنٍ
وَالطَّائِفَتَانِ مُبْتَدِعَتَانِ
خَارِجَتَانِ عَنِ السُّنَّةِ وَأَهْلُ
السُّنَّةِ يَفْعَلُونَ مَا أَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ
عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الصَّوْمِ وَ
يَجْتَنِبُونَ مَا أَمَرَ بِهِ الشَّيْطَانُ
مِنَ الْبِدَعِ قُلْتُ فَيَنْبَغِي لِمَنْ
يَكْتَحِلُ فِي يَوْمِ عَاشُورَاءَ أَنْ يَكُونَ
تَبَعًا لِلْحَدِيثِ لَا لِإِظْهَارِ الْفَرَحِ وَ
الْحُزْنِ كَمَا هُوَ طَرِيقُ الْخَوَارِجِ
الْمُضَادَّةِ لِلرَّوَافِضِ وَقَدِ اشْتَهَرَ

صحت سے کسی روایت کا موضوع ہونا ثابت
نہیں ہوتا۔ زائد از زائد یہ ضعیف ہوگی اس لئے
کہ طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے ابو سعید سے
روایت کیا ہے، جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے
نیز بیہقی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے
جو عاشوراء کے روز سرمہ لگائے گا اسکی آنکھیں
کبھی دکھنے نہ آئیں گی ابن القیم فرماتے ہیں سرمہ
تیل، اور خوشبو لگانے کی جتنی روایات ہیں
سب کذابین کی وضع کردہ ہیں دوسرے کذابین
نے ان کے مقابلہ پر اسے رنج و غم کا دن منایا
دونوں جماعتیں بدعتی اور سنت سے خارج ہیں
اہل سنت تو وہ فعل کرتے ہیں جس کا حضور نے
حکم دیا یعنی روزہ رکھنے کا اور بدعات سے
احتراز کرتے ہیں، ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ
عاشوراء کے دن اس غرض سے سرمہ لگانے میں کوئی
حرج نہیں کہ وہ اتباع حدیث کر رہا ہے، لیکن
اظہار خوشی اور غم کے لئے لگانا جیسا کہ خارجی
جو روافض کے مخالف ہیں ان کا قاعدہ ہے یہ
جائز نہیں اسی طرح روافض سے بلاد عجم خراسان

عَمَّنْ اَنْكَرُوا فَضْلَهُمْ فِىْ بِلَادِ الْعَجَمِ مِنَ الْخُرَاسَانِ وَعِرَاقَ بَلْ رَأَى فِىْ بِلَادِ مَاوَرَاءَ النَّهْرِ مُنْكَرَاتٍ عَظِيْمَةٍ مِنْ لُبْسِ السَّوَادِ وَالدَّوَرَانِ فِىْ الْبِلَادِ وَجَرْحِ رُؤُسِهِمْ وَاَبْدَانِهِمْ بِاَنْوَاعٍ مِنَ الْجِرَاحَةِ وَيَدَّعُوْنَ اَنَّهُمْ مُحِبُّوْا اَهْلِ الْبَيْتِ وَهُمْ بَرِيْئُوْنَ مِنْهُمْ۔

عراق اور ماوراء النہر کے علاقوں میں جو منکرات مشہور ہیں۔ مثلاً سیاہ کپڑے پہننا شہروں میں پھرنا، اور اپنے سر اور بدن کو زخمی کرنا، اور پھر یہ دعوے کرنا کہ محب اہل بیت ہیں۔ تو وہ اہل بیت ان سے بری الذمہ ہیں۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا ذِكْرُ فَضَائِلِ السُّوَرِ وَثَوَابُ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةً كَذَا فَلَهُ اَجْرُ كَذَا مِنْ اَوَّلِ الْقُرْاٰنِ اِلٰى اٰخِرِهٖ كَمَا ذَكَرَ ذٰلِكَ الثَّعْلَبِىُّ وَالْوَاحِدِىُّ فِىْ اَوَّلِ كُلِّ سُوْرَةٍ وَالزَّمَخْشَرِىُّ فِىْ اٰخِرِهَا وَكَذَا تَبِعَهُ الْبَيْضَاوِىُّ وَاَبُوْ السُّعُوْدِ الْمُفْتِىُّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَظُنُّ الزَّنَادِقَةَ وَضَعُوْهَا اِنْتَهٰى

اسی قسم کی روایات میں سے سورتوں کے فضائل اور ثواب کا بیان ہے۔ کہ فلاں فلاں سورت پڑھے گا، اس کے لئے یہ اجر ہے، اسی طرح اول قرآن سے اخیر تک جیسا کہ ثعلبی اور واحدی نے اپنی تفسیروں میں ہر سورت کے شروع میں اور زمخشری نے بعد میں بیان کیا ہے اور انہی کی متابعت بیضاوی اور ابوسعود المفتی نے کی ہے اکثر تفاسیر کا یہی حال ہے عبد اللہ بن المبارک فرماتے ہیں زنادقہ نے اسے وضع کیا ہے

وَقَدِ اعْتَرَفَ بِوَضْعِهَا وَاضِعُهَا وَقَالَ قَصَدْتُ اَنْ اَشْغَلَ النَّاسَ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ غَيْرِهِ وَقَالَ بَعْضُ جُهَلَاءِ الْوَضَّاعِيْنَ فِيْ هٰذَا النَّوْعِ نَحْنُ نَكْذِبُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَا نَكْذِبُ عَلَيْهِ وَلَمْ يَعْلَمْ هٰذَا الْجَاهِلُ اَنَّهُ مَنْ قَالَ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَقُلْ فَقَدْ كَذَبَ عَلَيْهِ وَاسْتَحَقَّ الْوَعِيْدَ الشَّدِيْدَ

اور بعض کی وضع کا تو واضع نے خود اعتراف کیا اور وہ یہ کہتے ہیں ہماری غرض لوگوں کو قرآن کی جانب توجہ دلانا تھی بعض جاہل وضاعین کا قول ہے، ہم رسول اللہ پہ جھوٹ نہیں بولتے بلکہ رسول اللہ کی خاطر جھوٹ بولتے ہیں، اگر یہ جاہل یہ جان لیتا کہ وہ بات کہنا جو حضور نے نہیں فرمائی یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہے اور وہ سخت عذاب کا مستحق ہے۔

فائدہ۔ ان میں وہ روایات داخل نہیں جو بخاریؒ مسلمؒ۔ امام مالکؒ اور ترمذیؒ وغیرہ نے روایت کی ہیں۔ بخاریؒ مسلمؒ اور امام مالکؒ کی کل روایات صحیح۔ ترمذیؒ کا جہاں تک تعلق ہے، وہ خود اس کی ضعف و صحت کی وضاحت کر دیتے ہیں۔ بقیہ دیگر کتب حدیث میں جو روایات ہیں انہیں بغیر سند دیکھے قبول نہیں کیا جا سکتا۔

فَصْلٌ

وَمِمَّا وَضَعَهُ جَهَلَةُ الْمُنْتَسِبِيْنَ اِلَى السُّنَّةِ فِيْ فَضْلِ الصِّدِّيْقِ حَدِيْثُ اِنَّ اللّٰهَ

اور اسی قسم کی روایات میں سے وہ روایات بھی ہیں جو جہلا نے ابوبکر صدیق کی فضیلت میں وضع کی ہیں مثلاً یہ روایت کہ اللہ تعالیٰ

يَتَجَلّٰى لِلنَّاسِ عَامَّةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلِاَبِيْ بَكْرٍ خَاصَّةً وَحَدِيْثُ مَا صَبَّ اللّٰهُ فِيْ صَدْرِيْ شَيْئًا اِلَّا صَبَبْتُهُ فِيْ صَدْرِ اَبِيْ بَكْرٍ وَ حَدِيْثُ كَانَ اِذَا اشْتَاقَ اِلَى الْجَنَّةِ قَبَّلَ شَيْبَةَ اَبِيْ بَكْرٍ وَحَدِيْثُ اَنَا وَاَبُوْ بَكْرٍ كَفَرَسَيْ رِهَانٍ وَحَدِيْثُ اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا اخْتَارَ الْاَرْوَاحَ اخْتَارَ رُوْحَ اَبِيْ بَكْرٍ وَحَدِيْثُ عُمَرَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَبُوْ بَكْرٍ يَتَحَدَّثَانِ وَكُنْتُ كَالزِّنْجِيِّ بَيْنَهُمَا وَحَدِيْثُ لَوْ حَدَّثْتُكُمْ بِفَضَائِلِ عُمَرَ عُمُرَ نُوْحٍ فِيْ قَوْمِهٖ مَا فَنِيَتْ وَاِنَّ عُمَرَ حَسَنَةٌ مِنْ حَسَنَاتِ اَبِيْ بَكْرٍ۔

قیامت کے روز سب کے لئے عام طور پر تجلی فرمائینگے لیکن ابوبکر کے لئے خاص طور پر ہو گی، اور یہ روایت کہ اللہ نے میرے سینہ میں بھی وہ بات نہیں ڈالی جو ابوبکرؓ کے سینے میں ڈالی ہے اور یہ روایت کہ جب آپ جنت کے مشتاق ہوتے تو ابوبکرؓ کے سپید بالوں کو چوم لیتے، اور یہ روایت کہ میں اور ابوبکرؓ سبقت میں برابر ہیں، اور یہ روایت کہ جب اللہ نے ارواح کو پسند کرنا شروع کیا تو ابوبکر کی روح کو پسند فرمایا۔ اور عمر کی وہ روایت کہ حضور اور ابوبکرؓ باہم باتیں فرماتے رہتے اور میری مثال ایک حبشی کی ہوتی۔ اور یہ روایت کہ اگر میں تم سے عمرؓ کے فضائل عمر نوحؑ کے برابر بیان کروں تو وہ ختم نہ ہوں گے حالانکہ عمرؓ کی نیکیاں ابوبکرؓ کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔

فائدہ: صاحب مشکوٰۃ نے رزین کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے، کہ ایک چاندنی رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر میری گود میں تھا، میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر بھی ہو سکتی ہیں، آپ نے فرمایا ہاں وہ عمرؓ کی نیکیاں

ہیں میں نے عرض کیا، ابوبکرؓ کی نیکیاں کہاں گئیں۔ آپ نے فرمایا عمرؓ کی تمام نیکیاں ابوبکر کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔

وَحَدِيثُ مَا سَبَقَكُمْ أَبُو بَكْرٍ بِكَثْرَةِ صَوْمٍ وَلَا صَلَاةٍ وَإِنَّمَا سَبَقَكُمْ بِشَيْءٍ وُقِرَ فِي صَدْرِهِ وَهٰذَا مِنْ كَلَامِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ قُلْتُ وَقَدْ سَبَقَ بِلَفْظِ مَا فَضَلَكُمْ وَالْكَلَامُ عَلَيْهِ وَأَمَّا مَا وَضَعَهُ الرَّافِضَةُ فِي فَضَائِلِ عَلِيٍّ فَأَكْثَرُ مِنْ أَنْ يُعَدَّ قَالَ الْحَافِظُ أَبُو يَعْلَى قَالَ الْخَلِيلِيُّ فِي كِتَابِ الْإِرْشَادِ وَوَضَعَتِ الرَّافِضَةُ فِي فَضَائِلِ عَلِيٍّ وَأَهْلِ الْبَيْتِ نَحْوَ ثَلَاثِمِائَةِ أَلْفِ حَدِيثٍ وَلَا يُسْتَبْعَدُ هٰذَا فَإِنَّكَ لَوْ تَتَبَّعْتَ مَا عِنْدَهُمْ مِنْ ذٰلِكَ وَجَدْتَ الْأَمْرَ كَمَا قَالَ وَمِنْ ذٰلِكَ مَا وَضَعَهُ بَعْضُ جَهَلَةِ أَهْلِ السُّنَّةِ فِي فَضَائِلِ مُعَاوِيَةَ قَالَ إِسْحٰقُ بْنُ رَاهْوَيْهِ لَا يَصِحُّ

اور یہ روایت کہ ابوبکرؓ کی تم لوگوں پر سبقت نماز اور روزے کی بنا پر نہیں ہے، بلکہ وہ اس شئے کی بنا پر سبقت رکھتا ہے، جو اس کے سینے میں رکھی گئی ہے یہ ابوبکر بن عیاش کا قول ہے اور اس پر کلام پہلے گذر چکا۔ ابن القیم فرماتے ہیں روافض نے جو حضرت علیؓ کے فضائل میں احادیث وضع کی ہیں، تو وہ شمار سے باہر ہیں، حافظ ابو یعلی فرماتے ہیں خلیلی نے کتاب الارشاد میں تحریر کیا ہے روافض نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کے فضائل میں تین لاکھ احادیث وضع کی ہیں اور یہ بات کچھ بعید بھی نہیں اگر تم ان موضوع روایات کی تلاش کرو گے، تو ایسا ہی پاؤ گے، اسی طرح اہل سنت میں سے بعض جہلا نے معاویہؓ کے فضائل میں احادیث وضع کیں، اسحق

فِی فَضْلِ مُعَاوِیَۃَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ عَنِ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ شَیْئٌ ۔ بن راہویہ کہتے ہیں معاویہ کی فضیلت میں حضور سے کوئی روایت ثابت نہیں +

فائدہ ۔ ترمذیؒ نے عبدالرحمانؓ بن ابی عمیرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہؓ کے لئے فرمایا اے اللہ اسے ہدایت کرنے والا اور ہدایت پانے والا فرما اور اسے ہدایت عطا فرما۔ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ دوسری روایت ترمذی نے ابوادریس خولانی سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے عمیرؓ بن سعد کو حمص کی حکومت سے معزول کر کے امیر معاویہؓ کو وہاں کا والی بنایا۔ تو لوگوں نے کہا عمرؓ نے عمیرؓ کو تو معزول کر دیا اور معاویہؓ کو امیر بنا دیا۔ عمیرؓ نے انہیں جواب دیا کہ تم معاویہؓ کا صرف بھلائی سے ذکر کرو۔ کیونکہ میں نے حضور سے سنا تھا آپ فرماتے تھے اے اللہ اسے ہدایت عطا فرما اس روایت پر ترمذی نے سکوت کیا ہے اور یہ آخری جملہ دو معنی کو محتمل ہے اول یہ کہ اسے اللہ اسے ہدایت عطا فرما۔ ثانیاً اے اللہ اس کے ذریعے (یعنی دوسروں کو) ہدایت عطا فرما۔ اور یہ زیادہ مناسب ہے۔

وَمِنْ ذٰلِکَ مَا وَضَعَہُ الْکَذَّابُوْنَ فِیْ مَنَاقِبِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَالشَّافِعِیِّ عَلَی التَّنْصِیْصِ عَلٰی اِسْمِہِمَا وَکَذَا مَا وَضَعَہُ الْکَذَّابُوْنَ اَیْضًا فِیْ ذَمِّہِمَا وَمِنْ ذٰلِکَ الْاَحَادِیْثُ فِیْ ذَمِّ مُعَاوِیَۃَ وَذَمِّ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَذَمِّ بَنِیْ اُمَیَّۃَ وَمَدْحِ الْمَنْصُوْرِ، ۔ اور اسی قسم کی وہ روایت ہیں جو کذابین نے ابوحنیفہ اور شافعی کا نام لیکر وضع کی ہیں ایسے ہی ان کے مخالفین نے ان کی مذمت میں روایات وضع کی ہیں اس طرح وہ احادیث ہیں جو معاویہؓ عمرو بنؓ العاص۔ اور بنو امیہ کی برائی میں اور منصور اور سفاح کی تعریف میں وضع کی گئیں۔ اسی طرح یزید ولید اور مروان ۔ بن

وَالسَّفَّاحِ وَكَذَا ذَمُّ يَزِيدَ وَالْوَلِيدِ
وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَكَذَا
كُلُّ حَدِيثٍ فِي بَغْدَادَ وَذَمِّهَا وَ
الْبَصْرَةِ وَالْكُوفَةِ وَمَرْوَ وَقَزْوِينَ
وَعَسْقَلَانَ وَالْإِسْكَنْدَرِيَّةِ
وَنَصِيبِينَ وَأَنْطَاكِيَةَ فَهُوَ كَذِبٌ
وَكَذَا كُلُّ حَدِيثٍ فِي تَحْرِيمِ وَلَدِ
الْعَبَّاسِ عَلَى النَّارِ وَكُلُّ حَدِيثٍ
فِي ذِكْرِ الْخِلَافَةِ فِي وُلْدِ الْعَبَّاسِ وَ
كَذَا كُلُّ حَدِيثٍ فِي مَدْحِ أَهْلِ
خُرَاسَانَ الْخَارِجِينَ مَعَ عَبْدِ اللهِ
بْنِ عَلِيٍّ وَوُلْدِ الْعَبَّاسِ وَكَذَا أَحَادِيثُ
عَدَدِ الْخُلَفَاءِ مِنْ أَوْلَادِ الْعَبَّاسِ
وَكَذَا أَحَادِيثُ أَنَّ مَدِينَةَ كَذَا وَ
كَذَا مِنْ مُدُنِ الْجَنَّةِ أَوْ مِنْ مُدُنِ
النَّارِ وَحَدِيثُ ذَمِّ أَبِي مُوسَى
مِنْ أَقْبَحِ الْكَذِبِ وَحَدِيثُ نَظَرَ
رَسُولُ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى مُعَاوِيَةَ
وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَقَالَ أَرْكِسْهُمَا

الحکم کی برائی میں اسی طرح بغداد کی تعریف اور
برائی میں اسی طرح بصرہ، کوفہ، مرو، قزوین
عسقلان اسکندریہ، نصیبین اور انطاکیہ
کے بارے میں یہ سب جھوٹ ہیں اسی طرح
ہر وہ روایت جس میں یہ ہے کہ اولاد عباسؓ
کے لئے آگ حرام ہے یا وہ روایت جس میں یہ
ہے کہ خلافت عباسؓ کی اولاد میں ہوگی اسی
طرح وہ حدیث جو اہل خراسان کی مدح میں
وضع کی گئی جنہوں نے عبداللہ بن علی بن
محمد بن عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عباسؓ
کی اولاد کا ساتھ دیا تھا۔ اسی طرح عباسؓ کی
اولاد میں خلفاء کی تعداد کا بیان اور یہ روایت
کہ فلاں شہر جنت کا شہر اور فلاں دوزخ کا
شہر ہے۔ اسی طرح ابوموسیٰؓ اشعری کی برائی
میں جو حدیث وضع کی گئی اور یہ ایک بدترین
جھوٹ ہے اور یہ روایت کہ حضورؐ نے معاویہؓ
اور عمرو بن العاص کی طرف دیکھ کر فرمایا (یعنی
دعا کی) انہیں فتنے میں الٹے منہ ڈال اور انہیں
دوزخ کی طرف کھینچ اور اسی طرح ہر وہ حدیث

فِي الْفِتْنَةِ وَكَسَلُوْا وَعَمَّا إِلَى النَّارِ
دَعَا كَذَّابٌ وَكَذَا الْكَلَامُ حَدِيْثٌ فِيْهِ
إِنَّ الْإِيْمَانَ لَا يَزِيْدُ وَلَا يَنْقُصُ
فَكَذِبٌ وَقَابَلَ عَنْ وَضَعَهَا
طَائِفَةٌ أُخْرَى فَوَضَعُوْا أَحَادِيْثَ
الْإِيْمَانُ يَزِيْدُ وَيَنْقُصُ وَقَالَ وَ
هٰذَا الْكَلَامُ صَحِيْحٌ وَهُوَ إِجْمَاعُ السَّلَفِ
حَكَاهُ الشَّافِعِيُّ وَغَيْرُهُ وَلٰكِنْ هٰذَا
اللَّفْظُ لَكِنْ بِثَبَتٍ وَمَعْنَى اللَّفْظِ
الْأَوَّلِ أَيْضًا صَحِيْحٌ عِنْدَ الْمُحَقِّقِيْنَ
فِي الْمُتَأَخِّرِيْنَ وَإِنَّمَا الْكَلَامُ فِي
ثُبُوْتِ سَنَدِهَا فَيُؤَيِّدُ الْحَدِيْثَ
الْأَوَّلَ مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَ
الْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ مُعَاذٍ بِسَنَدٍ
صَحِيْحٍ قَالَ وَهٰذَا مِثْلُ إِجْمَاعِ
الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَجَمِيْعِ أَهْلِ
السُّنَّةِ عَلَى أَنَّ الْقُرْآنَ كَلَامُ اللهِ
مُنَزَّلٌ غَيْرُ مَخْلُوْقٍ وَلَيْسَ هٰذَا
اللَّفْظُ حَدِيْثُهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

جس میں یہ ہے کہ ایمان نہ کم ہوتا ہے نہ زیادہ
یہ جھوٹ ہے (یا امام ابو حنیفہ کا قول ہے) اور
دوسری جماعت نے اس کے مقابلہ پر حدیث وضع
کی کہ ایمان کم بھی ہوتا ہے اور زیادہ بھی یہ کلام بلحاظ
معنی صحیح ہے اور اس پر سلف کا اجماع ہے جیسا کہ
امام شافعی نے روایت کیا ہے (حنفی علما اس سے متفق
نہیں) لیکن یہ روایت لفظاً یعنی حضور سے جھوٹ ہے
ملا علی قاری فرماتے ہیں پہلے لفظ کے معنی بھی محققین
متاخرین کے نزدیک صحیح ہیں کلام اس کی سند کے
ثبوت میں ہے تو پہلی روایت کی تائید وہ روایت
کرتی ہے جو احمدؒ، ابوداؤدؒ، حاکمؒ اور بیہقیؒ نے معاذؓ
سے سند صحیح کے ساتھ روایت کی ہے (آج تک یہ
روایت جس کا حوالہ ملا علی قاری دے رہے ہیں میری
نظر سے نہیں گذری واللہ اعلم) ابن القیم فرماتے
ہیں، اسی طرح تمام صحابہ، تابعین اور تمام اہل
سنت کا اس امر پر اجماع ہے کہ قرآن اللہ کا
کلام ہے جو اس کی جانب سے نازل ہوا، اور
یہ مخلوق نہیں ہے، لیکن یہ الفاظ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے نہیں ہیں۔

فَصْلٌ

وَكُلُّ حَدِيْثٍ فِي التَّنْشِيْفِ	ہر وہ روایت جو وضو کے بعد پانی جھاڑنے کے
بَعْدَ الْوُضُوْءِ فَإِنَّهُ لَا يَصِحُّ وَكَذَا	بارے میں آتی ہے وہ بھی صحیح نہیں اسیطرح وضو میں
حَدِيْثُ مَسْحِ الرَّقَبَةِ فِي الْوُضُوْءِ	گردن کے مسح کی روایت بھی باطل ہے ملا علی قاری
بَاطِلٌ قُلْتُ وَقَدْ ثَبَتَ فِي حَدِيْثِ	فرماتے ہیں اور وائل بن حجر کی روایت میں یہ ثابت ہے
وَائِلٍ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ	کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر رقبہ کا مسح فرمایا
مَسَحَ ظَاهِرَ رَقَبَتِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ	اور اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اسی باعث ہمارے
وَبِهَا اسْتَحَبَّهُ عُلَمَاؤُنَا قَالَ وَأَحَادِيْثُ	علماء اسے مستحب قرار دیتے ہیں اسکی تفصیل پہلے حرف
الذِّكْرِ عَلَى أَعْضَاءِ الْوُضُوْءِ كُلُّهَا	میم میں گذر چکی ابن القیم فرماتے ہیں اور اعضاء وضو پر
بَاطِلَةٌ وَأَقْرَبُ مَا رُوِيَ فِيْهَا	ذکر کرنیکی سب احادیث باطل ہیں اور اس میں سب سے
أَحَادِيْثُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الْوُضُوْءِ	بہتر وہ روایت ہے جو وضو کیوقت بسم اللہ پڑھنے کی
وَقَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ لَا يَثْبُتُ فِي	ہے ، امام احمد فرماتے ہیں وضو کے وقت بسم اللہ
التَّسْمِيَةِ عَلَى الْوُضُوْءِ حَدِيْثٌ انتهى	پڑھنے کی کوئی روایت صحیح نہیں لیکن بسم اللہ کی
لٰكِنَّهَا أَحَادِيْثُ حِسَانٌ قُلْتُ إِذَا	احادیث حسن ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں جب
كَانَتِ الْأَحَادِيْثُ حَسَنًا فَكَيْفَ	احادیث حسن ہوں تو اس کے بارے میں یہ نہیں کہا
يُقَالُ إِنَّهَا لَا يَثْبُتُ ۔	جا سکتا کہ یہ ثابت نہیں ۔

فائدہ ۔ وضوء کے وقت بسم اللہ پڑھنے کی احادیث ابن ماجہؒ نے ابو ہریرہ رضؓ سعید بن زید رضؓ ۔ سہل بن سعد الساعدی رضؓ ۔ اور ابو سعید خدری رضؓ سے مختلف سندات کے ساتھ روایت کی ہیں ۔

ثُمَّ التَّسْمِيَةُ عَلَى الْوُضُوْءِ
لَعَلَّهُ أَرَادَ بِهَا عَلَى أَعْضَائِهِ وَ
إِلَّا فَفِي ابْتِدَائِهِ ثَابِتٌ إِجْمَاعًا
فَإِنَّهُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ
وَوَاجِبَةٌ عِنْدَ الْإِمَامِ أَحْمَدَ وَ
فِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ لَا صَلٰوةَ
لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَهُ وَلَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ
يَذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةِ
ابْنِ مَاجَةَ اقْتَصَرَ عَلَى الْجُمْلَةِ
الثَّانِيَةِ ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّهُ لَا يَلْزَمُ
مِنْ كَوْنِ أَرْكَانِ الْوُضُوْءِ غَيْرَ ثَابِتَةٍ
عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ أَنْ
يَكُوْنَ مَكْرُوْهَةً أَوْ بِدْعَةً مَذْمُوْمَةً
بَلْ إِنَّهَا مُسْتَحَبَّةٌ اسْتَحَبَّهُ الْعُلَمَاءُ
الْأَعْلَامُ وَالْمَشَائِخُ الْكِرَامُ لِمُنَاسَبَةِ
كُلِّ عُضْوٍ بِدُعَاءٍ يَلِيْقُ فِي الْمَقَامِ
وَقَالَ وَحَدِيْثُ التَّشَهُّدِ بَعْدَ
الْفَرَاغِ مِنَ الْوُضُوْءِ وَقَوْلُ الْمُتَوَضِّئِ
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ

ابن القیم فرماتے ہیں وضو کے وقت بسم اللہ
پڑھنا شاید امام احمدؒ نے ہر عضو مراد لیا ہو۔ ورنہ
ابتداء میں تو اجماعاً ثابت ہے اور جمہور کے
نزدیک سنت موکدہ اور امام احمد بن حنبل کے
نزدیک واجب ہے۔ اور ابوداؤد کی روایت میں
یہ الفاظ ہیں کہ جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں
اور جس نے وضو کے وقت بسم اللہ نہ پڑھی
اس کا وضو نہیں۔ ابن ماجہ کی روایت میں
صرف اخیر کے الفاظ ہیں (صرف اخیر کے الفاظ
ابوسعید کی روایت میں ہیں اور وہ سہل رضؓ
ابوہریرہ رضؓ۔ اور سعید بن زید کی روایت میں
پورے الفاظ ہیں پھر یہ بات بھی جان لو
کہ ارکان وضو پر بسم اللہ پڑھنا۔ اگرچہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ تو
یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مکروہ ہو یا بدعت ہو
بلکہ علماء اور مشائخ کرام نے ہر عضو کے ساتھ
جو دعا مناسب مقام ہو پڑھنا مستحب قرار دیا
ہے (یعنی بلا دلیل) ابن القیم فرماتے ہیں وضو سے
فراغت کے بعد یہ دعا پڑھنا اشہد ان لا الٰہ الا

لَا شَرِيكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ وَفِي حَدِيثٍ آخَرَ رَوَاهُ بَقِيُّ بْنُ مَخْلَدٍ فِي مُسْنَدِهِ سُبْحَانَكَ اللّٰهُ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوبُ اِلَيْكَ فَهٰذَا الذِّكْرُ بَعْدَهُ وَالتَّسْمِيَةُ قَبْلَهُ هُوَ الَّذِي رَوَاهُ اَهْلُ السُّنَنِ وَالْمَسَانِيدِ قُلْتُ وَقَدْ بَيَّنْتُ طُرُقَهُ فِي شَرْحِ حِصْنِ الْحَصِينِ ۔

اللہ وحدہ لاشریک لہ واشہد ان محمدًا عبدہ ورسولہ ۔ اللہم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین ۔ یا دوسری روایت ہیں جیسے بقی بن مخلد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے ۔ سبحانک اللہم ربنا وبحمدک اشہد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک ۔ تو وضو کے بعد یہ ذکر کرنا اور وضو سے قبل بسم اللہ پڑھنا اسے اہل سنن اور اہل مسند نے روایت کیا ہے ۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں ، میں نے اس کی سندات شرح حصن الحصین میں بیان کی ہیں ۔

فَصْلٌ

وَكَذَا تَقْدِيرُ اَقَلِّ الْحَيْضِ بِثَلَاثَةِ اَيَّامٍ وَاَكْثَرِهِ بِعَشَرَةٍ بَاطِلٌ قُلْتُ وَلَهُ طُرُقٌ مُتَعَدِّدَةٌ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَابْنُ عَدِيٍّ فِي الْكَامِلِ وَالْعُقَيْلِيُّ وَابْنُ الْجَوْزِيِّ

اسی طرح اقل حیض کی مدت تین دن اور اکثر حیض کی مدت دس دن ہے ۔ یہ روایت بھی باطل ہے ۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کی مختلف سندات ہیں جنہیں دارقطنیؒ ابن عدیؒ نے کامل میں عقیلیؒ اور ابن الجوزی نے مختلف طرق بیان کئے ہیں

وَتَعَدُّدُ الطُّرُقِ وَلَوْ ضَعُفَتْ يُرَقِّي الْحَدِيْثَ إِلَى الْحَسَنِ فَالْحُكْمُ عَلَيْهِ بِالْوَضْعِ لَا يُسْتَحْسَنُ قَالَ وَكَذٰلِكَ حَدِيْثُ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ عَلَيْهِ صَلٰوةٌ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ الْحَرْبِيُّ سَأَلْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ لَا أَعْرِفُهُ قَالَ الْحَرْبِيُّ وَلَا سَمِعْتُ أَنَا بِهٰذَا فِي حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ وَلِأَئِمَّتِنَا فِي وُجُوْبِ التَّرْتِيْبِ بَيْنَ الْقَضَاءِ وَالْأَدَاءِ أَحَادِيْثُ ثَابِتَةٌ غَيْرُ ذٰلِكَ

اگرچہ ضعیف ہیں لیکن ایک دوسرے کی تقویت کے باعث حدیث درجہ حسن تک پہنچ جاتی ہے تو اس پر وضع کا حکم لگانا بہتر نہیں۔ ابن القیم فرماتے ہیں اسی طرح یہ حدیث کہ جس پر نماز ہو (یعنی قضا) اس کی نماز نہیں۔ ابراہیم حربی کہتے ہیں میں نے امام احمدؒ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے فرمایا اسے میں نہیں پہچانتا حربی کہتے ہیں میں نے بھی یہ حدیث نہیں سنی۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں قضا اور ادا میں ترتیب کے وجوب کے بارے میں اس کے علاوہ دیگر احادیث ثابت ہیں۔

فَصْلٌ

وَمِنَ الْأَحَادِيْثِ الْبَاطِلَةِ حَدِيْثُ مَنْ بَشَّرَنِيْ بِخُرُوْجِ نَيْسَانَ ضَمِنْتُ لَهُ عَلَى اللهِ الْجَنَّةَ وَحَدِيْثُ مَنْ آذٰى ذِمِّيًّا فَقَدْ آذَانِيْ قُلْتُ وَفِيْ رِوَايَةِ الْخَطِيْبِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَنْ آذٰى ذِمِّيًّا فَأَنَا خَصْمُهُ وَمَنْ

اور باطل روایات میں سے یہ بھی کہ جو مجھے نیسان (ایک شمسی مہینہ کا نام ہے) ختم ہو جانے کی خوشخبری سنائے گا میں اللہ کے ہاں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔ اسی طرح یہ روایت کہ جس نے ذمی کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا پہنچائی۔ ملا علی قاری

كُنْتُ خَصْمَهُ فَقَدْ خَصَمْتُهُ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ قَالَ وَحَدِيْثُ يَوْمُ صَوْمِكُمْ
يَوْمُ نَحْرِكُمْ قُلْتُ وَقَدْ سَبَقَ
الْكَلَامُ عَلَيْهِ وَحَدِيْثُ لِلسَّائِلِ
حَقٌّ وَإِنْ جَاءَ عَلٰى فَرَسٍ قُلْتُ كَذَا
تَقَدَّمَ الْكَلَامُ عَلَيْهِ مُسْتَوْفِيً قَالَ
وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيْثُ لَوْلَا كَذِبُ
السَّائِلِ مَا أَفْلَحَ مَنْ رَدَّهُ قَالَ
الْعُقَيْلِيُّ لَيْسَ فِيْ هٰذَا الْبَابِ
شَيْءٌ يَثْبُتُ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قُلْتُ سَبَقَ
الْكَلَامُ عَلَيْهِ أَيْضًا وَمِنْ ذٰلِكَ
التَّحْذِيْرُ مِنَ الشَّبْرَمِ فِيْ طَلَبِ
الْخَيْرِ مِنَ الرُّحَمَاءِ وَمِنْ حِسَانِ
الْوُجُوْهِ قَالَ الْعُقَيْلِيُّ لَيْسَ فِيْ هٰذَا
الْبَابِ شَيْءٌ يَثْبُتُ عَنِ النَّبِيِّ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَمِنْ ذٰلِكَ
أَحَادِيْثُ التَّحْذِيْرِ مِنَ التَّبَرُّمِ
بِحَوَائِجِ النَّاسِ لَيْسَ فِيْ هٰذَا

فرماتے ہیں خطیب کی روایت میں ابن مسعود سے
مروی ہے جس نے ذمی کو ایذا پہنچائی میں اس کا
دشمن ہوں اور جس کا میں دشمن ہوں میں اس سے
قیامت کے روز جھگڑوں گا۔ ابن القیم فرماتے
ہیں اور یہ روایت کہ تمہارے روزے تمہاری قربانی
کا دن ہے (اس پر کلام پہلے گزر چکا) اسی طرح
یہ روایت کہ سائل کا حق ہے، اگرچہ وہ
گھوڑے پر سوار ہو کر آئے (اس پر بھی پہلے
کلام گزر چکا) اسی طرح یہ روایت کہ اگر
جھوٹ نہ بولے تو کبھی کامیاب نہ ہو عقیلی
کہتے ہیں اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم سے کوئی شئے ثابت نہیں (اس پر
بھی پہلے کلام گزر چکا) اسی طرح طلب خیر میں
رحم کرنے والوں اور اچھے چہرے والوں سے
ڈرانے کے بارے میں کوئی روایت صحیح نہیں
عقیلی کہتے ہیں اس بارے میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شئے ثابت نہیں
اسی طرح لوگوں کی حاجات پوری کرنے سے
ڈرانا۔ اس میں بھی کوئی حدیث صحیح نہیں

شَیْءٌ صَحِیْحٌ قَالَ الْعُقَیْلِیُّ قَدْ رُوِیَ فِیْ هٰذَا الْبَابِ اَحَادِیْثُ لَیْسَ فِیْهَا شَیْءٌ یَثْبُتُ وَکَذٰلِكَ اَحَادِیْثُ السَّخِیُّ قَرِیْبٌ مِنَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِنَ النَّاسِ قَرِیْبٌ مِنَ الْجَنَّةِ وَالْبَخِیْلُ عَکْسُهٗ قَالَ الدَّارَقُطْنِیُّ لَا یَثْبُتُ فِیْهَا حَدِیْثٌ بِوَجْهٍ قُلْتُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالْبَیْهَقِیُّ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ عَنْ عَائِشَةَ کَمَا فِی الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِیْثُ اِتَّخِذُوا السَّرَارِیَ فَاِنَّهُنَّ مُبَارَکَاتُ الْاَرْحَامِ قَالَ الْعُقَیْلِیُّ لَا یَصِحُّ فِی السَّرَارِیْ عَنِ النَّبِیِّ عَلَیْهِ السَّلَامُ شَیْءٌ۔

عقیلی کہتے ہیں اس مضمون پر کئی روایات ہیں، لیکن کوئی بھی ثابت نہیں اسی طرح یہ حدیث کہ سخی اللہ کے قریب، لوگوں کے قریب اور جنت کے قریب ہے اور بخیل اس کے برعکس ہے، دار قطنی کہتے ہیں یہ کسی طرح بھی ثابت نہیں، ملا علی قاری فرماتے ہیں اسے ترمذیؒ نے ابو ہریرہ سے بیہقیؒ نے جابرؓ سے اور طبرانیؒ نے اوسط میں عائشہؓ سے روایت کیا ہے، جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے، ترمذی کہتے ہیں، یہ حدیث غریب ہے، اور در اصل یہ عائشہؓ سے یحییٰ بن سعیدؒ نے مرسلاً روایت کیا ہے، اور اسی طرح یہ روایت کہ باندیاں رکھا کرو کیونکہ وہ مبارک رحموں والی ہوتی ہیں، عقیلی کہتے ہیں اس بارے میں حضور سے کوئی شئے ثابت نہیں۔

فصل

وَمِنْ هٰذَا اَحَادِیْثُ مَدْحِ

اسی طرح کنوارپن مدح میں تمام روایات

العزوبة كلها باطلة قلت حديث
خيركم في المائتين كل خفيف
الحاذ الذي لا اهل له ولا ولد
رواه ابو يعلى عن حذيفة مرفوعا
به قال السخاوي وفي معناه احاديث
كثيرة منها ما رواه الحارث بن
ابي امامة من حديث ابن مسعود
مرفوعا سياتي على الناس زمان
تحل فيه العزوبة الحديث منها
ما رواه الديلمي عن حذيفة بن
اليمان مرفوعا خير نسائكم
بعد الستين ومائة العواقر
وخير اولادكم بعد اربع وخمسين
البنات ومنها ما في الترمذي عن
ابي امامة مرفوعا ان اغبط اوليائي
عندي لمؤمن خفيف الحاذ الحديث
وقد اخرجه احمد والبيهقي في
الزهد والحاكم في مستدركه و
قال هذا اسناد للشاميين صحيح

باطل ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ دو
سو آدمیوں میں بہتر آدمی وہ ہے جو ہلکا
ہو جس کے نہ کوئی اہل ہو نہ لڑکا۔ اسے
ابو یعلی نے حذیفہ رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے
سخاوی رح کہتے ہیں اس معنی میں بہت سی
احادیث وارد ہیں جن میں سے ایک وہ
ہے جو حارث بن ابی امامہ نے ابن مسعود رض
سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ کہ لوگوں پر
عنقریب ایسا زمانہ آئے گا جس میں کنوارپن
حلال ہو جائے گا۔ اور اسی طرح دیلمی رح
نے حذیفہ رض بن الیمان سے مرفوعاً
روایت کی ہے۔ ساٹھ اور سو سال کے
بعد تمہاری بہترین عورتیں بانجھ ہیں اور
چون سال بعد بہترین اولاد لڑکیاں ہیں
اور ترمذی نے ابو امامہ سے مرفوعاً روایت
کیا ہے۔ کہ میرے دوستوں میں زیادہ رشک
کے قابل ہلکا مومن ہے۔ اسے احمد رح اور
بیہقی رح نے زہد میں اور حاکم نے مستدرک
میں۔ حاکم کہتے ہیں۔ یہ شامیین کی سند

عِنْدَهُمْ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ اِنْتَهٰى وَرَوَاهُ
اِبْنُ مَاجَةَ اَيْضًا فِيْ طَرِيْقٍ اٰخَرَ عَنْ
اَبِيْ اُمَامَةَ وَمِنْ شَوَاهِدِهٖ مَا
لِلْخَطِيْبِ وَغَيْرِهٖ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ
مَسْعُوْدٍ رَفَعَهُ اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ
اِقْتَنَاهُ لِنَفْسِهٖ وَلَمْ يَشْغَلْهُ
بِزَوْجَةٍ وَلَا وَلَدٍ وَلِلدَّيْلَمِيِّ عَنْ
اَنَسٍ مَرْفُوْعًا يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ
زَمَانٌ لَاَنْ يُرَبِّيَ اَحَدُكُمْ جَرْوَ
كَلْبٍ خَيْرٌ لَهٗ مِنْ اَنْ يُرَبِّيَ وَلَدًا
مِنْ صُلْبِهٖ وَمِنْ ذٰلِكَ اَحَادِيْثُ
الْبَيْهَقِيِّ عَنْ قَطْعِ السِّدْرِ قَالَ
الْعُقَيْلِيُّ لَا يَصِحُّ فِيْ قَطْعِ السِّدْرِ
شَيْءٌ وَقَالَ اَحْمَدُ لَيْسَ فِيْهِ
حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ قُلْتُ وَقَدْ رَوَاهُ
اَبُوْ دَاؤُدَ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ وَالضِّيَاءُ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُبْشِيٍّ مَنْ قَطَعَ
سِدْرَةً صَوَّبَ اللّٰهُ رَاْسَهٗ فِي النَّارِ
وَفِيْ رِوَايَةِ الدَّيْلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوْعًا

بخاریؒ و مسلمؒ کے نزدیک صحیح تھی، لیکن
انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی ابن ماجہ نے
بھی اسے ابوامامہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے
خطیب وغیرہ نے ابن مسعودؓ سے مرفوعاً
روایت کیا ہے، جب اللہ کسی بندے
کو محبوب بناتا ہے تو اسے اپنے نفس کے
لئے خاص کر لیتا ہے، اور پھر نہ وہ زوجہ
کے ساتھ مشغول رہتا ہے اور نہ اولاد
کے ساتھ دیلمیؒ نے انسؓ سے مرفوعاً روایت
کیا ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا، کہ
وہ اپنی اولاد سے کتے کے پلے کی تربیت
کو پسند کریں گے، ابن القیمؒ فرماتے ہیں اسی
قسم کی روایات میں سے بیہقیؒ کی بیری کاٹنے
کی روایات بھی ہیں، عقیلیؒ کہتے ہیں بیری
کاٹنے کی کوئی روایت بھی صحیح نہیں امام
احمدؒ فرماتے ہیں اس میں کوئی حدیث صحیح
نہیں، ملا علی قاری فرماتے ہیں ابوداؤد نے
سند صحیح کے ساتھ اور ضیاء نے عبداللہ بن
حبشی سے روایت کیا جو بیری کاٹے اللہ تعالیٰ

سَيِّدُ الشَّجَرِ السِّدْرَةُ قَالَ وَمِنْ
ذٰلِكَ مَا تَقَدَّمَتْ الْاِشَارَةُ اِلٰى
بَعْضِهٖ مِنْ اَحَادِيْثِ مَدْحِ الْعَدَسِ
وَالْاُرْزِ وَالْبَاقِلٰى وَالْبَاذِنْجَانِ
وَالرُّمَّانِ وَالزَّبِيْبِ وَالْهِنْدَبَاءِ
وَالْكُرَّاثِ وَالْبِطِّيْخِ وَالْجَوْزِ وَالْجُبْنِ
وَالْهَرِيْسَةِ وَفِيْهِ جُزْءٌ كُلُّهُ كَذِبٌ
مِنْ اَوَّلِهٖ اِلٰى اٰخِرِهٖ وَاَقْرَبُ مَا جَاءَ
فِيْهَا حَدِيْثُ اَفْضَلُ طَعَامِ الدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةِ اللَّحْمُ وَقَالَ الْعُقَيْلِيُّ
لَا يَصِحُّ فِيْ هٰذَا الْمَتْنِ عَنِ النَّبِيِّ
عَلَيْهِ السَّلَامُ شَيْءٌ قُلْتُ قَدْ
تَقَدَّمَ سَيِّدُ طَعَامِ الدُّنْيَا وَ
الْكَلَامُ عَلَيْهِ مَبْسُوْطًا وَقَالَ
وَمِنْ هٰذَا حَدِيْثُ النَّهْيِ عَنْ
قَطْعِ اللَّحْمِ بِالسِّكِّيْنِ فَاِنَّهُ مِنْ
صُنْعِ الْاَعَاجِمِ قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ
لَيْسَ بِصَحِيْحٍ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَحْتَزُّ

اس کے سر کو دوزخ میں ڈالے گا۔ اور
دیلمیؒ کی روایت میں حضرت علیؓ سے مرفوعاً
مروی ہے۔ درختوں کا سردار بیری ہے۔ ابن
القیم فرماتے ہیں اور ان میں سے وہ روایات
بھی ہیں جن کی جانب ہم اشارہ کر چکے ہیں۔
یعنی مسور، چاول، لوبھیا، باذنجان، انار
کشمش، ہندبا، کراث، تربوز، اخروٹ پنیر
ہریسہ وغیرہ اور ان روایات کا ایک جزو
ہے اور یہ سب اول تا آخر تک جھوٹ ہیں اور
اس میں سب سے بہتر وہ روایت ہے جس میں آتا
ہے کہ دنیا و آخرت کا سب سے عمدہ کھانا
گوشت ہے۔ عقیلیؒ کہتے ہیں اس مضمون میں
حضور سے کوئی شے ثابت نہیں۔ ملا علی قاری
فرماتے ہیں یہ حدیث اور اس پر تفصیلی کلام پہلے گذر
چکا ہے۔ ابن القیم فرماتے ہیں اسی قبیل سے یہ حدیث
بھی ہے کہ گوشت کو چھری سے نہ کاٹو۔ کیونکہ یہ
عجمیوں کا قاعدہ ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں
یہ حدیث صحیح نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بکری کا گوشت چھری سے کاٹتے

مِنْ لَحْمِ الشَّاةِ وَيَأْكُلُ قُلْتُ وَ
فِي التِّرْمِذِيِّ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ قَطَعَ اللَّحْمَ بِالسِّكِّيْنِ
وَبَسَطْتُ الْكَلَامَ عَلَيْهِ فِي شَرْحِ
شَمَائِلِهِ قَالَ وَمِنْ ذٰلِكَ اَحَادِيْثُ
النَّهْيِ عَنِ الْاَكْلِ فِي السُّوْقِ كُلُّهَا
بَاطِلَةٌ قَالَ الْعُقَيْلِيُّ لَا يَثْبُتُ
فِي هٰذَا الْبَابِ شَيْءٌ عَنِ النَّبِيِّ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَمِنْ
ذٰلِكَ اَحَادِيْثُ الْبِطِّيْخِ وَفَضْلِهِ
وَفِيْهِ جُزْءٌ قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ
لَا يَصِحُّ فِي فَضْلِ الْبِطِّيْخِ شَيْءٌ
اِلَّا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُهُ قُلْتُ وَفِي
الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ الْبِطِّيْخُ قَبْلَ
الطَّعَامِ يَغْسِلُ الْبَطْنَ غَسْلًا
وَيَذْهَبُ بِالدَّاءِ اَصْلًا رَوَاهُ
اِبْنُ عَسَاكِرَ عَنْ بَعْضِ عَمَّاتِ
النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

اور کھاتے ۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ
ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
وسلم نے گوشت چھری سے کاٹا اور میں نے
اس کی تشریح شرح شمائل میں کی ہے
ابن القیمؒ فرماتے ہیں اسی طرح بازار میں
کھانے کی ممانعت کی تمام روایات باطل
ہیں عقیلیؒ کہتے ہیں اس بارے میں کوئی حدیث
ثابت نہیں ہے اسی طرح تربوز اور اس کی فضیلت
کے بارے میں جو روایات ہیں اس کا ایک
جزو ہے ۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں
اس بارے میں کوئی حدیث صحیح نہیں سوائے
اس کے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم تربوز کھایا کرتے تھے ۔ ملا علی
قاری فرماتے ہیں جامع الصغیر میں
ہے ۔ تربوز کھانے سے پہلے کھانا
پیٹ کو صاف کرتا ہے اور بیماری
کو دور کرتا ہے ۔ اسے ابن عساکرؒ نے
بعض عمات النبی سے روایت کیا ہے
ابن عساکرؒ فرماتے ہیں یہ روایت شاذ

وَقَالَ شَاذٌّ لَا يَصِحُّ اِنْتَهٰى وَهُوَ يُفِيْدُ اَنَّهٗ غَيْرُ مَوْضُوْعٍ كَمَا لَا يَخْفٰى۔

ہے، صحیح نہیں، اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ موضوع نہیں، جیسا کہ یہ بات مخفی نہیں ہے۔

فَصْلٌ

وَمِنْ ذٰلِكَ اَحَادِيْثُ فَضَائِلِ الْاَزْهَارِ كَحَدِيْثِ فَضْلِ النَّرْجِسِ وَالْوَرْدِ وَالْمَرْزَنْجُوْشِ وَالْبَنَفْسَجِ وَالْبَانِ كُلُّهَا كَذِبٌ وَمِنْ ذٰلِكَ اَحَادِيْثُ فَضَائِلِ الدِّيْكِ وَقَدْ تَقَدَّمَ۔

اسی طرح پھولوں کے فضائل ہیں جو روایات مروی ہیں مثلاً نرگس، گلاب، زعفران بنفشہ اور بان وغیرہ سب جھوٹ ہیں، اسی طرح مرغ کے فضائل کی کی روایات سب جھوٹ ہیں، اور یہ گذر چکا ہے۔

فَصْلٌ

وَمِنْ ذٰلِكَ اَحَادِيْثُ الْحِنَّاءِ وَفَضْلِهَا وَالثَّنَاءِ عَلَيْهَا وَفِيْهِ جُزْءٌ لَا يَصِحُّ مِنْهُ شَيْئٌ وَاَجْوَدُ مَا فِيْهِ حَدِيْثُ التِّرْمِذِيِّ اَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ اَلسِّوَاكُ وَالتَّطَيُّبُ وَالْحِنَّاءُ فَسَمِعْتُ

اسی قسم کی روایات میں سے مہندی اور اس کی فضیلت کی روایات میں، اس کا بھی ایک اچھا خاصہ جزء ہے جس میں ایک بھی روایت صحیح نہیں، اور ان روایات میں سب سے بہتر وہ حدیث ہے جو جامع الترمذی میں ہے کہ چار چیزیں انبیاء کی سنن میں داخل ہیں۔

شَيْخَنَا اَنَّ الْحَجَّاجَ الْمِزِّيَّ يَقُوْلُ	مسواک، خوشبو، اور حنا۔ ابن القیم فرماتے
هٰذَا غَلَطٌ مِنْ بَعْضِ الرُّوَاةِ وَاِنَّمَا	ہیں میں نے اپنے شیخ سے سنا وہ فرماتے تھے امام ابن
هُوَ الْخِتَانُ بِالنُّوْنِ لٰكِنْ لِذٰلِكَ	تیمیہ مراد ہیں) الحجاج المزی کہا کرتے تھے
رَوَاهُ الْمَحَامِلِيُّ عَنْ شَيْخِ التِّرْمِذِيِّ	اس میں بعض راویوں کی جانب سے غلطی واقع
قَالَ وَالظَّاهِرُ اَنَّ اللَّفْظَةَ وَقَعَتْ	ہوئی ہے اور یہ لفظ بجائے حنا کے ختان تھا جیسا
فِيْ اٰخِرِ السَّطْرِ فَسَقَطَ مِنْهَا النُّوْنُ	کہ محاملی نے شیخ ترمذی سے روایت کیا ہے
فَرَوَاهُ بَعْضُهُمُ الْحِنَاءَ وَبَعْضُهُمُ	ابن القیم فرماتے ہیں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ لفظ
الْخِتَانَ وَاِنَّمَا هُوَ الْخِتَانُ غَلَتْ	کے آخر سے نون گر گیا (یعنی تحریر میں) تو بعض نے
وَهٰذَا بَعِيْدٌ لِاَنَّ مَدَارَ الدِّرَايَةِ	نے اسے حنا اور بعضوں نے ختان روایت کیا ہے
عَلٰى تَحْقِيْقِ الرِّوَايَةِ وَمَدَارَ الرِّوَايَةِ	ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ عقلاً بعید ہے اس
عَلٰى اَلْفَاظِ الْمَشَائِخِ لَا عَلٰى كِتَابَةِ	لئے کہ درایت کا دار و مدار روایت کے
مَا فِي الْكِتَابِ وَاللّٰهُ الْمُلْهِمُ	تحقیق پر ہے اور روایت کا دار و مدار مشائخ
بِالصَّوَابِ قَالَ وَمِنْ حَدِيْثِ	کے الفاظ پر ہے نہ کہ کتابت پر۔ ابن القیم
الْخِضَابِ بِالْحِنَاءِ وَالْكَتَمِ قُلْتُ	فرماتے ہیں، حنا اور کتم کے خضاب کی حدیث
كَمَا فِي الشَّمَائِلِ لِلتِّرْمِذِيِّ وَغَيْرِهِ	صحیح ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں، جیسا کہ
وَفِيْ رِوَايَةِ الطَّبْرَانِيِّ وَالْخَطِيْبِ	شمائل ترمذی وغیرہ میں واقع ہے۔ طبرانی
عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا سَيِّدُ رَيْحَانِ	اور خطیب کی روایت میں ابن عمر سے مرفوعاً
اَهْلِ الْجَنَّةِ الْحِنَاءُ قَالَ وَمِنْ	مروی ہے۔ اہل جنت کی خوشبوؤں کی سردار
ذٰلِكَ التَّخَتُّمُ بِالْعَقِيْقِ	حنا ہے۔ ابن القیم فرماتے ہیں، عقیق کی

قَالَ الْعُقَيْلِيُّ لَا يَثْبُتُ فِي هٰذَا	انگوٹھی پہننے کی روایت بھی اسی قبیل میں
شَيْءٌ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ	داخل ہے۔ عقیلی کہتے ہیں اس بارے میں
وَالسَّلَامُ قُلْتُ تَقَدَّمَ حَدِيْثُ	حضور سے کوئی حدیث ثابت نہیں ملا علی
تَخَتَّمُوْا بِالْعَقِيْقِ وَالْكَلَامُ عَلَيْهِ	قاری فرماتے ہیں، یہ حدیث عقیق کی انگوٹھی
وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيْثُ النَّهْيِ اَنْ	پہنا کرو یہ پہلے گذر چکی اور اس پر کلام بھی گذر
تَقُصَّ الرُّؤْيَا عَلَى النِّسَاءِ قَالَ	چکا۔ ابن القیم فرماتے ہیں اسی قسم کی روایات
الْعُقَيْلِيُّ لَا يُحْفَظُ مِنْ وَجْهٍ	ہیں سے عورت سے خواب بیان کرنے کی ممانعت
يَثْبُتُ وَمِنْ ذٰلِكَ اَحَادِيْثُ اَنَّ	بھی ہے عقیلی کہتے ہیں یہ کسی طریقہ سے بھی
لَا يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَلَدُ زِنًى قَالَ	ثابت نہیں اس قسم کی روایات میں سے
اَبُو الْفَرَجِ ابْنُ جَوْزِيٍّ قَدْ وَرَدَ	یہ بھی ہے کہ ولد الزنا جنت میں داخل نہ ہوگا
فِي ذٰلِكَ اَحَادِيْثُ لَيْسَ فِيْهَا	ابو الفرج بن الجوزی کہتے ہیں اس مضمون میں
شَيْءٌ يَصِحُّ وَهِيَ مُعَارِضَةٌ لِقَوْلِهٖ	بہت سی احادیث وارد ہیں، لیکن ان میں سے
وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى	ایک بھی صحیح نہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے اس
قُلْتُ لَيْسَتْ مُعَارِضَةً لَوْ اَنْ	قول کا (اور ایک کا بوجھ دوسرا نہیں اٹھا سکتا)
صَحَّتْ فَاِنَّهٗ لَمْ يُحْرَمِ الْجَنَّةَ بِفِعْلِ	بھی مخالف ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں، اگر
اَبَوَيْهِ بَلْ لِاَنَّ النُّطْفَةَ الْخَبِيْثَةَ	صحت ثابت ہو جائے تو قرآن کی کوئی ممانعت
لَا يَخْلُقُ مِنْهَا طَيِّبًا فِي الْغَالِبِ وَ	دانع نہیں ہوتی، اس لئے کہ اس پر جنت ماں
لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ طَيِّبَةٌ	باپ کے فعل کے باعث حرام نہ ہوگی بلکہ
فَاِنْ كَانَ فِي هٰذَا الْجِنْسِ طَيِّبَةٌ	اس لئے کہ نطفہ خبیثہ پاک طور پر پیدا ہوتا

دَخَلَتِ الْجَنَّةَ وَكَانَ الْحَدِيْثُ
مِنَ الْعَامِّ الْمَخْصُوْصِ وَقَدْ وَرَدَ
فِيْ ذَمِّهِمَا أَنَّهُ شَرُّ الثَّلَاثَةِ وَهُوَ
حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ
بِهٰذَا الْاِعْتِبَارِ فَإِنَّ شَرَّ الْأَبَوَيْنِ
عَارِضٌ وَهٰذَا نُطْفَةٌ خَبِيْثَةٌ
فَشَرُّهُ مِنْ أَصْلِهِ وَشَرُّ الْأَبَوَيْنِ
مِنْ فِعْلِهِمَا وَتَقَدَّمَ
الْكَلَامُ عَلَيْهِ فِيْ لَفْظِ وَلَدِ الزِّنٰى
لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَأَمَّا حَدِيْثُ
وَلَدِ الزِّنٰى شَرُّ الثَّلَاثَةِ فَرَوَاهُ
أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ
وَالْحَاكِمُ فِيْ مُسْتَدْرَكِهِ وَالْبَيْهَقِيُّ
عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَادَ الطَّبْرَانِيُّ
وَالْبَيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ
اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا عَمِلَ بِعَمَلِ
أَبَوَيْهِ وَفِي النِّهَايَةِ قِيْلَ هٰذَا
جَاءَ فِيْ رَجُلٍ بِعَيْنِهِ كَانَ
مَوْسُوْمًا بِالشَّرِّ وَقِيْلَ هُوَ عَامٌّ

نہیں اور جنت میں سوائے پاک کے کوئی داخل
نہ ہوگا۔ تو اگر اس جنس میں پاکیزگی ہوتی تو جنت
میں داخل ہو جاتا۔ اور حدیث عام مخصوص ہوگی
اور اس کی مذمت میں یہ تو موجود ہے کہ وہ تین
شریروں میں ایک شرارت ہے۔ یہ حدیث حسن
ہے اور اس کے معنی صحیح ہیں اس پہ کوئی
غبار نہیں۔ کیونکہ ماں باپ کی شرارت ایک
عارض ہے اور یہ خبیث نطفہ ہے تو اس کی
اصل بھی شر ہوئی اور ماں باپ کی شرارت
ان کا فعل ہے اور اس پر کلام پہلے اس حدیث
کے تحت گزر چکا کہ ولد الزنا جنت میں داخل
نہ ہوگا۔ اور یہ حدیث کہ ولد الزنا تین شریروں میں
سے ایک شرارت ہے تو اسے احمدؒ، ابو داودؒ
نے سند صحیح کے ساتھ حاکم نے اپنی مستدرک
میں بیہقی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے
طبرانی اور بیہقی نے ابن عباسؓ سے یہ زیادتی
روایت کی ہے کہ جب وہ اپنے ماں باپ جیسا
عمل کرے نہایہ میں ہے یہ اس لئے ہے کہ اسے
موسوم بالشر کیا جاتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ

وَاِنَّمَا صَارَ وَلَدُ الزِّنٰی شَرًّا مِّنْ وَالِدَیْهِ لِاَنَّهٗ شَرُّهُمْ لَا اَصْلًا وَلَا نَسَبًا وَوِلَادَةً لِاَنَّهٗ خُلِقَ مِنْ مَاءِ الزَّانِیْ وَالزَّانِیَةِ فَهُوَ مَاءٌ خَبِیْثٌ وَقِیْلَ لِاَنَّ الْحَدَّ یُقَامُ عَلَیْهِمَا فَیَکُوْنُ تَمْحِیْصًا لَهُمَا وَهٰذَا لَا یُدْرٰی مَا یُفْعَلُ بِهٖ فِیْ ذُنُوْبِهٖ ۔

یہ عام ہے، کیونکہ ولد الزنیٰ ماں باپ کی شرارت کا نتیجہ ہے، کیونکہ وہ اصلاً، نسباً اور ولادۃً زانی اور زانیہ کے پانی سے پیدا ہوا ہے۔ اس لئے وہ خبیث ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے، کہ حد کا قیام ان پر انہیں سزا کے طور پر ہے اور یہ نہیں معلوم ان کے گن کا نتیجہ کیا ہوگا۔

ملا علی قاری نے غلط مبحث کر دیا ہے کیونکہ اصل میں تین چیزیں ہیں اول یہ کہ ولد الزنیٰ اصلاً پاک ہے یا ناپاک۔ اور ہمیں یہاں اس سے کوئی غرض نہیں ثانیاً وہ تین شرارتوں میں سے ایک شرارت ہے یا نہیں ہمیں اس مقام پر اس سے بھی بحث مقصود نہیں باقی ہماری رائے ابن عباس کی رائے کے ساتھ ہے اور ہمارے نزدیک وہ نتیجہ شرارت ہے نہ کہ بذاتہٖ شرارت۔ تیسرا سوال یہ ہے کہ وہ جنت میں داخل ہوگا یا نہیں۔ تو ابن عباس کی روایت سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ اپنے ماں باپ جیسا عمل کرے تو جنت میں داخل نہ ہوگا۔ لیکن اگر اس نے ساری زندگی نیک عمل کئے تو بقول ملا علی قاری تب بھی وہ خبیث النسب ہونے کی بنا پر جنت میں داخل نہ ہوگا۔ تو جنت کا داخلہ ایمان اور اعمال صالحہ پر موقوف ہے نہ کہ نسب و خاندان پر اور اسلاف میں سے آج تک کوئی بھی اس امر کا قائل نہیں۔ ثانیاً یہ تو نتیجہ شرارت ہے

اور اصل شر یہاں باپ ہیں اور اگر زانی پر شرعی حد کا دنیا میں اجرا ہو جائے تو وہ زانی ضرور بالضرور جنتی ہے تو جو گناہ میں شامل نہ تھا اسے دوزخی کیسے تصور کیا جا سکتا ہے ثالثاً ابوذر کی ایمان کے بارے میں جو روایت ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مومن جنت میں ضرور جائے گا۔ چاہے وہ چوری کرے یا زنا کرے رابعاً قرآن کہتا ہے ہمارے لئے ان کے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال،،، ان کے اعمال کے بدلے میں اولاد کو کیسے سزا دی جا سکتی ہے۔ خامساً جس وقت یہ فعل عمل میں آیا۔ اس وقت تو وہ وجود میں بھی نہ آیا تھا اور جنت وجہنم کا سوال مکلف ہو جانے کے بعد واقع ہوتا ہے۔ نہ کہ وجود میں آنے سے قبل پھر اس صورت میں انسان کو کوئی اختیار باقی نہ رہے گا۔ تو پھر وہ سزا کا مستحق کیسے ہوگا۔ اگر خدا سے قیامت کے روز اس نے یہ سوال کیا۔ کہ جب دخول جنت صحیح النسب ہونے پر موقوف تھا تو تو نے مجھے حلال طریقے سے کیوں نہ پیدا کیا۔ تو ملا علی قاری اس کا کیا جواب دیں گے۔ دراصل بات یہ ہے کہ ملا علی قاری کے نزدیک ہر ضعیف روایت قابل قبول ہے اس حد تک تو خیر ہمیں زیادہ اختلاف نہ ہوتا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ملا علی قاری کی یہ سعی ہوتی ہے کہ موضوع کو درجہ ضعف تک پہنچا دیا جائے اور ضعیف کو درجہ حسن تک تاکہ اس کے انکار کی کوئی شکل باقی نہ رہے چاہے تمام محدثین اس کے موضوع ہونے پر متفق ہوں۔ میں نے اپنے والد مرحوم مفتی اشفاق الرحمان صاحب سے بارہا سنا کہ ملا علی قاری اور جلال الدین سیوطی ضعف پرست ہیں، اور میں نے ان کے اس قول کو ہر دو محدثین کے بارے میں بالکل صحیح پایا۔

فصل

وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيثُ لَيْسَ
لِفَاسِقٍ غِيبَةٌ قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ
وَالْخَطِيبُ قَدْ وَرَدَ مِنْ طُرُقٍ وَ
هُوَ بَاطِلٌ قُلْتُ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ
بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ
حَيْدَةَ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَيُؤَيِّدُهُ
حَدِيثُ أَتَرْعَوْنَ عَنْ ذِكْرِ
الْفَاجِرِ أَنْ تَذْكُرُوهُ فَاذْكُرُوهُ
يَعْرِفْهُ النَّاسُ رَوَاهُ الْخَطِيبُ
فِي رِوَايَةِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
وَفِي لَفْظٍ أَتَرْعَوْنَ عَنْ ذِكْرِ
الْفَاجِرِ مَتٰى يَعْرِفُهُ النَّاسُ
اُذْكُرُوا الْفَاجِرَ بِمَا فِيهِ يَحْذَرْهُ
النَّاسُ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا فِي
ذَمِّ الْغِيبَةِ وَالْحَكِيمُ فِي نَوَادِرِ
الْأُصُولِ وَالْحَاكِمُ فِي الْكُنٰى
وَالشِّيرَازِيُّ فِي الْأَلْقَابِ وَابْنُ
عَدِيٍّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ

اور اسی قسم کی روایات میں سے یہ روایت
بھی ہے کہ فاسق کے لئے غیبت نہیں دارقطنی رح
اور خطیب کہتے ہیں یہ مختلف طریقوں سے
مروی ہے اور سب باطل ہیں ملا علی قاری
فرماتے ہیں اسے طبرانی نے معاویہ بن حیدہ
سے سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے۔
اور اس کی تائید یہ حدیث بھی کرتی ہے۔
کیا تم فاجر کا ذکر کرنے سے ڈرتے ہو۔ اس
کا ذکر کیا کرو تا کہ لوگ اسے پہچان لیں اسے
خطیب نے روایت کیا ہے (اور خطیب سب
کو باطل قرار دیتے رہے ہیں) مالک رح کی
روایت میں ابوہریرہ کے یہ الفاظ ہیں
کہ تم فاجر کا اس لئے ذکر کرنے سے ڈرتے
ہو کہ لوگ اسے پہچان نہ لیں۔ تم فاجر کا ذکر
کیا کرو تا کہ لوگ اس سے احتراز کریں اسے
ابن ابی الدنیا نے ذم غیبت میں اور حکیم
ترمذی نے نوادر الاصول میں حاکم رح نے
کنی میں شیرازی نے القاب میں، ابن عدی

الخطیب عن بهز بن حکیم عن	طبرانی رح بیہقی رح اور خطیب نے بہز بن حکیم
ابیه عن جده کذا فی الجامع	عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہے جیسا
الصغیر وقد یستفاد هذا	کہ جامع الصغیر میں ہے اور یہ قصے اللہ تعالیٰ
المعنی من قوله تعالی لا یحب	کے قول سے بھی مستفاد ہے ر اللہ تعالے
الله الجهر بالسوء من القول	کسی کی برائی زبان سے بیان کرنے کو پسند
الا من ظلم قال ومن ذلك	نہیں فرماتا مگر مظلوم یعنی مظلوم بیان کر
احادیث النهی عن سب	سکتا ہے۔ ابن القیم فرماتے ہیں اس قسم
البراغیث قال العقیلی لا	کی روایات میں سے براغیث کے برا کہنے
یصح فی البراغیث عن النبی	کی ممانعت کی روایات بھی ہیں ربراغیث
علیه الصلوة والسلام شیئ	برغوث کی جمع ہے اور برغوث ایک چھوٹی قسم
قلت وهذا غریب منه فقد	کی مچھلی ہے عقیلی کہتے ہیں اس بارے میں
روی احمد والبزار والبخاری	حضور سے کوئی شے صحیح طور پر ثابت نہیں
فی الادب والطبرانی فی	ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ ان کا قول غریب ہے
الدعوات عن انس ان رسول	اس لئے کہ امام احمد رح بزار رح بخاری رح نے ادب
الله صلی الله علیه وسلم	المفرد میں، اور طبرانی نے دعوات میں انس
سمع رجلا یسب برغوثا	سے روایت کیا ہے کہ حضور صلعم نے ایک شخص
فقال لا تسبه فانه ایقظ	کو برا کہتے سنا۔ آپ نے فرمایا برغوث کو برا نہ کہو
نبیا لصلوة الفجر ومن ذلك	اس نے ایک نبی کو صبح کی نماز کے لئے جگایا
احادیث اللعب بالشطرنج	تھا ابن القیم فرماتے ہیں اسی قسم کی روایات

اِبَاحَتُہٗ وَتَحْرِیْمُہَا کُلُّہَا کِذْبٌ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ وَاِنَّمَا یَثْبُتُ فِیْہِ الْمَنْعُ عَنِ الصَّحَابَۃِ قُلْتُ قَدْ تَقَدَّمَ حَدِیْثُ مَنْ لَعِبَ بِالشَّطْرَنْجِ وَالْکَلَامُ عَلَیْہِ وَمِنْ ذٰلِکَ حَدِیْثُ لَا تُقْتَلُ الْمَرْأَۃُ اِذَا ارْتَدَّتْ قَالَ الدَّارَقُطْنِیُّ لَا یَصِحُّ ھٰذَا الْحَدِیْثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ قُلْتُ صَحَّ نَھْیُہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ ۔

میں سے شطرنج کی حلت وحرمت کی جتنی روایات ہیں، سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ ہیں، اور صحابہ سے اس کی ممانعت ثابت ہے۔ یہ حدیث اور اس پر کلام پہلے گذر چکا) ابن القیم رح فرماتے ہیں اسی طرح یہ روایت کہ اگر عورت مرتد ہوجائے تو اسے قتل نہ کیا جائے۔ عقیلی رح کہتے ہیں یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے قتل سے منع فرمایا ہے۔

ف ملا علی قاری نے وہ حدیث پیش کی ہے، جو احکام جہاد سے تعلق رکھتی ہے، نہ کہ اس شکل خاص سے۔ اور ارتداد کی صورت میں اسے قتل نہ کرنے کی کوئی روایت ثابت نہیں۔ یہی مقصد ہے امام ابن القیم اور عقیلی کا۔ اور عقلاً بھی ممانعت صحیح نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ جب زنا میں عورت کو حداً رجم کیا جا سکتا ہے، تو ارتداد میں حداً قتل بھی کیا جا سکتا ہے۔ اور قتل میں مقتول کو کوئی تکلیف نہیں۔ بخلاف رجم کے ثانیاً

زنا ایک گناہ کبیرہ ہے۔ جب اس کی سزا اتنی سخت ہے۔ تو کفر کی سزا قتل کیسے نہ ہوگی۔ اور آج تک سوائے ملا علی قاری کے کسی مذہب کے کے عالم نے بھی یہ فتوی نہ دیا۔"

قال ومن ذلك حديث من اهدي اليه هدية وعنده جماعة فهم شركاؤه قال العقيلي لا يصح في هذا الباب شيء وقال البخاري في صحيحه باب من اهديت له هدية وعنده جلساؤه فهو احق قال ويذكر عن ابن عباس ان جلساءه شركاؤه ولم يصح قلت وقد تقدم الكلام عليه في حرف الميم ومن ذلك حديث ان عبد الرحمن بن عوف يدخل الجنة حبوا قال شيخنا لا يصح عن رسول الله عليه الصلوة والسلام قلت اراد شيخه ابن تيمية ومن

ابن القیم فرماتے ہیں اسی قسم کی روایات میں سے یہ بھی روایت ہے کہ جب کسی کے پاس ہدیہ بھیجا جائے اور اس کے پاس جماعت بیٹھی ہو تو وہ جماعت بھی ہدیہ میں شریک ہے۔ عقیلی رح کہتے ہیں اس بارے میں کوئی حدیث صحیح طور پر ثابت نہیں۔ بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب باندھا ہے۔ کہ اگر کسی کے پاس ہدیہ بھیجا جائے اور اس کے پاس دیگر لوگ بیٹھے ہوں۔ تو وہ خود اس ہدیہ کا زیادہ حقدار ہے۔ ابن القیم کہتے ہیں۔ ابن عباس سے یہ روایت کیا جاتا ہے کہ پاس بیٹھنے والے اس ہدیہ میں شریک ہیں لیکن یہ صحیح نہیں۔ اس حدیث پر کلام حرف میم میں گزر چکا۔ ابن القیم فرماتے ہیں اسی قسم کی روایات میں سے یہ بھی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف جنت میں گھٹنوں کے بل داخل ہوں گے۔ ہمارے شیخ (ابن تیمیہ) فرماتے ہیں یہ حضور صلعم سے صحیح طور پر ثابت

أَحَادِيْثُ الْأَبْدَالِ وَالْأَقْطَابِ وَالْأَغْوَاثِ وَالنُّقَبَاءِ وَالنُّجَبَاءِ وَالْأَوْتَادِ كُلُّهَا بَاطِلَةٌ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَأَقْرَبُ مَا فِيْهَا حَدِيْثُ لَا تَسُبُّوْا أَهْلَ الشَّامِ فَإِنَّ فِيْهِمُ الْأَبْدَالَ كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ مِنْهُمْ أَبْدَلَ اللهُ مَكَانَهُ رَجُلًا آخَرَ ذَكَرَهُ أَحْمَدُ وَلَا يَصِحُّ أَيْضًا فَإِنَّهُ مُنْقَطِعٌ قُلْتُ قَدْ وَرَدَتِ الْأَحَادِيْثُ وَالْآثَارُ مَرْفُوْعًا وَمَوْقُوْفًا عَلَى الصَّحَابَةِ الْأَبْرَارِ وَالتَّابِعِيْنَ الْأَخْيَارِ جَمَعَهَا الْحَافِظُ السُّيُوْطِيُّ فِيْ رِسَالَةٍ مُسْتَقِلَّةٍ سَمَّاهَا الْخَبَرَ الدَّالَّ عَلَى وُجُوْدِ الْقُطْبِ وَالْأَوْتَادِ وَالنُّجَبَاءِ وَالْأَبْدَالِ

نہیں، اسی قسم کی روایات میں سے ابدال قطب، نقباء، نجباء، غوث اور اوتاد وغیرہ کی روایات ہیں یہ سب کی سب باطل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور اس میں سب سے بہتر وہ روایت ہے جس میں آتا ہے کہ اہل شام کو برا نہ کہو کیونکہ اس میں ابدال ہیں، جب ان میں سے ایک مرجاتا ہے، تو اللہ تعالٰی اس کی جگہ دوسرا تبدیل فرماتے ہیں، اسے امام احمد نے روایت کیا ہے، لیکن یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ منقطع ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں اس بارے میں احادیث اور آثار صحابہ و تابعین مروی ہیں جنہیں حافظ سیوطی رح نے ایک مستقل رسالہ میں جس کا نام الخبر الدال علی وجود القطب والاوتاد والنجباء والابدال ہے اس پر کلام پہلے گذر چکا)

فَصْلٌ

وَمِنْ ذٰلِكَ أَحَادِيْثُ الْمَنْعِ

ابن القیم فرماتے ہیں اسی طرح رفع یدین

مِنْ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ
عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَالرَّفْعِ مِنْهُ كُلُّهَا
بَاطِلَةٌ لَا يَصِحُّ مِنْهَا شَيْءٌ كَحَدِيْثِ
ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَلَا أُصَلِّيْ بِكُمْ صَلٰوةَ
رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ
إِلَّا فِيْ أَوَّلِ مَرَّةٍ قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ
قَدْ ثَبَتَ حَدِيْثُ سَالِمٍ عَنْ
أَبِيْهِ يَعْنِيْ فِي الرَّفْعِ وَلَمْ يَثْبُتْ
حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ كَحَدِيْثِهِ
الْآخَرِ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَأَبِيْ
بَكْرٍ رض وَعُمَرَ رض فَلَمْ يَرْفَعُوْا إِلَّا
عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَهُوَ مُنْقَطِعٌ
لَا يَصِحُّ قُلْتُ حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ
رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ قَالَ
التِّرْمِذِيُّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَ
أَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ
بِسَنَدِهِمَا فَمَا نُقِلَ عَنِ ابْنِ

کی رکوع میں جاتے وقت اور اٹھتے
وقت ممانعت کی روایات سب باطل
ہیں ان میں سے کوئی بھی حدیث صحیح
نہیں، جیسا کہ ابن مسعودؓ کی روایات
کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم جیسی نماز نہ پڑھاؤں، آپ نے
نماز پڑھائی اور رفع یدین نہ فرمایا
ابن المبارکؒ کہتے ہیں رسول اللہ علیہ و
سلم سے رفع یدین کے بارے میں ابن
عمر کی روایت ثابت ہے۔ اور ابن مسعود
کی نہیں، جیسا کہ دوسری روایت ہے میں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ وعمرؓ
کے پیچھے نماز پڑھی کسی نے بھی رفع یدین
نہ کیا۔ یہ منقطع ہے، صحیح نہیں، ملا علی قاری
فرماتے ہیں، ابن مسعود کی روایت ابوداؤد
اور ترمذی نے روایت کی ہے اور ترمذی
نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ اور نسائیؒ نے
خود ابن المبارک سے اسے دو سندات
کے ساتھ روایت کیا ہے اور ابن المبارکؒ

الْمُبَارَكِ عَدَّ رَضًا أَثَرَ بَعْدَ مَا ثَبَتَ
بِالطَّرِيقِ الَّتِي ذَكَرْنَاهَا وَمُنَاظَرَةُ
الْأَوْزَاعِيِّ مَعَ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ
رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَىٰ مَشْهُورَةٌ وَ
رَوَى الطَّحَاوِيُّ ثُمَّ الْبَيْهَقِيُّ
بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ
رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رض رَفَعَ
يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لَا
يَعُودُ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ أَنَّ عَلِيًّا
رَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ التَّكْبِيرِ
ثُمَّ لَمْ يَعُدْ قَالَ وَحَدِيثُ
يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَىٰ
عَنِ الْبَرَاءِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ
الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَىٰ قَرِيبِ
أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُودُ قَالَ
الشَّافِعِيُّ ذَهَبَ بَعْضُ النَّاسِ
إِلَىٰ تَغْلِيطِ يَزِيدَ وَقَالَ الْإِمَامُ
أَحْمَدُ هٰذَا حَدِيثٌ وَاهٍ قُلْتُ

اسی وقت روایت کر سکتے تھے، جب کہ
وہ ان کے نزدیک ثابت ہو چکی ہو، اور
اوزاعی کا امام ابو حنیفہ کے ساتھ مناظرہ
تو مشہور ہے۔ طحاوی اور بیہقی رح نے
سند صحیح کے ساتھ اسود رح سے
روایت کیا ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ
تعالے عنہ کو پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ
اٹھاتے دیکھا۔ اور اس کے بعد وہ ہاتھ
نہ اٹھاتے۔ طحاوی رح نے حضرت علی رضی
اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت کی ہے
امام محمد نے بھی علی کی روایت کو دو سندوں میں
نقل کیا ہے) اور یزید بن ابی زیاد کی براء
بن عازب سے روایت ہے، کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کے وقت
رفع یدین فرماتے، پھر نہ فرماتے۔ شافعی
کہتے ہیں بعض لوگوں نے یزید کو غلط
قرار دیا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ
فرماتے ہیں یہ حدیث واہی ہے ملا علی رح
قاری فرماتے ہیں جب دوسرے طریقہ

إِذَا ثَبَتَ مِنْ طُرُقٍ أُخْرٰى لَا يَضُرُّ ضُعْفُ هٰذَا بَلْ يَصْلُحُ لِلتَّقْوِيَةِ بِهٖ ۔

سے ثابت ہو گی۔ تو یہ ضعف اسے نقصان نہ پہنچائے گا بلکہ یہ تو تقویت کا باعث ہو گا۔

فائدہ۔ طحاوی رح میں براء رضی اللہ تعالےٰ عنہ والی روایت کی کئی سندات ہیں۔ سند اول یہ ہے۔ جس پر امام شافعی کو اعتراض ہے ابوبکرہ۔ مؤمل۔ سفیان۔ یزید بن ابی لیلیٰ ابن ابی لیلیٰ۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ۔ دوسری سند یہ ہے۔ ابن ابی داؤد۔ عمرو بن عون۔ خالد۔ ابن ابی لیلیٰ۔ عیسیٰ بن عبدالرحمٰن۔ عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ براء رضی اللہ عنہ تیسری سند یہ ہے۔ محمد بن لقمان۔ یحییٰ بن یحییٰ۔ وکیع۔ ابن ابی لیلے۔ اخمالو لیلے اور حکم۔ ابن ابی لیلے۔ براء رضی اللہ عنہ۔

قَالَ وَحَدِيثُ وَكِيعٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنِ الْحَكَمِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يُرْفَعُ الْأَيْدِي عِنْدَ سَبْعِ مَوَاطِنَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَاسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ وَالصَّفَا وَ

ابن القیم فرماتے ہیں یہ روایت وکیع ابن ابی لیلیٰ۔ حکم۔ مقسم۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حکم۔ نافع۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سات مقام پر ہاتھ اٹھاتے تھے۔ نماز شروع کرتے وقت۔ صفا۔ مروہ۔ موقفین اور جمرتین پر۔ یہ روایت مرفوعاً صحیح نہیں۔ بلکہ یہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رض

المراد بالموقفين والجمرتين
لا يصح رفعه والصحيح رفعه
عن ابن عمر وابن عباس رض
قلت وعلى تقدير عدم صحة
رفعه يكفينا صحة وقفه لا سيما
وهو في حكم المرفوع اذ لا يقال
مثل هذا من قبل الرأي
كيف وقد روى الطبراني
بسنده عن ابي ليلى عن الحكم
عن المقسم عن ابن عباس رض
عنه عليه السلام لا ترفع
الايدي الا في سبع مواطن
حين يفتتح الصلوة وحين
يدخل المسجد الحرام فينظر
الى البيت وحين يقوم على
الصفا والمروة وحين يقف مع
الناس عشية عرفة وبجمع
والمقامين حين يرمي الجمرة
وذكره البخاري معلقا في كتابه

کا عمل ہے۔ ملا علی قاری فرماتے
ہیں۔ اگر یہ مرفوعاً ثابت نہ ہو اور
اسے موقوف ہی مانا جائے۔
تو یہ مرفوع کے حکم میں ہے۔ کیونکہ
اس جیسی بات اپنی جانب سے نہیں
کہی جاسکتی۔ اور اسے طبرانی نے
اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے
ابو لیلیٰ۔ حکم۔ مقسم۔ ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
صرف سات جگہوں میں ہاتھ اٹھاتے
جب نماز شروع فرماتے
جب مسجد حرام میں داخل ہوتے
اور بیت اللہ کو دیکھتے۔ جب
صفا اور مروہ پر ٹھہرتے۔ اور
عرفہ کی شام کو اور جمع میں اور
رمی جمرہ کے وقت دونوں مقامات
(اتفاق سے یہی سند طحاوی
کی ہے) بخاری نے ادب المفرد

المُفرد في رفع اليدين فقال
وقال وكيع عن ابن ابي
ليلى عن الحكم عن مقسم عن
ابن عباس عنه عليه السلام
لا يرفع الا يدي الا في سبع
مواطن في افتتاح الصلوة
واستقبال الكعبة وعلى الصفا
والمروة وبعرفات وبجمع و
في المقامين عند الجمرتين
قال وحديث اورده البيهقي في
الخلافيات من رواية عبد الله
بن عوف بن الخزار حدثنا مالك
عن الزهري عن سالم عن ابيه
ان النبي عليه الصلوة والسلام
كان يرفع يديه ثم لا يعود
قلت وقد صح عنه خلاف
ذلك فيحمل على نسخ الاول
فتامل وقول ابن القيم
من شر رواية الحديث

میں معلقاً اس سند کے ساتھ
روایت کیا ہے۔ وکیع۔ ابن
ابی لیلیٰ۔ حکم۔ مقسم۔ ابن عباس رض
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف
سات مقامات پر ہاتھ اٹھائے
نماز شروع کرتے وقت۔ کعبہ کے
سامنے۔ صفا۔ مروہ۔ عرفات
جمع۔ اور جمرتین پر۔ ابن القیم فرماتے
ہیں۔ بیہقی رح نے خلافیات میں اس
سند کے ساتھ عبد اللہ بن عوف
الخزار۔ مالک۔ زہری۔ سالم
ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
صرف تکبیر افتتاح کے وقت
رفع یدین کرتے پھر نہ کرتے۔ ملا علی
قاری فرماتے ہیں۔ ابن عمر رض سے اس
کے خلاف منقول ہو چکا۔ تو اب یہ
اس بات پر محمول کیا جائیگا۔ کہ پہلی حدیث
منسوخ ہے اور ابن القیم کا اس حدیث کے

عَلٰی بَعْضٍ شَمِّہٖ بِاللّٰہِ اَنَّہٗ مَوْضُوْعٌ مَّنْ فُوْعٌ ؛

بارے میں یہ قول کہ جس نے ذرا سی بھی حدیث کی خوشبو سونگھی ہوگی وہ خدا کی قسم کھا کر اسے موضوع کہے گا۔ تو یہ قول صحیح نہیں۔

فائدہ - ابن عباس کی روایت ترمذی نسائی اور طحاوی رح میں مرفوعاً موجود ہے۔ اسی طرح ابن عمر رض کی روایت طحاوی میں مرفوعاً موجود ہے۔ اگر یہ موقوف بھی ہو تو فعل صحابی حجت اور پھر ابن عمر تو وہ شخص ہیں جن کی روایت کی بنا پر تم نے ابن مسعودؓ کی روایت کا انکار کیا تھا۔ اور یہاں خود وہ منکر ہیں۔

اور جب ابن عمر رض سے صحیح طور پر ترک رفع یدین ثابت ہے۔ تو بلا علت موضوع ہونے کا حکم کیسے لگایا جا سکتا ہے۔ امام محمد رح نے ابن عمرؓ سے اس سند کے ساتھ۔ محمد بن ابان بن صالح، عبد العزیز بن حکیم کہتے ہیں۔ میں نے ابن عمر کو دیکھا۔ کہ وہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین فرماتے پھر نہ فرماتے طحاوی نے اس سند کے ساتھ، ابن ابی داؤد۔ احمد بن یونس، ابو بکر بن عیاش، حصین، مجاہد ابن عمر رض سے ایسا ہی روایت کیا ہے مجاہد جو ابن عمر سے ترک رفع یدین روایت کر رہے ہیں وہ ابن عمر کی خدمت میں دس سال رہے۔

قَالَ وَحَدِیْثُ اَبِی الزُّبَیْرِ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ الصَّلٰوۃِ ثُمَّ لَمْ یَرْفَعْھُمَا

ابن القیم فرماتے ہیں اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر افتتاح کے وقت رفع یدین فرماتے پھر نہ فرماتے

هُوَ مَوْضُوْعٌ قُلْتُ هٰذَا اَمْدُ فَوْعٌ بِاَنَّهٗ يُوَافِقُ مَا ثَبَتَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض وَغَيْرِهٖ فَالْحُكْمُ الْمُطْلَقُ بِوَضْعِهٖ مِنْ غَيْرِ عِلَّةٍ فِيْ سَنَدِهٖ غَيْرُ مَشْرُوْعٍ ؞

یہ بھی موضوع ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ بھی صحیح نہیں، بلکہ یہ تو ابن مسعود والی روایت کی تائید کرتی ہے تو مطلقاً سند میں بلا کسی علت کے وضع کا حکم کیسے لگایا جا سکتا ہے ؞

فائدہ ۔ امام ابن القیم رح نے رفع یدین کے معاملہ میں بہت ہی تعصب سے کام لیا ہے ورنہ عباد ابن الزبیر رض کی یہ روایت بیہقی نے خلافیات میں نقل کی ہے۔

قَالَ وَحَدِيْثُ وَضَعَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ عُكَاشَةَ الْكَرْمَانِيُّ عَنْ اَنَسٍ مَوْقُوْفًا مَنْ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الرُّكُوْعِ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ قَبَّحَ اللّٰهُ وَاضِعَهٗ قُلْتُ وَلَوْ صَحَّ يُحْمَلُ عَلٰى اَنَّهٗ لَا صَلٰوةَ كَامِلَةً لَهٗ ؞

ابن القیم رح فرماتے ہیں، محمد بن عکاشہ الکرمانی نے انس رضی اللہ عنہ سے ایک موقوف روایت وضع کی ہے جو رکوع میں ہاتھ اٹھائے اس کی نماز نہ ہوا اللہ تعالیٰ اس کے واضع کی صورت بگاڑے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں ہو سکتا ہے کہ مقصود یہ ہو کہ اس کی نماز کامل نہیں ہوتی ؞

فائدہ ۔ اب ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ترک رفع یدین کی روایات کن کن اصحاب سے ثابت ہیں۔

(۱) عبداللہ بن مسعود رض۔ ترمذی نے ان کی روایت کو حسن قرار دیا ہے اس کے علاوہ۔ محمد رح نے مؤطا میں طحاوی رح۔ ابوداؤد رح۔ نسائی دارقطنی

اور ابن ابی شیبہ نے روایت کر کے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اسی طرح ابن حزم نے محلی میں۔ ابن القطان اور دار قطنی رح نے بھی صحیح قرار دیا ہے

ثانیاً ابن مسعود رض کی یہ روایت کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رض اور عمر کے پیچھے نماز پڑھی ان میں سے کسی نے رفع یدین نہیں کیا۔ اسے ابن عدی رح۔ دار قطنی رح اور بیہقی رح نے اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ حماد۔ ابراہیم۔ علقمہ۔ ابن مسعود رض۔

براء بن عازب رض کی مرفوع روایت ابوداؤد نے روایت کی ہے اور اس پر کلام کیا ہے۔ لیکن طحاوی نے مختلف سندات اور ابن ابی شیبہ نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

حضرت علی رض سے مرفوع روایت۔ اسے دار قطنی رح نے روایت کیا ہے اور موقوف روایت کو طحاوی اور محمد رح اور دار قطنی نے روایت کیا ہے۔ اور دار قطنی رح کہتے ہیں۔ اسے موقوفاً روایت کرنے والے عبد الرحمٰن بن مہدی۔ موسیٰ بن داؤد۔ احمد بن یونس وغیرہ ہیں اور اسے عثمان بن سعید الدارمی نے بھی روایت کیا ہے۔

ابن عمر رض والی روایت اسے محمد رح۔ طحاوی رح نے موقوفاً اور بیہقی رح نے خلافیات میں مرفوعاً روایت کیا ہے۔

ابن عباس رض اور ابن عمر رض کی وہ روایت جس میں سات مقامات پر رفع یدین کا ذکر ہے۔ اسے بخاری نے ادب المفرد میں طحاوی رح طبرانی رح بیہقی رح اور حاکم نے مرفوعاً۔ بزار نے موقوفاً و مرفوعاً اور ابن

ابی شیبہ رح نے موقوفاً روایت کیا ہے۔
ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ کی ترک رفع یدین کی روایت اسے ابوداؤد رح نے روایت کیا ہے۔
عمر رض کی روایت اسے طحاوی رح نے موقوفاً روایت کیا ہے۔
ابوہریرہ رض سے ترک رفع یدین۔ اسے ابوداؤد رح ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے اور منذری رح نے اس پر سکوت کیا ہے۔
عباد بن الزبیر کی روایت کو بیہقی نے خلافیات میں نقل کیا ہے۔
صاحب بدائع نے ابن عباس رض سے روایت کیا ہے کہ عشرہ مبشرہ میں سے کوئی بھی رفع یدین نہ کرتا تھا۔
جابر بن سمرہ کی روایت اسے مسلم رح، نسائی۔ ابوداؤد رح۔ ابن ماجہ رح اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔
امام عینی رح فرماتے ہیں جن لوگوں سے ترک رفع یدین ثابت ہے ان میں عبداللہ بن عمر رض۔ ابوسعید خدری رض۔ جابر بن سمرہ رض۔ براء رض۔ عبداللہ بن مسعود رض وعلی رض۔ عمر رض۔ ابن الزبیر رض۔ ابن عباس رض۔ ابوہریرہ رض) سفیان ثوری۔ ابوحنیفہ رح۔ ابویوسف رح۔ محمد رح علقمہ رح اسود رح۔ عامر الشعبی۔ ابواسحٰق السبیعی خیثمہ رح۔ مغیرہ رح وکیع رح۔ عاصم رح بن کلیب رح۔ زفر رح۔ ابن ابی لیلے رح ابراہیم رح نخعی۔ حماد رح اور تمام اہل کوفہ داخل ہیں بلکہ امام مالک کا بھی یہی مسلک ہے۔ ابن القاسم نے مدونہ میں امام مالک رح سے روایت کیا ہے۔ کہ میں سوائے افتتاح کے رفع یدین نہیں پہچانتا۔ حالانکہ رفع یدین کی روایت وہی نقل

کررہے ہیں، نووی نے امام مالک کا مذہب ترک رفع یدین نقل کیا ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ ابن القیم نے ان تمام روایات کو کیسے موضوع قرار دیا۔ ہم اسے سوائے تعصب کے کیا کہہ سکتے ہیں۔

فصل

وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيثُ اَنَّ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُدْعَوْنَ بِاُمَّهَاتِهِمْ لَا بِآبَائِهِمْ هُوَ بَاطِلٌ قُلْتُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ بِاِمَامِهِمْ بَدَلَ بِاُمَّهَاتِهِمْ قِيلَ وَفِيهِ ثَلٰثَةُ اَوْجُهٍ مِنَ الْحِكَمِ اَحَدُهَا لِاَجْلِ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالثَّانِي لِشَرَفِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَالثَّالِثُ لِئَلَّا يَفْتَضِحَ اَوْلَادُ الزِّنٰى ذَكَرَهُ الْبَغَوِيُّ فِي تَفْسِيرِهِ مَعَالِمِ التَّنْزِيلِ قَالَ وَالْاَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ بِخِلَافِهِ قَالَ الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيحِهِ بَابُ يُدْعَى النَّاسُ

اور اسی قسم کی روایات میں سے یہ روایت بھی ہے کہ لوگ قیامت کے روز اپنی ماؤں کا نام لے کر پکارے جائیں گے اور یہ باطل ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں، محمد بن کعبؒ نے امہات کی بجائے امام کا لفظ روایت کیا ہے اور اس کی تین وجوہات ہیں اول تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے ثانیاً حضرت حسن وحسین کے شرف کی بنا پر تیسرے یہ کہ اولاد زنی رسوا نہ ہو جیسا کہ بغوی نے اپنی تفسیر معالم التنزیل میں روایت کیا ہے۔ لیکن احادیث صحیحہ اس کے خلاف ہیں۔ بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب باندھا ہے کہ لوگ قیامت کے روز اپنے باپوں کا نام لے کر پکارے جائیں گے

يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِآبَائِهِمْ ثُمَّ ذَكَرَ حَدِيْثَ يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَدْرِ غَدْرَتِهِ الْجَمْعِ يُقَالُ هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ وَفِي الْبَابِ أَحَادِيْثُ غَيْرُ ذٰلِكَ فَلَعَلَّهُ يُمْكِنُ الْجَمْعُ بِاخْتِلَافِ الْمَوَاقِفِ وَاللهُ سُبْحَانَهُ أَعْلَمُ

پھر حدیث ذکر کی جس کا مقصد یہ ہے کہ ہر غدار کے لئے قیامت کے روز اس کے غدر کے مطابق جھنڈا گاڑا جائے گا اور کہا جائے گا۔ یہ فلاں بن فلاں کے غدر کی بنا پر ہے اور اس مضمون میں دیگر احادیث بھی موجود ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں ہو سکتا ہے کہ حالات مختلف ہوں۔

فصل

وَمِنْ ذٰلِكَ حَضَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِمَاعًا وَرَقَصَ حَتّٰى شَقَّ قَمِيْصَهُ فَلَعَنَ اللهُ وَاضِعَهُ مَا أَجْرَأَهُ عَلَى الْكِذْبِ وَحَدِيْثُ لَوْ أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ ظَنَّهُ بِحَجَرٍ لَنَفَعَهُ هُوَ مِنْ وَضْعِ الْمُشْرِكِيْنَ عُبَّادِ الْأَوْثَانِ انْتَهٰى وَقَدْ تَقَدَّمَ وَحَدِيْثُ لِتَخَتَّمُوْا

اسی قسم کی روایت یہ بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سماع و رقص میں حاضر ہوئے۔ حتی کہ آپ نے اپنا کرتہ پھاڑ لیا۔ اللہ تعالےٰ اس کے وضع کرنے والے پر لعنت کرے کہ وہ جھوٹ بولنے پر کتنا جری ہے۔ اسی طرح یہ روایت کہ اگر تم میں سے کوئی اپنا خیال پتھر کے ساتھ بھی اچھا پیدا کرلے گا۔ تو وہ بھی اسے نفع پہنچائیگا یہ مشرکین اور بت پرستوں کا طریقہ ہے

مَعَ الْفُقَرَاءِ أَيَادِيْ فَإِنَّ لَهُمْ
دَوْلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَوْضُوْعٌ
قُلْتُ لَيْسَ كَذٰلِكَ كَمَا تَقَدَّمَ
وَحَدِيْثُ مَنْ عَشِقَ فَعَفَّ
وَكَتَمَ وَمَاتَ فَهُوَ شَهِيْدٌ
مَوْضُوْعٌ قُلْتُ لَيْسَ كَذٰلِكَ كَمَا
سَبَقَ وَحَدِيْثُ مَنْ أَكَلَ مَعَ
مَغْفُوْرٍ لَهُ غُفِرَ لَهُ مَوْضُوْعٌ قُلْتُ
وَهُوَ كَذٰلِكَ كَمَا تَقَدَّمَ قَالَ
وَغَايَةُ مَا رُوِيَ فِيْهِ أَنَّهُ مَنَامٌ
رَآهُ بَعْضُ النَّاسِ قُلْتُ رُؤْيَا
الْمَنَامِ لَا عِبْرَةَ بِهَا فِيْ إِثْبَاتِ
الْحَدِيْثِ عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ وَحَدِيْثُ مَنْ قَصَّ
أَظْفَارَهُ مُخَالِفًا لَمْ يَرَ فِيْ عَيْنَيْهِ
رَمَدًا مِنْ أَقْبَحِ الْمَوْضُوْعَاتِ
قُلْتُ قَدْ تَقَدَّمَ وَحَدِيْثُ
إِذَا دَعَتْ أَحَدَكُمْ أُمُّهُ وَهُوَ
فِي الصَّلٰوةِ فَلْيُجِبْ وَإِذَا دَعَاهُ

اور یہ پہلے گذر چکی۔ اور یہ روایت فقراء
کے ساتھ دوستی پیدا کرو۔ کیونکہ وہ
قیامت کے روز مالدار ہوں گے یہ موضوع
ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ ایسا نہیں
ہے، جیسا کہ گذر چکا۔ اور یہ روایت
جس نے عشق کیا پاکدامن رہا، عشق کو
چھپایا۔ اور اسی حالت میں مر گیا۔ تو وہ
شہید ہے۔ یہ بھی موضوع ہے ملا علی قاری
فرماتے ہیں یہ موضوع نہیں جیسا کہ پہلے گزر
چکا۔ اور یہ روایت کہ جو مغفور کے ساتھ
کھائے اس کی بھی مغفرت کر دی جائیگی
یہ بھی موضوع ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں
ایسا نہیں ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا ابن القیم
فرماتے ہیں اور اس بارے میں انتہا یہ ہے
کہ لوگ خواب بیان کرتے ہیں۔ ملا علی قاری
فرماتے ہیں خواب میں دیکھنا حدیث ثابت
کرنے کے لئے دلیل نہیں بن سکتا اور یہ
روایت کہ جس نے ناخون مخالف طور پر
کاٹے تو اس کی کبھی آنکھیں دکھنے نہ آئیں گی۔

أَبُوهُ فَلَا يُجِبْ يَرُدَّهُ
عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنِ اَبَانَ الْقُرَشِيّ
الْاُمَوِيُّ قَالَ الْبُخَارِيُّ تَرَكُوهُ
وَقَالَ ابْنُ مُعِيْنٍ وَغَيْرُهُ
كَذَّابٌ رَوَى اَحَادِيْثَ مَوْضُوْعَةً
وَحَدِيْثُ جَابِرٍ فِي التَّشَهُّدِ
وَفِي اَوَّلِهٖ بِسْمِ اللهِ اَلتَّحِيَّاتُ
لِلّٰهِ يَرْوِيْهِ حُمَيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ
عَنْ اَبِي عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ
عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْهُ قَالَ
ابْنُ مُعِيْنٍ حُسَيْنٌ هٰذَا كَذَّابٌ
وَقَالَ النَّسَائِيُّ لَيْسَ بِشَيْءٍ قُلْتُ
هٰذَا يَقْتَضِيْ ضَعْفَهُ لَا وَضْعَهُ
كَيْفَ وَقَدْ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ
فِي الْكَبِيْرِ وَالْاَوْسَطِ عَنِ ابْنِ
الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ
مَرْفُوْعًا بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ
خَيْرِ الْاَسْمَاءِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ
الْحَدِيْثَ ذَكَرَهُ الْعَلَّامَةُ

یہ بھی موضوع ہے اور یہ بھی پہلے گذر چکی۔
اور یہ روایت جب تم میں سے کسی کو نماز
پڑھتے ہوئے اس کی ماں بلائے تو اسے
جواب دے اور جب باپ بلائے تو جواب
نہ دے اسے عبدالعزیز بن ابان القرشی
الاموی نے روایت کیا ہے۔ بخاری رحمہ کہتے
ہیں اسے چھوڑ دو۔ ابن معین وغیرہ کہتے
ہیں کذاب ہے موضوع احادیث وغیرہ کہتا
اور جابر کی التحیات کے بارے میں وہ
روایت جس کے شروع میں بسم اللہ
التحیات للہ۔ جسے حمید بن ربیع نے عن
ابی عاصم عن ابی جریج عن ابی الزبیر کی
سند سے روایت کیا ہے۔ تو اس حمید کے
بارے میں ابن معین فرماتے ہیں یہ کذاب
ہے۔ نسائی کہتے ہیں کچھ نہیں۔ ملا علی قاری
فرماتے ہیں اس سے ضعف ثابت ہوا نہ کہ
وضع کیونکہ طبرانی نے کبیر اور اوسط میں ابن
الزبیر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا بسم اللہ التحیات
للہ۔ علامہ جزری نے اسے حصن میں نقل کیا ہے

الْجَزَرِيُّ فِي الْحِصْنِ مَعَ الْتِزَامِ أَنْ يَكُونَ جَمِيعُ مَا فِيهِ صَحِيحًا ۔ — اور انہوں نے یہ التزام کر رکھا ہے کہ اس میں صرف صحیح روایات نقل کریں گے ،

فائدہ ۔ ملا علی قاری کا یہ قول کہ اس سے ضعف ثابت ہوگا نہ کہ وضع ۔ تو راوی کے کذاب ہونے سے روایت کا وضع ثابت ہوتا ہے . نہ کہ ضعف لیکن شواہد کی بنا پر یہ حدیث موضوع ضعیف تو کجا بلکہ صحیح ہے ۔ ایک شواہد تو ابن الزبیر کی روایت ہے ۔ دوسرے امام مالک نے موطا میں نافع کے ذریعہ ابن عمر رضہ سے التحیات کے شروع میں بسم اللہ کے الفاظ نقل کئے ہیں ، اور جابر کی روایت جس میں بسم اللہ کے الفاظ ہیں ، ابن ماجہ نے دو سندوں سے روایت کی ہے ، اور اس میں یہ حمید کذاب موجود نہیں ۔ ابن ماجہ کی سندات یہ ہیں محمد بن زیاد معتمر بن سلیمان ۔ ایمن بن نابل ۔ ابو الزبیر جابر رضہ ۔ دوسری سند یحیی بن حکیم محمد بن بکر ۔ ایمن بن نابل ۔ ابو الزبیر رضہ ۔

حلوہ 911 * رقم

حیاتِ خضر کے منکر قلد

باپ دادا اکبر باپ دادا اصغر والی روایت موضوع 222 * علم غیب پر بحث 525-533

صحابہ کو گالی 230 * عاشورہ پر نہ خوشی نہ غم 561

← آدم مٹی اور پانی تھے میں نبی تھا 297 * روایات موضوع علیؓ اور معاویہؓ 565

← نبی ﷺ کی خاتم اور ابراہیمؑ اور عمرؓ 319

← دیوار کے پیچھے کیا ہے میں نہیں جانتا 330

← علماء کی سیاہی شہید کے خون سے افضل 344

← مسح اور کنگھی جو نبی گردن پر بھی پھیرنا 347

← امام شافعی کا قول عشق اور گوبھا 367

← گلاب کا پھول اور نبی پاک کا پسینہ 426

← اثباتِ حدیث عن عمرؓ کہ وہ نبی تھے یا نہیں میں نہیں جانتا 430

← پیاز کی حدیث 447

← وفاتِ نبی اور علیؓ کا کاغذ پر لکھنا 447

← نبی کا نور 462 * بلالؓ کی اذان اور مدینہ کا واقعہ 473

← علیؓ اور سورج کا طلوع 477 ~~137 506~~ 224

← نام محمد اور یہودی سے جماع 505

← ابلیس کی نماز 523 ← قیامت کا علم اور نبی پاک 525-527

← نبی کے والدین کا زندہ ہونا 98 * علی علم کا دروازہ 134 خیبر کا دروازہ اور علیؓ 203

مسلکِ قادری ... کو توعود